قائدِ اعظم: تقاریر و بیانات

جلد چہارم
۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۸ء

ترجمہ
اِقبال احمد صدیقی

بزمِ اقبال
۲۔ کلب روڈ، لاہور

قائدِ اعظم : تقاریر و بیانات

۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۸ء
جلد چہارم

ترجمہ

اِقبال احمد صدّیقی

بزمِ اقبال
۲۔ کلب روڈ، لاہور

ناشر	:	پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار سیکرٹری بزم اقبال ۲ کلب روڈ، لاہور
کمپوزنگ	:	پرل کمپوزنگ سنٹر، پیسو را ما لاہور
مطبع	:	حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز
صفحات جلد چہارم	:	۵۱۲
سن اشاعت	:	۱۹۹۸ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
قیمت	:	۲۵۰ روپے

ISBN No 969-8042-07-5

مسٹر جناح سے قائداعظمؒ

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے
اقبالؒ
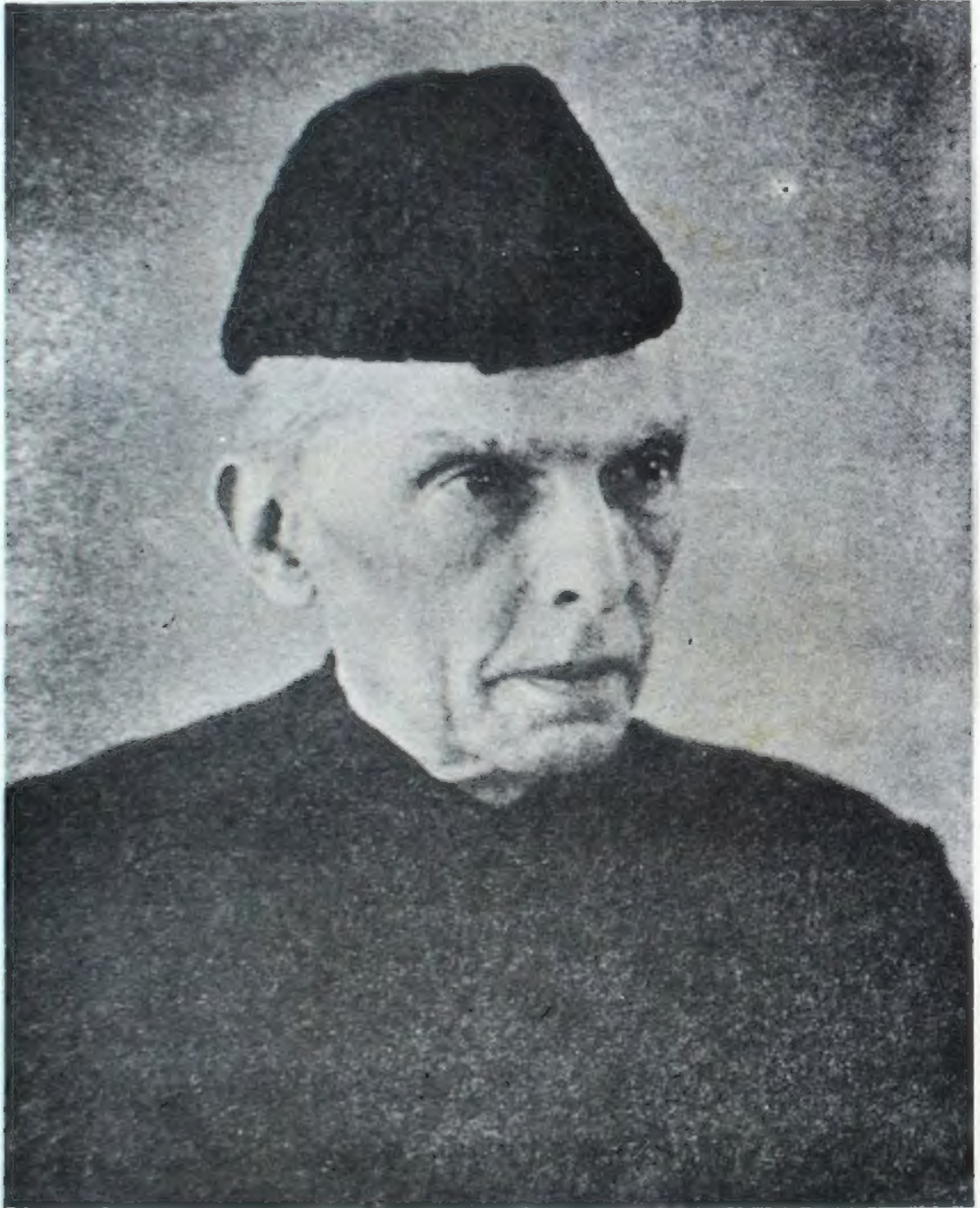
قائداعظم محمد علی جناح ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء تاریخ وفات ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء
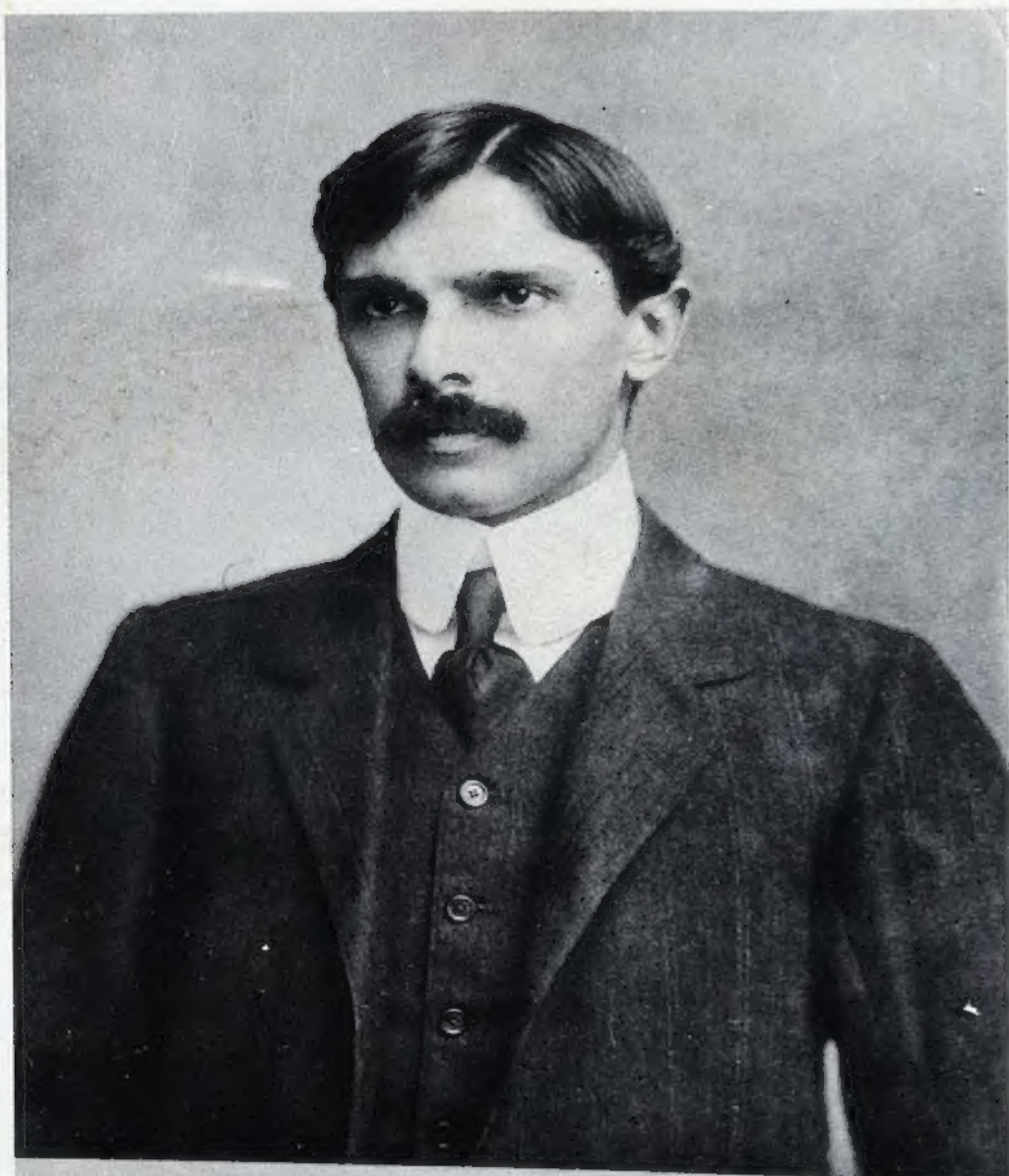
Jinnah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزارش احوال واقعی

"قائداعظم: تقاریر و بیانات" کی چوتھی اور آخری جلد حاضر خدمت قارئین ہے۔ یہ جلد جنوری ۱۹۴۶ء سے اگست ۱۹۴۸ء (قائداعظمؒ کے آخری ایّام) تک محیط ہے جو برِّصغیر ہند و پاک کی تاریخ کا انتہائی اہم، نازک اور فیصلہ کُن دور ہے۔ اس لحاظ سے اس جلد کی خاص اہمیت ہے۔

اس سلسلے کی پہلی جلد ۱۹۱۱ء تا ۱۹۳۱ء مسٹر محمد علی جناح کے حوالے سے اُس دور کے برّصغیر ہند کے سیاسی نشیب و فراز کی داستان تھی۔ دوسری جلد ۱۹۳۴ء تا ۱۹۴۱ء تک، قانون ہند ۱۹۳۵ء کی آمد کے ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے اسلامیان ہند کی تنظیم نو سے لے کر قرارداد لاہور (پاکستان) کے واقعات پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد میں نصب العین کے تعیّن کے بعد تحریک پاکستان اور جدوجُہد آزادی کے مختلف مراحل سامنے آئے۔ یہ بھی بڑا نازک دُور تھا۔ جنگ عالمگیر دوم عروج پر تھی اور جاپانی افواج ہند کے دروازے پر دستک دے رہی تھیں۔ اسی زمانے میں کرپس مشن ہند آیا۔ کانگرس نے "ہند چھوڑ دو" تحریک شروع کی۔ جنگ کے اختتام پر شملہ کانفرنس اور انتخابات کے مراحل آئے — اور پھر اس آخری جلد میں انتخابات میں مسلم لیگ کی عظیم الشان فتح کے ساتھ فیصلہ کُن دور شروع ہوا۔ وزارتی مشن کی ہند میں آمد، گفت و شنید کی ناکامی کے بعد وزارتی مشن کی طرف سے طویل المدّت اور قلیل المدت منصوبے پیش کرنا، کانگرس کی ہٹ دھرمی اور وزارتی مشن کی سیاسی قلا بازیاں، مسلم لیگ کی راست روی اور برطانوی حکومت کی بے تدبیری کے واقعات اور ہند میں خانہ جنگی کے امکانات اس سُرعت اور تیزی سے سامنے آتے ہیں کہ اس ہیجان خیز دور کے جُملہ نشیب و فراز کی داستان قائداعظم کے افکار و فرمودات اور تقاریر و بیانات کی صورت میں اس جلد میں سمٹ آئے ہیں۔ اس جلد میں ۳ جون ۱۹۴۷ء کے اعلان آزادی کے ساتھ پاکستان اور ہند دو ملک قائم ہو جاتے ہیں اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو یوم آزادی کے ساتھ مشرقی پنجاب اور ہند کے بعض علاقوں میں کُشت و خون کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ ان خونریز واقعات کے ساتھ نوزائیدہ مملکت پاکستان کی تعمیر و ترقی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ایک سال کی اس قلیل مدت میں قائداعظم اپنی کمزور صحت اور علالت کے باوجود مضطربانہ نئی

مملکت کی تعمیر و ترقی کے کام شروع کر دیتے ہیں۔ اس دوران میں قائداعظم کی تقاریر و بیانات میں ایک آہنی عزم و ارادے کے ساتھ ملّتِ پاکستان کو صبر و استقامت کے ساتھ آگے بڑھنے اور ایمان، اتحاد اور نظم و ضبط کے ساتھ کام، کام اور کام کرنے کا پیغام ملتا ہے۔ اسے قائداعظم کی نصیحت کہہ لیجئے یا وصیت، جو وہ قریب سے قریب تر آتے ہوئے اپنے آخری لمحات زندگی میں قوم کی آئندہ رہنمائی کے لیے کر رہے تھے۔

بزم اقبال نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی تقاریر و بیانات، انٹرویوز اور پیغامات کے مجموعے کو پاکستان کی گولڈن جوبلی کے موقع پر انگریزی کی چار جلدوں میں (۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۸ء تک) پیش کیا۔ تلاش و جستجو اور تدوین کا یہ صبر آزما کام خورشید احمد یوسفی مرحوم نے انجام دیا تھا(جو چوتھی جلد کی طباعت کی تکمیل کے ساتھ ہی وفات پا گئے)

"قائداعظم : تقاریر و بیانات" پیشِ خدمت چار جلدیں انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کی گئی ہیں اور ترجمے کا یہ صبر آزما کام جناب اقبال احمد صدیقی (فری لانس صحافی) نے انجام دیا ہے۔ جناب اقبال احمد صدیقی صاحب تحریک پاکستان کے دوران مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے رُکن رہے اور بطور پیشہ ور صحافی انہیں قائداعظم کو دیکھنے اور سُننے کے مواقع بھی حاصل رہے۔ انہوں نے ترجمے کا کٹھن کام محض ایک صحافی کے طور پر نہیں کیا بلکہ اس کام میں قائد سے اُن کی والہانہ محبت و عقیدت کا جذبہ بھی شامل رہا ہے۔ اس ذوق و شوق کے بغیر اس لگن اور خلوص سے یہ کام انجام دینا ممکن نہیں تھا۔ وہ بڑے جوش و جذبے ترجمے کا یہ کام قلم برداشتہ کرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ کوئی صاحب مسوّدے پر نظرثانی بھی کرے۔ مجھے افسوس ہے کہ پہلی جلد میں معمول کی رسمی پروف ریڈنگ کے سوا کچھ نہ ہوا۔ مَیں نے جب ۱۹۹۴ء میں بزم اقبال کی ذمہ داری سنبھالی تو یہ جلد طباعت کے لیے تیار تھی۔ بقیّہ جلدوں پر ابھی کام ہو رہا تھا۔ اس لئے ان پر نظرثانی کا مجھے موقع مل گیا اور مَیں نے صدیقی صاحب کی خواہش کے مطابق مسوّدے پر نظرثانی کرنے، بلکہ پروف ریڈنگ کے سارے مرحلوں سے گزرنے کی ذمے داری کو نبھانے کی کوشش کی۔ صدیقی صاحب کی طرح میری یہ کوشش بھی قائداعظمؒ سے ہماری مشترکہ عقیدت و محبت کا ثمر قرار دی جا سکتی ہے۔ اُمید ہے، قارئین اس ترجمے کو قائد کے منطقی انداز کے ساتھ ساتھ سلیس اور رواں ابلاغ کی صورت میں محسوس کریں گے۔

بزم اقبال
۱۹ مئی ۱۹۹۸ء

(پروفیسر) غلام حسین ذوالفقار
ناشر و منصرم

فہرست موضوعات (تاریخ وار)

۱۹۴۶ء

۱۹۴۷ء

۱۹۴۸ء

قائد اعظم محمد علی جناح' محترمہ فاطمہ جناح' لیاقت علی خان اور رعنا لیاقت علی خان لندن' دسمبر ۱۹۴۶ء

قائد اعظم محمد علی جناح۔ لیاقت علی خان حلف پر دستخط کر رہے ہیں۔ اسمبلی ہال کراچی ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء

۱- یوم فتح کی تقریب پر "ڈان" کے نام پیغام

نئی دہلی ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء

ڈان کے نام ایک پیغام میں قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

"میں مسلمانوں کو، جو ۱۱ جنوری کو منفرد کامیابی کی تقریب منا رہے ہیں، ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں یہ کامیابی "جنگ انتخابات" کے پہلے مرحلے میں مرکزی مجلس قانون ساز کے انتخابات کے ضمن میں حاصل ہوئی۔ صد فی صد کامیابی کی مثال جو مسلم قوم نے پہلے ہی پیش کر دی کسی بھی ملک یا قوم کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ مجھے مسرت ہے کہ مسلم ہند مکمل طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو گیا اور یہ ہمارا عزم بالجزم ہے کہ ہم پاکستان لے کے رہیں گے۔

"اس شاندار کامیابی کے دن میں ان لوگوں سے جن کا ہند کے مستقبل سے کوئی بھی سروکار ہے کہتا ہوں، آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ہمیں کھلونا دے کر بہلا سکتے ہیں یا کوئی چال یا حربہ اختیار کر کے مسلمانوں کو قیام پاکستان سے کم تر شے قبول کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں کیونکہ صرف یہی تو ہند کے آئینی مسئلے کا واحد حل ہے جو پاکستان اور ہندوستان دونوں کو امن و امان، تحفظ اور خوشحالی کی منزل پر لے جائے گا۔

"مسلم قوم نے پہلے ہی اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے اور یہ جملہ نتائج اور رکاوٹوں کا سامنا کرے گی اور ہر وہ قربانی پیش کر دے گی جو اس سے طلب کی جائے گی۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہی ہمارا مطلب ہوتا ہے اور ہم کانگرس یا برطانوی حکومت کی دھمکیوں، چالبازیوں اور حربوں سے متاثر ہو کر اپنے مقصد سے سرمو انحراف نہیں کریں گے۔ اور ہر مخالفت کا ہر قیمت پر مقابلہ کریں گے۔

اب ہمارے سامنے یہی باقی رہ گیا ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات کے مراحل بھی اسی طرح سر کر لیں جس طرح ہم نے مرکزی مجلس قانون ساز کے انتخابات کا پہلا مرحلہ جیتا ہے۔ ہم عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ یہ کوئی سراب نہیں اور نہ ہی کوئی غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ ہم قیام پاکستان کے حامی ہیں اور یہ ہر قیمت اور ہر مخالفت کے باوصف بن کر رہے گا۔

("ڈان" ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء)

۲۔ غدار سید کو رائے مت دیجئے' کوٹری۔ سیہون کے رائے دھندگان سے اپیل

نئی دہلی' ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء

اورینٹ پریس [او۔ پی] کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے مسٹر جی۔ ایم سید کے حلقہ انتخاب سے اپیل کی ہے کہ وہ کراچی کے شاہ میر کی پوری دل جمعی کے ساتھ حمایت کریں جو مسٹر جی۔ ایم سید کے مقابلے میں مجلس قانون ساز سندھ کی ایک نشست کا انتخاب لڑ رہے ہیں۔ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کہتے ہیں : مجھے یہ کہتے ہوئے بہت افسوس ہوتا ہے کہ آخر کار اور بے حد نازک لمحے میں مسٹر جی۔ ایم سید نے مسلم لیگ تنظیم کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا ہے۔ مجلس عمل نے انہیں مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا ہے اور وہ لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے نہیں ہوئے ہیں' اگرچہ اس حلقے میں سرکاری طور سے مسلم لیگ کے لئے اپنا امیدوار کھڑا کرنے کے معاملے میں بہت تاخیر ہو گئی تھی' چونکہ مسٹر جی ایم سید نے اپنے اقدام کے لئے ایسا وقت چنا تھا کہ وہ مسلم لیگ کو اپنا امیدوار کھڑا کرنے سے باز رکھ سکیں۔ لیکن خوش قسمتی سے کراچی کے شاہ میر نے' جو لیگی ہیں اور صوبائی مسلم لیگ کونسل کے رکن ہیں اس نشست کے لئے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرا دیے تھے اور اب وہ اس نشست پر مسٹر جی۔ ایم۔ سید کے خلاف انتخاب لڑ رہے ہیں۔

اگرچہ تیکنیکی وجوہ کی بنا پر ہم انہیں سرکاری طور پر لیگ کا ٹکٹ عطا نہیں کر سکے' لیکن بہر نوع وہ مسلم لیگی ہیں اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ وہ لیگ کے وفادار رہیں گے۔ چنانچہ میں مسلمانان سندھ سے بالعموم اور کوٹری۔ سیہون کے حلقے کے مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ وہ پوری دل جمعی کے ساتھ کراچی کے شاہ میر کی خصوصی حمایت کریں۔ اور اس طرح وہ مسٹر سید کے طرز عمل اور اقدام کی مذمت اور اس پر برہمی کا مظاہرہ کریں' جنہیں (مسٹر جی۔ ایم۔ سید کو) جیسا کہ انہیں پہلے ہی سے علم ہے کہ انہیں لیگ کی تنظیم سے خارج کیا جا چکا ہے۔"

(او۔ پی "ڈان" ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء)

۳۔ "یوم فتح" کی تقریب میں جلسہ عام سے خطاب

دہلی ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء

دو لاکھ فرزندان توحید کے عظیم الشان اجتماع سے اردو پارک [بالمقابل جامعہ مسجد دہلی] میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلم قوم کو دلی مبارکباد

پیش کی کہ انہوں نے مرکزی مجلس قانون ساز کے گذشتہ انتخابات میں سو فی صد کامیابی حاصل کی اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنی رائے مسلم لیگی امیدواروں کے حق میں دی۔

قائداعظم نے کہا "ہم نے انتخابی جنگ کا پہلا مرحلہ مکمل کر لیا ہے اور اب ہم دوسرے مرحلے کی جانب بڑھ رہے ہیں۔" اردو میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا "آج ۱۱ جنوری کو نہ صرف دہلی میں بلکہ ملک کے طول و عرض میں یوم فتح کی تقریبات منائی جا رہی ہیں۔" قائداعظم نے کہا کہ "یہ ہمارے لئے بے پناہ مسرت و شادمانی کا دن ہے۔"

مسلم لیگ پر اس الزام کا جواب دیتے ہوئے کہ یہ تنظیم تو نوابوں' نواب زادوں اور خطاب یافتہ لوگوں کی جماعت ہے' مسٹر جناح نے حاضرین سے دریافت کیا کہ کیا کم بیش دو لاکھ مسلمانوں کا یہ اجتماع نوابوں' نواب زادوں اور خان بہادروں پر مشتمل ہے (نعرہ ہائے تحسین) ہم میں سے کتنے نواب اور خان بہادر ہیں۔ مسٹر جناح نے کہا کہ ہماری تنظیم کے خلاف یہ محض جھوٹا پروپاگنڈا ہے' جب تک ان کے ساتھ عامتہ الناس نہ ہوں نواب صاحبان اور خطاب یافتہ لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

بے مثال کامیابی

مسٹر جناح نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں ان انتخابات میں آپ کو سو فی صد کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے امید اور تمنا و دعا کرتا ہوں کہ مسلمان صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات میں بھی اسی طرح کامیاب و کامران ہو کر ابھریں گے۔ بیرونی ممالک میں جملہ سیاسی جماعتیں مسلم لیگ کی اس بے مثال کامیابی پر حیران و ششدر ہیں' کیونکہ دنیا کی انتخابی تاریخ میں اس نوع کی کامیابی کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ ہٹلر اور مسولینی بھی نظربندی کے کیمپوں' گیسٹاپو اور فوج کے باوصف انتخابات میں سو فی صد کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

ہمارے پاس اس طرح کی (نظربندی کیمپ' گیسٹاپو اور فوج) کوئی چیز نہیں لیکن ہم نے پھر بھی عظیم بالشان کامیابی حاصل کی۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کی آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ محبت اور وابستگی کے باعث ہوا۔ مسلم لیگ کسی کو مسلم لیگی امیدوار کے حق میں رائے دینے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی۔ ہم صرف اپنی جماعت سے کسی کو خارج کر سکتے ہیں اور وہ فوراً مخالفین کے کیمپ میں چلا جائے گا جہاں روپے پیسے کے ساتھ اس کی آؤ بھگت کی جاتی ہے۔

خودِ غرضوں کا ٹولہ

جو مسلمان ہمارے خلاف' ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں' وہ خود غرض لوگ ہیں۔ وہ مسلم لیگ کے خلاف لڑے اور مستقبل میں بھی کانگرس کی دولت اور کانگرس کی مدد

کے ساتھ ہم سے لڑنے کی نیت رکھتے ہیں۔ نامناسب چالوں کے باوجود انہیں دندان شکن شکست کا سامنا کرنا پڑا اور انشاء اللہ صوبائی انتخابات میں بھی اسی طرح کا نتیجہ ان کا منتظر ہے۔ ہمیں جس چیز کی ضرورت ہے' وہ ہے اتحاد اور مسلمانوں میں باہمی تعاون۔ اگر یہ برقرار رکھا گیا تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی۔

مسٹر جناح نے کہا: گذشتہ آٹھ نو سال کام کرنے سے مسلم لیگ ایک بہت طاقتور تنظیم بن گئی ہے اور مجھے علم ہے کہ آپ ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلمان برطانوی حکومت سے بھی لڑ سکتے ہیں لیکن فی الوقت مجھے صرف آپ کے ووٹوں کی ضرورت ہے جو آپ مسلم لیگی امیدواروں کے حق میں ڈال دیں۔ اگرچہ صوبہ دہلی کو صوبائی انتخابات میں رائے دہی کی ضرورت نہیں ہو گی لیکن وہ وقت آئے گا جب مسلمانان دہلی کو اپنا نمائندہ منتخب کرنا ہو گا۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ مسلمانان ہند کو اپنی قوت کا احساس ہو گیا ہے اور آج وہ ایک پرچم تلے اور ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں اور انہیں اپنے مقصد کا علم ہے۔

موت و حیات کا مسئلہ

قائداعظم نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا: "مسلمانان ہند کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ حصول پاکستان میں ناکام ہو گئے تو وہ فنا ہو جائیں گے۔ مسئلہ پاکستان مسلمانوں کے لئے موت و حیات کا مسئلہ ہے اور مجھے اعتماد ہے کہ ہر مسلمان اس امر سے باخبر ہے۔ اس مرحلے پر آپ کو پاکستان کے بارے میں کچھ بتانا بالکل بے سود ہے جبکہ ایک مسلمان بچہ بھی اسے سمجھتا ہے۔

("ڈان" ۱۲ جنوری ۱۹۴۶ء)

۴۔ لاہور میں جلسہ عام سے خطاب

لاہور' ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء

"میں مسلمانان لاہور کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر میرا پرتپاک خیر مقدم کیا۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے آج سہ پہر اسلامیہ کالج کے میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے پیار بھرے لہجے میں کہا "اگر آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں تو میں کہیں زیادہ آپ کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔"

تقریباً دو لاکھ مسلمان اپنے قائد کو دیکھنے اور سننے کے لئے اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں جمع تھے۔ قائداعظم نے سادہ اردو اور بمبئی کے مخصوص لہجے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں گذشتہ کم و بیش ایک ماہ سے پنجاب آنے کا پروگرام بنانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ہر بار عین

آخری لمحے پر کسی نہ کسی وجہ سے انہیں اپنا پروگرام منسوخ کرنا پڑا "دہلی میں بھی کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے- میرا مطلب ہے وائسرایگل لاج میں-" اپنے نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا "پارلیمانی وفد آیا ہوا ہے' اس سے ملاقات بھی ضروری تھی-"

خضر- گلانسی گٹھ جوڑ

راجہ غضنفر علی خاں کی تقریر کا حوالے دیتے ہوئے' جس میں انہوں نے صوبائی انتخابات میں حکومت کی مداخلت [بیجا] کی شکایت کی تھی' مسٹر جناح نے کہا "یہ سب کچھ بالکل درست ہے' اس صوبے کے باہر بھی لوگ مداخلت کا اعتراف کرتے ہیں- یہ سب کچھ خضر' گلانسی گٹھ جوڑ کی وجہ سے ہے-"

مسٹر جناح نے افسوسناک لہجے میں کہا کہ "ہند میں کچھ مسلمان ہیں جو حکومت یا کانگرس کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں- انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے یہ کویزلنگ [غدار] ہیں-

"ہمارے پاس نہ قوت ہے نہ نظربندی کیمپ' نہ گیسٹاپو اور نہ فوج' لیکن ہند کی مسلمان قوم ایک مقصد--- پاکستان کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہے- کیا یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے؟ اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے معاملات کو سمجھنا شروع کر دیا ہے- وہ پاکستان کو اپنی محبوب منزل گردانتے ہیں- فی الحقیقت ایسا ہی ہے-"

"مسلم لیگ کا کوئی وجود نہیں' جناح پاگل ہو گیا ہے- لیگ برطانوی سامراج کی دلال ہے" یہ ہے کانگرسی پروپاگنڈا کی نوعیت جو وہ اس ملک میں اور بیرونی ممالک میں بھی چلاتی رہی ہے- لیگ کی کامیابی' آپ کی کامیابی نے حتمی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ کانگرس کا پروپاگنڈا جھوٹ پر مبنی تھا-

"اب جب آپ نے نام نہاد نیشنل کانگرس کو شکست دے دی ہے- جب آپ قیام پاکستان کو اپنی موت و حیات کا مسئلہ تصور کرتے ہیں- جب آپ تمام دشواریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں' حصول پاکستان کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں تو یہ خضر گلانسی گٹھ جوڑ کیا کر سکتا ہے- گورنر کو پاگل ہو جانے دیں-"

دیہات کی راہ لیجئے

"میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ دیہات کی راہ لیں اور دیہاتیوں کو بتائیں کہ وہ کسی سے خوف زدہ نہ ہوں- ایک مسلمان صرف قادر مطلق سے ڈرتا ہے-"

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یونی نسٹوں کے ناروا اور غلط حربے عامتہ الناس کی طاقت کو کچلنے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے- حکومت جتنا ہمیں دبائے گی اتنا ہی ہم میں اپنے حقوق کا

شعور پیدا ہو گا۔ حوصلے اور دیانت کے ساتھ ہم ہر محض اور ہر مداخلت کا سامنا کر سکتے ہیں۔ ہمیں آزمائش کا سامنا ہے اور ہم کامیاب و کامران ہوں گے (انشاء اللہ)

تقریر ختم کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: "اگر ہم ان انتخابات میں کامیاب ہو گئے تو پاکستان ہمارا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اسے حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی۔

"ہمارے پاس یہ ظاہر کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے کہ پاکستان ہمارا عقیدہ [نصب العین] ہے۔ ہمارا پروگرام واضح ہے۔ ہم حصول پاکستان کا عزم کر چکے ہیں' یہ مفاہمت سے ملے یا قوت سے۔"

قائداعظم نے بیانگ دُہل اعلان فرمایا "اور جب وقت آئے گا اور قربانیاں طلب کی جائیں گی' میں کسی سے پیچھے نہیں رہوں گا۔" اور انہیں الفاظ کے ساتھ عزم صمیم کے وصف سے متصف قائد نے اپنا خطاب ختم کیا۔ (دی ایسٹرن ٹائمز' ۱۵ جنوری ۱۹۴۶ء)

۵۔ مقامی کالجوں کے مسلم طلباء سے خطاب

لاہور' ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء

"ہندو ہمیں پاکستان نہیں دے سکتے' وہ تو خود غلام ہیں۔ یہ اُن سے ہی لیا جا سکتا ہے جو ہم پر مسلّط ہیں۔" یہ بات مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہی۔ وہ مقامی کالجوں کے مسلم طلباء سے خطاب کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا: "مَیں بچشم خود یہاں کی صورت حال کا مشاہدہ کرنے کے لئے پنجاب آیا ہوں۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ میدان جنگ کے اس محاذ پر ہم کیا کر رہے ہیں اور یہ دیکھنے کے لئے کہ مَیں کیا حقیقی' ٹھوس اور عملی مدد پیش کر سکتا ہوں۔"

"مختلف ذرائع سے جو اطلاعات مجھے موصول ہوئی ہیں ان سے میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ پنجاب میں ایک مکمل انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ زیادہ برس نہیں گزرے کہ پنجابی لفظ پاکستان زبان پر لاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ لیکن خوف کا یہ احساس ختم ہو چکا ہے اور اب تو دیہاتی بھی نوکر شاہی سے خائف نہیں۔ پنجابیوں نے اپنی روح کو دوبارہ پا لیا ہے اور اب وہ نہایت جرأت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ آخر کار انہوں نے آزادی خیال و اظہار حاصل کر لی ہے۔ لیکن اب بھی انہیں بہت سی دشواریاں درپیش ہیں۔ ایک گورنر ہیں' ان کے احمق گماشتوں اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کا سیل رواں ہے اور انہیں انتخابات میں دن دیہاڑے خوفناک' سنگین اور مجرمانہ قسم کی مداخلت کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی۔"

انہوں نے کہا کہ "وائسرائے سمیت جملہ حکام کی توجہ ان کے شرارت آمیز حربوں کی جانب مبذول کرائی گئی ہے۔ لارڈ ویول کے ساتھ گذشتہ ملاقات کے دوران بھی اس معاملے پر سیر حاصل تبادلہ خیال ہوا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان شکایات کے ازالے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ تاہم جزا و سزا کا دن آنے ہی والا ہے اور یہ لوگ قانون اور انصاف کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔"

"ہم نوکر شاہی سے نبرد آزما ہیں۔ اور ہر پنجابی کو خواہ وہ مسلمان ہو، ہندو ہو یا سکھ، ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ مسلم لیگ اس صوبے میں نوکر شاہی کے قلعے کو مسمار کر رہی ہے۔ اگر انتخابات آزاد اور منصفانہ ہوئے تو لیگ صد فی صد کامیابی حاصل کر لے گی۔ "اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ دیجئے" یہ ہے وہ پیغام جسے میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ گاؤں گاؤں تک پہنچا دیں۔"

اس سے قبل مسٹر جناح نے طلباء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اسلامیہ کالج نے بڑا کام کیا ہے۔ "میرے پاس تمغے اور زمینیں تقسیم کرنے کا اختیار نہیں۔ آپ کا اجر یہی ہے کہ آپ بے حد خلوص کے ساتھ قوم کی خدمت کر رہے ہیں۔"

کانگرس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "یہ جھوٹا پروپگنڈا کر رہی ہے کہ لیگ تو نوابوں، خان بہادروں اور بڑے بڑے زمینداروں سے بھری پڑی ہے جبکہ مسلم عوام کانگرس کے ساتھ ہیں۔ تاہم جب مسلم لیگ نے انہیں چیلنج دیا کہ بنگال میں دو مسلمان امیدوار کھڑے کر دیں۔ تب انہوں نے مختلف انتخابی حلقوں میں ناقابل ذکر اور غیر اہم قوم پرست مسلمانوں کی حمایت کا اعلان کر کے اپنی بزدلی کا کردار ادا کر دیا۔ چوربازاری میں کمائے ہوئے لکھوکھا روپے کالے دھندوں پر صرف کئے جا رہے ہیں۔ تاہم نتیجہ وہی ٹائیں ٹائیں فش اور کانگرس کے لئے تباہ کن۔

"دستوری جنگ کے پہلے مرحلے میں لیگ کی کامیابی نے کانگرس کے لبوں پر خاموشی کی مُہر لگا دی ہے اور ساری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اب لیگ دوسرے مرحلے کے لئے تیاری کر رہی ہے۔ آئندہ (پرنسپل ڈاکٹر عمر حیات ملک کی طرف رُخ کر کے) دو ماہ کے لئے اپنے لڑکوں کو جنگ کے اگلے محاذ پر جانے کی چھٹی دے دیجئے۔ تعلیم میں حرج ہونے کی پرواہ نہ کیجئے۔ دستوری جدوجہد میں عظیم بحران کا وقت ہے۔ انہوں نے کہا کانگرس [راست روی کی قائل نہیں] سیدھی راہ اختیار نہیں کرے گی اور گڑ بڑ پیدا کر سکتی ہے، اگرچہ انہیں یقین ہے کہ نتیجہ اس کا بھی ان کے خاطر خواہ بر آمد نہ ہو گا۔

"لیگ نے پنجاب میں صرف دو برس پہلے کام شروع کیا جب وہ یونی نسٹوں کے چُنگل سے آزاد ہو کر رہنماؤں نے اس انداز سے پیہم کام کیا کہ چاروں طرف دشمن ہی دشمن اور دوست

ندارد- مالی لحاظ سے پنجاب کمزور ہے- صوبائی لیگ کے پاس کافی سرمایہ نہیں ہے- میں پنجاب کی مدد کروں گا' خواہ اس کے لئے مجھے قرض ہی لینا پڑے- اٹھیے اور مجھے چاندی کی گولیاں فراہم کیجئے- یہ از بس ضروری ہے' ورنہ میں نہ کہتا-"

تقریر ختم کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ "ہندو پاکستان کی مخالفت کر کے اس سرزمین کی آزادی کو مؤخر کر رہے ہیں- وہ ہند پر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں- وہ انگریزوں کے واحد جانشین بننا چاہتے ہیں- یہ احمقانہ خواب ہے- پاکستان کے بنا آزادی حاصل نہیں کی جا سکتی-"

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء)

ایک اور بیان

مسٹر ایم- اے- جناح نے اسلامیہ کالج ہال لاہور میں مسلم طلباء کے ایک پُر ہجوم اجتماع سے خطاب کے دوران سردار ولبھ بھائی پٹیل کی حالیہ تقریر پر تبصرہ کیا- اے- پی- آئی کے بقول سردار پٹیل نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ مسلم لیگ مرکزی انتخابات میں تو کامیاب ہو گئی ہے لیکن اس سے ایشوع کا تصفیہ تو نہ ہو گا-

مسٹر جناح نے کہا "کانگرسی رہنما وہی کہتے ہیں جو ان کے حسب حال ہوتا ہے اور اپنے دفاع سے کبھی نہیں چوکتے- وہ مسلمانوں کی نیابت کے دعویدار ہیں- انہوں نے نام نہاد قوم پرست مسلمانوں کی بجائے کانگرسی مسلمانوں کو انتخابات میں کیوں کھڑا نہیں کیا- یہ کانگرس کی طرف سے بزدلانہ فعل تھا-

"مرکزی انتخابات میں مسلم لیگ کی صد فی صد کامیابی پر کانگرس مُہر بہ لب ہے اور بیرون ہند جن لوگوں کو کانگرس جھوٹے پروگنڈے سے گمراہ کیا کرتی تھی وہ حیران اور ششدر ہیں-

جنگ کے پہلے مرحلے میں کانگرس بھاگ کھڑی ہوئی کہ اس نے مسلم لیگ کے مقابلے میں ایک بھی کانگرسی مسلمان کھڑا نہ کیا' بلکہ اس کی بجائے نام نہاد قوم پرست مسلمانوں کی اعانت کی اور انہیں چوربازاری سے کمائے ہوئے لاکھوں روپے دیے جو کالے دھندوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں-

ہم نے انتخابات میں سو فی صد کامیابی حاصل کی- اس پر طرہ یہ کہ ہمارے مخالفین کی اکثریت اپنی ضمانتیں بھی ضبط کرا بیٹھے- البتہ ان لوگوں نے کانگرس سے جو رقوم وصول کی تھیں اس میں سے کچھ پس انداز کر لیا- ہم نے پہلا مرحلہ جیت لیا-

پاکستان کا مطلب سب کے لیے آزادی

مسٹر جناح نے کہا کہ پاکستان کا مطلب یہ نہیں کہ صرف مسلمانوں ہی کے لیے آزادی ہو

بلکہ یہ تو اس برصغیر کے سارے باشندوں کے لیے ہو گی- یہ ہندو ہیں جو اس سرزمین کی آزادی کو روک رہے ہیں- وہ "جے ہند" "بھارت ماتا" اور اکھنڈ ہندوستان کے خواب دیکھتے ہیں-

مسٹر جناح نے شاندار کارناموں اور اپنی محبوب منزل —— پاکستان کے لیے قربانیوں پر پنجاب مسلم لیگ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انہیں یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ پنجاب کے تمام حصوں میں تغیر آ چکا ہے- پنجاب میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا- یہاں تو لوگ پاکستان کا نام لیتے ہوئے بھی ڈرتے تھے-

انہوں نے کہا آپ کا دل دھڑکتا تھا اور آپ کی روح میں تلاطم برپا تھا- لیکن حالات کچھ ایسے تھے کہ آپ اپنے جذبات کے اظہار پر قادر نہ تھے-

اب آپ نے اپنی روح کو پا لیا ہے- آپ کو اس خوف سے نجات تو نہیں ملی' لیکن فکر اور اظہار کی آزادی مل گئی ہے اور اب آپ اس انتخابی مہم میں سرگرم عمل ہیں-

مسٹر جناح نے کہا کہ انہیں ملک میں آئینی ارتقا کے ایک زبردست بحران کا سامنا ہے اور مسلمان طلباء سے کہا کہ وہ انتخابی جنگ کے میدان کی جانب روانہ ہو جائیں' خواہ اس میں ان کی تعلیم کا حرج ہی کیوں نہ ہو' اور مسلم لیگ کا پیغام قریہ قریہ' گاؤں گاؤں' ہر حلقے اور ہر ووٹر تک پہنچا دیں-

سرکاری مداخلت

سرکاری مداخلت کی شکایات کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ گورنر پنجاب کو متعدد عرضداشتیں بھیجی جا چکی ہیں جن کے چیلے چانٹوں کو شرم' بھی نہیں آتی کہ وہ اسی طریقے سے سرگرم عمل ہیں جو مسلمانان پنجاب کے مفاد کے لیے سخت نقصان کا باعث ہے- اس معاملہ پر وائسرائے کے ساتھ ان کی حالیہ ملاقات کے دوران بھی گفتگو ہوئی لیکن نہ کچھ حاصل نہ وصول-"

مسٹر جناح نے اعلان کیا کہ ہم ایسے طریقے دریافت کر لیں گے جو گلانسی- خضر گٹھ جوڑ کی چالوں اور چالبازیوں کا توڑ کر سکیں- مکافات اور انصاف کا دن آنے ہی والا ہے اور یہ لوگ قانون اور انصاف کے لمبے ہاتھ سے بچ نہ سکیں گے-"

مسٹر جناح نے کہا یونی نسٹ پارٹی کوئی جماعت نہیں بلکہ ایک جتھا ہے- غیر مسلموں کو ہمارا شکر گذار ہونا چاہیے کہ مسلم لیگ صوبے میں جمہوریت کی نقیب ہے-"

انہوں نے پیٹرول اور گاڑیوں کی قلت کی بھی شکایت کی اور طلباء سے کہا کہ وہ ان کا یہ پیغام بھی لوگوں تک پہنچا دیں کہ اگر وہ پولنگ بوتھ تک پیدل چلے جائیں گے تو یہ کوئی اتنا بڑا ایثار نہ ہو گا-

"اگر انتخابات آزادانہ اور عادلانہ ہوئے تو مسٹر جناح نے کہا' مسلم لیگ صد فیصد نشستیں جیت لے گی۔ عوام ہمارے ساتھ ہیں' اس میں کوئی کلام نہیں۔

پھر مسٹر جناح نے چاندی کی گولیوں کے لیے اپیل کی اور کہا کہ ہم بغیر اسلحہ اور گولہ بارود کے جنگ نہیں لڑ سکتے۔ مجھے چاندی کی گولیاں درکار ہیں۔ مسلمانان بمبئی اور جنوبی افریقہ میں آباد ہمارے بھائیوں نے زبردست مالی امداد فراہم کی ہے۔"

انہوں نے پنجاب کے ان مسلمانوں سے' جن کے پاس بہت دولت ہے' کہا کہ وہ بمبئی اور جنوبی افریقہ میں آباد اپنے بھائیوں کی تقلید کریں اور اپنے عطیات مجھے براہ راست بھیجیں۔ انہوں نے کہا کہ "وہ فنڈز کے کنٹرول اور اس کے انتظام کے ذمہ دار ہیں اور کھاتے ہر شخص کے لیے کھلے ہیں۔

اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر عمر حیات ملک نے مسٹر جناح کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانان ہند کی تاریخ میں مسٹر جناح ایک منفرد شخصیت کے حامل ہیں۔ مغل سلطنت کے زوال کے بعد ہند میں ایسا کوئی مسلمان کبھی نہ ہوا جس کے سامنے سب مسلمانوں نے سر تسلیم خم کیا ہو۔ انہوں نے ہی ہند میں مسلم قوم کو جنم دیا اور آزادی کی راہ دکھا کر' جو صرف پاکستان قبول کر کے ہی ممکن ہے' سارے ملک کی زبردست خدمت سرانجام دی۔" (دی ڈان' ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء)

۶۔ خواتین کے جلسے سے خطاب

لاہور' ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء

"میں ہندوؤں سے دریافت کرتا ہوں کہ پاکستان بن جائے تو آپ کا کیا نقصان ہو گا؟" یہ ہے وہ سوال جو مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے لاہور میں خالصتاً خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے کہا: "میں انہیں [ہندوؤں کو] بتاتا ہوں "آپ ہند کا تین چوتھائی حصہ اپنے زیر نگیں رکھیں اور صرف ایک چوتھائی ہمیں لے لینے دیں پھر ہم دونوں برطانیہ کی غلامی سے نجات پا جائیں گے' اور تب ہم وقار اور آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں گے۔ تب ہم دونوں صلح آشتی اور دوستانہ ماحول میں رہ سکیں گے۔"

مطالبہ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان' پنجاب' شمال مغربی سرحدی صوبہ' سندھ' بنگال اور آسام پر جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمانوں کی حکومت ہو۔"

انہوں نے کہا: "اگر ہم [قیام] پاکستان کی جدوجہد میں کامیاب نہیں ہوتے تو ہند سے

مسلمانوں اور اسلام کا نام و نشان حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔"

"اب ہم انگریزوں کے غلام ہیں۔ اگر ہم پاکستان حاصل نہ کر سکے تو ہم ہندوؤں کے غلام ہوں گے۔ ہم اسے کیسے گوارا کر سکتے ہیں؟ ہم اس صورت حال کو کیسے قبول کر سکتے ہیں [شور ہرگز نہیں ہرگز نہیں!]

"آج مسلمان حصول پاکستان کی خاطر جان دینے کے لئے تیار ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے مطالبے کی راہ میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔"

مسٹر جناح نے گلانسی خضر گٹھ جوڑ پر حملے کئے اور کہا: "گلانسی نوکر شاہی نہایت ظالمانہ طریقے سے کام کر رہی ہے۔ ذیل دار، تحصیلدار، مجسٹریٹ اور کمشنر تک سب کے سب وحشیانہ انداز میں کام کر رہے ہیں۔ نوکر شاہی انتخابات میں مداخلت کر رہی ہے اور لوگوں کو بدعنوان بنا رہی ہے۔"

حبیبیہ ہال جہاں مسٹر جناح نے اردو میں تقریر کی، خواتین اور لڑکیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بار بار ہال پاکستان کے حق میں صنف نازک کے نعروں سے گونج اٹھتا تھا۔ سبز۔۔۔ پاکستان کا سبز رنگ مقبول ترین رنگ نظر آتا تھا۔ بہت سی لڑکیوں اور خواتین نے سبز رنگ کے دوپٹے زیب تن کئے ہوئے تھے۔ بعض خواتین کی لمبی اور گھیرے دار قمیضوں پر سبز رنگ میں پاکستان کا چھوٹا سا نقشہ بنا ہوا تھا۔ وہ اپنے نقاب الٹے بیٹھی تھیں اور بڑے انہماک کے ساتھ قائداعظم کی تقریر سن رہی تھیں۔

ادھر ہال کے ایک گوشے میں ایک دبیز پردے کے پیچھے درجن بھر سے زیادہ اخبار نویس اس پردے سے کان لگائے تقریر سننے کی کوشش میں مصروف تھے۔

[اے۔ پی۔ اے۔ دی ڈان، ۱۸ فروری ۱۹۴۶ء]

۷۔ پنجاب کے انتخابات پر بیان

لاہور، ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء

"میں یہاں کم و بیش ایک ہفتے سے قیام پذیر ہوں تاکہ میں انتخابی مہم اور پنجاب میں رونما ہونے والے مختلف واقعات کا جائزہ لے سکوں اور صوبائی مسلم لیگ کو وہ عملی اور ٹھوس امداد فراہم کر سکوں جو یہاں ہماری کامیابی کے لئے ضروری ہو۔ میں نے یہاں اپنے قیام کے دوران اپنے بہت سے رہنماؤں اور دیگر صاحبوں کے ساتھ تبادلہ خیال کیا اور اب مجھے یہ کہنا چاہیے کہ مسلمانان پنجاب مستحکم طریقے سے مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور اگر انتخابات آزادانہ اور منصفانہ انداز سے ہوئے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ مسلم لیگ سو فی صد کامیابی حاصل کر لے گی۔

نوکر شاہی سے لڑائی

لیکن مجھے باعتماد ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ ہماری مشکلات کو نام نہاد یونی نسٹ پارٹی کے طور طریقوں اور حربوں نے جنم دیا ہے۔ درحقیقت یہ گلانسی۔ خضر گٹھ جوڑ ہے اور لیگ کو پنجاب کی نوکر شاہی سے لڑنا پڑ رہا ہے جو کہنے کو تو ملک خضرحیات اور ان کے حواریوں کی قیادت میں کام کر رہی ہے' لیکن بدقسمتی سے یہ لوگ نوکر شاہی کے احکام بجا لا رہے ہیں اور مسلم ہند کے اہم مفاد کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مزید برآں جو طور طریقے اور حربے استعمال کئے جا رہے ہیں' وہ شرمناک ہیں۔ ان انتخابات میں سرکاری اہلکاروں کی زبردست اور ناروا مداخلت ہو رہی ہے۔ متوقع رائے دھندگان اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو مجبور کیا جا رہا ہے' انہیں دھمکایا جا رہا ہے اور دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور ان پر ظلم و ستم توڑے جا رہے ہیں۔

"جملہ عرضداشتیں ارسال کی جا چکی ہیں۔ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے ان کی مثالوں سے اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ وائسرائے اور حکومت ہند کی توجہ متعدد بار اس کم بخت نام نہاد یونی نسٹوں اور گلانسی کے غداروں کے جتھے اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کی چالبازیوں اور حربوں کی جانب مبذول کرائی جا چکی ہے لیکن ان عرضداشتوں سے کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور برسراقتدار وزارت کی' ان شرمناک اور مجرمانہ چالوں کو روکنے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا' جس کی سربراہی ملک خضرحیات خان کر رہے ہیں جن کی صرف اور ایک ہی حکمت عملی ہے کہ وہ اپنے آقاؤں کی خدمت بجا لائیں۔

قابل ذکر تبدیلی

لیکن اس سب کچھ کے باوصف مجھے بچشم خود یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ مسلمانان پنجاب کے جذبات میں زبردست تلاطم برپا ہے اور ان میں مکمل یک جہتی موجود ہے۔ ایک اور چیز جس کا میں نے مشاہدہ کیا' وہ ایک اور قابل ذکر تبدیلی ہے—— اولاً اب مسلمانوں کے دلوں سے پنجاب کے تین کے خداؤں سے ڈر اور خوف کافور ہو گیا۔ انہوں نے اپنی روح کو واگزار کرا لیا ہے اور اب عزم کر لیا ہے کہ وہ اپنی راہ میں حائل تمام مشکلات اور دشواریوں کی قانونی اور جائز طریقوں سے مزاحمت کریں گے۔ ثانیاً انہوں نے آزادی فکر و تقریر حاصل کر لی ہے' جس سے وہ اس سے پہلے آشنا نہ تھے' اور اب ان انتخابات نے انہیں آزاد انسانوں کی طرح کام کرنے کا موقع عطا کر دیا ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ پنجاب میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

پولنگ بوتھ پر پیدل جایئے

"میں مسلمانوں سے اور بالخصوص رائے دھندوں سے کہتا ہوں کہ ان شرمناک حربوں سے قطع نظر دوسری دشواریاں بھی انہیں زک پہنچانے کے لئے ان کی راہ میں کھڑی کی جائیں گی۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے ان میں مناسب اور کافی مقدار میں پیٹرول اور گاڑیوں کا حصول شامل ہے۔ میں اپنے کارکنوں اور ان رائے دھندوں سے کہتا ہوں جو مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت کرنا چاہتے ہیں' اگر آپ کو گاڑیاں میسر نہ آئیں تو پولنگ اسٹیشنوں کی جانب پیدل رواں دواں ہو جایئے۔ ممکن ہے کہ آپ کو میلوں کی مسافت طے کرنا پڑے۔ بہرحال یہ اتنا بڑا ایثار بھی نہیں۔ اپنے قدموں پر چل کر جایئے اور جن امیدواروں کی آپ حمایت کرنا چاہتے ہیں ان کے حق میں بے خوفی لیکن شعور کے ساتھ اپنی رائے دے دیجئے۔

"جہاں تک ہمارے مخالفوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کا تعلق ہے ابھی تو ہم شاید فوری طور پر ان کا علاج نہیں کر سکتے لیکن وہ قانون اور انصاف کی گرفت سے بچ نہ سکیں گے۔ وہ اس دن کو روئیں گے جب انہوں نے غیر قانونی سرکاری مداخلت کی اور ناروا کام کئے' سزا ان کی راہ تک رہی ہے اور فیصلہ ان کا منتظر ہے۔

کانگرس اور قوم پرست مسلمان

"ملک میں ایک اور جماعت جو مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے کی بھرپور کوشش کرے گی' اور جو خود بھی اپنے آخری دموں پر ہے' وہ ہے نام نہاد انڈین نیشنل کانگرس' جو نہ "انڈین" ہے نہ نیشنل ہے اور نہ "کانگرس" ہے۔ یہ ایک فاشی سبھا ہے جو سارے ہند پر اونچی ذات ہندوؤں کے استعماری غلبہ پر ادھار کھائے بیٹھی ہے۔ جیسا کہ ہم جہاں تک مرکزی مجلس قانون ساز کے انتخابات کا تعلق ہے پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں۔ انہوں نے عیارانہ اور شرارت آمیز طریقے اپنائے لیکن وہ مایوس کن شکست سے دوچار ہوئے۔ اب صوبائی انتخابات میں وہ پھر وہی عیارانہ اور شرارت آمیز حکمت عملی اور حربے استعمال کریں گے جو کسی بھی بڑی تنظیم کے شایان شان نہیں جو غلط طور پر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ سارے ہند کی ترجمان ہے' جس کے بارے میں انہیں بھی یہ علم ہے کہ وہ درست نہیں ہے۔ وہ پاکستان کے انتہائی اہم ایشوع پر سیدھی اور دوبدو لڑائی نہیں لڑیں گے بلکہ بعض ناقابل ذکر مسلمانوں کی خفیہ طریقے سے پشت پناہی کریں گے اور انہیں "قوم پرست مسلمان' کے جھوٹے عنوان کے تحت آگے بڑھائیں گے اور انہیں مالی امداد دیں گے اور اس طرح ان کی حکمت عملی دہرائی جائے گی۔ میں ایک "قوم پرست' یا "مسلمان' کو سمجھ سکتا ہوں لیکن "قوم پرست

مسلمانوں' کا کیا مطلب ہے؟ یہ تو خدا ہی جانے' ماسوا اس کے کہ کانگرسی' مسلمان کے چولے میں۔

خود رو جتھے غلط عنوانوں کے ساتھ

"پنجاب بیدار ہے اور اس نے کانگرس کے ان حربوں اور چالبازیوں کو سمجھ لیا ہے کہ وہ نام نہاد قوم پرست مسلمانوں کا نام لگا کر اپنے چیلوں چانٹوں اور گماشتوں کو کھڑا کرتی ہے۔ قوم پرست مسلمانوں کے نام سے کوئی جماعت یا تنظیم موجود نہیں۔ اسی طرح احرار اور خاکسار اور جھوٹے عنوانوں کے ساتھ دیگر خود رو جتھے بھی ہمارے دشمنوں کے گماشتوں کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا میں مسلمانان پنجاب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ گمراہ نہ ہوں اور پوری یک جہتی کے ساتھ مسلم لیگ کے سرکاری امیدواروں کے حق میں ووٹ دیں اور اس طرح ہند اور دنیا کو یہ دکھا دیں کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی عظیم ترین اکثریت کے اعتماد کی حامل ہے اور ان کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔ اور یہ کہ ہم غیر مبہم اور پُرعزم طور پر اپنی محبوب منزل پاکستان کے حامی ہیں۔

اصل مسئلہ

اس کے بعد میں ہر مسلمان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اس مسئلے کو سمجھ لے جس کی خاطر ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ بحیثیت ایک قوم ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے اور بالخصوص پنجاب کے لئے جو پاکستان کا سنگ میل ہے۔ مسلم لیگ کے سرکاری امیدواروں کا چناؤ دو ٹرائی بیونلوں نے کیا ہے۔ صوبائی اور مرکزی پارلیمانی بورڈ جنہیں مسلم لیگ کی تنظیم نے قائم کیا تھا۔ کہیں نہ کہیں عدم اطمینان کی شکایت ہو سکتی ہے' صحیح یا غلط۔ لیکن جملہ معاملات میں ایک حتمی شکل بھی ہونی چاہیے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں سے یہ نہیں کہا جا رہا کہ وہ ان امیدواروں کو ان کی انفرادی حیثیت میں ووٹ دیں اور ان کی حمایت کریں۔ انہیں تو درحقیقت پاکستان کے ایشوع پر اپنا فیصلہ صادر کرنا ہے' اور دنیا پر یہ ثابت کرنا ہے کہ مسلم ہند کا یہ عزم بالجزم ہے کہ ہند کے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں میں اپنے اوطان میں آزاد اور مسلم اکثریت کی خودمختار ریاستیں قائم کی جائیں۔ مسلم لیگی امیدوار کے حق میں جو ووٹ ڈالی جائے گی وہ دراصل پاکستان کی شاندار عمارت کی تعمیر میں آپ کا عطیہ تصور ہو گا جو مسلم ہند کی واحد راہ نجات اور اسلام اور اس کے جملہ مضمرات کی بقا کا راستہ ہے اور ہند کے آئینی مسئلہ کا واحد حل ہے۔

قائداعظم کا اعتماد

"مجھے اعتماد ہے کہ پنجاب ہمیں ناکام نہیں کرے گا۔ اخیر میں مَیں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں اور اس پر زور دیتا ہوں کہ وہ ہماری منزل —— پاکستان کی جانب حوصلے' اعتماد اور اپنے موٹو "اتحاد' ایمان اور نظم و ضبط" کے ساتھ آگے بڑھے۔

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء)

۸۔ مرکزی اسمبلی میں انڈونیشیا کے بارے میں تحریک التوا پر تقریر

نئی دہلی' ۲۱ جنوری ۱۹۴۶ء

پروفیسر این۔ جی۔ رانگا :[گنتور اور نیلور غیر مسلم دیہی] جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی کارروائی کو ملتوی کر دیا جائے تاکہ عوامی نوعیت و اہمیت کے حامل ایک خاص اور نہایت ضروری معاملے پر بحث و تمحیص کی جا سکے۔ یعنی حکومت ہند کے' جاپان کے ساتھ جنگ ختم ہو جانے کے باوصف' برطانوی حکومت کے انڈونیشیا اور ہند چینی میں متشددانہ مہم میں تعاون سے انکار میں ناکامی پر۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : جناب چیرمین! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل ایشوع جو ایوان کے سامنے ہے' یہ ہے کہ حکومت ہند نے اس صورت حال کے تعلق میں جو انڈونیشیا میں رونما ہوئی' فوجی اور سیاسی مقاصد کے اعتبار سے کیا رکیا۔ جناب والا! مَیں حکومت ہند کے فوجی محکمے سے' محکمہ جنگ سے اگر آپ اسے پسند فرمائیں' جس کی نیابت وہ فاضل رکن کر رہے ہیں جنہوں نے اس امر کے بارے میں ایک دانشمندانہ بیان دیا کہ حکومت ہند نے کیا کیا' مَیں توقع کرتا تھا' مَیں سمجھتا تھا کہ مختلف مختلف قوموں کا جنہوں نے جنگ جیتی اور جاپان پسپا ہو گیا' مقصد اور فرض یہ تھا کہ وہ مختلف ملکوں کے جنگی قیدیوں کو جو وہاں [انڈونیشیا میں] تھے چھڑائیں گے۔ یہ تھا معاملہ' اور ان کا اگلا کام یہ تھا کہ فوری طور پر جاپانیوں کو غیر مسلح کریں اور یہ انتظام کریں کہ جاپانی انڈونیشیا سے جلد سے جلد روانہ کر دیئے جائیں۔ اب اگر ان کا مقصد یہ تھا کہ جنگی قیدیوں کو چھڑائیں اور جاپانیوں کا انڈونیشیا سے انخلا کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بندوبست یا تو دلندیزی فوجوں یا حکومت' جو کوئی بھی وہاں ذمہ دار ہو' کے لئے سہل کام تھا' کیونکہ فاضل رکن کے اپنے بیان کے مطابق انڈونیشی آزاد تھے' وہاں باقاعدہ حکومت قائم تھی' ایک جمہوریہ تھی' ایک وزارت تھی۔ مجھے سمجھنا چاہیے تھا کہ اقوام متحدہ کا کوئی رکن' دلندیزیوں سے ہی آغاز کر سکتے ہیں' فوراً یہ کہتا: "ہمیں بڑی مسرت

ہے کہ آپ کو آزادی اور حریت حاصل ہو گئی۔ ہمیں بہت خوشی ہے کہ جاپانیوں نے آپ کو یہ آزادی اور خود مختاری عطا کی۔ ہم آپ کے لئے دعا گو ہیں۔ ہم آپ کی جمہوریہ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اب ہم صرف جنگی قیدیوں کا حصول چاہتے ہیں' اور یہ کہ جاپانیوں کو جس قدر جلد ممکن ہو ختم کر دیا جائے اور وہ جہاں کہیں بھی ہوں انہیں واپس بھیج دیا جائے۔" کیا ولندیزی حکام نے کبھی بھی اس نوع کی کوئی تجویز پیش کی؟ جب انگریز وہاں گئے تو کیا انہوں نے اس نوع کی کوئی تجویز پیش کی اور کیا اسے مسترد کیا گیا؟ مجھے درحقیقت ایک دھچکا لگا' جب میں نے فاضل رکن کو یہ کہتے سنا کہ ہند کو اتنا ہی عظیم کردار ادا کرنا چاہیے جتنا انہوں نے عالمی جنگ کے دوران ادا کیا ـــــ وہ لڑے اور اوروں کے مقابلے میں بہتر لڑے ـــــ اور لہٰذا یہ ہماری عظمت اور ہمارے وقار کے عین مطابق ہے کہ ہماری فوج وہاں بھیجی جائے۔ کیا کرنے کے لئے؟ کہ اس جمہوریہ کی خودمختاری' آزادی اور حریت کو تباہ کر دیا جائے جو وہاں قائم تھی۔ آپ اسے جائز قرار دیتے ہیں اس بے پناہ جھوٹ کی بنیاد پر جو آپ نے وہاں پھیلایا ہے۔ اگر آپ کر سکتے ہیں تو اعتراف کیوں نہیں کر لیتے اور نہیں کر سکتے تو خاموش کیوں نہیں رہتے؟ اس نوع کی تقریر کی بجائے جو از سرتاپا جھوٹ سے لبریز ہو۔ حقائق کے بیان کا ایک لفظ بھی درست نہیں ـــــ ایک لفظ بھی نہیں۔ آپ یہ تسلیم کیوں نہیں کر لیتے کہ یہ حکمت عملی آپ کی نہیں' آپ کر کیا سکتے ہیں؟ آپ کی کوئی حکمت عملی ہو ہی نہیں سکتی' آپ خاموش کیوں نہیں رہتے یا صاف طریقے سے اعتراف کر لیجئے۔ ہمیں علم ہے اور ساری دنیا جانتی ہے' ماسوا ان فاضل اراکین کے اور ان مجرموں کے جو ظلم کر رہے ہیں اور انڈونیشیا میں اس شرمناک حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں۔ حکمت عملی واضح ہے۔ ولندیزی دوبارہ ولندیزی استعماری تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایک مرتبہ اور انڈونیشیوں کا غیر معینہ مدت کے لئے خون چوستے رہیں۔ ڈیڑھ دو سو برس تو وہ خون چوس ہی چکے ہیں اور برطانی حکمت عملی جو بالکل بدیہی نظر آتی ہے وہ دوبارہ ولندیزی استعمار قائم کر کے انڈونیشیوں کا خون چوسنے اور ان کا استحصال کرنے میں شراکت کرنا ہے۔ یہی وہ نقطۂ نظر ہے جو میں سمجھتا ہوں' کسی بھی ذہین شخص کو کیما فلاج کے باوجود اپنانا چاہیے۔ الجھانے والی اطلاعات کے باوصف' جملہ چالبازیوں اور حربوں کے باوجود اور برطانوی مدبرین کے بیان کے باوجود' پارلیمان کے اراکین بھی اس بددیانتی اور کیما فلاج کے خلاف جو وہاں اصل الشوع کو چھپانے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے' علم بغاوت بلند کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہر انگریز پر جس میں ذرہ برابر بھی حمیت ہے اس مہم میں جسے اس قدر ظالمانہ انداز میں چلایا جا رہا ہے فریق بننے سے لرزہ طاری ہونا چاہیے۔

"ہم نے کچھ بھی تو نہیں کیا" میں سمجھتا ہوں کہ وہاں سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں انہیں سنسر کیا جا رہا ہے۔ لیکن جو اطلاعات پہنچ رہی ہیں ان سے بھی کافی انکشاف ہوتا ہے۔ آپ کہتے ہیں "کوئی انتقامی کارروائی نہیں۔" آپ مسلسل کہہ رہے ہیں "کوئی انتقامی کارروائی نہیں" آپ نے اعلانات بھی کئے ہیں کہ انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ لیکن آپ کا عمل کیا کہتا ہے؟ آپ کے ہاتھ خون اور بربریت میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ برطانوی قوم کا پارلیمان پر دباؤ ڈالنا ممکن ہے یا نہیں' مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ پارلیمان کا اجتماعی شعور' انصاف کے نام پر' حریت کے نام پر' انسانیت کے نام پر اور ان مقدس اعلانات کے نام پر جو قوموں نے وقتاً فوقتاً کئے کہ وہ جمہوریت کی حامی ہیں' بغاوت کرے گا یا نہیں' جیسا کہ اسے کرنا چاہیے۔ لیکن جہاں تک حکومت ہند کے محکمہ جنگ کا تعلق ہے مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ محکمہ جنگ کے نمائندوں نے اس امر پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ فاضل اراکین یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ مجلس عاملہ کے اراکین ہمیں آگاہ کریں گے کہ گورنر جنرل کی اس عظیم کونسل نے فوجی مہم کے علاوہ اس ایشوع کے سیاسی تناظر میں کیا کیا ہے؟ کیا ان کی کوئی رائے ہے؟ کیا وہ اجتماعی طور پر سرجوڑ کر بیٹھے۔ کیا انہوں نے کہیں اور کسی کے سامنے اجتماعی رائے کا اظہار کیا؟

ایک فاضل رکن : وہ ایسا کبھی نہیں کرتے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : کیا وائسرائے اور گورنر جنرل نے آپ کے ساتھ اس معاملے پر تبادلہ خیال کیا؟ اگر ایسا ہوا تو اس کا کیا نتیجہ نکلا اور آپ نے کیا نتائج اخذ کئے اور آپ نے ملک معظم کی حکومت کو کس نقطۂ نظر سے آگاہ کیا؟ مجھے علم ہے آپ کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ لیکن کیا ہمیں یہ جاننے کا استحقاق حاصل نہیں کہ آپ پر بحیثیت حکومت ہند' بحیثیت مجلس عاملہ گورنر جنرل اس ملک کے حوالے سے ایک فرض عائد ہوتا ہے' ایک اخلاقی فرض' اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے اور یہ آپ کا کام ہے کہ آپ اس امر کا اہتمام کریں کہ کم از کم اس ملک کے عوام کے محسوسات' جذبات اور رائے درست اور بجا طور پر ملک معظم کی حکومت تک پہنچا دی جائیں۔ آپ نے کیا کیا ہے؟ جناب والا! میں نے چند ہفتے قبل ہند کے وائسرائے اور گورنر جنرل کے ذریعے ملک معظم کی حکومت کو یہ عرضداشت ارسال کی کہ ہندی فوج کو انڈونیشیا میں استعمال نہ کیا جائے۔ کیا یہ درست ہے؟ ابھی تک اس کی تردید نہیں کی گئی۔ کیا یہ درست ہے؟ آپ لوگ کیوں نہیں کہتے 'ہاں' ہم نے عرضداشتیں ارسال کیں اور ہم اس بات پر اصرار کریں گے کہ یہ ہند کے لوگوں کے محسوسات ہیں کہ ہندی فوجیوں کو وہاں [انڈونیشیا میں] تعینات نہ کیا جائے۔ جب

تک کہ آپ یہ بات اس ایوان میں واضح نہیں کریں گے کہ آپ نے عرضداشتیں ارسال کیں یا اگر نہیں کیں تو اب فوراً ارسال کریں گے تاآنکہ آپ یہ یقین دہانی کرائیں کہ آپ ایسا کریں گے۔ اور آپ کو یہ علم ہے کہ ہند کے طول و عرض میں یہ احساسات موجود ہیں کہ یہ شرمناک بات ہے۔ یہ ہمارے فوجیوں کی پیشانیوں پر کلنک کا ٹیکہ ہے کہ ان سے لڑنے کے لئے کہا جائے' کس کے خلاف؟ ان کے خلاف جو اپنی خودمختاری اور آزادی کی خاطر جدوجہد کر رہے ہیں۔ لہٰذا جب تک آپ مجھے اس امر کا یقین نہیں دلا دیتے کہ آپ سخت ترین الفاظ میں ملک معظم کی حکومت کو یہ عرضداشت ارسال نہیں کر دیتے اور امکان بھر کوشش کریں گے کہ ہندی افواج کو فوری طور پر واپس بلائیں گے' مَیں اس بات پر اصرار کرتا رہوں گا کہ اس تحریک کو حکومت ہند کے خلاف ملامت کے طور پر منظور کر لیا جائے۔

آنریبل سرایڈورڈ بینتھال : [قائد ایوان] انڈونیشیا میں جاپانیوں کو پکڑنے کے فوجی مقصد کی خاطر سیاسی امن ضروری ہے۔ اب بھی وہاں تیس ہزار کے لگ بھگ جاپانی موجود ہیں۔ یہ باقی ماندہ جنگی قیدیوں اور نظربندوں کی رہائی کے لئے بھی از بس ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی سمجھوتے کے ضمن میں مدد دینے کے لئے' آپ نے یقیناً اخبارات میں پڑھا ہو گا' سر آرچیبلڈ کلارک کار کو خصوصی ایلچی مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنی خصوصی معلومات اور تجربے کو بروئے کار لا کر اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں فریقین کی اعانت کر سکیں۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح :[بمبئی شہر: مسلم قصباتی] کیا یہ بات کبھی واضح کی گئی ہے ....

سرایڈورڈ بینتھال : مجھے بہت افسوس ہے' لیکن میں راہ نہیں دے سکتا۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : یہ ایک بے حد غیر معمولی بات ہے ...

مسٹر چیئرمین : [سرکاؤس جی جہانگیر] آنریبل ممبر ہار ماننا نہیں چاہتے۔

مسٹر ایم۔ جناح : یہ ایک بے حد غیر معمولی بات ہے اور مَیں اس کے خلاف احتجاج کرتا ہوں کہ اپنی تقریر کے دوران قائد ایوان مجھے صرف ایک سوال کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ ایسا تو کبھی سننے میں بھی نہیں آیا۔

آنریبل سرایڈورڈ آرچیبلڈ بینتھال : میں سوال سننے کے لئے بالکل آمادہ ہوں بشرطیکہ مجھے فالتو وقت دے دیا جائے۔

نواب زادہ لیاقت علی خان : [میرٹھ ڈویژن مسلم دیہی] اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ہم بھی انہیں نہیں سنیں گے۔

مسٹر چیئرمین : [سرکاؤس جی جہانگیر] ایوان کی رضامندی سے میں آنریبل قائد ایوان کو پانچ منٹ فالتو دیتا ہوں' اگر وہ ایک یا دو سوالوں کے جواب دے دیں۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : میں صرف اتنی بات واضح طور پر سمجھنا چاہتا ہوں کہ آیا کبھی ڈاکٹر سویکارنو یا وزیراعظم جمہوریہ [انڈونیشیا] پر کبھی یہ واضح کیا گیا کہ ولندیزی حکومت اور برطانوی حکومت ان کی خود مختاری اور آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی بنیاد پر سمجھوتہ کرنے کے لئے مذاکرات کرنے کو آمادہ ہے۔

آنریبل سر ایڈورڈ بیستھل : میں اس بارے میں پوری طرح باخبر نہیں ہوں۔ مجھے اس سے زیادہ اطلاع نہیں ہے' جتنی فاضل اراکین کو اخبارات کے ذریعہ سے ہے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : پھر ہماری ہندی فوج کو مت استعمال کیجئے۔

(مباحث مجلس قانون ساز' ۱۹۴۶ء جلد اول صفحات ۸۲' ۸۷' ۶۸)

۹۔ فلسطین میں عرب کاز کی ہندی مسلمانوں کی حمایت پر بیان

نئی دہلی' ۲۳ جنوری ۱۹۴۶ء

"اگر انگریز فلسطین پر اپنے قرطاس ابیض کی حکمت عملی سے منحرف ہو گئے۔ تو مسلم لیگ ہر ممکنہ طریقے سے مشرق وسطیٰ میں عرب کاز کی حمایت کرے گی:" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے اس وقت کہی جب ان سے بمبئی کے اخبار 'وطن' کی اس اطلاع کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ آگرہ کے تاجر پہلے ہی سے یہودی اشیاء کا مقاطعہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر اطلاع درست ہے تو یہ اقدام "بلاقصد" نوعیت کا ہے۔

"[اس باب میں] مسلم ہند کے جذبات بہت شدید ہیں۔ لیکن مسلم لیگ نے ابھی تک سرکاری طور پر کسی اقدام کا فیصلہ نہیں کیا۔

"اگر برطانیہ کی جانب سے فلسطین کے متعلق قرطاس ابیض میں اعلان کردہ حکمت عملی سے انحراف ہوا تو مسلمانان ہند خاموش تماشائی بنے نہیں رہ سکتے' اور وہ ہر ممکن طریقے سے عربوں کی حمایت کریں گے۔"

مسٹر جناح نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا کہ اگر کوئی اقدام زیر غور ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہند میں یہودیوں کے خلاف کسی اقدام کی نوعیت قدرتی طور پر محدود ہو گی' کیونکہ ہند میں یہودیوں کی تعداد نسبتاً کم ہے۔ اغلباً" وہ پچیس ہزار سے زیادہ

نہیں ہوں گے۔ تاہم یہودی الاصل اشیاء کی خرید و فروخت کے مقاطعے کے اقدامات اختیار کئے جا سکتے ہیں' جیسا کہ آگرے سے آمدہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں مسلمان دکاندار "یہودی سگریٹ فروخت کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔" [اے۔ پی۔ اے] (دی ڈان' ۲۴ جنوری ۱۹۴۶ء)

۱۰۔ مرکزی اسمبلی میں وائسرائے کے خطاب پر بیان

نئی دہلی' ۲۸ جنوری ۱۹۴۶ء

"مرکزی مجلس قانون ساز میں ہزایکسی لینسی وائسرائے کی تقریر سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں جنہیں ہماری توجہ کی فوری ضرورت ہے۔ دیگر امور سے اس وقت نمٹا جا سکتا ہے جب وہ پیدا ہوں گے اور ہمارے سامنے آئیں گے۔

اوّل : وائسرائے کا ارادہ ہے کہ وہ ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں کی امداد اور ان کے مشورے سے اپنی مجلس عاملہ تشکیل دیں۔

اب ایسی کوئی وجہ موجود نہیں کہ ہم عبوری حکومت کے قیام کے سلسلے میں کسی بندوبست کے لئے گفت و شنید نہ کریں۔ ہم ہمیشہ سے دوران جنگ (وائسرائے کی) مجلس عاملہ کو تشکیل دینے کے لئے کسی بھی منصفانہ اور معقول عارضی انتظام کے ضمن میں اتفاق کرنے کے لئے تیار اور آمادہ تھے تاکہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ چلانے میں ہند کا صد فی صد تعاون حاصل کیا جا سکے۔ لیکن اس تمام عرصے میں کانگرس نے ایک ناممکن رویہ اختیار کئے رکھا۔ جنگ ختم ہو چکی ہے اور اب ہمیں اصل مسائل کو نمٹانا چاہیے جو ہند کے آئینی مسئلہ کے مستقل حل پر منتج ہو۔

مسلم ہند' کسی شک و شبہ کی گنجائش چھوڑے بغیر یہ واضح کر چکا ہے کہ ہند کے سیاسی مسئلے کا واحد حل ہند کی پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم ہے اور یہ ہمارا مصمم ارادہ اور عزم بالجزم ہے کہ ہم ہند کے شمال' مغرب اور مشرق کے منطقوں کے مسلم اکثریتی علاقوں میں آزاد مسلم مملکت قائم کریں۔

سر اسٹیفورڈ کرپس نے' جنہیں ہند کے بارے میں معلومات اور تجربہ حاصل ہے' ایک دُوربین مدبر کی حیثیت سے شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد یہ کہا:

> "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں دوبارہ تمام زور عبوری انتظامات کی بجائے مستقل حل کی جانب منتقل ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو بدیہی طور پر یہ بات پسندیدہ ہو گی کہ کسی عارضی انتظام کی کوشش کے لیے مزید وقت ضائع نہ کیا جائے جو ناقابل

تشریح طور پر مستقل بندوبست کے مسائل سے بالخصوص برطانوی ہند کے اتحاد سے الجھا ہوا ہے۔ یہ بدرجہا بہتر ہو گا کہ مستقل بندوبست کے بارے میں سمجھوتے کے ضمن میں ایسے ذرائع بسرعت اختیار کئے جائیں جن میں پاکستان کا سوال اہم مسئلہ کی شکل میں موجود ہو۔"

دوم : مسلم لیگ کسی مرکزی حکومت کے قیام سے اتفاق نہیں کرے گی' خواہ وہ عبوری انتظام ہی کیوں نہ ہو' کیوں کہ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ یہ تکمیل خواہش کا ذریعہ بن سکتی ہے اور اصل مسئلہ --- یعنی مطالبہ پاکستان --- کو پس منظر میں دھکیل دے۔ مزید برآں جب ایک بار عبوری انتظام کو زبردستی نافذ کر دیا گیا' تو ہم سمجھتے ہیں' کہ یہ ہند کی آزادی کے دن کو نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ دیگر قومیتوں کے لیے بھی التوا میں ڈال دے گا۔

سوم : اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ ہم برطانوی ہند کے لیے واحد مجلس دستور ساز کے قیام کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ یہ بالکل بے سود بات ہو گی اور وقت کا ضیاع' چونکہ کسی ایسی مجلس میں ابتدائی اور اہم ترین مسئلہ پاکستان اور ہندوستان کی صورت میں ہند کی تقسیم کا مسئلہ ہو گا۔ یہ بالکل عیاں ہے کہ اس مسئلہ پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا اور ہندو اکثریت مسلمانوں پر' جو مایوس کن اقلیت میں ہوں گے' کوئی فیصلہ نہ ٹھوس سکے گی۔

ہز ایکسی لینسی وائسرائے نے (اپنی تقریر میں) اس تلخی کا بھی تذکرہ کیا جو پیدا کر دی گئی۔ اس کے لیے واحد ذمہ دار ہندو کانگرس ہے جس نے ایسی حکمت عملی اختیار کی اور ایسی کارروائیاں کیں جن سے مسلم لیگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق پھیل جائے' جیسا کہ انتخابات سے کسی شک و شبہ کے بنا ظاہر ہوتا ہے۔ ان کی بے اصولی اور ناجائز طریقے سے مسلم رائے دہندگان کے معاملے میں مداخلت' جبکہ ان کی تنظیم کے پیچھے اس قدر زبردست طاقت موجود تھی جس کی پشت پر اخبارات کا جھوٹا پروپاگنڈا' نوے فی صد اخبارات ان کے قبضے میں تھے' ان کے لامحدود مالی وسائل اور اقتصادی دباؤ کا استعمال اور دھمکیوں' دہشت انگیزی اور خانہ جنگی کے اعلانات کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

مسلم لیگ ہندو رائے دہندگان کے معاملات سے اصولی طور پر الگ تھلگ رہی اور ایک باوقار جماعت کے طور پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ کسی بھی جگہ غیر مسلم رائے دہندگان کے معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔

ان ناقابل تردید حقائق کی موجودگی میں اس تلخ اور کشیدہ ماحول کی جو آج ہمیں درپیش ہے

واحد ذمہ دار کانگرس ہے۔

اخیر میں مَیں ملک معظم کی حکومت اور وائسرے پر زور دوں گا کہ وہ حقائق اور واقعات کا سامنا کریں اور بغیر کسی مزید تاخیر کے اہم مسئلہ پاکستان کے بارے میں واضح اعلان کر دیں۔

(دی سٹار آف انڈیا' ۲۹ جنوری ۱۹۴۶ء)

۱۱۔ کشمیر کی صورت حال' نمائندہ روزنامہ ہمدرد سے ملاقات

نئی دہلی' ۳ فروری ۱۹۴۶ء

کشمیر کی صورت حال کے بارے میں روزنامہ 'ہمدرد' سرینگر کے نمائندہ خصوصی کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے کہا: "ہر چند کہ مَیں اس وقت برطانوی ہند کے انتخابات کے سلسلے میں پوری طرح مصروف ہوں' تاہم میں نے کشمیر کے مسائل کو فراموش نہیں کیا۔" یہ اطلاع اورینٹ پریس آف انڈیا (او۔ پی۔ آئی) نے دی۔

انہوں نے کہا کہ "انہیں وہاں کے لوگوں کی ابتلا کا پورا احساس ہے۔ اگرچہ وہاں ظلم و ستم کے خلاف جدوجہد کا بار زیادہ تر کشمیریوں کو ہی اٹھانا ہو گا تاہم جب کبھی بھی اس کا موقع آیا' وہ ان کی ہر ممکن طریقے سے ہمیشہ مدد کریں گے' اور پُر اعتماد لہجے میں کہا: "مجھے یقین ہے کہ وہ دن دُور نہیں جب اچھے نتائج بر آمد ہوں گے اور کشمیر کے لوگ سُکھ کا سانس لے سکیں گے۔"

(دی ڈان' ۷ فروری ۱۹۴۶ء)

۱۲۔ طلبائے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے خطاب

نئی دہلی' ۴ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر جناح نے "عملی سیاست" کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا "یہ وہ ہے جس میں مَیں ہوں" وہ ایک سوال کا جواب دے رہے تھے جو اُن سے اس وقت دریافت کیا گیا جب وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اسّی (۸۰) طلبا کے ایک گروہ سے خطاب کر رہے تھے۔ یہ طلباء مسلم لیگ کی انتخابی مہم چلانے کے لئے پنجاب اور صوبہ سرحد کے دورے پر جا رہے تھے۔ طلباء نے دہلی میں مسٹر جناح کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اپنا سفر منقطع کیا تاکہ اُن کی دعائیں اور نیک تمنائیں حاصل کر سکیں۔ سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ طلباء سیاست میں سرگرم حصہ لیں۔ لیکن تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہر ملک میں یہ طلباء ہی تھے جنہوں نے اپنی قومی جماعتوں کی انتخابی مہمات میں ریڑھ کی

بڑی کا کردار ادا کیا۔

انہوں نے خود اپنی مثال دیتے ہوئے کہا جب وہ انگلستان میں تھے تو انہوں نے برطانی پارلیمان کے انتخابات میں ایک ہندی امیدوار کی انتخابی مہم چلانے میں حصہ لیا جو کامیاب بھی ہوئے۔

ایک طالب علم کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ وہ مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے بعض فیصلوں سے متفق نہ ہو پائے' مسٹر جناح نے کہا کہ پارلیمانی بورڈوں کو اپنی بھاری ذمہ داریوں کا کماحقہ' احساس تھا اور کوئی شخص بھی' خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو ان کے فیصلوں اور کارروایوں پر اثر انداز نہ ہو سکا' اور ان کے سامنے بھی صرف ایک ہی مفاد تھا' اور وہ تھا مسلمانوں کا بہترین مفاد۔

انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ نے جسے اسی مقصد کے لئے مقرر کیا گیا تھا' امیدواروں کو چُنا ہے' وہ ان میں سے ہر ایک کی حمایت اور تائید کریں۔

[اورینٹ پریس آف انڈیا دی ڈان' ۵ فروری ۱۹۴۶ء]

۱۳۔ کپتان عبدالرشید کی سزا میں امتیازی سلوک پر بیان

نئی دہلی' ۶ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے ایک بیان میں کہا ہے کہ آئی۔ این۔ اے کے کپتان عبدالرشید کی سزا میں تخفیف کے ضمن میں ان کے ساتھ جو امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے اس پر سخت غم وغصہ اور زبردست ہیجان برپا ہے کہ انہیں سات برس کی سزا دی گئی جب کہ شاہ نواز خان' پی۔ کے سہگل اور پی۔ایس ڈھلون کو مکمل طور پر بری کر دیا گیا۔

میں کمانڈر انچیف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی ان وجوہات کی وضاحت کریں جن کی بنا پر انہوں نے یہ تمیز روا رکھی۔ جب تک کہ وہ اپنی خاموشی اور لاتعلقی کی توضیح نہیں کریں گے۔ مسلمان چین سے نہیں بیٹھیں گے اور یہ معاملہ نہایت نازک صورت حال پر منتج ہو سکتا ہے۔

[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۷ فروری]

۱۴۔ آل انڈیا مسلم ریلوے مینز ایسوسی ایشن سے خطاب

دہلی' ۹ فروری ۱۹۴۶ء

"اگر آپ متحدہ جماعت کے طور پر اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے رہے تو مجھے کوئی شبہ

نہیں کہ آپ جیت جائیں گے۔ ہمارے خون میں کوئی ایسی شے شامل ہے جو ہمیں کبھی بھی شکست قبول کرنے نہیں دے گی۔ ہم جیتنے کا عزم کر چکے ہیں اور ہم جیت کر رہیں گے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے کہی۔ وہ اپنے اعزاز میں منعقدہ ایک ضیافت میں خیر مقدمی سپاسنامے کا جواب دے رہے تھے جو آل انڈیا مسلم ریلوے مینز ایسوسی ایشن نے پیش کیا۔ ضیافت کا اہتمام ایسوسی ایشن کے صدر ڈاکٹر سرضیاء الدین احمد کی قیام گاہ پر کیا گیا تھا۔

انہوں نے کہا کہ عدل، انصاف، خیر سگالی اور ہمدردی کی باتیں بہت خوش آیند ہوتی ہیں لیکن اس دنیا میں طاقت اور صرف طاقت ہی ایسی چیز ہے جو کسی شمار قطار میں آتی ہے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ وہ گذشتہ پانچ برس سے اپنا خون پسینہ ایک کر رہے ہیں لیکن دل خون کے آنسو روتا ہے جب انہیں ہند کے مختلف حصوں سے روزانہ متعدد خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں وہی پرانا دکھڑا رویا ہوتا ہے کہ بدترین حربوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو نکال باہر کیا اور ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈال دی۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ برا عمل ہر جگہ جاری و ساری ہے۔

انہوں نے کہا کہ صرف ایک ہی راستہ ہے جو اس تکلیف کا ازالہ کر سکتا ہے اور وہ ہے قیام پاکستان کی راہ، اور ہم اس کے لئے ہر ہر انچ پر لڑنے کا عزم کر چکے ہیں۔"

صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہا کہ مسلمانوں نے اپنے جملہ معاملات کو گذشتہ دو سو برس کے دوران نظرانداز کیا اور پھر جب انہوں نے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو آنکھوں سے دیکھا تب انہوں نے معاملات کو صحیح پس منظر میں دیکھنا شروع کیا۔ نہ صرف مسلم ریلوے مین بلکہ ہند میں ساری مسلم قوم فنا ہو جاتی اگر مسلم لیگ بروقت اس اسٹیم رولر کو روک نہ دیتی جو انہیں کچلنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔

وقت ضائع مت کیجئے

مسٹر جناح نے ریلوے کے مسلمان ملازمین کو تلقین کی کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ کام کریں اور اپنا وقت اور اپنی توانائی محض باتوں اور تقریروں میں ضائع مت کریں۔

(اورینٹ پریس آف انڈیا، دی ڈان، ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء)

۱۵۔ ہفت روزہ "سٹار" بمبئی کے لئے پیغام

نئی دہلی، ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے ہفت روز 'سٹار' کو خیر سگالی کا حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا جس کا

پہلا شمارہ گذشتہ اتوار کو شائع ہوا۔

'سٹار' کا آغاز ایسے نازک مرحلے میں ہوا جب مسلم ہند نے غیر مبہم انداز میں اپنی پُرزور اور بلا جھجک حمایت آل انڈیا مسلم لیگ کے حق میں صادر کر دی' آگے کی جانب یہ ایک خوش آیند قدم ہے۔ جیسا کہ آپ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ "سٹار" مسلم رائے عامہ کی تنظیم اور رہنمائی کرے گا اور آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی اور پروگرام کی تائید کرے گا۔

"اسٹار" کی ایک ہفت روزہ کی حیثیت سے اشاعت سے ممکن ہے کہ صوبہ بمبئی سے مستقبل قریب میں ایک اول درجہ کے روزنامے کے اجراء کی جانب پہلا قدم ہو اور مجھے امید ہے کہ "سٹار" مسلم ہند کے جذبات کی درست طور پر ہمدردی اور بے خوفی کے ساتھ ترجمانی کرے گا۔ آپ نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے میں اس کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

[اورینٹ پریس آف انڈیا' دی ڈان' ۱۳ فروری ۱۹۴۶ء]

۱۶۔ آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں اور سیاسی اسیروں کی رہائی کی قرارداد مرکزی مجلس قانون ساز میں تقریر

نئی دہلی' ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء

پنڈت گوبند مالویہ : [الٰہ آباد اور جھانسی ڈویژن' غیر مسلم دیہی] میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:

> "یہ کہ سارے ملک میں رائے عامہ کے اظہار کے پیش نظر یہ مجلس گورنر جنرل در کونسل سے سفارش کرتی ہے کہ انڈین نیشنل آرمی (آئی۔ این۔ اے) کے افسروں کے خلاف مقدمات ترک کر دیے جائیں اور آئی۔ این۔ اے کے جملہ جوانوں اور افسروں کو اور تمام دیگر سیاسی اسیروں کو جو نظر بند یا قید ہوں فوری طور پر رہا کر دیا جائے۔"

آنریبل سر جان تھورن : مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ آپ اس سے اتفاق کریں گے۔ میں نے گذشتہ روز ایوان میں اعداد و شمار پیش کئے تھے۔ جہاں تک میں انہیں سمجھ پایا ہوں میرے فاضل دوست' محرک' کو میرے خیال میں میرے اعداد و شمار پر اعتراض تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ اعداد و شمار بہت گھٹا کر بتائے گئے ہیں اور میرے حافظہ کے مطابق میرے گھٹا کر بتانے کی انہوں نے یہ مثال دی کہ صرف ان کے صوبے' یو۔ پی' میں سات سو نظر بند موجود ہیں۔ جناب والا ! ان کی اطلاع کا کیا ذریعہ ہے؟ مجھے اس کا علم نہیں۔ لیکن میں اسے تسلیم نہیں کرتا اور اس کا اعتزار نہیں

کرتا- میری اطلاع یہ ہے کہ گذشتہ یکم جنوری کو یوپی میں ان کے ۷۰۰ کے مقابلے میں ۴۴ نظر بند تھے- ہنگامی قانون نمبر۳ کے تحت سارے ہند میں اس وقت تین ہزار بلکہ اس سے کم لوگ ہیں جنہیں بغیر مقدمہ چلائے گرفتار کیا گیا اور ان میں پانچ سو شخص وہ ہیں جو عملی طور پر دہشت گردی اور تخریب کاری کی تحریکوں کے ساتھ سرگرمی سے وابستہ تھے- جیسا کہ میں نے کہا' عملاً باقی تمام یعنی تقریباً ڈھائی ہزار حُر ہیں- جناب والا! حال ہی میں مختلف مقامات پر حُروں کے حمایتی پیدا ہو گئے ہیں- اس ایوان میں اور دیگر مقامات پر' لیکن میں نے ان کے بارے میں ایک مشاہدہ یہ کیا ہے کہ وہ سب سندھ سے کافی محفوظ فاصلے پر رہتے ہیں مثلاً بمبئی' کلکتہ یا الٰہ آباد میں-

مسٹر ایم- اے- جناح : [مسلم شہری] یا دہلی-

آنریبل سرجان تھورن : یہ مسئلہ خاص طور پر سندھ کا مسئلہ ہے- پچھلے دن میں نے جو کچھ کہا تھا میں اسے دُہراتا ہوں کہ حکومت سندھ نے حرُوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا ہے میں اس کی مذمت کرنے میں فریق نہیں بنوں گا' نہ ہی میں اس قرارداد میں فریق بنوں گا جو حروں کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتی ہے- حکومت سندھ نے حال ہی میں ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ حروں کے مسئلے پر بہت سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہی تھی اور کر رہی ہے- میری تجویز یہ ہے کہ یہ ایوان ایسی قرارداد کو منظور نہ کرے جو اپنے پہلے جزو کے اعتبار سے صرف اس حکومت کے لئے پریشانی کا موجب بنے-

مسٹر ایم آصف علی : اس سے حکومت کو پریشانی کیوں ہو؟

سرجان تھورن : اس قرارداد کے دوسرے جزو میں ان اشخاص کا تذکرہ ہے جو سیاسی جرائم میں ماخوذ ہوئے- یہاں پھر میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتا ہوں جیسا کہ میں نے گذشتہ دن ان جرائم کے ضمن میں کیا جوان علاقوں میں سرزد ہوئے جو حکومت ہند کے براہ راست کنٹرول سے باہر ہیں- اگرچہ میں اس مرحلے میں ایوان کے سامنے کچھ اعداد و شمار رکھنا چاہتا ہوں.... جناب والا! مجھے اس موضوع پر صرف یہی کچھ کہنا تھا- اب ایوان آئی- این- اے کے مقدمات کی ساعت کے زیادہ دل خوش کن موضوع پر دوبارہ بحث کر سکتا ہے- مجھے پنڈت گوبند مالویہ کی قرار داد کی اس کی موجودہ شکل میں مخالفت کرنی ہو گی-

پروفیسر این جی رانگا : ان لوگوں کا کیا ہو گا؟

مسٹر ایم- اے- جناح : جناب والا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قرارداد پر بحث آج جاری رہے گی اور جب دوبارہ اس موضوع پر بحث کا موقع آئے تو شاید میں ایوان میں موجود نہ ہوں- چنانچہ

جناب والا! میں سوچتا ہوں کہ میں چند لفظ کہہ دوں اور ایوان کے سامنے اپنے خیالات پیش کر دوں۔

جناب والا! نواب صدیق علی خاں کی متبادل قرارداد یہ ہے:

"ان خصوصی حالات کے پیش نظر جن کے تحت انڈین نیشنل آرمی [آئی۔ این۔ اے] کے بیشتر عملے نے اس میں شمولیت اختیار کی اور اس حکمت عملی کے پیش نظر جس کا حکومت نے اعلان کیا اور اس کارروائی کے پیش نظر جو کمانڈر انچیف نے فوجی عدالت کی دی ہوئی سزاؤں کے بارے میں کی' یہ مجلس گورنر جنرل در کونسل سے سفارش کرتی ہے کہ وہ آئی۔ این۔ اے کے جملہ افسروں اور جوانوں کو رہا کر دے' خواہ وہ قید ہوں یا ان کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہوں۔"

اب میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر میسن کو اس قرارداد پر کوئی اعتراض نہیں ماسوا اس کے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اس میں ان کی ترمیم شامل کر دی جائے۔

مسٹر پی۔ میسن: جی ہاں

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: ان کی ترمیم یہ ہے:

"کہ قرارداد کے آخر میں جو ترمیم کے طور پر اصل قرارداد کے متبادل کی حیثیت سے پیش کی گئی ہے یہ لفظ بڑھا دیئے جائیں "ماسوا ان لوگوں کے جن پر بربریت [دہشت گردی] کا الزام ہو۔"

اب میں ان مختلف امور پر گفتگو کرنا نہیں چاہتا جن پر اس ایوان میں بحث و تمحیص ہوئی۔ مسٹر میسن نے ہمیں فوج کی یک جہتی اور اس کے قابل اعتماد ہونے کے متعلق اور اس کی ضرورت پر ایک طویل خطبہ سنایا۔ دوسری جانب ہم نے سنا کہ حب الوطنی کے تقاضے کے کیا معنی ہیں اور ایک محب وطن کو کیا کرنا چاہیے۔ جناب والا! یہ سب کتابی باتیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے' میں سمجھتا ہوں کہ ہر ذہین آدمی یہ جانتا ہے کہ ایک محب وطن کو کیا کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ذہین آدمی کو یہ علم ہوتا ہے کہ ایک ملک کی فوج کی گھٹی میں مکمل یک جہتی' اعتبار اور وفاداری ڈالی جاتی ہے۔ یہ سب بالکل ابتدائی/ بنیادی باتیں ہیں۔ اب یہ سوال اس ایوان کے سامنے نہیں ہے۔ ایوان کے سامنے جو سوال ہے وہ یہ ہے: انڈین نیشنل آرمی کے تعلق میں حکومت کی حکمت عملی کیا ہے؟ میں نہیں چاہتا' جناب والا! کہ کوئی ایسی بات کہوں جو تلخی میں اضافے کا باعث بنے۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی ایسی بات کہوں جس سے کسی کو دکھ پہنچے' بہر نوع میرا یہ مدعا نہیں۔ میں لاتعلق بدور ازکار امور میں بھی نہیں پڑنا چاہتا۔ آیئے ہم خود کو اس ایشوع تک محدود کر دیں اور [

تمام تر توجہ) اس پر مرتکز کر دیں جو اس وقت ایوان کے سامنے ہے : کہ "اس معاملے کے بارے میں حکومت کی حکمت عملی کیا ہے؟" آپ نے ان مقدمات کی سماعت کرنا درست تصور کیا۔ میری رائے میں شروع ہی سے یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ پھر سماعت کے بعد آپ نے ان لوگوں کو فوراً ہی رہا کر کے عدالتی فیصلے کی نفی کر دی۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ جناب والا! مجھے یہ ایک بدیہی امر نظر آتا ہے' بہرحال آپ نے ایسا اس لئے کیا' جیسا کہ مسٹر میسن نے جزوی طور پر اس کا اظہار کیا۔ اس لئے نہیں کہ آپ نے یہ محسوس کیا کہ اس سے سیاسی مفاہمت میں مدد ملے گی' بلکہ آپ نے یہ محسوس کیا کہ مقدمات شروع کرنے کے بعد سارے ملک میں آپ کی اس حکمت عملی کے خلاف ایک ہیجان' ایجی ٹیشن اور شورش برپا ہو گئی' اور پھر آپ کے ایک فاضل ممبر کے بقول گھبراہٹ میں پسپائی اختیار کی اور آپ کو سزاؤں کو معاف کر دینے کی کارروائی کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ یہ کچھ کر ڈالنے کے بعد اب آپ نے یہ محسوس کیا ہے کہ ایجی ٹیشن کچھ ٹھنڈا پڑ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ غالباً انگلستان میں —— میں نے اخبارات میں پڑھا ہے—— اس کارروائی پر بہت سخت تنقید ہوئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ یکسر غلط تھے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو ان کے خلاف مقدمات چلانے ہی نہیں چاہییں تھے۔ لیکن مقدمات چلانے اور طویل سماعت کے بعد فیصلے حاصل کر لینے کے بعد آپ نے پسپائی اختیار کر کے اس سب کچھ کو ایک ڈھونگ بنا دیا۔ پھر سخت تنقید ہوئی اور آپ سے ایک اور غلطی سرزد ہوئی۔ پہلی غلطی کا ارتکاب ہوا مقدموں کے آغاز سے۔ دوسری غلطی سرزد ہوئی جب ایک عدالتی فیصلے کو سزاؤں کے اعلان کے فوراً بعد ڈھونگ بنا دیا گیا۔

ایک فاضل ممبر: اب یہ تیسری ہے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : بالکل یہ تیسری ہے۔ اب آپ کو پتہ چلا کہ شورش فرو ہو گئی۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ آپ ایک مضحکہ خیز صورت حال کے اسیر ہیں تو آپ اس توجیہ کا بہانہ بنا کر " بربریت کے الزام میں ماخوذ ہونے والوں کو استثنا قرار دینا چاہتے ہیں ....

مسٹر بی۔ میسن : ۳۰ نومبر وہ تاریخ تھی جب ہم نے اس حکمت عملی کا اعلان کیا تھا۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : مجھے علم ہے کہ آپ ہمیشہ ایک رخنہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جناب والا! گذشتہ تیس برس کے دوران برطانی حکومت نے' جس کی آپ اولاد ہیں' کوئی ایسا بیان دیا ہو جس میں رخنہ نہ چھوڑا گیا ہو۔ میں نے تو نہیں دیکھا۔ آپ ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر لیتے ہیں۔ کتنے بیانات' کتنے عہد معاہد اور کتنے وعدے آپ نے شرمناک طریقے سے توڑے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ آپ ایسا اس لئے کر رہے ہیں کہ آپ کو اس وقت قربانی کے ایک بکرے کی تلاش ہے۔ ایک شکار کی' رشید علی شکار نمبر ایک ہے۔ لیکن آپ یہاں رکیں

گے تو نہیں۔ آپ کو چند ایک اور شکار مل جائیں گے۔ شاید آپ کا ارادہ یہ ہے کہ آپ اسی ڈھونگ کو پھر رچائیں اور عمر قید [.جبور دریائے شور] یا ممکن ہے کہ موت کی سزا سنائیں [مجھے علم نہیں] اور پھر سامنے آکر اعلان کریں "جی ہاں شاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا بری بات ہے۔" کیا شاہنواز نے قتل نہیں کیا؟ کیا اسے قتل کا مرتکب قرار نہیں دیا گیا؟

مسٹر پی میسن : نہیں۔ جناب والا! وہ قتل کے مرتکب نہیں تھے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : بلاشبہ وہ تھے' قتل میں اعانت ایسا ہی جرم ہے جیسے قتل۔ مسٹر میسن آپ قانونی زبان نہیں سمجھتے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کا ذہن صرف فوجی امور کی سمت میں زیادہ ہی چلتا ہے۔ میں اس قانونی زبان کو سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی آدمی فی الحقیقت نہیں مارا گیا' لہٰذا اس معاملے میں وہ قاتل کے معین تھے۔ ان کے معاملے میں حالات ذرا ہلکے تھے۔ چنانچہ انہیں اس شخص کے مقابلے میں جس کے ہاتھوں قتل کا ارتکاب ہوا' سخت سزا نہیں دی جا سکتی' تو یہ میرے لئے قابل فہم ہو گا۔ لیکن اسے بالکل رہا کیوں کر دیا گیا۔ یہ" وہ بات ہے جسے میں جاننا چاہتا ہوں۔

مسٹر پی میسن : میں نے ابھی اس کی وضاحت کی ہے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح :مجھے علم ہے کہ آپ نے اس کی وضاحت کی۔ لیکن کیا فاضل ممبر یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کہنا کس قدر احمقانہ بات ہے۔۔۔ میں اب یہ سمجھ رہا ہوں کہ رشید ضرب شدید پہنچانے کے مرتکب ہوئے ۔۔۔ کہ ایک آدمی ضرب شدید یا کوئی ضرب لگانے کا ارتکاب کرتا ہے' تو کیا یہ اعانت قتل سے کم تر درجہ کا جرم نہیں ہے؟ کیا آپ یہ نہیں سمجھ سکتے؟ تھوڑی سی سوجھ بوجھ آپ کو یہ بتا دے گی کہ اگر کوئی شخص ضرب شدید کا مجرم ہے تو وہ ہر اعتبار سے قتل یا اعانت قتل سے کم تر درجہ کا جرم ہے۔ شاہنواز اور دیگر لوگوں کو رہا کر دیا گیا۔ بیچارے رشید کو آپ کی حکمت عملی میں تبدیلی کا کیوں شکار بنایا گیا؟

مسٹر پی۔ میسن :کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : آپ نے اپنی حکمت عملی کو تبدیل کیا۔ اور نہ صرف یہ رشید۔۔۔ اب میں رشید کی بات نہیں کرتا۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ مسلمان ہے یا ہندو ہے یا پارسی ہے ۔۔۔ اب میں آپ کی حکمت عملی پر غور کر رہا ہوں۔ میں آپ کو بتا دوں کہ آپ غلطی کر رہے ہیں اور اجازت دیجئے کہ میں آپ کو پورے اخلاص سے مشورہ دوں کہ آپ اپنی پہلی حکمت عملی پہلے خیال پر ہی کاربند رہیے۔ سب کو رہا کر دیجئے۔ کوئی سوال نہیں۔ میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے تمام ریکارڈ کا مطالعہ کیا ہے اور میں مطمئن نہیں ہوں کہ رشید کسی بربریت کا

مرتکب ہے۔

مسٹر پی میسن: نکتہ یہ ہے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: جی ہاں۔ میں نے اپنی زندگی کے بہت سے برس گزارے ہیں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس { ریکارڈ } کا احتیاط کے ساتھ مطالعہ کر لیں گے، جیسا کہ، میں نے کیا، تو وہ { رشید } بربریت کا اس سے زیادہ بڑا مجرم نہیں پائیں گے جتنا کہ شاہنواز اور بہت سے دیگر لوگ ہیں جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ لہٰذا براہ مہربانی اس امر پر اس نقطہ نظر سے غور کریں۔ اس خوف کو روکنے کی خاطر کہ مبادا یہ ایک ڈھونگ نظر آئے آپ چند لوگوں کو قربانی کا بکرا بنا دیں گے۔ ایسا نہ کیجئے۔ ہمت اور دیانت داری سے سامنے آئیں۔ اگر آپ خیر سگالی کے خواہاں ہیں۔ اگر آپ اس ملک کے ہر طبقے میں اس طرح کے جذبات پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس باب کو مکمل طور پر ختم کر دیجئے، نہ مزید استدلال نہ مزید گفتگو۔ میں پورے خلوص سے آپ کو مشورہ دیتا ہوں۔ اور اگر آپ نے اپنی زندگی میں ایک بار بھی میرے مشورے کو قبول کر لیا، جو آپ کے اپنے مفاد میں ہے، تو آپ باور کریں کہ آپ کو اس کا علم نہیں کہ آپ کیا حاصل کر لیں گے۔ اگر آپ واقعتاً دیانتدار ہیں، اگر آپ حقیقتاً مخلص ہیں۔ اگر آپ کی مراد وہی ہوتی ہے جو آپ کہتے ہیں تو میرا اعتبار کریں بلا کسی تاخیر کے فوراً کر ڈالیں۔

مسٹر پی۔ میسن: کیا فاضل رکن مجھے اس امر کا یقین دلا دیں گے کہ وہ آئندہ یہ نہیں کہیں گے کہ ہم پسپائی اختیار کر رہے تھے؟

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: نہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ ہے میرا موقف۔ آپ کہتے ہیں، یہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نتیجہ ہے جو میں نے اخذ کیا کہ آپ نے گھبراہٹ میں پسپائی اختیار کی۔ بہت خوب، اگر آپ مجھے یہ یقین دہانی کرا دیں گے ـــــ اور آپ کو وہ بات یاد رکھنی چاہیے جو میں نے عرصہ دراز قبل کہی تھی۔ ازراہ کرم اسے فراموش نہ کیجئے ـــــ اگر آپ مجھے یہ یقین دہانی کرا دیں گے کہ آپ اس باب کو ختم کر دیں گے تو نہ صرف میرے پاس یہ کہنے کا کوئی جواز نہ ہو گا کہ آپ نے گھبراہٹ میں پسپائی اختیار کی بلکہ میں کہوں گا کہ آپ نے وہ رویہ اختیار کیا جو ایک مہذب حکومت کو اختیار کرنا چاہیے تھا۔ اور جیسا کہ ایک فاتح حکومت کو اختیار کرنا چاہیے۔ میں نے بہت دن پہلے یہ بات کہی تھی اگر آپ کو یاد ہو۔ اگر آپ کو یاد نہ ہو تو میں آپ کو اخباری تراشے بھیج دوں گا لیکن وہ تو خود آپ کے پاس بھی ہوں گے۔ میں نے کہا تھا کہ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ عمیق ترین ہمدردی ہے اور برطانوی حکومت کو ان کے معاملے میں بہت زیادہ جذبہ ترحم کا مظاہرہ کرنا چاہیے، بہت زیادہ جذبہ ترحم، جو ایک فاتح کی شان کے شایاں ہو۔ آپ نے جنگ جیت

لی ہے۔ نہ صرف آئی۔ این۔ اے کے افسروں اور جوانوں کے ساتھ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ بھی جو آپ کی خاطر بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے' میدان جنگ میں کام آ گئے۔ جنہوں نے میدان جنگ میں داد شجاعت دی اور مارے گئے ان کے خاندانوں اور بچوں کی دیکھ بھال کیجئے۔ اور جو جنگ جیتنے کے بعد واپس آ گئے ہیں ان کے ساتھ مناسب سلوک کیجئے۔ میں اس معاملے میں جانا نہیں چاہتا کہ وہ آپ کے لئے لڑے یا میرے لئے۔ وہ انسان ہیں اور ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کیجئے' اور مسٹر گریف تھم! جب وقت آئے گا' پاکستان میں میری فوج' بلا کسی شک و شبہ کے پوری وفاداری قائم رکھے گی' اس کی قیمت خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ اور اگر کسی نے ایسا نہ کیا خواہ وہ سپاہی ہو یا ایک افسر یا کوئی غیر فوجی تو اس کا وہی حشر ہو گا جو ولیم جوائس یا جان آمرے کا ہوا۔

(مباحث مجلس قانون ساز جلد اول صفحات ۴۲۸)

۱۷۔ نیویارک ٹائمز کے نمائندے سے ملاقات

نئی دہلی ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء

("جناح خانہ جنگی کی دھمکی دیتے ہیں" کے عنوان کے تحت نیویارک ٹائمز نے اپنے نمائندے مقیم نئی دہلی کی قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ ملاقات کی روئیداد شائع کی۔)

نمائندہ نیویارک ٹائمز نے کہا کہ مسٹر جناح نے ان سے یہ بات کہی کہ اگر برطانیہ ہند کے ۶ شمالی صوبوں میں پاکستان قائم کرنے میں ناکام رہا تو مسلمان لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ نمائندے نے اپنے لاسلکی پیغام میں کہا کہ مسٹر جناح نے اعلان کیا کہ اگر برطانیہ نے دستور سازی کے لئے ایک ادارہ قائم کرنے کے ارادے کو جامہ عمل پہنایا تو اس کا واحد نتیجہ یہ ہو گا کہ ملک کے طول و عرض میں مسلمان علم بغاوت بلند کر دیں گے۔

نمائندہ نیویارک ٹائمز نے اپنی روئیداد میں کہا کہ مسٹر جناح نے کہا "یہ برطانیہ پر منحصر ہے کہ درست اقدام کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اللہ ان پر رحم کرے۔"

مسٹر جناح نے اس باب میں کسی شک و شبے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ وہ اوّل و آخر مسلمان ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ انہوں نے وائسرائے کی اس تجویز کی مذمت کی کہ عبوری دور کے لئے ایک مقبول حکومت قائم کر دی جائے تاآنکہ مجلس دستور ساز طلب کی جائے اور وہ دستور سازی کا کام شروع کرے۔ انہوں نے واحد مجلس دستور ساز کے قیام کی اس بنا پر مخالفت کی کہ اس کا نتیجہ متحدہ ہند کی شکل میں ظاہر ہو گا۔

واحد راہ

مسٹر جناح نے مجھے بتایا "لہٰذا برطانیہ کے سامنے ایک ہی راہ ہے کہ وہ مطالبہ پاکستان کو تسلیم کر لیں اور اس ضمن میں ایک غیر مبہم اعلان کر دیں۔ پھر ہم پاکستان اور ہندوستان کی سرحدوں کے تعین کا کام شروع کر سکیں گے۔ مسٹر جناح نے مزید کہا کہ دونوں ہندی قومیں اپنے معاہدات خود کر سکتی ہیں۔

جب نیویارک ٹائمز کے نمائندے نے مسٹر جناح سے ان اطلاعات کے بارے میں دریافت کیا کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں عربوں کے ساتھ ہیں تو مسٹر جناح نے جواب دیا کہ "ہندی مسلمان عربوں کی ہمدردی اور حمایت میں ہر وہ کام کر سکتا ہے جو اس کے بس میں ہو۔ وہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ فلسطین مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل جائے۔"

جب ان سے کہا گیا کہ وہ "کسی حد" کی وضاحت کر دیں تو انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں —— اگر ضروری ہوا تو تشدد بھی۔" (دی ڈان' ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء)

۱۸۔ اپنی تنظیم میں نظم و ضبط سے ہی پاکستان مل سکتا ہے
کانپور ریلوے اسٹیشن پر خطاب

کانپور' ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء

"اپنی تنظیم میں نظم اور ضبط کے قیام سے ہی پاکستان حاصل ہو سکتا ہے" اس امر کا اعلان مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ یہ لوگ کانپور ریلوے اسٹیشن پر ان کا خیرمقدم کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔

اپنے پیروؤں کو تنبیہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگر آپ اپنا محبوب مقصد پاکستان حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو پہلے نظم اور ضبط کا سبق سیکھنا ہو گا۔

انہوں نے ان لوگوں کی سرزنش کی جنہوں نے ریل کی آمد کے وقت افراتفری کا مظاہرہ کیا اور ریل کے بعض ڈبوں کی کھڑکیوں کے شیشے توڑ ڈالے۔

(او۔ پی۔ آئی۔ اسٹار آف انڈیا' ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء)

۱۹۔ الٰہ آباد ریلوے اسٹیشن پر خطاب

الٰہ آباد ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء

"وقت آ گیا ہے کہ آپ پوری طرح سے متحد ہو جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی

صفوں میں اتحاد اور نظم و ضبط پیدا کریں کہ ہم سب کو ایک عظیم جدوجہد کا سامنا کرنا ہے' جب آپ سے مزید عظیم تر قربانیاں طلب کی جائیں گی۔ نظم حسن کارکردگی کا جوہر ہے اگر آپ جیتنا چاہتے ہیں تو آپ کو نظم و ضبط کی پابند فوج کا رویہ اختیار کرنا ہو گا۔"

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ آپ انتخابات کو فراموش نہ کریں۔ آئندہ انتخابات میں آپ کو مسلم اتحاد' یک جہتی اور مسلمانوں کے وطن ـــــ پاکستان کے لئے رائے دینا ہو گی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مقامی جھگڑوں کو فراموش کر دیں اور ذاتی اختلافات کو عظیم تر مقصد کے تابع کر دیں۔ آپ شخصیتوں کو ووٹ نہیں دیں گے۔ آپ لیگی امیدواروں کو ووٹ دیں گے' خواہ وہ بجلی کا کھمبہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ اسے اس لئے ووٹ دیں گے کہ وہ پاکستان کا علم بردار ہے اور آپ کی قوم کی آزادی کا طلبگار۔ اب تک جو انتخابی نتائج سامنے آئے ہیں وہ بہتر حالات کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ ہم نے بغیر کسی شک و شبہ کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں اور پاکستان ہمارا متفقہ مطالبہ ہے۔

تقریر ختم کرتے ہوئے انہوں نے کہا "میرے پاس وقت کم ہے۔ اجازت دیجئے کہ میں ایک بار پھر اس امر کا اعادہ کر دوں کہ حصول پاکستان کی خاطر آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا ہو گا۔ انشاء اللہ ہم کامیاب و کامران ہوں گے۔" (انہوں نے اردو زبان میں یہ تقریر کی۔) (او۔ پی۔ آئی۔ دی اسٹار آف انڈیا' ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء)

۲۰۔ آئی این اے کے افسروں اور سپاہیوں کے خلاف مقدمات حکومت ہند کی حکمت عملی کے بارے میں بیان

کلکتہ' ۱۷ فروری ۱۹۴۶ء

"میری توجہ حکومت ہند کے اس اعلانیے کی جانب مبذول کرائی گئی جو کل کے اخبارات میں شائع ہوا اور جو ہندی قومی فوج سے متعلق لوگوں کے خلاف مقدمات اور سزائیں دینے کے بارے میں ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ یہ قانونی لحاظ سے غلط' منطقی اعتبار سے ناقابل مدافعت اور اخلاقی نقطہ نظر سے ناقابل مزاحمت ہے۔ اعلانیے میں انہیں امور کا اعادہ کیا گیا ہے جن کا تذکرہ سکرٹری جنگ مسٹر پی۔ میسن نے مرکزی مجلس قانون ساز کے حالیہ مباحث کے دوران کیا تھا۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان کے دوران کہی۔

نئے جرائم کی ایجاد

تاہم مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ اب اس امر کا اعتراف کر لیا گیا ہے کہ اس باب میں کوئی شبہ نہیں کہ قانون کی نظر میں اقدام قتل یا قتل میں اعانت ضرب شدید کے مقابلے میں زیادہ سنگین جرم ہے۔ اس بات سے صرف نظر کہ دونوں میں سے کسی بھی جرم کے ارتکاب میں کتنی بربریت، وحشیانہ پن یا غیر مہذب افعال سرزد ہوئے۔ یہ تمیز محض شاہ نواز کی رہائی کا جواز تلاش کرنے اور عبدالرشید کے مقدمے میں کھلم کھلا امتیاز برتنے کی ناقابل مدافعت حکمت عملی اختیار کرنے کا جواز ہاتھ آجائے، گویا کہ قانون بے حد وحشیانہ پن اور غیر مہذب فعل سے آشنا ہے، [امر واقعہ یہ ہے کہ] قانون بے حد و حساب وحشیانہ پن اور غیر مہذب رویے سے بالکل آشنا نہیں اور نہ ہی یہ کسی محکمے یا اس کے سربراہ کے ابروئے چشم کے اشارے اور حاکم کے پاؤں یا سر کے سائز کے مطابق تخلیق کیا جا سکتا ہے۔

"عبدالرشید کو، صحیح یا غلط، میرے خیال میں غلط طور پر ایک ٹری بیونل کی جانب سے ضرب شدید کا مرتکب قرار دیا گیا ہے جو اقدام قتل یا اعانت قتل کے مقابلے میں کم تر درجے کا سنگین جرم ہے۔ لہٰذا اس حکمت عملی کا اعادہ اصلی مسئلہ نہیں ہے۔ عوام کے سامنے اس وقت جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ کیا عبدالرشید کو رہا کر دیا جائے اور کیا آئی۔ این۔ اے کے لوگوں کے خلاف مقدمات اور سزاؤں سے متعلق حکومت کی حکمت عملی کے باب کے اخیر میں ختم شد لکھ دیا جائے۔

کلکتہ میں فائرنگ

"میں اس زبردست تلخی تناؤ اور جذبات میں برانگیختگی میں مزید اضافہ کرنا نہیں چاہتا جو اس وقت سارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ صرف کلکتہ میں ۴۴ معصوم لوگوں کی جانیں ضائع ہو گئیں اور سات سو کے قریب لوگ زخمی ہوئے، ہند کے دیگر علاقوں کا ذکر ہی کیا۔ محض اس بنا پر کہ وہ حکومت کے اقدام اور اس کی حکمت عملی کی کھلی مذمت کرنے کے لئے شہریوں کی حیثیت سے عام جلسوں کے انعقاد، جلوس نکالنے اور مظاہرے کرنے کے حقوق استعمال کرنا چاہتے تھے۔"

"کوئی شخص پولیس کے رویے سے چشم پوشی نہیں کر سکتا جس ی بنیادی طور پر کفالت ہی اس غرض سے کی جاتی ہے کہ وہ لوگوں کی آزادی رائے اور اس کے اظہار کو دباتی اور کچلتی رہے۔ ایک غیر جانبدار ٹری بیونل مقرر ہونا چاہیے جو اس سارے معاملے کی، جہاں جہاں فائرنگ ہوئی، تحقیقات کرے۔ حاکم لوگ شہدا پن اور مشتعل ہجوم کا بہانہ بنا کر اپنی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے۔ میری ایسی کوئی خواہش نہیں کہ جلتی پر تیل چھڑکوں، لیکن مجھے ان لوگوں کے ساتھ ان خاندانوں اور ان کے اعزہ اور اقربا کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرنا ہے جنہوں نے اپنی جانیں

جان آفریں کے سپرد کر دیں یا اپنے شہری حقوق مثلاً آزادی تقریر و جذبات کی جائز طور پر ادائیگی کے سلسلہ میں زخموں سے چور ہوئے۔

انا کا کوئی مسئلہ نہیں

"میں اس بات کی بغیر کسی شک و شبے کے وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے دہلی سے کلکتہ تک عبدالرشید کے ساتھ امتیازی سلوک کی بنا پر لوگوں کی آنکھوں میں خون کھولتے دیکھا ہے۔ اس نے لوگوں کے ہر طبقے میں ہیجان برپا کر دیا ہے اور ہر ذی فہم شخص کا دل ہلا دیا ہے' یہ توقع کرنا ایک حماقت ہو گی کہ حکومت کا یہ اقدام یا اس پر ہٹ دھرمی کے ساتھ مسلسل اصرار بڑھتے طوفان کی طرح گزر جائے گا۔ یہ عامتہ الناس کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ گیا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ ہماری ان کوششوں کی نفی کر دے گا جن کا مقصد حکومت کے ساتھ ان امور میں تعاون کرنا تھا' جیسے خوراک کی بگڑتی ہوئی صورت حال اور دیگر اہم معاملات جو آج کل ملک کو درپیش ہیں۔

"انا اور وقار کے کسی مسئلے کو راہ میں حائل نہ ہونے دیجئے۔ حکومت کے وقار میں اضافہ ہو گا اگر وہ بلا خوف و خطر درست اقدام کرے' خواہ اس ضمن میں پہلے کوئی غلطی ہی کیوں نہ سرزد ہو چکی ہو۔ عوام کی صدا پر کان دھرنا ہر مہذب حکومت کا فریضہ ہوتا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ حکومت ہند' جیسی کیسی بھی وہ اس وقت موجود ہے' موجودہ سطح سے بلند تر ہو کر ان غلطیوں کا ازالہ کرے جن کی نہ اخلاقی لحاظ سے اور نہ ہی منطقی اعتبار سے حمایت کی جا سکتی ہے۔

(دی ڈان' ۱۸ فروری ۱۹۴۶ء)

۲۱۔ ہند میں خوراک کی صورت حال پر بیان

کلکتہ' ۱۷ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہند میں خوراک کی صورت حال کو "سیاسی فٹ بال" کے طور پر استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ مسٹر جناح لارڈ ویول کی اس تقریر پر تبصرہ کر رہے تھے جو ہفتہ کی شب نشر ہوئی۔ انہوں نے اے۔ پی۔ اے کے نامہ نگار سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وائسرائے نے ہند میں غذائی صورت حال کو خوراک کی سنگین قلت بیان کیا ہے۔ میں وائسرائے کے اس عام بحران پر بیان کا اعادہ کرتا ہوں کہ کسی کو اس سے کوئی سیاسی سودے بازی نہیں کرنی چاہیے۔ خوراک کا مسئلہ پارٹیوں کے جھگڑوں سے بالاتر ہونا چاہیے۔

میں نے وائسرائے سے کہا ہے کہ وہ مجھے اس قطعی پروگرام سے آگاہ کر دیں جو وہ اور ان

کی حکومت خوراک کے بحران کو حل کرنے کے لئے روبہ عمل لانا چاہتے ہیں۔

مسٹر جناح نے اعلان کیا کہ ہمیں مدد تو کرنا ہی ہو گی۔ بہت ہی نازک صورت حال کے پیش نظر ہم پوری طرح سے تعاون کریں گے۔

مسٹر جناح نے مزید کہا "میں نے وائسرائے کی نشری تقریر کا متن دیکھا ہے اور میں دہلی پہنچتے ہی ان سے گفتگو کروں گا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں محکمہ خوراک کے افسروں سے بھی بات چیت کروں تاکہ ہم خوراک کے مسائل کو حل کرنے کے ضمن میں جو کچھ ہم سے بن پڑے کر ڈالیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ مسلم لیگ کے امیدواروں نے جہاں کہیں انتخابات میں حصہ لیا' خواہ وہ مرکزی مجلس قانون ساز ہو یا صوبائی مجالس قانون ساز' انہوں نے کامیابی حاصل کی اور اس زبردست کامیابی سے ہر شخص کو اس امر کا یقین ہو گیا ہو گا کہ لیگ کی نام نہاد شکست صرف کچھ لوگوں کے ذہنی اختراع کے سوا کچھ نہیں۔

مسٹر جناح نے کہا ہندی قومی فوج کے مظاہروں میں بظاہر اتحاد کے مظاہروں سے محض یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدترین دشمن بھی ایک مشترک دشمن کے خلاف متحد ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کے اتحاد سے ہند کے مسلمان اپنے مطالبہ پاکستان کو ترک نہیں کر سکتے۔

سارے ہند کے لئے ایک مجلس دستور ساز کے سوال پر گفتگو کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگر برطانیہ نے واحد مجلس دستور ساز کے قیام کے منصوبے کو جامہ عمل پہنایا تو اس کا صرف ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ ہند کے طول و عرض میں مسلمان بغاوت کر دیں گے۔

گفتگو ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ درست قدم اٹھانا برطانیہ پر منحصر ہے۔ ان کے سامنے واحد راستہ یہ ہے کہ وہ مطالبہ پاکستان کو تسلیم کرلے اور اس تعلق میں غیر مبہم اعلان کر دیا جائے۔ سرحدوں میں رد و بدل اور دونوں قوموں کے درمیان معاہدہ کی ترتیب و تدوین کا کام بعد میں ہو گا۔ [ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ' دی ڈان' ۱۸ فروری ۱۹۴۶ء]

۲۲۔ تین برطانوی وزیروں کی ہند میں آمد
ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نمائندے سے ملاقات

کلکتہ' ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نمائندے کے ساتھ ملاقات کے دوران کہا: "میں نے تین برطانوی وزیروں کی ہند میں آمد کے

تعلق میں برطانی پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں سرکاری اعلانیہ کا متن' جو منگل کے روز اخبارات کو جاری کیا گیا' دیکھا ہے۔ تین برطانوی وزیر مارچ کے آخر میں ہند آئیں گے۔

"میں اس بات کو پہلے ہی بار بار واضح کر چکا ہوں کہ ہم قطعی طور پر ایک دستور ساز ادارے کے قیام کے خلاف ہیں اور ایک عبوری انتظام کے طور پر گورنر جنرل کی ایک نمائندہ سیاسی مجلس عاملہ کی تشکیل کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ میں ان دونوں مجوزہ اقدامات کی مخالفت کی وجوہ بھی بیان کر چکا ہوں۔ جنہیں اس وقت دہرانے کی ضرورت نہیں۔ مجوزہ مجلس عاملہ کے قیام کا بھی کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ بڑے سیاسی مسئلے کا فیصلہ پہلے ہونا چاہیے اور وہ ہے مسلم ہند کا مطالبہ پاکستان۔ جب پاکستان کا اصول طے کر لیا جائے گا تب ہم اس کی تفصیلات طے کرنے کا کام ہاتھ میں لیں گے۔ مسلم ہند کے مطالبہ پاکستان کے بارے میں نہ کوئی مفاہمت ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی گنجائش ہے۔

ناقابل تسلیم!

مرکز میں کوئی جزوی پیش رفت یا پیوند کاری یا واحد دستور ساز ادارے کے قیام سے تو آخر کار مطالبہ پاکستان داخل دفتر ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم اس طرح کے کسی اقدام سے اتفاق یا اسے قبول نہیں کر سکتے' اور اگر ایسی کوئی چیز ہم پر زبردستی مسلط کی گئی تو یہ اس یقین دہانی کی خلاف ورزی ہو گی جو برطانوی حکومت نے ۱۹۴۰ء میں مسلمانوں کو کرائی تھی کہ مسلمانوں پر کوئی عبوری' عارضی یا مستقل آئین زبردستی مسلط نہیں کیا جائے گا' نہ ہی ہند کے آئینی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کوئی طریقہ کار اور انتظام نافذ کیا جائے گا۔

"ہمیں پوری متانت کے ساتھ اس امر کا یقین دلایا گیا تھا کہ نہ صرف آئین بلکہ کوئی مشینری بھی' جو قائم کی جائے' وہ ہند کی قومی زندگی کے بڑے عناصر کے باہمی اتفاق سے کیا جائے گا۔ اس صورت حال کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ زبردست تباہی ہو گا اور کسی بھی ایسے اقدام کی ہر اس طریقے سے مزاحمت کریں گے جو ہمارے بس میں ہو گا۔

"تاہم ہمیں برطانوی وزیروں کے ساتھ 'جو مارچ کے اخیر تک یہاں آجائیں گے' صاف گوئی سے بات چیت کرنے میں مسرت ہو گی اور ہمیں توقع کرنی چاہیے کہ ہم انہیں صحیح صورت حال سے روشناس اور ہند میں موجود اصل حقائق کا ادراک کرا سکیں گے' اور انہیں یہ اطمینان دلا سکیں گے کہ ہند کے آئینی مسئلے کا منصفانہ حل پاکستان اور ہندوستان کی شکل میں ہند کی تقسیم ہے جس کا نتیجہ دو بڑی قوموں اور اس طویل و عریض برصغیر میں آباد دیگر لوگوں کے لئے امن و آشتی' خوشحالی اور مسرتوں کی صورت میں ظہور پذیر ہو گا۔ (دی ڈان' ۲۱ فروری ۱۹۴۶ء)

۲۳- یو- پی- اے کے ارنسٹ ڈرہیم سے خصوصی ملاقات

کلکتہ' ۲۱ فروری ۱۹۴۶ء

"مسٹر ایم- اے- جناح نے یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے نامہ نگار مسٹر ارنسٹ ڈرہیم کے ساتھ ایک خصوصی ملاقات کے دوران اس نکتے پر زور دیا کہ اگر برطانیہ نے واحد مجلس دستور ساز قائم کرنے پر اصرار کیا تو مسلمانان ہند بغاوت کر دیں گے- یہ نکتہ امریکی اخبارات بالخصوص نیویارک کے اخباروں نے نمایاں طور پر شائع کیا-
امریکی نامہ نگار نے قائداعظم سے دریافت کیا "بغاوت" سے آپ کی کیا مراد ہے انہوں نے جواب دیا "بغاوت" سے میری مراد "بغاوت" ہے-

۱۹۴۰ء کا اعلان

اپنے نکتے کی مزید وضاحت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا یہ ایک بغاوت ہو گی' چونکہ اولاً یہ انگریزوں کی جانب سے علانیہ اور بہت سنگین عہد شکنی ہو گی جنہوں نے اپنے اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان میں ازخود عہد کیا تھا کہ وہ ہم پر کوئی دستور یا دستور ساز ادارہ زبردستی مسلط نہیں کریں گے- ثانیاً اگر واحد دستور ساز ادارہ ہم پر مسلط کیا گیا تو اس کا مطلب ہو گا کہ مجلس دستور ساز میں ہمیں بھیڑیوں کے حوالے کر دیا گیا کہ ہم وہاں بالکل بلکہ مایوس کن زبردست اقلیت میں ہوں گے اور اس نوع کا اقدام مسلمانوں کے وجود کے لیے خطرہ بن جائے گا- اور یہ ہمارے لئے حیات و موت کا سوال ہو گا- ہم سارے ہند کے لیے ایک دستور ساز ادارہ قبول نہیں کریں گے- ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت اپنی حکمت عملی کے تعلق میں ایک غیر مبہم اعلان کرے جس میں مسلم ہند کے مطالبہ پاکستان کو تسلیم کرنے کا ذکر کیا جائے-

پاکستان کے صوبے

مسٹر جناح نے وضاحت کی کہ پاکستان چھ صوبوں یعنی سندھ' بلوچستان' پنجاب' شمال مغربی سرحدی صوبہ' بنگال اور آسام پر مشتمل ہو گا—— شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقے—— جو کم و بیش ایک چوتھائی ہند کے برابر ہو گا- باقی ماندہ ہند' ہندوستان ہو گا- مسلم لیگ کے قائد نے کہا تب پاکستان کے جغرافیائی علاقوں کو اپنی مجلس دستور ساز کی ضرورت ہو گی جس طرح ہندوستان کو اپنے دستور ساز ادارے کی احتیاج ہو گی- یہ دو مجالس قانون ساز ادارے خود مختار ادارے ہوں گے حکومت برطانیہ اور خود آپس میں معاہدے کریں گے جیسا کہ دو متصل خود مختار ملک آپس میں

کرتے ہیں۔

مسٹر جناح نے کہا "پاکستان مسلم ہند کا مطالبہ ہے کسی خاص صوبے کا نہیں۔" جب مسٹر جناح کی توجہ صوبائی انتخابات کی جانب مبذول کرائی گئی تو انہوں نے کہا "مجھے اعتماد ہے کہ ہم ۵۶۰ مسلم نشستوں میں سے بہت بھاری اکثریت جیت لیں گے۔"

مسلم صوبوں میں لیگی وزارتیں

جب مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلم لیگی وزارتیں تشکیل دینے کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا تو مسٹر جناح نے کہا کہ اس نوع کی وزارتوں کی تشکیل ایک جدا سوال ہے۔ انہوں نے کہا، یہ بدیہی بات ہے اس معاملے میں ایک ایسا پانسہ پھینکا گیا جو مسلمانوں کے سراسر خلاف تھا اور اس نے ان کے خلاف وزارتوں کی تشکیل کے تعلق میں وزن ڈالا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مطالبہ پاکستان کے سلسلے میں فیصلہ کرتے ہوئے مسلم لیگ کی صوبوں میں وزارتوں کو تشکیل دینے کی اہلیت یا نااہلیت کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ ہندی ریاستوں کے ضمن میں مسلم لیگ کی حکمت عملی کیا ہے؟ تو مسٹر جناح نے جواب دیا: "مسلم لیگ کسی ریاست، خواہ وہ ہندو ہو یا مسلم، کے معاملے میں مداخلت کرنا نہیں چاہتی۔ ہندی ریاستیں خود مختار ہیں اور ملک معظم کے ساتھ معاہدوں کے تحت تسلیم کر لیا ہے اور انہیں کے تحت ملک معظم کا اقتدار اعلیٰ، اور ریاستوں کے برطانوی حکومت کے ساتھ تعلقات استوار ہوتے ہیں اور کاروبار شہریاری انجام پاتا ہے۔ وگرنہ ریاستیں آزاد اور خودمختار ہیں اور نہ تو برطانوی پارلیمان اور نہ ہی حکومت ہند ان کے داخلی معاملات کے بارے میں کوئی قانون سازی یا مداخلت کر سکتی ہیں۔

پاکستان پہلے سے موجود ہے

گفتگو ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لوگ (امریکی) یہ نہیں جانتے کہ ہند ایک نہیں ہے۔ یہ نہ کبھی ایک تھا اور نہ کبھی ایک ہو گا۔ پہلے ہی سے متعدد ہندی آزاد و خودمختار مملکتیں موجود ہیں اور ان میں سے متعدد یوروپ اور امریکہ کے آزاد و خودمختار ملکوں سے بڑی ہیں۔"

(دی ایسٹرن ٹائمز، ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء)

۲۴۔ رشید کی سزا معاف کر دیجئے، وائسرائے سے اپیل

کلکتہ، ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے وائسرائے کے نام ایک برقیہ ارسال کیا

ہے جس میں ان سے اپیل کی ہے کہ وہ ہندی قومی فوج [آئی- این- اے] کے خلاف مقدمات ترک کر دیں اور کپتان عبدالرشید کی سزا معاف کر دیں- بقیہ کا متن حسب ذیل ہے:

"میں نہایت گرم جوشی کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ آپ مداخلت کریں اور ہندی قومی فوج [آئی- این- اے] کے لوگوں کے خلاف مقدمات کی سماعت ترک کر دیں اور رشید کی سزا معاف کر دیں- کمانڈر انچیف نے کونسل آف اسٹیٹ میں اپنی تقریر کے دوران جو وضاحت کی ہے وہ کسی بھی ذی فہم شخص کے لئے ناقابل یقین اور ناقابل مدافعت ہے- ایذارسانی اور بربریت کی بنیاد پر امتیازی سلوک یا وہ حقائق جو اس مقدمے کے ذیل میں عامتہ الناس کے روبرو پیش کئے گئے ہیں' قانون کی نظر میں برقرار نہیں رہ سکتے-"

[اے- پی- آئی- دی اسٹار آف انڈیا' ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء]

۲۵- بحریہ کے ملازمین سے ہڑتال ختم کر دینے کی اپیل

کلکتہ' ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء

"اخباری اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ بمبئی میں رائل انڈین نیوی کی ہڑتال نے ایک نہایت سنگین رخ اختیار کر لیا ہے اور کلکتہ اور کراچی میں بھی بحریہ کے جوانوں نے ہڑتال کر دی ہے جس کی وجہ سے سنگین خدشات پیدا ہو گئے ہیں- ہند کے مختلف حصوں بالخصوص بمبئی' کراچی اور کلکتہ سے موصول ہونے والی اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رائل انڈین نیوی کے جوانوں کو بہت ہی جائز شکایات ہیں اور انہوں نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ان شکایات کے باعث وہ کس قدر متاثر ہوئے ہیں اور انہیں موجودہ حالات سے کتنی تکلیف پہنچی ہے- کوئی مہذب حکومت یا اس ملک کا کوئی ذمہ دار شخص محسوسات اور شکایات کو مذاق تصور نہیں کرے گا-"

اپنی خدمات کی پیش کش

"میں غیر مشروط طور پر' آر- آئی- این کے جوانوں کے لئے انصاف کے حصول کی خاطر' اپنی خدمات پیش کرتا ہوں- اگر وہ آئینی' قانونی اور پُرامن ڈھب اپنا کر مجھے اپنے مسائل سے پوری طرح سے آگاہ کر دیں اور یہ بتا دیں کہ انہیں کیا کچھ مطمئن کر سکتا ہے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کی شکایات کو دور کرانے میں اپنی پوری کوشش کروں گا-

"میں آر- آئی- این کے جوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں نہ کھیلیں جو گڑ بڑ پیدا کر کے ہڑتالیوں کا استحصال کرنا اور انہیں اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنا چاہتے

ہیں- میں ان پر زور دیتا ہوں کہ وہ معمول کے حالات بحال کر دیں جس سے ان کی فلاح و بہبود ہو گی اور ان کے بہترین مفاد میں ہو گا- لہٰذا میں آر- آئی- این کے جوانوں اور جملہ ہڑتالیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہڑتال ختم کر دیں اور بالعموم عوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صورت حال میں مزید دشواریاں پیدا نہ کریں- بالخصوص میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس وقت تک کے لئے رک جائیں اور مزید کوئی جھگڑا کھڑا نہ کریں' تاآنکہ ہم موجودہ سنگین صورت حال سے نمٹ سکیں- اگر ہم حکام کو یہ سمجھانے میں ناکام ہو گئے کہ انہیں رائل انڈین نیوی کے جوانوں کے جائز مطالبات تسلیم کر لینے چاہئیں' پھر وہ وقت ہو گا جب ہم سب اپنی صفوں میں مکمل اتحاد کے ساتھ حکومت کو' اگر وہ ذمہ دارانہ رویہ اختیار نہیں کرتے' مجبور کر سکیں گے-

وائسرائے کے ساتھ براہ راست مذاکرات

"میں توقع کرتا ہوں کہ میرے مشورے اور اپیل کو ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے گا- ۸ مارچ کے لگ بھگ دہلی واپس پہنچنے کے بعد میں اس معاملے کے متعلق وائسرائے سے براہ راست بات چیت کروں گا اور اس ضمن میں جو کچھ بھی مجھ سے بن پڑے گا کروں گا-"

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۴ فروری ۱۹۴۶ء)

۲۶- پرنسپل اسلامیہ کالج کلکتہ سے ملاقات

کلکتہ ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ڈاکٹر آئی- ایچ- زبیری پرنسپل اسلامیہ کالج کلکتہ کو شرف ملاقات بخشا-

معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر زبیری نے مسٹر جناح کو ان مسائل سے آگاہ کیا جو تعلیم کے تعلق میں مسلمانان بنگال کو درپیش ہیں اور بتایا کہ مسلمانوں کے تعلیمی نظام کو ہر سطح پر مکمل اصلاح کی ضرورت ہے- انہوں نے قائداعظم سے گفتگو کے دوران اس ضرورت کا بھی اظہار کیا کہ مشرقی پاکستان کے منطقے میں ایک مکمل رہائشی اور وفاقی یونیورسٹی بھی ہونی چاہیے-

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح نے اس امر سے اتفاق کیا کہ ایسی یونیورسٹی کی از بس ضرورت ہے- انہوں نے کہا کہ تعلیم ان مسائل میں سرفہرست ہے جن سے حکومت پاکستان کو معرض وجود میں آتے ہی نمٹنا ہو گا- اس کے بعد ہی معیشی اور معاشرتی اصلاحات کی باری آ ئے گی- لیکن انہوں نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ تعمیر نو کی ایسی تجاویز کو قیام پاکستان کا انتظار کرنا ہو گا-

(دی ڈان' ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء)

۲۷- انتخابی نتائج پر مسلمانان پنجاب کے لئے پیغام مبارکباد

کلکتہ' ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے نواب ممدوٹ صدر صوبہ پنجاب مسلم لیگ کو ایک برقیہ ارسال کیا ہے جس میں انتخابی نتائج پر مسلمانان پنجاب کو مبارکباد پیش کی' یہ بات ایسوسی ا-ئنڈ پریس آف انڈیا نے کلکتہ سے اپنی ایک خبر میں کہی-

مسٹر جناح کے برقیے میں کہا گیا: "دلی مبارکباد- مسلمانان پنجاب نے' حتمی طور پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ پنجاب' پاکستان کے لئے سنگ گوشہ کی حیثیت رکھتا ہے' نہایت شاندار کردار ادا کیا ہے- جملہ رکاوٹوں کے باوصف نوے فی صد کامیابی حقیقتاً ایسی کامیابی ہے جس پر آپ' مسلم ہند اور میں ہم سب بجاطور سے فخر کر سکتے ہیں-

از راہ عنایت میری جانب سے ان تمام لوگوں کا دلی شکریہ ادا کر دیجئے جنہوں نے مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت کی اور انہیں ووٹ دیئے اور اس طرح واضح طریقے سے قیام پاکستان کے حق میں اپنا فیصلہ صادر کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی مسلم ہند کی واحد باختیار اور نمائندہ تنظیم ہے-[اے- پی- آئی- دی ڈان' ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء]

۲۸- ہم پاکستان حاصل کریں گے اور اس میں رہیں گے
کلکتہ کے جلسہ عام سے خطاب

کلکتہ' ۲۴ فروری ۱۹۴۶ء

"ہم پاکستان حاصل کریں گے اور اس میں رہیں گے- اگر مسلمان مکمل نظم و ضبط قائم کر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو ہمیں قیام پاکستان کے حق سے محروم کر سکے" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے کلکتہ اور اس کے مضافات کے منتم بالشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی-

اپنے خطاب کے دوران مسٹر جناح نے کہا "مسلمانوں کی صدا بلند ہو چکی ہے- ہم پاکستان حاصل کریں گے اور اس میں رہیں گے- پاکستان کے بغیر مسلمانوں کے لئے صرف موت ہے اور کچھ نہیں-"

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا:"ہم پاکستان کیوں طلب کرتے ہیں؟ اور ہم اس کے حصول کے لئے اپنی جانیں کیوں قربان کرنا چاہتے ہیں؟ چونکہ اگر آپ آزاد اور خوشحال

زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور خود کو انگریزوں اور ہندو کے ظلم سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔ اگر مسلمان اپنی صفوں میں مکمل نظم وضبط قائم رکھیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنے حق پاکستان کے حصول سے محروم نہیں رکھ سکتی۔ اس امر کا میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں۔

ہندو کی ہوس

ہندوؤں کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے؟ تین چوتھائی ہند ان کے قبضے میں رہے گا جہاں وہ آزادی کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ ہمارے پاس صرف ایک چوتھائی [ہند] ہو گا۔ ہمیں بھی آزادی سے رہنے دیجئے۔ لیکن ہندو ہر چیز پر قبضہ جمانا چاہتا ہے۔

وزارتوں کی جنگ نہیں ہے

اس وقت آپ کے سامنے صوبائی انتخابات کا سوال ہے۔ یہ انتخابات وزارتوں کی تشکیل کے لئے نہیں لڑے جا رہے ہیں' یا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کون وزیر بنے گا۔ ہم وزارتیں ترتیب دینے کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں۔ ہم ۱۹۳۵ء کے آئین کو ختم کرنے اور پاکستان حاصل کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ساری دنیا کی نظریں اس وقت مسلمانوں پر لگی ہوئی ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ ہم پاکستان کے لئے لڑ رہے ہیں' اور وہ یہ دیکھنے کی منتظر ہے کہ ہم کامیاب ہوتے ہیں یا ناکام رہتے ہیں۔"

لیگ کی نامزدگیاں

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے حاضرین پر زور دیا کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں نہ لڑیں۔ مثلاً لیگ کے امیدوار کی حیثیت سے کون امیدوار نامزد کیا گیا کون نہیں کیا گیا۔ صوبائی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈوں میں امیدوار کی نامزدگی کا اختیار دیا گیا اور مرکزی پارلیمانی بورڈ کو صوبائی پارلیمانی بورڈ کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت کا اختیار دیا گیا ہے اور مرکزی پارلیمانی بورڈ کا فیصلہ حتمی ہے۔ کیا مجلس قانون ساز وہ واحد مقام ہے جہاں سے قوم کی خدمت کی جا سکتی ہے؟ قوم کی خدمت کرنے کے لئے ہزار طریقے اور ڈھب ہیں۔ صورت حال سنگین ہے' جسے مسلم لیگ کی نامزدگی حاصل ہو گئی ــــ وہ خواہ کوئی بھی ہو ــــ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ غیر مشروط طور پر اس کی حمایت کریں۔

انہیں اس امر پر مسرت ہے کہ انہوں [مسلمانوں] نے سیکھنا شروع کر دیا ہے۔ مسلم ہند کی آواز نہ صرف ہند میں گونج رہی ہے بلکہ سارے عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ مسلم لیگ دنیا

میں ایک طاقت بن کر ابھری ہے۔

"آسام میں مسلمانوں نے ۹۲ فی صد مسلم نشستوں پر لیگ کے امیدواروں کو کامیاب کرا کے اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ اسی طرح سندھ سے ۸۰ فی صد نشستوں پر مسلم لیگ امیدواروں کو کامیاب کرا کے اپنا فیصلہ دے دیا۔ پنجاب میں اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے نوے فی صد کامیابی حاصل کی ہے۔ آج کل ایک دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ ہم وزارتیں تشکیل نہیں دے سکیں گے۔ جیسا کہ دستور موجود ہے ہم کس طرح وزارتیں بنا سکتے ہیں؟

"پنجاب میں مسلم لیگ کو مضبوط قوتوں سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ اولاً گلینسی۔ خضر گٹھ جوڑ۔ ثانیاً چور بازاری کرنے والوں کی دولت کانگرس کی پُشت پر تھی۔ ان مخالفوں سے لڑتے ہوئے مسلم لیگ نے پنجاب میں استعمار کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔

"اس حقیقت کو پوشیدہ رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ شمال مغربی سرحدی صوبے میں ہم کامیاب نہ ہو سکے' مگر اس کے پیچھے ایک طویل داستان ہے۔ مجلس قانون ساز میں وہ لوگ ہیں جو کانگرس کے بھاڑے کے ٹٹو ہیں یا دلال' لیکن میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ پٹھان دل سے مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔

"مجھے یقین ہے کہ جو ہندو صوبہ سرحد پر للچائی ہوئی نظریں ڈال رہے ہیں وہ اس دن کو روئیں گے۔ میری اطلاع یہ ہے کہ یہ نام نہاد کامیابی "کلیتا" دھاندلی کی رہین منت ہے۔ اس کا انکشاف ہو جائے گا' اور اس اسرار پر سے پردہ جلد اٹھ جائے گا۔

"پنجاب میں مسلمانوں نے نوے فی صد لیگی امیدواروں کو کامیاب کرا کے اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ اب یہ یہاں بنگال میں آپ پر منحصر ہے کہ آپ مسلم نشستوں پر صد فی صد مسلم لیگی امیدواروں کو کامیاب کرائیں۔ اگر ہر شخص جو اس عظیم الشان اجتماع میں موجود ہے اسے محسوس کرلے اور لیگی امیدواروں کی کامیابی تک صرف چند ہفتے کام کرے تو کوئی طاقت بھی لیگ کو ہرا نہیں سکتی۔

وزارتی مشن

"پارلیمانی وفد آیا بھی گیا بھی۔ اب ایک وزارتی وفد آ رہا ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ انہیں سمجھا دیں اور میں باور کرتا ہوں کہ ہم انہیں یہ سمجھا سکیں گے کہ پاکستان کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی اور دوسری راہ نہیں ہے۔"

"گذشتہ ہفتوں کے دوران کلکتہ' بمبئی' کراچی اور ہند کے دیگر بہت سے مقامات پر تشویش ناک واقعات رونما ہوئے۔ آتش زنی' لوٹ مار اور ہڑتالیں ہوئیں۔ جلسوں کا انعقاد اور جلوسوں کا

اہتمام ہمارا ناقابل انکار حق ہے۔ جب حکومت عوام کے مفاد کے خلاف کام کرتی ہے تو اس کی مذمت کرنا ہمارا حق ہے۔ لیکن املاک کا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ کسی پر ظلم کرنا اور کسی کو ابتلا میں ڈالنا اسلام کے خلاف ہے۔ کمزور کی حفاظت اور بالخصوص چھوٹی اقلیتوں سے متعلق افراد کا تحفظ ہمارا فریضہ ہے۔ انہیں مصیبت میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔ انہیں مصیبت میں ڈالنا کوئی شان کا کام نہیں۔ اگر ہمیں کسی فرقے کے خلاف لڑنا ہی ہے تو یہ کام بھی پُروقار طریقے سے مردانہ وار اور مردوں کی طرح سے ہونا چاہیے' خواہ ہمارا وہ مخالف کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔" (مسٹر جناح نے اردو میں تقریر کی۔)

[اے۔ پی۔ آئی۔ دی ڈان' ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء]

۲۹۔ طلبائے اسلامیہ کالج کلکتہ کے نام پیغام

کلکتہ' ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء

"مسلم لیگ کا پیغام بنگال کے کونے کونے اور گوشے گوشے تک پہنچا دیجئے۔ آپ' طلبائے اسلامیہ کالج کلکتہ' کو سرگرم حصہ لینا ہو گا۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے طلبائے اسلامیہ کالج کلکتہ کے نام ایک پیغام میں کہی جس میں انہوں نے ان کے پروگرام کو بھی سراہا۔

(دی اسٹار آف انڈیا' ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء)

۳۰۔ مسلم خواتین کے اجتماع سے خطاب

کلکتہ' ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء

"ہر مسلمان خاتون کا یہ فرض ہے کہ وہ حصول پاکستان کی جدوجہد میں مدد کرے۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال میں مسلم خواتین کے ایک پُرہجوم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

مسٹر جناح نے کہا کہ آج مسلم خواتین میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ رہی ہے۔ دنیا کی کوئی قوم اپنی خواتین کی سرگرم اعانت کے بنا ترقی نہیں کر سکتی۔ وہ پردے میں رہ سکتی ہیں لیکن لیگ کی بانگ دُھل پردے کے اندر بھی پہنچ گئی ہے اور اس نے مسلم خواتین کو امید و تشفی کا پیام پہنچا دیا ہے۔

"آج ہر مسلمان گھرانے میں مردوں' عورتوں اور بچوں کا تصور مسلم لیگ کے آئیڈیل سے روشن ہے۔ ہر مسلمان بچے کو یہ علم ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ اس کے بغیر ہند میں مسلمان

اور اسلام فنا ہو جائے گا۔ یہ ہندی مسئلے کا حل ہے اور ان کے لئے یہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔"

مسٹر جناح نے اس امر پر تاسف کا اظہار کیا کہ خواتین میں ڈاکٹروں' اساتذہ' پروفیسروں کی تعداد بہت کم ہے۔ مسلمانوں میں یہ بے توجہی لائق مذمت کام ہے' مسلمانوں کے سامنے جو کام ہے وہ بہت بڑا ہے۔

"یہاں کلکتہ میں مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔ بہت سے لوگ کلکتہ کی بستیوں اور مزدوروں کے علاقوں میں ابتر حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ انہیں انقلابی اقدام کرنا ہو گا تاکہ اس سب کچھ کو بدلا جا سکے۔ مرد اور خواتین مل کر سب کچھ کر سکتے ہیں۔" انہوں نے خواتین سے کہا کہ "وہ آگے بڑھیں اور اگر ہو سکے تو دوسروں کی رہنمائی کریں۔"

مسٹر جناح نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "اس کے لئے انہیں تعلیم درکار ہو گی۔ انہیں خود کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کرنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھانا چاہیے۔ وہ ہاتھ جو پنگورے کو ہلاتا ہے' دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ انہیں اپنے بچوں کی جو مسلم ہند کے مستقبل کے رہنما ہیں' اس طور سے پرورش کرنا چاہیے کہ وہ ذہین ہوں اور ایسے تعلیم یافتہ مسلمان لڑکے ہوں جن میں اسلام سے محبت اور ہم وطنوں کی خدمت کا جذبہ بھرا ہو۔"

تقریر ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اپنی کوششوں کو دوگنا بلکہ چارگنا کر دیجئے اور اس وقت کی کمی کو پورا کر دیجئے جو ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ مردوں کے شانہ بشانہ چلیے اور قومی تعمیر نو میں اپنا کردار ادا کیجئے' اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں حصول پاکستان سے باز نہیں رکھ سکتی' اور ہم پاکستان چھین لیں گے۔

(مسٹر جناح نے اردو میں تقریر کی اور چند منٹ انگریزی میں بھی بولے۔)

[اے۔ پی۔ آئی۔ دی ڈان' ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء]

۳۱۔ بنگال مسلم اسٹوڈنٹس لیگ کے زیر اہتمام جلسہ سے خطاب

کلکتہ' ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء

آل بنگال مسلم اسٹوڈنٹس لیگ کے زیر اہتمام کلکتہ میں ایک کثیر الاجتماع جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے برطانوی کابینہ کے تین وزیروں کے ایک خصوصی مشن کی متوقع ہند میں آمد کا تذکرہ کیا۔

مسٹر جناح نے کہا: "اگر وہ کشادہ دلی کے ساتھ آتے ہیں اور ایک آبرومندانہ حل کی جستجو

چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم انہیں یہ سمجھا سکیں گے کہ ہمارا موقف انصاف پر مبنی ہے۔ دوسری جانب جیسا کہ ہندو اخبارات زور دے رہے ہیں کہ واحد مجلس دستور ساز اور ایک نئی نام نہاد عبوری حکومت قائم کی جائے گی' تو پھر ہماری ان کے ساتھ نہ گفت و شنید کی گنجائش ہو گی اور نہ ہی ان سے کوئی سروکار رکھنے کی احتیاج ہو گی۔

ہندو اخبارات یہ پروپاگنڈا کر رہے ہیں کہ برطانوی حکومت کو واحد دستور ساز مجلس قائم کرنے کی جانب پیش رفت کرنا چاہیے' خواہ تمام جماعتیں اس [تجویز] سے اتفاق کریں یا نہ کریں۔ ان میں سے کچھ ہمارا نام لیتے ہیں اور کچھ اپنی غیر جانبداری کا بھرم رکھنے کے لئے ہمارا نام نہیں لیتے۔"

مسٹر جناح نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "لیکن میں صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ حربے بری طرح سے ناکام ہو جائیں گے۔ برطانوی حکومت مسلم لیگ کو نظرانداز نہیں کرے گی۔ لہٰذا میں ان ہندو رہنماؤں سے کہتا ہوں کہ وہ عقل کے ناخن لیں' اپنے حواسوں میں آ جائیں' برطانیہ کی خوشامد اور چاپلوسی کے یہ حربے اور یہ کوششیں ان کے کام نہیں آئیں گی۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ یہ اس طرح کے ہندو رہنما ہیں جو ملک کی آزادی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ تاریخ ان کی مذمت کرے گی اور وہ اپنے رویے میں اصلاح کرنے پر مجبور ہوں گے۔

"کوئی ذی ہوش شخص بھی یہ نہیں چاہتا کہ وہ سکون اختیار کریں اور ۱۹۳۵ء کے آئین پر کام کرنا شروع کر دیں۔ وہ پاکستان کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہندو یہ کہتے ہیں کہ آسام پاکستان کے منصوبے سے خارج ہوا' سندھ گرتی ہوئی دیوار کی مانند ہے اور صوبہ سرحد میں لیگ کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لہٰذا پاکستان کہاں ہے؟

بلند تر مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں

"ایسے لوگوں کے لئے میں کہوں گا کہ ہند کے دس کروڑ مسلمان پاکستان کی پشت پر ہیں جو پاکستان کی عظیم ترین قوت ہے۔

"۱۹۳۵ء کے آئین کے تحت صوبوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں بھی وہ مجلس قانون ساز میں اقلیت میں ہیں۔ اگر وہ سو فی صد کامیابی بھی حاصل کر لیں تب بھی وہ کسی نہ کسی کے ساتھ اتحاد کئے بنا وزارت تشکیل نہیں دے سکتے۔ کھیل کے قواعد و ضوابط قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کی شکل میں کسی اور نے ترتیب دیئے جن میں بھاری بھر کم طور پر پانسہ مسلمانوں کے

خلاف بنایا گیا- اس لئے ان کا مطمح نظر وزارت سازی نہیں ہے' وہ بلند تر مقصد کی خاطر انتخابات لڑ رہے ہیں اور وہ ہے ۱۹۳۵ء کے نامنصفانہ آئین کو خیرباد کہنا اور پاکستان قائم کرنا' جہاں ہم خود مختار ہوں گے۔

مسلمانوں میں اتحاد

دوسری عالمگیر جنگ کے دوران مسٹر چرچل نے دو انگلیوں سے فتح [دی برائے وکٹری] کا نشان بنایا تھا' انگشت شہادت بلند کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "یہ میرا نشان ہے- اس کا مطلب ہے مسلمان ایک ہوں اور متحد ہوں- پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنے پیدائشی حق —— پاکستان سے محروم نہ کر سکے گی- مسلمانان ہند اپنی قومی مملکت کے طلبگار ہیں' جہاں ہم اپنے تصوّرات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور ان اصولوں کے مُطابق جو اسلام نے ہمیں سکھائے ہیں-"

مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت کیجئے

بنگال میں آنے والے انتخابات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے ان لوگوں سے کہا کہ وہ مایوس نہ ہوں بلکہ مجلس قانون ساز سے باہر رہ کر اپنا کام کرتے رہیں- وہ ان امیدواروں کی حمایت کریں جنہیں مسلم لیگ نے کھڑا کیا ہے' خواہ وہ بجلی کے کھمبے ہی کیوں نہ ہوں- لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ مقصد کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں- مسٹر جناح نے کہا میں نے انہیں بتایا کہ اس وقت مجھے آپ کی جانوں کی نہیں ووٹوں اور آپ کے کام کی ضرورت ہے-

بنگال اہم مقام ہے

مسٹر جناح نے کہا کہ پاکستان کی اسکیم میں بنگال نہایت اہم مقام ہے' انہوں نے بنگال میں مسلمانوں کی تعلیمی اور دیگر پسماندگیوں کی مذمت کی اور کہا کہ "یہ کافی نہیں کہ آپ اپنے شاندار ماضی پر فخر کرتے رہیں- آپ اپنے حال کو ماضی کے مقابلے میں زیادہ شاندار بنا لیجئے- پھر اس پر فخر کیجئے- ہمیں اپنی قوم کی تعمیر کرنی ہے اور اسے اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مضبوط بنانا ہے- ہمیں اپنے بچوں اور بڑوں کو تعلیم دینی ہے تاکہ وہ ہر بات کو درست طور پر سمجھ سکیں اور ملی تعمیر میں اپنا وہ کردار ادا کر سکیں جس کے وہ مستحق ہیں-"

(دی ڈان' ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء)

۳۲۔ مسلم طلبائے آسام کے نام پیغام

کلکتہ ' ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے آسام کے مسلم طلباء کے لئے حسب ذیل پیغام دیا۔ یہ بات صوبہ آسام مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے نائب صدر نے لکھی ہے۔

"میں آسام میں انتخابی نتائج سے پوری طرح سے مطمئن ہوں اور میں مسلمانوں کا بالعموم اور ان رائے دھندگان کا بالخصوص شکرگزار ہوں جنہوں نے مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت کی۔

"ہم نے ۳۴ میں سے ۳۱ نشستیں حاصل کیں جو مسلم نشستوں کا ۹۲ فی صد بنتا ہے۔ یہ نہ صرف آسام بلکہ سارے مسلم ہند کے لئے ایک عظیم کامیابی ہے۔

"بالخصوص میں صوبہ آسام مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اراکین کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے آسام میں انتخابات لڑنے میں نہایت شاندار کام کیا۔

مسٹر جناح نے مسٹر مجیب احمد ماتی نائب صدر آسام مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا: "مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ کی فیڈریشن صوبہ آسام مسلم لیگ کو منظم کرنے میں نہایت سرگرم حصہ لے رہی ہے۔"

(دستاویزات قائداعظم فائل نمبر ۸۱۰ صفحہ ۵۸۔)

۳۳۔ ابوالحسن اصفہانی کی قیام گاہ پر کارکنوں سے خطاب

کلکتہ ' ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء

[مسلم لیگ امیروں کی نہیں' غریبوں اور ناداروں کی ترجمان ہے۔ اس امر کا اعلان مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے ان مسلم لیگی کارکنوں کے سوالات کا پرزور انداز میں جواب دیتے ہوئے کیا جو مسٹر ایم۔ اے۔ اصفہانی کی قیام گاہ پر جمع ہو گئے تھے۔]

انہوں نے سوال کیا "یہاں کون لوگ موجود ہیں؟ یہ امیر لوگ تو نہیں ہیں۔ لیگ کا دستور جمہوری دستور ہے۔ اگر لیگ میں امیر اور خودغرض لوگ ہیں تو یہ آپ کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ آپ اپنے آدمی کی' اس کی پیروی کرنے سے قبل اس کی آزمائش نہیں کرتے۔ رہنما اپنی قوت عوام اور غریبوں سے حاصل کرتے ہیں۔ انہیں یہ طاقت فراہم کرنے سے پیشتر انہیں آزمائیں' اگر وہ خود کو اہل ثابت نہ کر سکیں تو انہیں نکال باہر کریں۔"

جب ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ مملکت پاکستان میں غریبوں کا کیا مقام ہو گا؟ تو مسٹر جناح نے کہا کہ "مجھے سرمایہ داروں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں۔ اللہ نے مجھے

اتنا دیا ہے کہ میں اس عمر میں آرام کی زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ پھر میں اپنا خون پسینہ ایک کیوں کر رہا ہوں؟ ادھر سے اُدھر مارا مارا پھر رہا ہوں اور اس قدر زحمت گوارا کیوں کر رہا ہوں؟ یقیناً سرمایہ داروں کے لئے نہیں' بلکہ آپ کے لئے۔ غریبوں کے لئے۔"

"۱۹۳۶ء میں مَیں نے لوگوں کی اصل غربت کا مشاہدہ کیا۔ ان میں سے بعض کو تو دن بھر میں ایک بار بھی کھانا نہیں ملتا تھا۔ میں نے حال میں تو انہیں نہیں دیکھا لیکن ان کے لئے میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ مجھے اس کا احساس ہے۔ پاکستان میں جو کچھ ہم سے بن پڑے گا کریں گے' تاکہ ہر شخص ٹھیک ٹھاک زندگی بسر کر سکے۔

اس شکایت کا جواب دیتے ہوئے کہ بعض رہنما لوگوں کی شکایات اور ان کے معاملات میں سرگرمی سے دلچسپی نہیں لیتے" مسٹر جناح نے پُرزور انداز میں کہا:

"ان کو نکال باہر کیجئے۔ میرے پاس پولیس نہیں ہے۔ میں انہیں براہ راست سزا نہیں دے سکتا۔ میری قوت آپ سے یعنی عوام سے حاصل شدہ ہے۔ اگر آپ مجھے کافی طاقت عطا کر دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے نہایت بے رحمی سے نمٹوں گا۔ آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ انہیں جانے دیں۔ رہنما آپ بناتے ہیں۔ اگر وہ دیانتداری سے کام نہیں کرتے تو انہیں رہنما نہ بنائیں۔ آپ میرے ساتھ بھی یہی سلوک کر سکتے ہیں۔" مسٹر جناح نے مسٹر چرچل کی مثال دی اور کہا کہ وہ زمانہ جنگ کے نہایت کامیاب رہنماؤں میں شامل تھے۔ اب مسٹر چرچل کو ویرانے میں دھکیل دیا گیا ہے۔

ناپاک گٹھ جوڑ کا مقابلہ کیجئے

اس تجویز کا جواب دیتے ہوئے جو کچھ لوگوں کی جانب سے پیش کی گئی تھی کہ پہلے ہندو اور مسلمان متحد ہو کر انگریزوں کو باہر نکال دیں' اس کے بعد آپس میں معاملہ طے کر لیں' مسٹر جناح نے کہا: "فرض کیجئے آپ ایک عوامی تحریک میں انگریزوں کے خلاف ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کر لیتے ہیں۔ اس باب میں تو کوئی شبہ نہیں کہ گفت و شنید ہو گی۔ آپ کی طرف سے گفت و شنید کون کرے گا؟ بدیہی طور پر یہ کام مسٹر گاندھی کریں گے۔ کیونکہ آپ کی علاحدہ تنظیم تو ختم ہو چکی ہو گی۔ وہ ایام خلافت کا کھیل کھیلیں گے۔

"آپ اپنا خون بہائیں گے۔ آپ قربانیاں پیش کریں گے۔ سہرا کس کے سر بندھے گا؟ مسٹر گاندھی کے سر پر۔ وہ آپ کو تباہ کرنے کے لئے مذاکرات کریں گے۔ پھر آپ کیا کریں گے؟ اس پر غور کیجئے۔ آپ کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔ میں آپ سے کہتا ہوں' متحد ہو جایئے۔ ہمیں ہندوؤں اور انگریزوں کے ناپاک گٹھ جوڑ کا مقابلہ کرنا ہے۔ آپ کو کسی جگہ سے بھی امداد میسر

آنے کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔"

رشید کی رہائی

جب یہ دریافت کیا گیا کہ اگر کپتان رشید کو رہا نہ کیا گیا تو لوگوں کو کیا کرنا چاہیے۔ تو مسٹر جناح نے کہا: میں وائسرائے سے ملاقات کر چکا ہوں' بیان بھی جاری کیا۔ چونکہ میں نے انہیں گرفتار نہیں کر رکھا ہے' اس لئے میں انہیں رہا بھی نہیں کر سکتا۔ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ ہمیں سب کچھ کر گزرنا چاہیے تاآنکہ اس زیادتی کا ازالہ ہو جائے۔

اپنی گفتگو ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں دھڑے بندی کو راہ نہ پانے دیں۔ آنے والے پندرواڑے میں صرف ایک چیز پیش نظر رہنی چاہیے' انتخابات۔ ہم اسے پندرہ روزہ عارضی مصالحت بھی کہہ سکتے ہیں۔ پوری دل جمعی کے ساتھ صرف ایک مقصد کے لئے کام کیجئے ----[یعنی] پاکستان۔ (دی ڈان' یکم مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۴۔ سُرما میل سے مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر تقریریں

بنگال ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء

اپنی تقریروں کے دوران مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے اس بات پر زور دیا کہ وہ مسلم لیگ کے ان امیدواروں کے حق میں رائے دیں جنہیں مرکزی پارلیمانی بورڈ نے حتمی طور پر چن لیا ہے۔ انہوں نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جو رائے دی جائیں گی وہ خاص افراد کے لئے نہیں ہوں گی بلکہ پاکستان کے لئے ہوں گی۔ انہوں نے اس توقع کا اظہار کیا کہ متوقع انتخابات میں مسلمانان بنگال سو فی صد کامیابی حاصل کریں گے۔ (دی اسٹار آف انڈیا' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۵۔ ایشوردی ریلوے اسٹیشن پر تقریر

ایشوردی ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء

آسام جاتے ہوئے ایشوردی ریلوے اسٹیشن پر جمع ہونے والے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے کہا اگر آپ کو پاکستان مطلوب ہے تو بلا کسی پس و پیش کے مسلم لیگ کے نامزد امیدوار کے حق میں ووٹ دیجئے۔ (دی اسٹار آف انڈیا' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۶۔ پنگ کے مقام پر کشتی سے تقریر

پنگ یکم مارچ ۱۹۴۶ء

پنگ کے مقام پر دریا کے کنارے جمع ہونے والے پُر ہجوم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے کہا: دنیا کی نظریں مسلم بنگال پر لگی ہوئی ہیں۔ پنجاب پہلے ہی اس امر کا مظاہرہ کر چکا ہے کہ انہیں پاکستان چاہیے۔ اب مسلمانان بنگال کو دنیا کو یہ بتا دینا چاہیے کہ وہ پاکستان کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہیں' پاکستان کے لئے لڑنے کو تیار ہیں اور پاکستان کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہیں۔ انشاء اللہ یہ ہمیں ملے گا۔ مسٹر جناح نے نظم و ضبط اور تنظیم کی ضرورت پر بھی زور دیا جو حصول پاکستان کے لئے ازبس ضروری ہے۔

[اورینٹ پریس آف انڈیا' اسٹار آف انڈیا' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء]

۳۷۔ شائستہ گنج [آسام] میں تقریر

شائستہ گنج' ۲ مارچ ۱۹۴۶ء

آسام کے شہر شائستہ گنج میں تقریر کرتے ہوئے انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی پر عوام الناس کو مبارکباد دی اور کہا کہ اگر آپ اسی طرح متحد رہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم پاکستان حاصل کر لیں گے۔ آپ نے بہت شاندار مثال قائم کی ہے۔

(دی اسٹار آف انڈیا' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۸۔ اراکین بلدیہ سلہٹ کے سپاسنامہ کا جواب

سلہٹ' ۲ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے اراکین بلدیہ سلہٹ کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ ایک ایسی آزادی سے محبت کرتے ہیں جو مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کو آزادی کا یقین دلا دے اور ان کے نزدیک اس آزادی کے حصول کی کوئی راہ نہیں ماسوا اس کے کہ ہند کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے۔ "امن و امان اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا تاآنکہ مستقل طور پر تقسیم بروئے کار نہ آجائے۔" ایک قانون دان کی حیثیت سے انہیں دو بھائیوں کے مابین اس کا تجربہ ہے۔ انہوں نے کہا "ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان معاملہ اس سے مختلف نہیں۔ انہوں نے اراکین بلدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے انہیں خیر مقدمی سپاسنامہ پیش کیا۔

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۵ مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۹۔ سلہٹ کے جلسہ عام سے خطاب

سلہٹ، ۳ مارچ ۱۹۴۶ء

سلہٹ کے عیدگاہ میدان میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ متحد ہو جائیں۔ اور ایک ہو جائیں اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو پھر کوئی طاقت ایسی نہیں جو انہیں پاکستان حاصل کرنے سے روک سکے۔

مسٹر جناح نے مسلمانان سلہٹ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے انہیں اعزاز بخشا۔ آخر کار ان کی آسام آنے کی خواہش پوری ہو گئی۔ مسٹر جناح نے انتخابات میں کامیابی پر مسلمانان سلہٹ کو مبارک باد دی۔

وزیر ہند کی آمد کے تعلق میں انہوں نے کہا کہ مسلمانوں نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ وہ پاکستان سے کم کسی چیز پر مطمئن نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کابینہ مشن کو یہ سمجھا دیں گے کہ پاکستان کے سوا اور کوئی حل نہیں۔ مسلمان جس طرح بھی ان کے بس میں ہو گا اسے لے کر رہیں گے۔

پاکستان کا مطلب

پاکستان کا مطلب ہے انگریز اور ہندو کے تسلط سے مسلمانوں کی آزادی۔ اگر مسلمان کسی بھی چالبازی کا شکار ہو گئے تو مسلمانان ہند کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ اب کوئی بھی مسلمانوں کو فریب نہیں دے سکتا۔ انہیں ہر بات کا احساس ہو گیا ہے۔

پارلیمانی وفد آیا اور انہوں نے انہیں مسلمانوں کا نقطہ نظر سمجھانے کی کوشش کی، اور وہ بھی مناسب طریقے سے۔ اب دنیا کے گوشہ گوشہ میں مسلم لیگ کی آواز پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے کہا "ہم صحیح کاز کے لئے لڑ رہے ہیں اور کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

مسلم لیگ کی تنظیم کے بارے میں بات کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا مسلم لیگ کی تنظیم کیجئے اور اسے ایک مضبوط جماعت بنا دیجئے۔ اگر ہم سیاسی جنگ جیتنا چاہتے ہیں تو کوئی نہ کوئی تنظیم ہونی چاہیے جس کے ذریعے سے ہم لڑیں اور جیتیں۔ مسٹر جناح نے کہا کہ کسی بھی قوم کی بنیاد کی اولین اور سب سے مقدم چیز تعلیم ہے۔ مسلم لیگ کو کوشش کرنا ہو گی کہ وہ اپنے لوگوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر دے۔

قوم کا جوہر

آسام صوبائی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم نے طلباء

کو قوم کے پھول عطر عطیہ اور جوہر قرار دیا۔ انہوں نے کہا "آج ہم لڑ رہے ہیں' جدوجہد کر رہے ہیں۔ کل آپ طلباء کو ذمہ داری سنبھالنا ہو گی۔"

"ہم کابینہ مشن کو سمجھائیں گے کہ کیا درست ہے اور یہاں واقعی صورت حال کیا ہے۔ کانگرسی اخبارات کی آواز زیادہ زوردار ہے۔ پروپاگنڈا خواہ کتنا بھی ہو' جھوٹ اور تعصب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا میں نے ملک کے طول و عرض میں عظمت اور انقلابی تبدیلیاں دیکھی ہیں۔'

اپنی غلطیوں کی تصحیح کیجئے

مسٹر جناح نے کہا اپنی غلطیوں کی تصحیح کیجئے۔ ابھی ہم شیر خوار قوم ہیں۔ مسلم لیگ کا دستور بے حد جمہوری اصولوں پر استوار ہے جس پر کوئی بھی قوم فخر کر سکتی ہے۔ اٹھارہ برس سے زائد عمر کے جملہ مرد اور عورتیں دو آنہ چندہ ادا کر کے اس کے رکن بن سکتے ہیں۔ یہ بالغ رائے دہی ہے۔ دیانتداری' خلوص اور بے لوثی سے کام کیجئے۔ (دی ڈان' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۰۔ صوبائی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن آسام کے سپاسنامے کا جواب

شیلانگ' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء

آسام صوبائی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے خیرمقدمی سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے طلباء کو قوم کے پھول اور جوہر قرار دیا اور کہا کہ آسام کے انتخابات کے دوران انہوں نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے محنت شاقہ کے ساتھ نہایت شاندار کام کیا اور لیگ کے لئے کامیابی حاصل کی۔ یہ ازبس ضروری ہے کہ وہ نظم و ضبط کے ساتھ اور منظم طریقے سے کام کریں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ مسلم لیگ کابینہ مشن کو سمجھائے گی کہ ملک میں اصل صورت حال کیا ہے۔ اب مسلم لیگ کی آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے۔ وہ درست کاز کے لئے لڑ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ کامیابی حاصل کر لیں گے۔ (دی ایسٹرن ٹائمز' ۶ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۱۔ خواتین کے عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب

شیلانگ' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء

"مسلمانوں نے برطانیہ کے تسلط اور ہندوراج کے غلبہ سے آزادی حاصل کرنے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے۔ اور ہم اس بات کے لئے تیار نہیں کہ اقتدار کی منتقلی برطانیہ سے ہندوؤں کے

ہاتھوں میں ہو جائے اور مجھے بھروسہ ہے کہ اگر ہم متحد رہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں خود کو منظم کر لیں —— ہر چند کہ ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں —— تو ہم جلد ان کا کامیابی سے سامنا کر سکیں گے۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے کہی۔ وہ مسٹر عبدالمتین چودھری کی قیام گاہ گرین ہاؤس' جہاں وہ خود بھی آج کل مقیم ہیں' کے وسیع و عریض لان میں خواتین کے ایک کثیرالاجتماع جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔

ہماری مسلمانوں میں زبردست بیداری کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا "مجھے بہت خوشی ہے کہ لیگ اور پاکستان کا پیغام زنان خانوں تک پہنچ گیا اور اس نے ہمارے بچوں تک کو گرما دیا ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ کی تشریح کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "ہمارے اپنے قوانین ہیں' اپنی ثقافت اور زبان ہے۔ ہماری اپنی تقویم' نام' سماجی زندگی' طرز تعمیر اور موسیقی ہے۔ مختصراً یہ کہ ہمارے معاشرے کا پورا سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ ہندوؤں سے (یکسر) مختلف ہے۔

"ہم دیکھتے ہیں ہندو معاشرے کا اپنا ڈھانچہ ہے جو ہمارے ڈھانچے سے مختلف ہے۔ یہ نہ صرف مختلف ہے بلکہ بعض معاملات میں ایک دوسرے کی ضد ہے۔

ہندو غلبے کے وہم میں گرفتار ہیں

"ہندو بت پرستی کے قائل ہیں۔ ہم نہیں ہیں۔ ہم مساوات' حریت اور بھائی چارے کے قائل ہیں۔ ان پر ذات پات چھائی ہوئی ہے اور ذات پات کے بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ صرف بیلٹ بکس میں ہم ایک ہو جائیں؟ بیلٹ باکس ہمارا مسئلہ حل نہیں کر سکتا۔

"ہندو بخوبی جانتے ہیں' وہ بخوبی سمجھتے ہیں' مگر کبھی کبھی ان کے دل میں ہماری محبت پھوٹ پڑتی ہے اور بعض اوقات وہ ہمیں بھائی بھی کہہ دیتے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ہمیں اقلیت کی حیثیت عطا کرنے کے لئے ہوتا ہے تاکہ اس طرح وہ بیلٹ بکسوں کے ذریعہ سے ہم پر اپنا غلبہ قائم کر سکیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ وہ خود کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی' اس کے باوجود وہ غلبے کے وہم میں گرفتار ہیں۔

"بدقسمتی سے یہ ان کے لڑکپن کا خواب ہے اور ان کی جوانی کی خواہش۔ ہر کوشش کی جاتی ہے' جائز یا ناجائز اور زیادہ تر ناجائز تاکہ مسلم لیگ کو کچلا جا سکے اور مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پھیلایا جا سکے جس کی ہم مزاحمت کر رہے ہیں اور مجھے بھروسہ ہے' اتنا ہی بھروسہ جتنا کہ اس بات میں ہے کہ اس وقت میں یہاں کھڑا ہوں' کہ وہ ناکام ہوں گے اور بری طرح ناکام۔"

مسٹر جناح نے خواتین سے اپیل کی کہ وہ اردو پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی اردو پڑھائیں' اور ان پر زور دیا کہ وہ عظیم ہندی مسلم قوم کے ڈھانچے کے تین ستون تعمیر کرنے کے لئے عزم کے ساتھ کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے بچوں کو تعلیم دیں کیوں کہ علم روشنی ہے اور اس کے بغیر تاریکی۔ اپنی اقتصادی زندگی کو ازسرتاپا دوبارہ منظم کیجئے اور مسلمانوں میں سماجی ترقی کے لئے کام کیجئے۔ آپ اپنے دائرے میں کام کیجئے اور مردوں کو ان کے دائرے میں کام کرنے دیجئے اور پھر دونوں مل کر اپنی قوم کی نجات کی خاطر جدوجہد کیجئے۔

غیر اسلامی رسوم

اخیر میں مسٹر جناح نے بہت سی غیر اسلامی رسوم کا تذکرہ کیا جو مسلم معاشرے میں در آئی ہیں' یا تو ہندوؤں کے ساتھ روابط کی وجہ سے یا کچھ لوگوں کے طبقے نے جنہوں نے خود غرضانہ مفادات کی خاطر مسلم معاشرے پر انہیں مسلط کر دیا اور کہا:

"آیئے ہم واپس چلیں اور اپنی کتاب مقدس' قرآن کریم اور حدیث اور اسلام کی عظیم روایات سے رجوع کریں' جن میں ہماری رہنمائی کے لیے ہر چیز موجود ہے۔ ہم ان کی درست طور پر تاویل و تعبیر کریں اور اپنی عظیم کتاب مقدس' قرآن کریم کا اتباع کریں۔"

مسز زبیدہ عطا الرحمان' ڈپٹی پریذیڈنٹ آسام لیجسلیٹو کونسل نے مسٹر جناح کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ سر محمد سعد اللہ بھی جلسے میں موجود تھے' جنہوں نے بعد ازاں اجتماع سے خطاب کیا۔ عیسائی اور قبائلی خواتین نے بھی بہت بڑی تعداد میں جلسہ میں شرکت کی۔

[اورینٹ پریس آف انڈیا' ڈی ڈان' ۶ مارچ ۱۹۴۶ء]

۴۲۔ جلسہ عام سے خطاب

شیلانگ' ۴ مارچ ۱۹۴۶ء

پولوگراؤنڈ میں کثیر الاجتماع جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے اس امر کا اعادہ کیا کہ مسلم لیگ آسام کو پاکستان کے مشرقی منطقے میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ بہت سے ہندوؤں اور قبائلی لوگوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

مسٹر جناح نے کہا کہ آسام میں' جو پاکستان اسکیم کا اہم ترین صوبہ ہے' نئی زندگی آ گئی ہے۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ مسلمان کیوں علاحدہ قومی علاقے کا مطالبہ کرتے ہیں' مسٹر جناح نے کہا کہ اگر مسلمانوں کو اکھنڈ ہندوستان میں رہنے پر مجبور کر دیا گیا تو یہ ایک بڑی تباہی ہو گی کہ وہاں ہندوؤں کو بھاری اکثریت حاصل ہو گی۔

"مسلمان آقاؤں کی تبدیلی پر رضامند نہیں ہوں گے۔ ہند کی فوری اور پُرامن تقسیم پر زور دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "آیئے ہم دو دوست ہمسائے بن جائیں اور اس برصغیر کو عظیم تر بنا دیں' ہرچند کہ یہ منقسم ہو گا۔"

اقلیتوں کا مسئلہ

پاکستان کے منطقے میں ہندو اور دیگر اقلیتوں کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "اسی نوعیت کی مسلم اقلیت ہندوستان میں ہوگی اور وہ سمجھتے ہیں کہ دونوں خود مختار مملکتیں باہمی اعتماد کی فضا میں معاملات کو تسلی بخش طریقے سے طے کر لیں گی۔

تاہم وہ وثوق' خلوص اور دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ کسی مہذب حکومت کے باقی رہنے کا کوئی حق نہیں اگر وہ اقلیت کے ساتھ ناانصافی کرتی ہے اور اسے خوف زدہ کرتی ہے۔" انہوں نے کہا "پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق اور ان کی مراعات کا پوری طرح سے تحفظ کیا جائے گا۔" انہوں نے کہا' اس بارے میں کسی خوف یا تردد کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کا تعلق خواہ کسی بھی عقیدے یا تہذیب سے کیوں نہ ہو انہیں پوری آزادی ہو گی اور پاکستان میں انہیں شہریت کے مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ پاکستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو مساوی طور سے فائدہ حاصل ہو گا۔ اگر ہندو حصول پاکستان کی راہ میں رکاوٹ یا دشواریاں کھڑی کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہو گا کہ برطانوی تسلط جاری رہے گا۔

تقریر ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوتے تو ہم اکیلے لڑیں گے اور سارے ہند کو آزاد کرا لیں گے۔ (دی ڈان' ۷ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۳۔ جلسہ عام سے خطاب

کوہاٹ' ۶ مارچ ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "اگر مسلمانان ہند متحد ہو جائیں اور ایک جسد کی حیثیت سے ایک پرچم تلے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر مضبوطی کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو ہماری منزل مقصود پاکستان حاصل ہو جائے گی اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ کوئی طاقت ہماری راہ میں مزاحم نہ ہو سکے گی۔" کوہاٹ کے اس کثیر الاجتماع جلسہ عام میں ہر طبقے سے متعلق لوگ شامل تھے جن میں طلباء'

دیہاتی مرد اور خواتین سب ہی شامل تھے۔

پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ ہند کے چھ صوبوں میں مسلمانوں کی حکومت ہو' جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

پاکستان میں رہ جانے والے غیر مسلموں کو ان کی آزادی سے محروم نہیں کیاجائے گا۔ صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہا برطانی تسلط سے آزاد ہو جانے کے بعد مسلمان ہندوؤں کے تسلط میں رہنے کے لئے تیار نہیں۔ انہوں نے حاضرین سے کہا یاد رکھئے کہ مسلمان جنگ جو قوم ہے اور انہیں قربانی پیش کرنے میں کوئی پس و پیش نہ ہو گا۔

تقریر کے آغاز میں مسٹر جناح نے آسام اور ہند کے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو جانے پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ [اے۔ پی۔ آئی 'ڈی ڈان' پ مارچ ۱۹۴۶ء]

۴۴۔ آسام کی صورت حال پر اخباری بیان

گوہاٹی' ۶ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک اخباری بیان میں کہا: "مجھے آسام میں آئے ایک ہفتہ بیت گیا۔ اس دوران میں نے سلہٹ' شیلانگ اور گوہاٹی کا دورہ کیا۔ میں نے مختلف رہنماؤں' کارکنوں اور صوبے کے دیگر مسلمانوں سے ملاقاتیں کیں اور ان مسائل کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جو روزمرہ کی زندگی میں مسلمانوں کو آسام میں درپیش ہیں۔

اولا تو میں مسلمانان آسام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری اتنی تواضع کی اور اس مختصر سے دورے میں جہاں بھی گیا میرا پرتپاک خیرمقدم کیا۔ میں صوبائی مجلس قانون ساز کے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کرنے پر صوبائی مسلم لیگ اور مسلمانان آسام کو مبارک باد دیتا ہوں۔ مسلمانوں کی جملہ نشستوں میں ۹۲ فی صد نشستیں حاصل کر لینا ایسی کامیابی ہے جس پر جائز طور سے کوئی بھی قوم فخر کر سکتی ہے۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے انتخابات کے دوران جس اتحاد کا مظاہرہ کیا اسی طرح کام کرتے رہے تو پاکستان جلد ہی ایک مسلّمہ حقیقت کا روپ دھار لے گا۔

مسلمانوں کی اقتصادی حالت

"مجھ سے بہتر اور کوئی یہ محسوس نہیں سکتا کہ مسلمانان آسام کو کتنی زبردست عدم مساوات اور رکاوٹوں کو گوارا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن میں نے لوگوں میں جو جذبہ کارفرما دیکھا ہے۔ اس سے مجھے کوئی شک نہیں کہ کامیابی ان کے قدم چومے گی اور وہ جلد طوق غلامی اتار پھینکیں گے۔

اقتصادی اور تعلیمی اعتبار سے وہ ہند کے دیگر حصوں میں بسنے والے اپنے بھائیوں سے بہت پیچھے ہیں۔ "میں آسام کے ہر مسلم کارکن سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے لنگر لنگوٹ کس لئے اور اپنے لوگوں کی اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے جرات کے ساتھ اپنا کردار ادا کرے۔"

کانگرس کے ظلم و ستم

"میں اس بات کو اس معاملے کا ذکر کئے بنا ختم نہیں کر سکتا جسے اگر عادلانہ اور معقولیت اور مساوات کی بنیاد پر نہ نمٹایا گیا تو جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ تلخی پر ختم ہو گا۔ میں ذکر کر رہا ہوں ان اطلاعات کا جن میں کہا گیا ہے مسلم آباد کاروں کو زبردستی وسیع پیمانے پر بے دخل کر کے نکالا جا رہا ہے۔ اگر حکومت فی الفور اپنی حکمت عملی پر نظرثانی نہیں کرتی اور ظلم و ستم کو ترک نہیں کرتی تو ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے جو آسام کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے اعتبار سے سازگار نہ ہو۔ میں نے گورنر آسام کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی ہے کہ اگر موجودہ حکومت اپنی حکمت عملی پر کاربند رہی' جیسا کہ اس نے تہیہ کر رکھا ہے' کہ ان لوگوں کو بھی بلا کسی پس و پیش کے بیدخل کر دے جو دو تین برس قبل آباد ہو گئے تھے۔ ہندو رہنما نہ صرف لائن سسٹم جاری رکھنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں بلکہ وہ ان مسلمانوں پر بھی ظلم و ستم روا رکھ رہے ہیں جو مختلف بظاہر معقول وجوہات اور اسباب کے تحت پہلے ہی سے یہاں آباد ہیں۔

ہندو خوف زدہ ہے

"لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہندو اس سے خوف زدہ ہے کہ مبادا مسلمان بہت بڑی تعداد میں آسام آکر یہاں مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کا باعث بن جائیں اور اس طرح اس اجارہ داری کے لئے خطرہ لاحق ہو جائے جس سے وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں مدت مدید سے استفادہ کر رہے ہیں۔ لائن سسٹم کی قانونی یا اخلاقی کسی بھی اعتبار سے حمایت نہیں کی جا سکتی۔ ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ آسام اور مرکزی حکومتوں بشمول وائسرائے پر یہ زور دیا ہے کہ وہ لائن سسٹم کو ترک کر دیں اور برطانوی ہند کے دیگر حصوں سے لوگ آ کر آسام میں آباد ہو جائیں تاکہ زیادہ غلہ پیدا کیا جا سکے۔

لاکھوں ایکڑ غیر مزروعہ اراضی

لاکھوں ایکڑ اراضی غیر مزروعہ پڑی ہے۔ اگر حکومت نے ہمارے مشورے پر کان دھرے ہوتے تو بنگال میں قحط سالی رونما نہ ہوتی اور لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بچ جاتیں۔ خوراک کی قلت کے باعث آج ہم زیادہ بڑے المیے سے دو چار ہونے کو ہیں' خوراک کی بھیک مانگنے کے لئے

ہم بیرونی ممالک جا رہے ہیں تاکہ فاقہ زدگی کو روکا جا سکے۔ راشن میں بھی کٹوتی کر دی گئی ہے اور زندگی بچانے کے لئے اور متعدد اقدام کئے جا رہے ہیں۔ یہ ہندو رہنماؤں کی "نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے' کی حکمت عملی کی وجہ سے ہے' جو مردم شماری اور سروں کو گننے کے انداز میں سوچتے ہیں۔ بے حد افسوسناک بات تو یہ ہے کہ حکومت ہند اب تک اس مسلوں کے مسئلہ کو جرأت کے ساتھ اور حتمی طور پر حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔

زبردست بدقسمتی

کانگرس سرکار کا ان آباد کاروں کو بڑے پیمانے پر بے دخل کرنے کا اصل مطلب ان لوگوں کو آسام سے باہر نکالنا ہے جو حکومت مسلمانوں کو جائز طریقے سے روزی کمانے سے محروم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور طریقہ اختیار نہیں کر سکتی تھی' میں ایک بار پھر اس صوبے کے گورنر' وائسرائے اور حکومت ہند کی توجہ بھی اس سنگین صورت حال کی جانب مبذول کراتا ہوں جو پیدا ہو گئی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر یہ حکمت عملی جاری رہی تو ایک سنگین صورت حال پیدا ہو جائے گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری گورنر آسام اور وائسرائے پر ہو گی' اگر وہ فی الفور صورت حال سے نمٹنے میں ناکام رہے۔

اخیر میں مَیں مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی مدد کرنے کے ضمن میں آل انڈیا مسلم لیگ سے جو کچھ بھی بن پڑے گا کرے گی۔" (دی ایسٹرن ٹائمز' ۹ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۵۔ پنجاب میں نئی وزارت کی تشکیل پر انٹرویو

کلکتہ' ۷ مارچ ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نمائندے کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران کہا: "مجھے اس امر پر ازحد مسرت ہے کہ ہم نے صوبہ پنجاب میں کل مسلم نشستوں کا نوے فی صد حصہ جیت کر پہلے ہی پاکستان کی جنگ جیت لی ہے۔"

لیگ کا مقصد

جیسا کہ میں نے بار بار کہا ہے وزارت کی تشکیل کلیتاً" ثانوی اور ذیلی امر ہے۔ اگر کانگرس ۱۹۱۹ء اور ۱۹۳۵ء کے دساتیر کو بروئے کار لانا چاہتی ہے تو یہ ان کی مرضی۔ ہم موجودہ دستور کو بسرعت تمام ختم کر کے پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ پنجاب میں اگر مسلم لیگ نے سو فی صد مسلم نشستیں بھی جیت لی ہوتیں تب بھی ہم کسی اہم گروپ کے ساتھ اتحاد کے بنا وزارت

تشکیل نہیں دے سکتے تھے' چونکہ ہم مجلس قانون ساز میں جو ۱۷۵ ارکان پر مشتمل ہے' اقلیت میں ہیں۔

اس خبر کے بارے میں جو اب تک موصول ہوئی' قائداعظم نے کہا' یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ دو غداروں —— ایک کانگرس کے راشٹرپتی اور دوسرے گیلنسی نے اپنے تمام اصولوں کو خیرباد کہہ کر گٹھ جوڑ کر لیا ہے' اور دنیا کے سامنے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ انہوں نے صوبے کو دفعہ ۹۳ [گورنر راج] کے نفاذ سے بچا لیا ہے۔

"مجھے اس کا افسوس ہے کہ سادہ دل سکھ گمراہ ہو گئے۔ یہ کانگرس اور نام نہاد یونی نسٹوں جن کا نہ اب کوئی دین رہا نہ دھرم' دونوں کا مشترکہ عمل ہے۔ قسم قسم کے وعدے کرتے ہیں جو وقتی طور پر ان کے مقصد کو تو پورا کر دیں لیکن جنہیں ایفا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ یہ بھی بدیہی امر ہے کہ دو مختلف النوع جنسوں میں یہ اتحاد خالصتاً مسلم لیگ کے خلاف تعصب پر مبنی ہے۔"

"میں سر برٹرینڈ گیلنسی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پروردہ خضرحیات کو وزارت سازی کی دعوت دے کر اپنی روانگی سے قبل کھلم کھلا دستور کے تحت اپنے اختیارات سے تجاوز کرنے کا ایک اور فیصلہ کیا کیونکہ وہ [خضر حیات] ایک کٹھ پتلی وزیراعظم ہوں گے جو کانگرس کی ابروئے چشم پر ہمہ وقت نظر رکھیں گے۔"

"جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے ہم نے اپنا کام کر دیا ہے اور پنجاب کو آزاد کرا دیا ہے —— نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ صوبے کے جملہ دیگر فرقوں کو بھی —— نوکرشاہی کے تسلط سے' اور ان کے لئے آزادی فکر اور تقریر و عمل کی راہ فراہم کر دی ہے' اور اب باشندگان پنجاب اس کیفیت میں ہیں کہ بے خوفی اور آزادی سے آگے قدم بڑھائیں۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور ہم دیکھیں گے کہ اگلا قدم کیا ہو۔ [اے۔ پی۔ آئی۔ (دی ایسٹرن ٹائمز' ۹ مارچ ۱۹۴۶ء)]

۴۳۶۔ مسلم ایوان تجارت بنگال کے سپاسنامہ کا جواب

کلکتہ' ۷ مارچ ۱۹۴۶ء

مسلم ایوان تجارت بنگال کے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا:

"اگر آپ متحدہ کوششیں بروئے کار لائیں اور پوری دلجمعی' نظام اور ڈھب کے ساتھ کام کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم مسلم معاشرے میں تعلیمی' سماجی اور اقتصادی انقلاب برپا کر دیں گے۔"

مسٹر جناح نے کہا "محض چند برس پیشتر مسلمان انفرادی انداز میں سوچتے تھے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں مردوں، خواتین اور بچوں کے خون میں جذبہ ایثار رچ بس گیا ہے۔ تم محسوس کرتے ہو کہ تم ایک قوم ہو اور یہ بھی محسوس کرتے ہو کہ قوم کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا تمہارا فریضہ ہے۔"

مسلم صنعتکاروں کے لئے مشورہ

مسلمان تاجروں کو خود کو منظم کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ "اب کم وبیش ہر صوبے میں مسلمانوں کا ایوان تجارت موجود ہے اور دہلی میں ایوان ہائے تجارت و صنعت کا وفاق بھی قائم ہو گیا ہے، تاہم ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہمیں جلدی کرنا چاہیے۔"

انہوں نے مسلمان صنعتکاروں پر زور دیا کہ ان مواقع کو پوری طرح سے کام میں لائیں جو بھرپور انداز میں اب ہمیں میسر ہیں اور بھاری اور سائنٹفک صنعتیں قائم کریں۔"

پھر چندے کے لئے اپیل کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "ہم بھاری عدم مساوات کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ اگلے پندرھواڑے میں ہمیں صوبائی انتخابات کا سامنا کرنا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو ناکامی کا منہ اس لئے نہیں دیکھنا چاہیے کہ ان کے پاس مالی وسائل کا فقدان تھا۔

(دی ڈان، ۹ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۷۔ روزنامہ چندریکا کے نام پیغام

کلکتہ، ۷ مارچ ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ملایالم مسلم لیگ کے ہفت روزہ جریدہ 'چندریکا' کے روزنامے میں تبدیل ہونے کے موقع پر حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

"مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی کہ 'چندریکا' دوبارہ ایک روزنامے کی حیثیت سے نکل رہا ہے۔ ماضی میں اس نے مسلمانان مالا بار کی لائق ستائش خدمات سرانجام دیں اور ان میں مسلم لیگ کے پرچم تلے اتحاد کو جنم دیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلم لیگ نے صد فی صد کامیابی حاصل کی۔

میں چندریکا کی کامیابی اور اس کے تمول کی دعا کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ یہ آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی اور پروگرام کی حمایت کرے گا۔ کچھ عرصے سے میری خواہش تھی کہ میں مالابار کا دورہ کروں اور اس عظیم برصغیر کے اس حصہ کے مسلمانوں سے ملاقات کروں۔ مجھے امید

واثق ہے کہ میں اپنی تمنا کو مستقبل قریب میں پورا کر سکوں گا۔" (دی ڈان' ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۸۔ نواب آف ڈھاکہ کے جھوٹے پروپاگنڈا پر بیان

کلکتہ' ۸ مارچ ۱۹۴۶ء

مجھے اطلاع ملی ہے کہ نواب آف ڈھاکہ یہ پروپاگنڈا کر رہے ہیں کہ میں نے انہیں خاص طور پر نامزد کیا ہے اور یہ کہ وہ پاکستان کے حامی ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اپنی بے وفائی کے باعث انہیں مسلم لیگ کی تنظیم سے خارج کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا میں ہر مسلمان کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ نواب بہادر کے پروپاگنڈے پر کان نہ دھرے۔ یہ محض مسلم لیگ ہے جو مسلمانوں سے پاکستان کے حق میں بالکل واضح فیصلہ حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو گا کہ ہر مسلم نشست مسلم لیگ کی جھولی میں آن گرے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ آخر کار لیگ ٹکٹ کسے ملتا ہے۔ میں تو مسلمانوں سے یہ کہتا ہوں کہ اب وہ یہ محسوس کریں کہ دراصل وہ لیگ کے نامزد امیدوار کے حق میں نہیں بلکہ پاکستان کے حق میں اور مسلم لیگ کی عزت اور وقار کی خاطر ووٹ دے رہے ہیں۔ لہٰذا میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پوری یک جہتی کے ساتھ مسلم لیگ کے امیدواروں کے حق میں ووٹ دیں۔" (دی اسٹار آف انڈیا' ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۹۔ کلکتہ مسلم کلب کے سپاسنامے کا جواب

کلکتہ' ۸ مارچ ۱۹۴۶ء

"روئے زمین پر ایسی کوئی طاقت نہیں جو ہمیں پاکستان قائم کرنے سے روک سکے۔" یہ ہے وہ اعلان جو قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے خطاب کے دوران کیا۔ وہ کلکتہ مسلم کلب کی جانب سے پیش کردہ سپاسنامے کا جواب دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایک چیز جو حصول پاکستان کے لئے از بس ضروری ہے وہ ہے مسلمانوں کی صفوں میں مکمل اتحاد۔

"مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کے لئے جملہ توانائیاں ایک نقطہ پر مرتکز ہو گئی ہیں۔ یہ اس رابطے کی تحریک کی شکل میں ہے جو پنڈت جواہر لال نہرو نے برسہا برس قبل شروع کی تھی۔ کانگرس نے ہر حربہ استعمال کیا اور مجھے مسرت ہے کہ وہ اب کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ اب کانگرس کی حکمت عملی یہ ہے کہ وہ مسلم لیگ سے کوئی سروکار نہ رکھے۔ کانگرسی رہنماؤں کے ساتھ' جن کے سرخیل مہاتما گاندھی تھے' اپنی ۱۹۳۸ء' ۱۹۳۹ء اور گذشتہ برس کی ملاقاتوں کا ذکر

کرتے ہوئے انہوں نے کہا: "ہر بار وہ مجھے اور ہر مسلمان کو فریب دینے کے لئے آئے اور ہر بار میں نے اور مجھ سے کہیں زیادہ مسلمانوں نے' فریب کھانے سے انکار کیا۔ کانگرس مسلم لیگ کو کچلنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا اگر کوئی پاکستان کی حمایت کرے گا تو خانہ جنگی ہو گی۔ انہوں نے اپنے اخبارات اور چور بازار تاجروں کو بھی مسلمانوں اور مسلم لیگ کو کچلنے کے لئے استعمال کیا۔ ان کی یہ تمام کوششیں رائیگان گئیں اور وہ بری طرح ناکام ہوئے۔"

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے کانگرس ایک بالکل نیا حربہ استعمال کر رہی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اگر انگریز تجارت جاری رکھنا چاہتے ہیں تو وہ کانگرس کے ساتھ معاملہ کریں' اور یہ کہ اس طرح کانگرس اور برطانیہ کے اشتراک سے ہند اور برطانیہ کی تجارتی تاریخ میں ایک نیاباب رقم ہو گا۔ وہ یہ بات فراموش کر بیٹھے کہ دس کروڑ مسلمان بھی ہیں جو ان معاملات میں کچھ کہنے کے لئے اپنے منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

"مسلمان دونوں عناصر یعنی خون بہانے کا چیلنج اور برطانوی حکومت کو تجارت کے لئے سہولتیں دینے کی رشوت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ برطانوی اشیاء کے بڑے صارف مسلمان ہیں اور ہندو نہیں ہیں۔

[اے۔ پی۔ آئی' ڈان' ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء]

۵۰۔ کلکتہ سے روانگی سے قبل بیان

کلکتہ' ۹ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ بنگال اور آسام کے تین ہفتے کے دورے کے اختتام پر آج ہوائی جہاز کے ذریعہ کلکتہ سے دہلی روانہ ہو گئے۔

اپنی روانگی سے قبل مسٹر جناح نے ایک بیان میں کہا: "میں نے اپنے بنگال کے دورے اور قیام کے دوران مسلمانوں میں مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کے حق میں عدیم المثال جوش اور جذبہ دیکھا۔ نہ صرف کلکتہ میں بلکہ دیہی علاقوں میں بھی جہاں لفظ "پاکستان" زبان زد خاص و عام ہے۔

"مجھے پورا بھروسہ ہے کہ اگر ہم مضبوطی کے ساتھ متحد رہے اور اپنے مخالفین کے جھوٹے اور شرارت آمیز پروپگنڈے سے گمراہ نہ ہوئے اور ان کی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوئے تو قیام پاکستان ایک یقینی امر ہے۔

"بنگال سے روانگی سے قبل میں مسلمانوں کے جملہ طبقوں سے پورے جوش و خروش کے ساتھ اپیل کرتا ہوں اور بہت زور دیتا ہوں کہ وہ ان امیدواروں کو ووٹ دیں جنہیں آل انڈیا

مسلم لیگ کے مرکزی پارلیمانی بورڈ نے حتمی طور پر اپنا امیدوار نامزد کر دیا ہے۔ ان کا فیصلہ قطعی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لیگ کا امیداوار کون ہے۔ آپ اسے ذاتی طور پر ووٹ نہیں دے رہے ہیں۔ مسلم لیگ کے امیداوار کے حق میں جو ووٹ دی جائے گی وہ پاکستان کے حق میں ووٹ سمجھی جائے گی۔ اس کے برخلاف ان کے مخالفوں کے حق میں ہر ووٹ پاکستان کے خلاف ووٹ شمار ہو گی۔

گمراہ نہ ہوجایئے

ان انتخابات میں جو پاکستان کے ایشوع پر لڑے جارہے ہیں مسلمانوں کو اپنا واضح فیصلہ صادر کرنا چاہیے۔ گمراہ مت ہوجایئے جیسا کہ کچھ مثالوں کی مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض حلقوں میں امیدوار پاکستان کے نام پر مسلمانوں کی حمایت طلب کر رہے ہیں۔ یہ کہہ کر' ووٹ مانگ رہے ہیں کہ اگر وہ منتخب ہو گئے تو مجلس قانون ساز میں مسلم لیگ پارٹی میں شامل ہو جائیں گے۔ یہ محض ایک چال ہے' اور جال ہے' اور یہ لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

ووٹروں کا مقدس فریضہ

""میں آپ پر ایک اور بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ کی ووٹ مجلس قانون ساز میں مسلم لیگ پارٹی تشکیل دینے کے لئے نہیں یاوزارت سازی کے لئے نہیں ہے بلکہ بالکل صاف اور سیدھی بات تو یہ ہے کہ مطالبہ پاکستان کے بارے میں آپ کی دو ٹوک رائے معلوم کرنا ہے۔

"لہذا یہ مسلمان ووٹروں کا مقدس فریضہ ہے کہ وہ اور کارکن بڑی تعداد میں پولنگ بوتھ پر پہنچے اور لیگی امیدوار کے حق میں رائے دے کر پاکستان کی جنگ جیت لیں۔ خواہ امیدوار لیمپ پوسٹ ہی کیوں نہ ہو' اور اپنے اس عزم کے ذریعہ کہ وہ حصول پاکستان چاہتے ہیں' مجلس قانون ساز بنگال کی ہر [مسلم] نشست جیت لیں۔

""آپ سے نظم و ضبط کا تقاضا یہ ہے کہ آپ میری اپیل کے مطابق عمل پیرا ہوں اور آل انڈیا مسلم لیگ کی عزت اور وقار میں اضافہ کریں۔"

"آخیر میں مسلمانان بنگال کا پورے خلوص سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں جہاں کہیں بھی گیا مجھ پر انہوں نے اپنی شفقت' تواضع اور محبت نچھاور کی۔"

[اے۔ پی۔ آئی] (ڈی ڈان' ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۱۔ لاہور میں مظاہروں پر بیان

نئی دہلی' ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے پنجاب مسلم لیگ کے رہنماؤں کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوبے میں ہندو اور سکھ عوام کو مطلع کر دیں کہ لیگ کے مظاہرے ان کے خلاف نہیں ہیں۔

صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے مطابق یہ مظاہرے ہمارے اپنے کیمپ میں موجود ان لوگوں کے خلاف ہیں جو غداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔

تاہم معلوم ہوا ہے کہ لاہور میں ہفتے کے روز جو لائق مذمت واقعات رونما ہوئے ہیں ان پر مسٹر جناح نے اظہار افسوس کیا ہے۔ (اے۔ پی۔ اے' دی اسٹار آف انڈیا' ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۲۔ سندھ مسلم کالج میگزین کے لئے پیغام

نئی دہلی' ۱۳ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے سندھ مسلم کالج میگزین اور اس کے آغاز پر حسب ذیل پیغام ارسال کیا: "مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ سندھ مسلم کالج عنقریب آغاز کرنے والا ہے۔ سندھ مسلم کالج کی مانند جس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کو ایسی تربیت دے جو ہمارے اس ورثے سے مطابقت رکھتی ہو جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ یہ میگزین بھی بلاشبہ اس تعلق میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اس نے ایک ایسی ذمہ داری سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے جو بیک وقت بھاری بھی ہے اور نازک بھی۔ اس کی راہ دشوار راستوں اور مخالف ماحول سے گزرتی ہے لیکن مجھے اس باب میں کوئی شک نہیں کہ کالج اس کار خیر کو بطریق احسن پایہ تکمیل کو پہنچائے گا اور اس بات پر فخر کرے گا کہ اس نے سندھ کے مسلم نوجوانوں کے کردار کی تشکیل نو میں اپنا حق ادا کیا' جو ہند میں مسلمانوں کی حیات ثانیہ کی جہت میں ایک اہم کردار ادا کریں گے۔ میں سندھ مسلم کالج کے میگزین نکالنے کی جسارت کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔" (دی ڈان' ۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۳۔ وزیراعظم ایٹلی کی پارلیمان میں تقریر پر بیان

نئی دہلی' ۱۶ مارچ ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے برطانوی وزیراعظم مسٹر ایٹلی کی

پارلیمان میں تقریر پر ایک بیان میں کہا: "مجھے افسوس ہے' ہر چند کہ ایک محتاط اور اہل انداز میں لیکن مسٹر ایٹلی نے رسی پر چلنے کی کوشش کی جب انہوں نے یہ کہا "دوسری جانب ہم ایک اقلیت کو یہ حق نہیں دے سکتے کہ وہ اکثریت کی ترقی کی راہ ویٹو کے ذریعے مسدود کر دے۔ تاہم وہ اس جھوٹے پروپاگنڈے کے جال میں پھنس گئے جو کچھ عرصے سے کیا جا رہا ہے۔ ویٹو اور اکثریت کی ترقی اور اس کے ارتقاء کی راہ مسدود کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"ایشوع یہ ہے' اگر اسے تشبیہ کے انداز میں بیان کیا جائے: مکڑی مکھی سے کہتی ہے " میری نشست گاہ میں تشریف لائیں" اور اگر مکھی انکار کرے تو کہا جائے کہ ویٹو استعمال کیا گیا اور مکھی انتہا پسند ہے۔

"تاہم میں نے یہ نوٹ کیا ہے کہ وزیراعظم اسی سانس میں کہتے ہیں "ہمیں اقلیتوں کے حقوق کا خیال ہے اور اقلیتیں خوف سے آزاد رہ کر زندگی بسر کر سکیں۔ میں اس امر کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانان ہند ایک اقلیت نہیں ہیں' بلکہ ایک قوم ہیں اور خودارادیت ان کا پیدائشی حق ہے۔ اگر کابینہ مشن کھلے دل و دماغ کے ساتھ آتا ہے تو یہ توقع ہو سکتی ہے کہ انہیں اصل صورت حال کا ادراک ہو جائے۔ اگر "کابینہ مشن مثبت ذہن کے ساتھ جا رہا ہے" کے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ "ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ واحد دستور ساز ادارہ یا ایک مجلس دستور ساز قائم کر دی جائے" تو اگلے سانس میں یہ کہنا بے سود ہو گا کہ "ایسا کرنے کی خاطر کل ہند رہنماؤں کے تعاون کے طلب گار ہیں۔"

متضاد اصطلاحات

"یہ کہنے کے بعد کہ "ایوان کو اس کام کی دشواری کا احساس ہے جو مشن کے اراکین نے وائسرائے کے اشتراک کے ساتھ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور کوئی بھی ایسی بات نہ کہے گا جو ان کے کاردشوار کو اور مشکل بنا دے۔" انہوں نے خود ایسی باتیں کہیں جو ایک دوسرے کی متضاد ہیں اور غلط فہمی پیدا کر سکتی ہیں۔

"ایک جگہ وہ دوبارہ کہتے ہیں "لیکن فی الوقت اپنی اس سیال کیفیت میں جب ہمیں تمام رہنماؤں کے از حد تعاون اور ہندی رہبروں کے مابین خیرسگالی کی خواہش' تو یہ غیر دانشمندی کی بات ہو گی کہ ہم ان لوگوں کے ہاتھ سختی کے ساتھ باندھنے کی کوشش کریں۔" اور مجھے مسرت ہے کہ انہوں نے یہ محسوس کیا جب وہ کہتے ہیں "آپ ہندیوں کو خود پر حکومت کرنے کی ذمہ داری نہیں سونپ سکتے" اور اس کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے ساتھ سلوک اور ان کی خاطر مداخلت کی ذمہ داری یہاں [انگلستان میں] رکھ لیں۔

مستقبل کا آئین

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ بیک وقت مختلف آوازوں میں حاضرین کے زیادہ بڑے اجتماع سے مخاطب ہوں۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری پوزیشن بالکل قطعی ہے۔ ہم ہند کی تقسیم کے قائل ہیں اور قیام پاکستان کے حامی' اور یہ پاکستان ہی ہند کے آئینی مسئلے کا واحد حل ہے۔ یہ دو خود مختار ملکوں اور اس برصغیر کے جملہ باشندوں کی مسرتوں اور خوشحالی اور تحفظ کا ضامن ہو گا۔"

(دی اسٹار آف انڈیا' ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۴۔ کانگرسی رویئے کے بارے میں صحافیوں سے ملاقات

نئی دہلی' ۱۷ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسٹر گاندھی اور کانگرس پر الزام لگایا ہے کہ وہ کابینہ مشن کے ساتھ مذاکرات کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔

ایک ملاقات کے دوران انہوں نے سوال کیا: "وہ کیا شے ہے جس سے اس وقت ہم دوچار ہیں؟ کانگرس پارٹی کی یہ کوشش کہ وہ مسلمانوں میں افتراق پیدا کرے اور مسلم لیگ کو کچل دے اور اس حکمت عملی کو بروئے کار لانے کے لئے اس کا قوم پرست مسلمانوں کے لبادے میں ناقابل ذکر امیدواروں کو بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلم لیگ کے خلاف کھڑا کرنا تو شرمناک حد تک ناکام ہو چکا ہے۔ اگرچہ ان انتخابات میں ان کے پیچھے ملک کے دس میں سے نو اخبار' دولت اور دیگر وسائل کی بہتات کے ساتھ کمربستہ کھڑے تھے۔

"انتخابات کے بعد اب تک انہوں نے اپنی بدترین کوشش کی کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں لیگ وزارتوں کی تشکیل میں زیادہ سے زیادہ دشواریاں کھڑی کر دی جائیں' جہاں برطانوی حکومت کے فرقہ وارانہ ایوارڈ اور موجودہ دستور کے تحت یا تو مسلمان اقلیت میں ہیں یا ان کی تعداد اتنی ہے کہ انہیں ضروری اکثریت میسر نہیں۔

"درحقیقت دو مسلم اکثریتی صوبوں' بنگال اور پنجاب کی مجلس قانون ساز میں وہ (مسلمان) اقلیت میں ہیں۔ کانگرس دو مسلم اکثریتی صوبوں میں ہمیں یہ دھمکی دے رہی ہے کہ وہ مسلم لیگ پارٹی کو وزارت تشکیل دینے سے ہر طرح باز رکھے گی۔ اصولوں سے قطع نظر کر کے وہ مسلم لیگ کو وزارت سازی سے باہر رکھنے کے لئے دیگر گروہوں کے ساتھ مفاہمت کرے گی' خواہ اسے قعر مذلت میں ہی کیوں نہ گرنا پڑے۔

"وہ برطانوی حکومت کو بھی دھمکا رہے ہیں کہ وہ دستور کو روبکار نہیں لائیں گے اور اس

کی جو قدر و منزلت ہے اسے صوبوں کی بھلائی کے لئے استعمال نہیں کریں گے بلکہ اسے اپنے مقاصد کے لئے یا ایک آخری جدوجہد کی غرض سے عوام الناس کو تیار کرنے کے لئے استعمال کریں گے' ایسی جدوجہد جو ۱۹۴۲ء کی کشمکش کو شرما دے۔ اگر برطانوی حکومت نے کانگرس کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا جو فی الحقیقت یہ ہے کہ کل ہند وفاق کی بنیاد پر ایک مجلس دستور ساز کے ذریعے ایک دستور بنانے کا فی الفور اعلان کیا جائے اور مرکز میں فوراً ایک عبوری قومی حکومت ترتیب دی جائے۔

جملہ ملازمتوں کو اپنے تابع فرمان لانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں جس سے پولیس اور —— فوج کو بھی مستثنٰی نہیں کیا جائے گا۔ انگریزوں کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر انہیں تجارت کی سہولتیں درکار ہیں تو وہ کانگرس کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور ان کے سرپرستوں—— سرمایہ داروں سے معاملے کریں۔ اگر انہوں نے ہتھیار نہ ڈالے تو اس کا نتیجہ ہو گا خون کا دریا اور برطانوی تجارت کی تباہی و بربادی۔ اگر مطالبہ پاکستان کی حمایت کی گئی تو ان کے اسلحہ خانے میں جو کچھ بھی ہے وہ سب ہتھیار' گولہ بارود باہر آجائے گا۔"

عدم تشدّد

"یہ پوزیشن ہے جو سرکردہ کانگرسی رہنماؤں نے اپنی تقریروں میں اور ہندو اخبارات نے اپنے کالموں میں اختیار کر رکھی ہے۔ ان میں مسٹر گاندھی بھی شامل ہیں جنہوں نے عدم تشدد کو جھاڑ پونچھ کر چمکایا ہوا ہے' یہ بخوبی جانتے ہوئے کہ اس پر کوئی بھی' نہ خود' وہ یقین رکھتے ہیں' اور نہ اس سے عدم تشدد مراد ہوتا ہے۔ ان کے لئے یہ صرف ایک سائبان ہے جس کے سائے میں وہ امن اور پرامن طور طریقے کے پیام بر کا رُوپ دھار سکیں اور ریاکاری اور فریب کو جاری رکھ کر ساری دنیا کو' بالخصوص بیرونی ممالک کو بے وقوف بناتے رہیں۔ اور ہر بار جب کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوتا ہے تو وہ عدم تشدد کی توثیق کرتی ہے۔

"پنڈت جواہر لال نہرو نے جھانسی میں یکم مارچ کو اپنی تقریر میں کہا اگر برطانوی کابینہ مشن ان تمام بڑے مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہا جو حل طلب ہیں تو ایک تباہ کن سیاسی زلزلہ ملک کو توڑ پھوڑ دے گا۔ محض کانگرس ہی کل ہند کی ترجمان ہے۔ وہ تقریر کے اخیر میں کہتے ہیں کہ مسلم لیگ' اکالی سکھ پارٹی اور پنجاب کے یونینسٹ سب انگریزوں کے ساتھی ہیں' لہٰذا انگریزوں کے لیے ایک راستہ رہ گیا ہے کہ وہ اس برصغیر کو کانگرس راج کے حوالے کر دیں۔"

"اور مزید برآں خون بہنے کو روکنے کے لیے برطانیہ کو ہندی سرمایہ داروں کے ساتھ مل کر رشوت کے طور پر پھولتی پھلتی تجارت کی پیش کش کی گئی بشرطیکہ وہ کانگرس کے ساتھ معاملہ طے

کر لیں- یہ ایک خواب ہے چونکہ وہ دس کروڑ مسلمانوں کو شمار کرنے میں ناکام رہے اور ایک طاقتور عوامی تنظیم آل انڈیا مسلم لیگ کو بھی' کہ وہ نہ الگ تھلگ رہ سکتے ہیں اور نہ تماشائی بن سکتے ہیں- اگر مذاکرات اس اساس پر ہونے ہیں کہ کون خون زیادہ بہا سکتا ہے اور کون انگریزوں کو زیادہ رشوت دے سکتا ہے' اور اگر قطع امید کی حد پر پہنچا دیا گیا تو مسلمان اور مسلم لیگ اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اور کریں گے' جو واقعی خانہ جنگی کا سبب بن سکتا ہے جس کی مسٹر ولبھ بھائی پٹیل ہمیں دھمکی دے رہے ہیں-

"اور اگر برطانوی حکومت مسلم ہند کو خون بہانے کی آزمائش سے گزارنا چاہتی ہے اور اپنی تاریخ دہرانا چاہتی ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ انہوں نے کوئی سبق نہیں سیکھا- اور اگر یہی استدلال انہیں قائل کر سکتا ہے تو وہ مسلمانوں کو آخری حربہ استعمال کرنے پر مجبور کر دیں گے- اور جہاں تک تجارت کا تعلق ہے اس امر کا احساس ہی نہیں کیا گیا کہ برطانوی اشیاء کے سب سے بڑے صارف مسلمان ہیں- اگر انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تو برطانوی تجارت کو مفلوج کرنے میں ایک بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں- سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس ماحول میں ملیں گے؟ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ اگر برطانوی کابینہ مشن ناکام ہو گیا تو پھر میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ پھر کیا کرنا چاہیے- میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ اگر برطانیہ نے کانگرسی مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا' پھر وہ اپنے عدم تشدد کے حربے کو کھلا چھوڑ دیں گے-

ہند کے لیے کوئی اُمید نہیں

"کیا یہ ماحول اور صورت حال کسی کی نظر میں اس ملک کی دو بڑی جماعتوں کے مابین مذاکرات کے آغاز کے لیے سازگار ہو سکتی ہے جس سے ثمر آور نتائج برآمد ہوں؟ جب تک کانگرس اس حکمت عملی کو ترک نہ کر دے اور مساوی بنیاد' خلوص اور اس دیانتدارانہ خواہش کے ساتھ مسلم لیگ سے نہیں ملے گی کہ مذاکرات کے ذریعہ پر امن تصفیہ ہو جائے' ہند کے لیے کوئی امید نہیں-

میں دیکھتا ہوں کہ ہندو رائے عامہ زیادہ سے زیادہ تخیل پاکستان کی ہمنوا ہوتی جا رہی ہے لیکن کانگرس کا مطلب ہے ایک مردہ پاکستان' جسے ایک ڈھانچہ بنا دیا جائے جس میں زندگی کا نہ نام ہو اور نہ نشان- پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح بظاہر اعلان کر کے کہ "ہم نے ۹۵ فیصد پاکستان دے دیا ہے-" یہ ان کی دوسری لائن ہے جو انہوں نے اختیار کی-

یہ صرف ہندوؤں' انگلستان اور امریکہ میں بھی پاکستان کے حق میں رائے عامہ میں روز افزوں اضافے کے پیش نظر فریب دینے کی ایک کوشش کے سوا کچھ نہیں- لیکن اس طرح کے

حربے استعمال کرنے سے کیا فائدہ؟ یہ صرف ہند کے یوم نجات کو موخر ہی کرے گا۔

ہم زندہ پاکستان اور زندہ ہندوستان کے' اور مسلمانوں اور ہندوؤں کی' اور اس برصغیر کے دیگر باشندوں کی آزادی کے بھی حامی ہیں۔ (دی اسٹار آف انڈیا' ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۵۔ پنجاب میں وزارت سازی' صدر کانگرس کے بیان کا جواب

نئی دہلی' ۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں صدر کانگرس کے اس بیان کا جواب دیا جس میں انہوں نے پنجاب وزارت سازی کے ضمن میں اپنی کوششوں اور اس کردار پر روشنی ڈالی تھی جو انہوں نے اس سلسلے میں ادا کیا۔ مسٹر جناح نے کہا "ان کے بیان میں صرف نصف صداقت ہے اور مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اس وقت لاہور میں موجود تھے' اصل حقیقت بیان کریں گے کہ وہاں کیا ہوا؟ اور ان کی من گھڑت وضاحت پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ لیکن جب وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے کانگرس پارٹی کے کوٹے میں سے ایک مسلمان کی نامزدگی [کی تجویز] کو مسترد کر دیا جبکہ لیگ اسے قبول کرنے کی خواہاں تھی تو یہ کلیتاً غلط ہے۔

"مسلم لیگ نے وہی راہ اختیار کی جو اس کے سامنے کھلی تھی اور کانگرسی مسلمان کی نامزدگی کو مسترد کر دیا جو ایک غدار کا کردار ادا کرتا اور ہم غداروں سے اجتناب برتنا چاہتے ہیں۔

"کانگرس ایک ہندو تنظیم ہے اور مسلم لیگ کا قائد ہندو کوٹہ کانگرس پارٹی کو' دینے کے لیے رضامند تھا' جو بالکل ایک ہندو جماعت ہے' لیکن کانگرس میں موجود کسی مسلم غدار کو نہیں۔

"یہ تجویز کہ وزارت میں ایک کانگرسی غدار کو بھی نامزد کر دیا جائے ایک عیارانہ اور شرارت آمیز چال تھی۔ مزید یہ کہ اگر ہم اس تجویز سے اتفاق کر لیتے تو اس سے ان مطلبی ناقابل ذکر مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی جو نوکریوں کی تلاش اور آسامیوں کی جستجو میں کانگرس کیمپ میں جا نکلتے۔

"یہ ٹھیک وہی کچھ ہے جو کانگرس انفرادی مسلمانوں کو لالچ دینے کے لیے کر رہی ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کو درہم برہم کرنے کی خاطر کر رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ نام نہاد مسلمان پروردہ اور کٹھ پتلی ہوتا جو کابینہ میں اپنے آقا کے احکام بجا لاتا۔

راشٹرپتی کا کردار

"وہ بے جگری سے کانگرس کی حمایت کرتا اور ہندوؤں کو یہ کہنے کا موقع دیتا کہ کابینہ کے

تین مسلمان ارکان میں باہمی اختلاف ہے اور وہ دو جو کچھ کہتے اسے نظر انداز کر دیا جاتا۔ یہ وہ کردار ہے جو کانگرس کے راشٹرپتی ادا کر رہے ہیں۔

"وہ نمک حلالی کر رہے ہیں۔ وہ جس ذوق و شوق سے کانگرس کی خدمت کر رہے ہیں اگر اس کے نصف سے بھی اللہ کی فرمانبرداری کرتے تو انہیں معاشرے میں کم سے کم ایک باوقار مقام حاصل ہوتا۔ یہ چال کہ ایک مسلم عالم دین انڈین نیشنل کانگرس کا صدر ہے اب بیرون ملک میں بھی کیلتا" بے نقاب ہو گئی ہے۔ اب ان کی چند برسوں کی زندگی باقی رہ گئی ہے۔ یہ بہتر نہ ہو گا کہ وہ اس سے عافیت کے ساتھ لطف اندوز ہوں' بجائے اس کے کہ کانگرس انہیں ادھر اُدھر دوڑاتی رہے۔ ان کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ پنشن پر چلے جائیں۔"

[اے۔ پی۔ آئی' ڈی ڈان' ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء]

۵۶۔ ہند میں غذائی صورت حال کے متعلق اخباری بیان

نئی دہلی' ۱۹ مارچ ۱۹۴۶

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ملک کی غذائی صورت حال کے بارے میں ایک بیان میں کہا: "ملک کی غذائی صورت حال پر غور کرتے ہوئے جماعتی سیاست کو درمیان میں نہیں گھسیٹنا چاہیے۔ وائسرائے کے ساتھ اپنی حالیہ ملاقاتوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ غذائی صورت حال کے بارے میں میرے تبادلہ خیال کا نتیجہ یہ تھا کہ وائسرائے نے یہ تجویز پیش کی کہ دو بڑی تنظیموں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے ایک بارہ یا چودہ رکنی کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ اسے مسٹر گاندھی اور کانگرس نے رد کر دیا۔ دوسری تجویز جو وائسرائے کے ساتھ میری گفت و شنید کے نتیجہ میں ابھری یہ تھی کہ وائسرائے' مسٹر گاندھی اور میں محکمہ خوراک کے تعاون سے روز بروز کام کریں اور اگر ممکن ہو تو اس میں ہندی ریاستوں کا ایک نمائندہ بھی شامل کر لیا جائے۔ وائسرائے نے نواب صاحب بھوپال کا نام تجویز کیا۔ میں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ لیکن مسٹر گاندھی اور کانگرس نے اسے بھی سیاسی اسباب کی بنا پر مسترد کر دیا۔ یہ افسوسناک بات ہے۔ جہاں تک غذائی صورت حال کا تعلق ہے سیاسی معاملات کو اس میں نہیں لانا چاہیے اور نہ ہی جماعتی سیاست کا اس میں کوئی کردار ہونا چاہیے۔ ہمارے سامنے جو ایشوع ہے وہ یہ ہے کہ کون سا بہترین طریقہ ہے جس سے مصیبت میں گرفتار انسانیت کے نام پر فاقہ زدگی کا زبردست خطرہ اور خوراک کے فقدان کے باعث اموات سے' جو ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہمیں گھور رہا ہے' کس طرح بچا جا سکتا ہے۔"

میں نے شروع ہی سے اس صورت حال پر اس نقطہ نظر سے غور کیا اور میں نے وائسرائے اور حکومت ہند کو اپنا پورا دلی تعاون پیش کیا۔ جو کچھ ہمارے بس میں ہے ہم اپنے لوگوں کی زندگیاں بچانے کے لئے اپنی بہترین کوشش کریں گے۔

وائسرائے نے مجھے کوئی قطعی جواب نہیں دیا کہ وہ اس معاملے میں ہمارے دلی تعاون کو عملی طور پر کس طرح استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حکومت نے اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے ہی مختلف طریقوں کی نشان دہی کی ہے۔ اور ہم ہر طرح سے جہاں تک ہم سے ہو سکے گا ان کی مدد کریں گے۔

زیادہ غلہ اگاؤ

میں اس امر پر زور دینا چاہوں گا کہ غلے کی ذخیرہ اندوزی اور چوربازاری سے نہایت سختی کے ساتھ نمٹا جائے۔ زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم بھرپور طریقے سے چلائی جائے۔ ہمیں راشن میں کٹوتی قبول کر لینی چاہیے اور ہر شخص کو انفرادی اور اجتماعی طور پر یہ اپنا فریضہ بنا لینا چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے دوسروں کی زندگی بچائے گا اور ان لوگوں کی مدد کرے گا جنہیں خوراک کی ضرورت ہے۔ اور حکومت کی مشینری اور مساعی کے علاوہ عزم کے ساتھ یہ اہتمام کرے گا کہ ایک زندگی بھی ضائع نہ ہونے پائے۔

"ہر گاؤں اور ضلع میں رضاکاروں کی چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں قائم کریں جو ان لوگوں کی نگہداشت کریں جنہیں خوراک کی ضرورت ہے۔ ہر گاؤں، ضلع اور قریے میں ہر افسر کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے۔ میں ہر شخص سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ انسانیت کی آواز پر بے لوث خدمت کے ساتھ آگے بڑھے۔" (دی ڈان، ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۷۔ مجلس قانون ساز کے لیگی اراکین سے اسمبلی چیمبرز میں خطاب

لاہور، ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء

لاہور میں مجلس قانون ساز پنجاب کے مسلم لیگی اراکین سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانان پنجاب کو ہدیہ تبریک پیش کیا کہ حالیہ انتخابات میں انہوں نے اس قدر شاندار کامیابی حاصل کی۔ اجلاس میں صحافیوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ رات گئے قانون سازوں سے مسٹر جناح کے خطاب کا ایک مستند بیان اے۔ پی۔ آئی کے حوالہ کیا گیا۔

مسٹر جناح نے کہا: "پنجاب میں آپ کی زبردست کامیابی اس امر کے پیش نظر عظیم تر ہو

جاتی ہے کہ آپ نے بے حد غیر دیانتدارانہ حربوں کا بھی سامنا کیا جو آپ کے مخالفین نے استعمال کئے۔ حکومت کی طاقت اور اختیارات کا غلط طور پر بے محابا استعمال ہوا۔ افسروں کو علانیہ طور پر کھُلا چھوڑ دیا گیا کہ وہ مسلم لیگی امیدواروں اور ان کے حمائتیوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کریں' انہیں دھونس دیں اور دھمکائیں۔ یہ کم و بیش ایک مجرمانہ سازش تھی جس سے آپ دو چار ہوئے۔

حیرت انگیز فتح

"آپ نے جانفشانی سے کام کیا' پسینہ بہایا اور جملہ مخالفتوں کے باوصف حیرت انگیز فتح حاصل کی' اور اس طرح آپ نے نہ صرف پنجاب بلکہ دس کروڑ مسلمانان ہند اور آنے والی نسلوں کی خدمت سرانجام دی۔ پنجاب' پاکستان کا سنگ میل ہے اور پاکستان کی خاطر اس طرح کی واضح اور زبردست اکثریت عطا کر کے مجھے از حد خوش گوار احساسات سے دوچار کیا جو مجھے زندگی میں اس سے پہلے حاصل نہ ہوا تھا۔ اس نے ہمارے دشمنوں کو مبہوت کر دیا۔ اگر آپ مسلمانان پنجاب کے جملہ طبقوں کے اس عمدہ اتحاد اور نظم وضبط کو جاری رکھیں اور اپنا نظم وضبط برقرار رکھیں اور ہمارے لوگوں کو آئندہ کے ہنگامی حالات کے لئے منظم کر لیں تو پاکستان آپ کی مٹھی میں ہو گا۔"

پنجاب کی سیاسی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "آپ کو وزارت سازی کا خواہاں نہیں ہونا چاہیے۔ آخرکار وزارت سازی صرف ایک ثانوی معاملہ ہے' ہماری بڑی منزل تو پاکستان ہے۔"

"ہم ۱۹۳۵ء کے دستور یا مرکز میں ۱۹۱۹ء کے آئین کو رو بہ عمل لانے پر اکتفا کر کے مطمئن ہو جانے کی نہیں سوچتے۔ ہم عزم کر چکے ہیں اور ہر قربانی کے لئے تیار ہیں تاکہ اسے جلد سے جلد ختم کر کے پاکستان قائم کریں۔

سودا بازی

"میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ موجودہ دستور کے تحت ایک مستحکم صوبائی حکومت کے ساتھ عملی طور پر کام کرنے کے لئے اکثریت حاصل ہو' اس کے حصول کی کوشش ' جو بھی اس کی قدر و قیمت ہو' ہونی چاہیے۔ لیکن ہم اپنے مبادیات اور اصولوں پر سودا بازی کے ذریعہ وزارتوں کی تشکیل نہیں چاہتے۔ اگر آپ اسی طرح یک جہتی اور نظم و ضبط کے ساتھ چلتے رہے جس کا آپ نے مظاہرہ کیا ہے' تو آپ خود اپنی حیثیت حاصل کر لیں گے اور عبوری دور میں بھی ہمارے لوگوں پر اعتماد اور ان کا احترام کیا جائے گا۔ لہٰذا مجھے آپ سب پر زور دینا ہو گا کہ آپ لوگ وزارت

سازی کی نہ سوچیں بلکہ اپنی تمام قوت اور توانائی کو اس پر مرتکز کر دیں کہ موجودہ دستور کو بسرعت تمام ختم اور پاکستان قائم کرنا ہے' اس مقصد کی خاطر منظم رہیے اور جملہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیے جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑے اور اس میں جو بھی قربانی کرنا پڑے۔

اعصابی جنگ

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "اعصابی جنگ پہلے ہی شروع ہو چکی ہے ہمیں یہ دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر ہم نے برطانوی حکومت کی نہ سُنی تو مسلم لیگ کو نظرانداز کر دیا جائے گا۔ اس سے اغماض برتا جائے گا۔ اگر برطانوی حکومت ہم پر اس طرح کی قدغن لگانے کی کوئی جسارت کرتی ہے یا اس جہت میں کوئی اور اقدام کرتی ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ مسٹر ایٹلی کی تقریر نے مسلمانوں میں بڑی کھلبلی مچا دی ہے۔ برطانوی حکومت ہل تو پہلے ہی گئی ہے اور کانگرسی اخبارات کے پروپاگنڈے اور کانگرسی رہنماؤں کی دھمکی آمیز باتوں نے اسے ہڑبڑا دیا ہے۔ کانگرس کی حکمت عملی نئی تکنیک پر استوار کی گئی ہے کہ اگر پاکستان کی حمایت کی گئی تو کانگرس خون بہانے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس حیثیت میں ہے کہ فسادات کرا کے اس ملک میں انگریزوں کی تجارت کو مفلوج کر دے۔

بدترین صورت حال کے لئے تیار ہیں

"ہم بدترین صورت حال کے لئے تیار ہیں اور کتنی ہی چالبازی' کتنی بھی دھمکی' دباؤ اور دھونس ہمیں اپنے عزم مطالبہ پاکستان سے سرمو نہیں ہلا سکتی۔ جو ہونا ہے ہو۔ اگر برطانوی حکومت صورت حال کا ادراک اور مناسب اندازہ لگانے میں ناکام رہتی ہے اور کانگرس کے ہاتھوں میں کھیلتی ہے تو یہ ایسا المیہ ہو گا جس کی نظیر تاریخ ہند میں نہیں ملے گی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "برطانوی حکومت نے اس باضابطہ اعلان کے تحت جو ملک معظم کی حکومت نے اگست ۱۹۴۰ء میں کیا اور اپنے عزت و وقار کی قسم کھا کر مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا کہ نہ صرف مستقل دستور کے مسئلہ کے حل کا فیصلہ خود ہندی کریں گے بلکہ اس ضمن میں جو ادارہ قائم کیا جائے گا وہ بھی ملک کی قومی زندگی کے دو بڑے عناصر کے باہمی اتفاق رائے سے ہو گا' اور یہ کہ وہ اقلیتوں پر کوئی دباؤ نہیں ڈالیں گے اور نہ ہی وہ اپنا بنایا ہوا دستور ان پر مسلط کریں گے۔

ایمرے کا حوالہ

"کیا برطانوی حکومت اپنے دیئے ہوئے قول و قرار اور ان مواعید کو توڑنے والی ہے جو ملک

معظم کی حکومت نے پارلیمان کی منظوری سے مسلمانوں کے ساتھ کئے؟ مسٹر جناح نے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا "یہ کہنا احمقانہ بات ہے کہ ایک اقلیت ایک اکثریت کی ترقی کی راہ کو ویٹو کے ذریعہ مسدود نہیں کر سکتی۔ مسٹر ایمرے نے ویٹو کے اس پُر فریب پروپاگنڈا کا مضحکہ اڑایا تھا۔

"یہاں سوال یہ ہے کہ آیا ایسا دستور وضع کیا جا سکتا ہے جو بڑے عناصر کے لئے قابل قبول ہو اور جسے وہ اپنی رضا و رغبت کے ساتھ رو بہ عمل لانے کے لئے آمادہ اور اس مقصد کے واسطے رضامندی کا اظہار کرنے والی جماعتیں اپنے طور پر حکومت چلا سکتی ہیں جسے استحکام اور حکومت کا تحفظ درکار ہو گا اور جسے عوام کی منظوری حاصل ہو گی تاکہ اس کے احکام کی تعمیل اور ادب و احترام کیا جائے۔

کسی بھی حکومت کو محض کسی مسلط شدہ آئین کے بیلٹ باکس کے ذریعہ نہیں چلایا جا سکتا تاآنکہ اس کی پشت پر اسے رو بہ عمل لانے کا اختیار موجود ہو۔ تاہم یہ وہ امور ہیں جو اس وقت ہمارے سامنے آئیں گے جب کابینہ مشن یہاں پہنچے گا۔ دریں اثناء مجھے ایک اور بات کہنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے نہ صرف مسلم لیگ اور مسلمانان پنجاب کے توسّل سے پاکستان کے بارے میں ایک واضح فیصلہ حاصل کر لیا ہے بلکہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ باشندگان پنجاب کو نوکر شاہی کے چُنگل سے رہا کرا لیا ہے۔

مسلمانوں کے لئے پیغام

"آپ نے آزادی فکر و تقریر حاصل کر لی ہے اور آپ نے انتخابی مہم کے دوران اور پھر نتائج کے ذریعے اس کا مظاہرہ بھی کر دیا۔ قدم بڑھائیں۔ اب تک آپ نے جو کچھ کر لیا ہے، تاریخ اسے رقم کرے گی۔ پھر مسٹر جناح نے اس گمراہ کُن پروپاگنڈے کا تذکرہ کیا جو آج کل جاری ہے کہ متعدد مواقع پر کانگرسی رہنما اور مہاتما بھی سر جھکائے میرے پاس آئے لیکن ہر بار میں نے انہیں نامراد لوٹا دیا۔ مسٹر جناح نے کہا لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ وہ کیا تجاویز لے کر آئے۔

"وہ محض مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک میں ہی مرد محال ہوں کہ میں نے ہر بار ان کی تجاویز مسترد کر دیں جو دراصل ہندی مسلمانوں کے مستقل فائدے کے لئے تھیں اور اس طرح میں نے مسلمانوں کے مفاد اور مستقبل کو نقصان پہنچایا جنہیں مسٹر گاندھی اور کانگرس اپنا بھائی گردانتے ہیں اور ان کے ساتھ اتحاد کرنے کے لئے مر رہے ہیں۔" •

مسٹر جناح نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا: "یہ درست ہے کہ مسٹر گاندھی ۱۹۳۶ء میں میرے پاس آئے اور میرے دروازے پر ٹھیرے اور انہوں نے کیا تجویز کیا؟ کانگرس کے دائرۂ

کار میں متعدد مسلم تنظیمیں موجود ہیں' مسلم لیگ بھی ان میں سے ایک ہو سکتی ہے اور متعدد مسلم تنظیموں میں سے ایک کی حیثیت سے وہ ہماری شکایات سننے کے لئے تیار ہیں۔ کل ہند میں ایک اقلیت کی حیثیت سے وہ مسلمانوں کو کیا تحفظ فراہم کر سکتے ہیں' وہ کیا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں آپ مسلم تنظیموں میں سے ایک ہیں۔"

"۱۹۳۹ء میں ایک بار پھر وہ میرے پاس آئے جب لارڈ لنلتھگو نے انہیں اور مجھے دعوت دی کہ ہم اکٹھے ان سے ملیں۔ اچانک انہیں مسلمانوں کے مفادات یاد آ گئے' اور جو انہیں اس قدر عزیز تھے کہ انہوں نے دہلی پہنچتے ہی مجھے فون کیا کہ وہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں اور مجھے خوش آمدید کہیں گے۔ ان کی تجویز کیا تھی؟

بہت ذلت کی بات

"انہوں نے کہا یہ بڑی ذلت کی بات ہے کہ آپ اپنے گھر سے جائیں اور میں اپنے گھر سے جاؤں اور پھر ایک اجنبی چھت کے نیچے دونوں ملیں۔ میں نے ان کے جذبے کے ایک ایک حرف کی تائید کی۔ جب ہم اصل نکتے پر پہنچے کہ ہم وائسرائے کو کیا پیش کریں' تو ہم نے دو گھنٹے تبادلہ خیال کیا لیکن وہ ایک انچ بھی نہ ہلے۔ انہیں کانگرس کے مطالبے کے لئے میری حمایت درکار تھی کہ ہند کی آزادی کا فی الفور اعلان کر دیا جائے اور وفاقی مرکزی حکومت کی بنیاد پر ایک مجلس دستور ساز تشکیل دے دی جائے' پھر ہم فرقہ وارانہ مسئلے کو طے کر لیں گے۔

"دوسرے لفظوں میں ان کا مطلب تھا کہ حصول پہلے اور تقسیم بعد میں۔ اس کے معنی تھے کہ گاڑی کو گھوڑے کے آگے جوت دیا جائے۔

آخری کوشش

آخری بار وہ ستمبر ۱۹۴۴ء میں میرے پاس آئے اور تین ہفتے میرے ساتھ گزارے۔ انہوں نے جو تجاویز پیش کیں ان کا جائزہ لے لیجئے۔ وہ مسلم اکثریتی صوبوں کی موجودہ سرحدوں کو مسخ کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں بھی ایک مخلوط [ہندو اور مسلمان دونوں کا] استصواب رائے عامہ ہو جائے۔ پھر اگر اکثریت نے علاحدگی کے حق میں فیصلہ دے دیا تو کانگرس انہیں ایسا نہ کرنے پر مجبور نہیں کرے گی۔

"اور ان علاقوں کو مسخ کرنے کے بعد بھی کچھ امور ایسے ہوں گے جو مرکزی وفاقی حکومت کے پاس رہیں گے۔ یعنی دفاع' خارجی حکمت عملی' کرنسی' زرمبادلہ' تجارت اور ذرائع نقل و حمل وغیرہ۔ اس طرح مسلم اکثریتی علاقوں کا خون زندگی ہندو اکثریتی راج کے جوے تلے ہوتا۔ قدرتی طور پر ایسی مضحکہ خیز تجویز کا میرے لئے قبول کرنا ناممکن تھا جو کسی بھی ذہین شخص کو بدیہی طور پر

نظر آتی ہو۔

مسلمانوں کو جھانسا دینے کی کوشش

"میں نے ایسا کہا ہے' اور میں دانستہ طور پر ایک بار پھر اسے دہراتا ہوں کہ ہر بار جب وہ ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے مسلمانوں کو اور مجھے جھانسا دینے کی کوشش کی' اور میں نے ان کے دام ہم رنگ زمین میں پھنسنے سے انکار کر دیا اور مجھے مسرت ہے کہ میں نے ان کی عیارانہ چالوں کو ناکام بنا دیا۔

"اخیر میں مَیں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں جب تک کہ ایک عادلانہ' منصفانہ اور آبرومندانہ مفاہمت کے لئے دیانتدارانہ اور پُرخلوص خواہش نہ ہو مذاکرات کرنا بھی مشکل ہے' چہ جائیکہ معاملہ طے کر لیا جائے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ نے ہند کے بازوئے شمشیرزن ہونے پر فخر کیا اور آپ نے جنگ کے مختلف میدانوں میں اپنا کردار دلیری کے ساتھ ادا کیا' جسے دنیا نے تسلیم کیا۔ اب آپ کا بازوئے شمشیرزن حصول پاکستان کے ضمن میں ایک زیادہ شاندار کردار ادا کر دے۔ آپ ایسا کر سکتے ہیں اور اگر مسلمان متحد رہے۔ تو ہم یہ کچھ کریں گے۔ میرا نسخہ ہے اتحاد' ایمان اور نظم و ضبط' اور فتح انشاء اللہ ہماری ہو گی۔" (دی ڈان' ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۸۔ سکھ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے رہنماؤں سے ملاقات کے بعد بیان

لاہور' ۲۱ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے آج صبح سردار سروپ سنگھ اور سردار امر سنگھ بالترتیب صدر اور سیکرٹری آل انڈیا سکھ اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔

ملاقات کے فوراً بعد مسٹر جناح نے اورینٹ پریس کو حسب ذیل بیان جاری کیا:

"میں نے آج صبح صدر اور سکرٹری آل انڈیا سکھ اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ تبادلہ خیال ہوا۔ میں نے ان پر یہ واضح کیا کہ بحیثیت ایک قوم سکھوں کو یہ حق حاصل ہے کہ ان کی بھی اپنی ایک مملکت ہو' اور میں اس کا مخالف بھی نہیں ہوں' بشرطیکہ وہ مجھے یہ بتا دیں کہ یہ کہاں قائم کی جائے۔ میں سکھوں کو یقین دلاتا ہوں کہ سکھوں اور مسلمانوں میں مفاہمت کرانے کے لئے میں ہر اقدام کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہوں۔

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء)

۵۹- یوم پاکستان کے موقع پر مسلمانان ہند کے نام پیغام

لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء

ہند کے طول و عرض میں مسلمانوں کو یہ علم ہے کہ آج یوم پاکستان ہے، اور سارے ملک میں اس دن کو منانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ آج اس دن ایک بار پھر ہم اپنے اس باضابطہ مقصد اور عزم بالجزم کا غیر مبہم انداز میں اعادہ کرتے ہیں اور ملک گیر مظاہروں کے ذریعے اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو مسلمانان ہند اس [پاکستان] کے حصول کے لئے تیار ہیں۔"

مسٹر جناح کہتے ہیں کہ مرکزی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابات میں زبردست اور بھاری اکثریت حاصل ہونے سے بالکل واضح اور صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے پاکستان کے حق میں نوے فی صد سے کم ووٹ نہیں ڈالے۔ یہ بالکل صاف شفاف فیصلہ ہے، جو ہمارے لوگوں نے صادر کیا۔ اجازت دیجئے کہ میں غیر مبہم انداز میں یہ بیان کر دوں کہ ہم تہیہ کر چکے ہیں کہ پاکستان حاصل کریں گے، اگر ممکن ہوا مذاکرات کے ذریعے پُر امن طریقے سے، لیکن اگر ضروری ہوا تو ہم تیار ہیں اپنا خون بہانے کے لئے اور آگ کے اس دریا سے گزرنے کے لئے بھی جس میں سے ہمارا گزرنا مطلوب و مقصود ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک پاکستان کا مطلب کیا ہے؟

"لہٰذا میں آپ سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہر ناگہانی ہنگامی صورت حال کے لئے نڈر ہو کر اور بے خوفی کے ساتھ خود کو منظم کیجئے اور کوئی پس وپیش نہ ہونی چاہیے۔ ہمارے حصول پاکستان کا مطلب ہے ہماری بقا اور ناکامی کے معنی ہیں ہماری فنا، اور اس سب کچھ کی بھی جس کا اس برصغیر میں اسلام علمبردار ہے۔ اس صورت حال کا برطانوی حکومت کو ۱۹۴۰ء میں احساس ہو گیا تھا۔ ملک معظم کی حکومت نے مسلمانوں کو دوبارہ یقین دلایا تھا۔ اجازت دیجئے کہ میں اعلان کے متعلقہ جزو کو یہاں پیش کر دوں:

"یہ امر بنا کہے طے ہے کہ وہ امن اور ہند کی فلاح و بہبود کے ضمن میں اپنی ذمہ داریاں کسی ایسے نظام حکومت کی تحویل میں دے دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے جس کے اختیارات کو ہند کی قومی زندگی کے طاقتور عناصر براہ راست تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔ نہ ہی وہ ان عناصر کے ایسی حکومت کے تابع فرمان لانے کے تعلق میں فریق بن سکتے ہیں۔"

مسٹر ایمرے کا بیان

اس وقت کے وزیر ہند مسٹر ایمرے نے ۱۴ اگست ۱۹۴۰ء کو اس اعلان کے فوراً بعد برطانوی

پارلیمان میں حسب ذیل بیان دیا:

"ان عناصر میں مقدم ترین مسلم کمیونٹی ہے جو نوے ملین نفوس پر مشتمل ہے اور جسے شمال مغربی اور شمال مشرقی ہند میں اکثریت حاصل ہے۔ لیکن اقلیت کے طور پر سارے برصغیر میں بکھری ہوئی ہے۔ مذہبی اور سماجی نقطۂ نظر' تاریخی روایات اور ثقافت کے اعتبار سے ان میں اور ان کے ہندو ابنائے وطن میں اتنا ہی گہرا فرق ہے' اگر اس سے زیادہ گہرا نہیں' جتنا کہ یوروپ میں اس نوع کے اختلافات میں ہے۔"

اس کے بعد انہوں [مسٹر جناح] نے اس پروپاگنڈے کو نمٹایا جو اس وقت اس بے ہودہ فارمولے پر مبنی اور جاری و ساری تھا کہ ایک اقلیت کو اکثریت کے خلاف ویٹو استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ میرے لئے یہ حوالہ دینا اس لئے اہم نہیں کہ یہ مسٹر ایمرے نے کہا بلکہ اس لئے کہ یہ دستور کا درست اظہار ہے اور صحیح عملی رسائی اور لفظ ویٹو کے غلط استعمال کا ایک مسکت جواب ہے جو ہند کے دستوری مسئلے کے حل کے ضمن میں ہر صاحب فکر شخص کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔

متفقہ رضامندی لازمی ہے

"مسٹر ایمرے نے کہا ملک معظم کی حکومت نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ وہ ہند کے امن و امان اور اس کی فلاح و بہبود کے ضمن میں اپنی موجودہ ذمہ داریاں کسی ایسے نظام حکومت کو منتقل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے جس کے اختیارات کو ہند کی قومی زندگی کے طاقتور عناصر براہ راست تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔ اس معاملے میں بھی ان اصولوں سے صرف نظر نہیں کرتے جن کے تحت ہر قلمرو کا آئین معرض وجود میں آیا۔ قلمرو مملکتوں میں ہر صورت میں نہ صرف جغرافیائی وحدتوں کے مابین بلکہ بڑے نسلی عناصر کے درمیان پہلے سے اتفاق رائے ہوا۔۔۔ کینیڈا میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں ــــ جنوبی افریقہ میں برطانیہ اور بوئر کے مابین' دونوں امور کے تعلق میں دستور وضع کرنے کے سلسلے میں اور فی نفسہ دستور کے تعلق میں۔

"فی الحقیقت صحیح جمہوریت کے تحت متفقہ رضامندی تمام حکومتوں کی اساس ہے۔ اکثریت سے فیصلہ کرنا اتنا جمہوریت کی روح کے مطابق نہیں جتنا یہ عملی سہولت ہے۔ اس میں یہ مضمر ہے کہ دستور کو مناسب طریقے سے چلانے کے لئے خود دستور کے بارے میں پہلے سے عام رضامندی موجود ہو۔ ایسی مفاہمت کو دستوری ارتقا کے خلاف ویٹو کا نام دینا میرے خیال میں متعلقہ لوگوں کے جذبہ حب الوطنی اور احساس ذمہ داری سے ناانصافی ہے۔ مفاہمت کا مطلب کسی اصول کے اعتبار سے بھی ویٹو نہیں ہے۔ لیکن مفاہمت اور ہند میں مفاہمت کے لئے آمادگی اتنی ہی ضروری

ہے جتنی کہیں اور، یہ ایک لازمی آزمائش ہے اس احساس ذمہ داری کی جس پر آزاد حکومت کی بقاء استوار ہونی چاہیے۔

عظیم ترین فاش غلطیاں

مجھے افسوس ہے کہ برطانوی کابینہ مشن کی روانگی سے قبل برطانوی وزیراعظم نے اس بے ہودہ فارمولے کا تذکرہ مناسب سمجھا کہ ایک اقلیت ویٹو کے ذریعے اکثریت کی ترقی کی راہ مسدود نہیں کر سکتی، اور اس طرح یہ تاثر قائم کر دیا کہ ملک معظم کی حکومت ہم پر کوئی خود وضع کردہ اور اپنی پسند کا عبوری یا مستقل نوعیت کا دستور مسلط کرنا چاہتی ہے، اگر ہندو اکثریت اسے منظور کر لے اور مسلم لیگ کو نظرانداز کر دے۔ یہ اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان اور برطانوی قوم کے باضابطہ الفاظ کی دانستہ اور علانیہ خلاف ورزی ہو گی۔ اگر اس طرح کی راہ اختیار کی گئی اور مزید یہ کہ یہ ہند میں برطانوی عہد کے دوران عظیم ترین فاش غلطی ہو گی۔

وضاحت طلبی

"خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو ہم اس طرح کی ہر کوشش کی ہر طرح سے مزاحمت کا تہیہ کر چکے ہیں اور ہم برطانوی حکومت کی جانب سے ایسی کسی ہدایت یا اسے زبردستی نافذ کرنے کی کوشش کو روکنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہیں، اور اگر ضروری ہوا تو اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ اس مرحلے پر وزیراعظم کے منہ سے ایسی بات کا نکلنا بے حد بدقسمتی کی بات ہے اور مجھے پوری توقع ہے کہ صورت حال کی فی الفور وضاحت کر دی جائے گی، تاکہ ہم ہند کے پیچیدہ دستوری مسئلہ پر ایسے ماحول میں غور و فکر کر سکیں جو دیانتداری، خلوص، اور عدل و انصاف کے ساتھ ایسی آبرومندانہ راہ تلاش کرنے میں ہماری اعانت کر سکے جس کے ذریعہ سے ہند کی دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آزادی اور خود مختاری کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

مسلمانوں سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلم ہند کی تاریخ کے بے حد نازک مرحلے میں پُرسکون، غیر متزلزل، پُرعزم اور متحد رہیں۔ خود کو منظم کیجئے اور مجھے پورا بھروسہ ہے کہ ہم اپنے اساسی موٹو "اتحاد، ایمان اور نظم و ضبط" کے توسّل سے کامیابی حاصل کر لیں گے۔"

(دی ایسٹرن ٹائمز، ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۰۔ پنجاب لیگ کونسل کے اراکین اور کارکنوں سے خطاب

لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح نے چھ سو کے لگ بھگ لیگی عمائدین اور کارکنوں کو یقین دلایا کہ

روئے زمین پر ایسی کوئی طاقت نہیں جو ہمیں اپنی محبوب منزل ـــــ پاکستان تک پہنچنے سے روک سکے۔"

صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جو اپنے محبوب قائد کو سننے کے لئے پنجاب کے گوشے گوشے سے یہاں پہنچا تھا' کہا: پاکستان ہمارا نصب العین ہے۔ اس میں ہماری نجات ہے اور ہر اس شے کی بھی جو ہمیں عزیز ہے۔ پاکستان ہی مسلمانان ہند کو فنا کے گھاٹ اترنے سے بچا سکتا ہے اور ہر اس چیز کو بھی جس کا اسلام علمبردار ہے۔"

مسٹر جناح نے اپنے سامعین کو حالیہ انتخابات میں جملہ مخالفتوں کے باوصف اتنی شاندار کامیابی حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کی اور اعلان کیا کہ اس کامیابی نے ہمارے دشمنوں کو مبہوت اور دہشت زدہ کر دیا ہے۔ جن لوگوں کا ہماری قوت کے بارے میں اندازہ بہت کم درجے کا تھا وہ بالکل مایوس ہو گئے۔

حاضرین کی جانب سے فلک شگاف تالیوں کی گونج میں مسٹر جناح نے دریافت کیا' آئندہ کیا ہو گا؟ اور صوبے کے لیگیوں کو مشورہ دیتے ہوئے کہا: "میں آپ پر زور دیتا ہوں کہ آپ لوگ پُر سکون' پُرعزم اور ثابت قدم رہیں۔ ہماری صفوں میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہونی چاہیے۔ اپنے لوگوں کو منظم کرنے کا کام جاری رکھیے۔

"آپ نے جو فتح حاصل کی ہے اسے عظیم انعام تصور کیجئے اور عظیم تر عزم اور زیادہ محنت کے ساتھ تنظیمی کام کرنے کا نتیجہ اس سے عظیم تر انعام ہو گا جو اب تک ہمیں ملا ہے۔

مسٹر جناح نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا اگر آپ نے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھا تو میرے ذہن میں کوئی شک نہیں۔ کوئی شک نہیں۔ کہ ہم زبردست کامیابی حاصل کریں گے۔ بشرطیکہ آپ متحد اور منظم رہے اور اس جدوجہد پر بلا ہچکچاہٹ بے خوفی اور دلیری سے یقین رکھا۔

آزادی سب کے لئے

"ہمارے دشمن جانتے ہیں کہ ہم نے پاکستان حاصل کرنے کا تہیّہ کر رکھا ہے۔ اسی وجہ سے ہماری مخالفت کی جا رہی ہے۔ ہمارا کاز درست ہے۔ ہمارے مطالبے کا مطلب ہے کہ ہندوؤں کو اس برصغیر کا تین چوتھائی حصہ مل جائے۔ ہم سب کی آزادی کے حامی ہیں۔

لیکن ہمارے کانگرسی رہنما ہر روز یہ دُہراتے نہیں تھکتے کہ کانگرس آزادی کے لئے لڑ رہی ہے۔ وہ یہ بات جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم غلامی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ مسلمان ہند میں آباد کسی اور فرقے کی نسبت آزادی کے زیادہ خواہشمند ہیں۔ وہ جب یہ کہتے

ہیں کہ وہ ہند کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں تو ان کا مطلب ہوتا ہے۔۔۔ لیکن وہ یہ کہتے نہیں ۔۔۔ کہ وہ ہندو کی آزادی اور ہماری غلامی کے لئے لڑ رہے ہیں۔"

تقریر ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے مسلم لیگی کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ مضبوطی سے متحد ہو جائیں اور ڈرامائی انداز میں اپنی انگشت شہادت کو فضا میں بلند کرتے ہوئے انہوں نے کہا: " عظیم جدوجہد کے دوران مسٹر چرچل نے دو انگلیوں سے فتح کا نشان عطا کیا تھا' انہوں نے دوبارہ انگشت شہادت بلند کی اور کہا' میں آپ کو یہ نشان دیتا ہوں۔ پاکستان پر یقین رکھیے اور اس نشان کو اپنا لیجئے۔ میری تمنّا ہے کہ اللہ تعالٰی فتوحات آپ کی مٹھی میں بند کر دے۔

(دی ڈان' ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۱۔ مسلم ایوان تجارت پنجاب کے سپاسنامے کا جواب

لاہور' ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے تاجر برادری سے کہا:"اگر آپ اپنی انفرادیت کو لیگ میں ضم کر دیں' اپنی قوم کی فلاح و بہبود اور اپنی برادری کے مفاد کی خاطر' اور اگر آپ پُرعزم ہیں' اگر آپ متحد ہو کر کام کریں اور اگر آپ خود کو منظم کر لیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی طاقت آپ کو ترقی کرنے اور وہ کچھ حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی جو آپ کا حق ہے۔" قائداعظم مجلس انتظامیہ مسلم ایوان تجارت پنجاب کی جانب سے پیش کردہ سپاسنامے کا جواب دے رہے تھے۔ مجلس نے جس کی قیادت سرسید مراتب علی کر رہے تھے' آج صبح قائداعظم کی خدمت میں ۱۶ ہزار ۵ سو روپیہ کی تھیلی پیش کی۔

انہوں نے کہا "اگر پنجاب کے مسلمان تاجر باقی ماندہ مسلم ہند کے ساتھ تعاون اور اشتراک عمل کریں' اپنے کوٹ اتار لیں اور آستین چڑھالیں' اور محنت سے کام کریں تو وہ نتائج برآمد ہوں گے جو خود ان کے لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیں گے۔ اس طرح آپ مسلمانوں کی دنیائے اقتصادیات میں ایک انقلاب برپا کر دیں گے۔"

مسٹر جناح نے مزید کہا آپ کی حمایت کے پیچھے جو جذبہ کارفرما ہے میں اسے بہت اہمیت دیتا ہوں' انہوں نے کہا کہ مسلمانان پنجاب نے جو فیصلہ دیا ہے اس پر ہر مسلمان فخر کرتا ہے اور مسرور ہے۔ اس نے ہمارے مخالفوں کو ششدر اور مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔

(دی ڈان' ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۲- ایران میں برطانوی حکمت عملی کی مذمت

لاہور، ۲۳ مارچ ۱۹۴۶ء

ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نمائندے کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسٹر ایم۔ آر۔ مسانی کے ایک سوال کا ذکر کیا جو انہوں نے مرکزی مجلس قانون ساز میں ایران کے بارے میں دریافت کیا اور جس کا جواب مسٹر ویٹ مین، سکرٹری محکمہ امور خارجہ نے حکومت ہند کی جانب سے دیا، اور کہا: "قدرتی طور پر ہمیں ایران کے عوام سے پوری پوری ہمدردی ہے لیکن ہم مزید انگریزوں کے ہاتھ میں کھلونا نہیں بن سکتے کہ جب ان کا دل چاہا ہمیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر لیا۔

مسٹر جناح نے کہا کہ مسلم ہند کی خواہش ہے کہ برطانیہ عظمیٰ اور امریکہ مسلم ہند کے مطالبہ پاکستان کے تعلق میں اپنا موقف واضح کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمان میں مسٹر اٹیلی کا حالیہ بیان بے حد مذمت کے لائق ہے تاآنکہ برطانیہ اور امریکہ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک اور مسلم ہند کے تعلق میں اپنا موقف واضح طور پر بیان نہیں کر دیتے۔ مسٹر جناح نے اعلان کیا کہ ان کے ہاتھوں میں کھلونے کی حیثیت سے ان کی حسب ضرورت کھیلنے سے ہم انکار کرتے ہیں۔ ہند میں ایران کے عوام الناس کے بارے میں جو احساسات اور گہرے جذبات ہیں ان کے باعث ہم کسی کو اپنا استحصال نہیں کرنے دیں گے۔ اب میرے جذبات بہت شدید ہیں اور مَیں ملک معظم کی حکومت اور صدر ٹرومین سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ یہ بتائیں کہ عربوں، مصریوں، انڈونیشیوں اور دیگر مسلم ممالک اور مسلم ہند کی قومی امنگوں کے بارے میں ان کا اصل اور دیانتدارانہ رویّہ کیا ہے؟ مسلم ہند اپنے مطالبات کا بار بار اعادہ کر چکا ہے جس کا مطلب ان کے ساتھ محض انصاف سے زیادہ کچھ نہیں۔"

(دی ایسٹرن ٹائمز ۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۳- سالانہ جلسہ تقسیم اسناد اسلامیہ کالج سے خطاب

لاہور، ۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اسلامیہ کالج لاہور کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے مسلم نوجوانوں کی ذہنیت اور ان کے تصور حیات میں انقلاب برپا کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا: "یہی وہ طریقہ ہے جسے اختیار کرنے سے مسلمانان ہند اپنے لئے اقوام عالم کی صف میں ایک پُروقار مقام حاصل کر سکتے ہیں۔"

"میرے نوجوان دوستو! میں چاہتا ہوں کہ آپ انقلاب برپا کرنے کے بارے میں سوچیں۔

اپنی ذہنیت اور زندگی کے تعلق میں اپنے نظریات اور تصورات میں انقلاب لانے کے بارے میں۔ ہزارہا نوجوان کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلتے ہیں اور ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا جس پر وہ اپنے پیشہ کی بنا استوار کر سکیں۔ ماسوا سرکاری ملازمتوں' کلرکی اور اسی طرح اور چھوٹی موٹی نوکریوں کے' میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ تازہ مواقع تلاش کریں اور نئی راہیں ڈھونڈیں جہاں نہ صرف آپ اپنے لئے کوئی شاندار پیشہ اختیار کر سکیں بلکہ اپنی قوم کی خدمت بھی کر سکیں۔

طلباء کے لئے مشورے

مسٹر جناح نے کہا۔ "تجارت اور صنعت و حرفت کسی بھی قوم کے لئے بنیاد کی حیثیت کی حامل ہوتی ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے بہت افسوس ہوتا ہے کہ ہم اس شعبے میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ علاوہ ازیں سائنسی اور تکنیکی علم اس زمانے میں از بس ضروری ہے۔ زمانہ تیز رفتاری سے رواں دواں ہے اور ہم وقت ضائع کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اب آپ اس جہت میں تربیت حاصل کریں۔ اگر آپ محسوس کریں کہ آپ کی راہ میں کچھ دشواریاں حائل ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ تمام دشواریوں پر قابو پالیں گے اور آپ اپنی قوم کی اقتصادی اعتبار سے تعمیر کریں گے جیسا کہ ہم نے بڑی حد تک اس کی سیاسی طور پر تعمیر کی ہے۔

مسٹر جناح نے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ قومی کردار کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا: "ایک فرد کی آزمائش کا انحصار زندگی کے ہر شعبے میں اس کے اخلاق پر ہوتا ہے۔ اس کے مبادیات' اس کے اصول اور بسا اوقات اسے کردار یا اخلاقیات کا نام دیا جاتا ہے۔ کردار کے معنی ہیں اوصاف کی پوٹلی۔ وقار اور دیانت کا اعلیٰ ترین شعور اور یہ کہ آپ اپنے اصول کو دنیا کی کسی شے کے عوض فروخت نہیں کریں گے خواہ وہ کتنی ہی دلفریب کیوں نہ ہو۔ یہ وہ اوصاف ہیں جن سے قوم بنتی ہے۔ جب آزمائش کی گھڑی آتی ہے' بحران کا لمحہ آتا ہے اور آپ اپنے اوصاف پر ڈٹ جاتے ہیں' تو روئے زمین کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو آپ کو شکست سے ہم کنار کر سکے۔

قربانیاں لازمی ہیں

مسلمانوں کو ان کی قومی جدوجہد میں فتح کا یقین دلاتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "باور کیجئے کہ یہ رکاوٹیں' تکلیفیں اور دشواریاں ایک طرح سے زحمت کے بھیس میں رحمت ہیں۔ یہ دشواریاں ہمیں کندن بنا دیں گی تاکہ ہم آگ کی بھٹی سے گزر سکیں اور ہم اپنی جدوجہد آزادی کو بہادری اور کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ کسی قوم نے قربانیوں کے بغیر اعلیٰ مقام حاصل نہیں کیا اور اس غلطی کا ارتکاب نہ کیجئے کہ ہمیں اس سے استثنیٰ حاصل ہو سکتا ہے۔"

تقریر ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "بدقسمتی سے اب تک ہم نے انفرادی زندگی بسر کی جو ہمارے اخلاقی انحطاط کا سبب ہے۔ ملکی مفاد کی خاطر انفرادیت کو قوم میں ضم کر دینا ہو گا۔ ہر فرد کو قومی مفاد کے لئے ایثار کرنا ہو گا۔ آج ہم دنیا کے بے حد منظم جسد کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ اگر آپ مخلص ہیں تو آپ عظیم کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں۔"

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۴- دہلی کے لئے روانگی سے قبل بیان

لاہور' ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح نے لاہور سے دہلی کے لئے روانہ ہونے سے قبل ایک بیان میں کہا: میں پنجاب سے روانہ ہوتے ہوئے مسلم ہند کے لئے امید اور حوصلے کا ایک پیغام ہمراہ لے جا رہا ہوں کہ ہم حصول پاکستان کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔"

"میں نے ایک ہفتے کے قریب لاہور میں قیام کیا اور پنجاب کے عوام الناس کے جملہ طبقوں سے ملاقاتیں کیں' بالخصوص مسلمانوں میں اور میں نے ہر سُو امید' حوصلہ اور عزم کا مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ لوگ مضبوطی کے ساتھ پاکستان کے حامی ہیں۔

"۱۹۳۶ء سے اب تک مَیں متعدد بار پنجاب آیا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ مَیں نے مسلمانوں میں زندگی کا ایک نیا ولولہ موجزن پایا اور یہ کہ وہ مضبوطی کے ساتھ تن کر کھڑے ہیں' ایک آواز سے بات کرتے ہیں' مکمل اتحاد مقصد کے ساتھ عمل اور منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

"گذشتہ دو برس کے دوران مسلم لیگی کارکنوں اور پنجاب مسلم لیگ کے رہنماؤں نے اَن تھک طریقے سے کام کیا اور طلباء نے جنھوں نے' زبردست مشکلات کا سامنا کیا' قربانیاں پیش کیں' بالخصوص اپنے قومی مقصد کی خاطر شاندار کردار ادا کیا۔"

مسٹر جناح نے اپنا بیان ختم کرتے ہوئے کہا: "مَیں مسلم ہند کے لئے امید اور حوصلے کے پیغام کے ساتھ پنجاب سے واپس جا رہا ہوں۔"

(دی ڈان' ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۵- یوم اقبال کے موقع پر پیغام

نئی دہلی' ۳۰ مارچ ۱۹۴۶ء

اقبال نے مسلم ہند کے مطمح نظر اور اس کی امنگوں کی ترجمانی کی۔ انہوں نے مسلمانان ہند کی روح کو جگانے اور ان میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لئے اپنی شاعری اور نثر کے ذریعہ

زبردست کردار ادا کیا۔ میں یوم اقبال کی تقریب کی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔"

(دی ڈان' ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء)

۴۹۔ نامہ نگار خصوصی رائٹر فریزر وہائن سے ملاقات

نئی دہلی ۳۰ مارچ ۱۹۴۶ء

"مسلمان ایک کُل ہند اقلیت کی حیثیت سے ہندو سامراجیت کے سامنے ہرگز سر تسلیم خم نہیں کریں گے۔" اس ولولہ انگیز یقین کلی کا اظہار مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے رائٹر کے نامہ نگار خصوصی کے ساتھ ایک خصوصی ملاقات کے دوران کیا۔ یہ ملاقات کابینہ مشن کے ہندی رہنماؤں کے ساتھ تاریخی مذاکرات سے قبل ہوئی۔

مسٹر جناح نے اعلان کیا "ایک بات یقینی ہے ـــــ کہ پاکستان کے موضوع پر کوئی مفاہمت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری اپنی بقاء داؤ پر لگی ہوئی ہے۔"

جب انہیں یہ بتایا گیا کہ دنیا اس کردار میں جو وہ عنقریب دستوری ڈرامے میں ادا کرنے والے ہیں اور سمندر پار ممالک کے لئے لیگ کے مطالبہ پاکستان کی مختصر اور واضح تشریح میں بھی جو ان مذاکرات میں ایک نہایت اہم الشوع ہوگا' زبردست دلچسپی لے رہی ہے۔ مسٹر جناح نے یاد دلایا کہ انہیں یہ علم نہیں کہ مشن کیا کرنے والا ہے' ان کے خیالات کیا ہیں اور وہ کیا فیصلے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

انہوں نے کہا: "ہمیں ان سے ملاقات کر کے بڑی مسرت ہوگی اور یقیناً یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اس ملک میں موجود حقیقی کیفیت اور اصل صورت حال کا اندازہ لگا لیں گے۔ ہم تفصیلات طے کرنے کی غرض سے بالکل آمادہ ہیں لیکن پاکستان کے سوال پر سمجھوتے کی کوئی گنجائش نہیں۔"

پاکستان کی تازہ ترین وضاحت کے ضمن میں مسٹر جناح نے کہا کہ لیگ نے ۱۹۴۰ء سے جو اسکیم ملک کے سامنے پیش کر رکھی ہے وہ یہ ہے کہ ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں جو ہمارے اوطان ہیں اور جہاں کی آبادی ۷۰ فی صد کے لگ بھگ مسلمان ہے انہیں الگ کر دیا جائے اور انہیں آزاد اور خود مختار حیثیت دے دی جائے۔

مسٹر جناح نے کہا: "ہم متحدہ ہند کے ایک دستور اور ایک وفاقی یا غیر وفاقی مرکزی حکومت کے مخالف ہیں۔ ہم اس کے اس لئے مخالف ہیں چونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمیں برطانوی راج سے ہندو راج کے تحت منتقل کر دیا جائے۔ ایک متحدہ ہند کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہندو نسلی اور ثقافتی اکثریت مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر لے جن کی تہذیب اور زندگی کے ضمن میں سماجی

ڈھانچہ کیلیتا" مختلف ہے۔"

مسٹر جناح نے بتایا کہ ہندو ہند کے حصہ میں ۲۵۰،۰۰۰،۰۰۰ نفوس کی آبادی کے لئے برصغیر کا تین چوتھائی آئے گا جب کہ ہم مجوزہ پاکستان میں دس کروڑ (۱۰۰،۰۰۰،۰۰۰) کی آبادی کے لئے ایک چوتھائی پر اکتفا کریں گے۔

مستقبل میں برطانیہ کے ساتھ تعلقات

ان سے دریافت کیا گیا کہ برطانیہ اور اقوام متحدہ کی تنظیم کے ساتھ متوقع پاکستان کے تعلقات کی نوعیت کے بارے میں ان کا کیا اندازہ ہے؟ تو مسٹر جناح نے کہا: "جہاں تک برطانیہ کے حوالے سے ہماری پوزیشن کا تعلق ہے' برطانیہ نے واضح طور سے یہ کہلایا ہے کہ وہ پاکستان کے مخالف نہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کرپس کی تجاویز میں ہندی قلمرو یا قلمروؤں کی بات صاف صاف کہی گئی تھی—— مسٹر ایمرے نے کہا تھا کہ ہند کے ایوان آزادی میں ایک سے زیادہ حویلیوں کی گنجائش ہو گی۔

مسٹر جناح نے اس امر کی توثیق کی کہ برطانوی حکومت نے یہ وضاحت کی تھی کہ اگر پاکستان کا قیام عمل میں آگیا تو اسے یہ فیصلہ کرنے کی آزادی ہو گی کہ وہ چاہے تو دولت مشترکہ میں رہے' چاہے وہ علیحدہ ہو جائے۔"

انہوں نے کہا وزیراعظم اےٹلی نے بھی ۱۵ مارچ کے مباحثے کے دوران اپنی تقریر میں اس امر کی تصدیق کی' تو یہ طے کرنا پاکستان اور برطانیہ کا کام ہو گا۔ اور اس کا تمام تر انحصار اس پر ہو گا کہ ہمارے باہمی مفادات کہاں پر ہیں۔

سلامتی عالم کی تنظیم کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کے بارے میں مسٹر جناح نے کہا: "مجھے یقین ہے کہ پاکستان دیگر اقوام عالم کے اشتراک سے دنیا کے امن اور خوشحالی کے سلسلے میں اپنا پورا کردار ادا کرے گا اور حصول امن کے ضمن میں ہم اپنی پُر شوق خواہش میں کسی اور ملک سے پیچھے نہیں رہیں گے —— امن یوں تو ہمیشہ ہی ضروری ہوتا ہے لیکن خاص طور پر اس لمحے میں تو ناگزیر ہے۔

(ڈی ڈان' ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء)

۶۷۔ مسلمانان بنگال کے نام مبارکباد کا پیغام

نئی دہلی' ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء

مولانا محمد اکرم صدر بنگال صوبہ مسلم لیگ اور مسٹر ایچ۔ ایس۔ سہروردی سکرٹری بنگال مسلم

لیف پارلیمانی بورڈ کے نام ایک پیغام میں مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کی ہے۔ پاکستان کے ایشوع پر صوبائی مجلس قانون ساز کی ۹۵ فی صد سے زیادہ نشستیں جیت کر بنگال نے جو فتح حاصل کی ہے۔ وہ پاکستان کے حق میں واضح ترین فیصلہ ہے جو بنگال نے صادر کیا۔

مسٹر جناح نے مزید کہا: "ازراہ عنایت میری مبارکباد جملہ رائے دھندگان اور تمام مسلمانوں کو پہنچا دیجئے جنھوں نے لیگ کی امداد کی اور ان تمام رہنماؤں کو بھی جنھوں نے انتخابی مہم کی تنظیم کی جو اس قدر عظیم الشان کامیابی پر منتج ہوئی۔ (دی اسٹار آف انڈیا' یکم اپریل ۱۹۴۶ء)

۶۸۔ صوبہ بمبئی میں مسلم لیگ کی صد فی صد کامیابی

نئی دہلی' یکم اپریل ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے صوبہ میں صوبائی مجلس قانون ساز کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کی سو فی صد کامیابی پر صدر بمبئی صوبہ مسلم لیگ کو مبارکباد کا حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرمایا:

صد فی صد کامیابی پر میری جانب سے بمبئی کے لئے دلی مبارکباد۔ مجھے مسرت ہے کہ جب میں نے چندے کی اپیل کی تو بمبئی اول نمبر رہا کہ اس نے سب سے بڑھ کر میری حمایت کی۔ اب اس نے اپنی عظیم الشان فتح سے مطالبہ پاکستان کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ ازراہ عنایت میری جانب سے جملہ رائے دھندگان اور عام طور سے ان مسلمانوں کو جنھوں نے لیگی امیدواروں کی حمایت کی اور ان رہنماؤں اور کارکنوں کو بھی تشکر کے جذبات پہنچا دیجئے جنھوں نے اس کامیابی کے لئے اَن تھک کام کیا۔" (دی اسٹار آف انڈیا ۲ اپریل ۱۹۴۶ء)

۶۹۔ پاکستان مکمل طور پر خودمختار مملکت ہونی چاہیے

بی بی سی کے ڈانلڈ ایڈورڈز سے ملاقات

نئی دہلی ۲ اپریل ۱۹۴۶ء

"پاکستان مکمل طور پر ایک خودمختار مملکت ہونی چاہیے جسے دفاع اور خارجہ حکمت عملی پر پوری قدرت حاصل ہو۔ ایک وفاق میں وفاق کے اجزائے ترکیبی کو مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ مرکزی مقتدرہ کو زیادہ سے زیادہ اختیارات تفویض کر دیں۔ تھوڑا تھوڑا کر کے وہ اپنی آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کی صورت میں تو یہ

درست ہو سکتا ہے لیکن ایک ہندی وفاق کے معاملے میں مرکزی ہیئت مقتدرہ بدیہی طور پر ہندو ہو گی۔" اس امر کا اعلان مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے بی بی سی کے مسٹر ڈانلڈ ایڈورڈز کے ساتھ نئی دہلی میں ایک ملاقات کے دوران کیا۔

مسلم لیگ کے قائد نے ہندوؤں سے پُرزور اپیل کی کہ وہ خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھوتہ کر لیں۔ انہوں نے کہا:

"ہمیں دوستانہ سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر سوال طاقت کا ہے تب تو جو جیتے وہ اپنی شرائط منوا لے۔ لیکن ہم تو قیام امن کے لئے گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں۔

"خدا نہ کرے کہ لاینحل دشواریاں پیش آجائیں۔ آیئے ہم اس جذبے کے ساتھ کام کریں کہ ہم معزز لوگوں کی طرح سمجھوتہ کرنے کے لئے آ گئے ہیں اور ہم ہندو قوم اور مسلم قوم کی فلاح و بہبود کے لئے مل جل کر کام کریں گے۔"

مسٹر جناح سے یہ اپیل اپنی لائبریری میں ایک گفتگو کے دوران کی جب ان سے ان مشکلات کے بارے میں دریافت کیا گیا جو پاکستان کے دو علاقوں میں قیام کی صورت میں پیش آ سکتی ہیں کہ اس کا ایک حصہ ہند کے شمال مشرق میں اور دوسرا ہند کے شمال مغرب میں ہو گا' اور دونوں کے درمیان ایک ہزار میل کا ہندو علاقہ' جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرے گا' تو مسٹر جناح نے جواب دیا:

"جب آپ برطانیہ سے برطانوی دولت مشترکہ کے دیگر حصوں کی جانب سفر کرتے ہیں تو آپ راہ میں غیر علاقوں سے گزرتے ہیں' مثال کے طور پر نہر سوئز۔ یہ سب کچھ صلح جوئی کے انتظام کے تحت ہوتا ہے۔ اب بھی ہم ہند کے شمال مشرقی مسلم علاقے سے ہند کے شمال مغربی مسلم علاقے تک سفر کرتے ہیں اور اسی نام نہاد "ہندو علاقے" سے بغیر کسی دشواری کے گزرتے ہیں۔"

"یہ انتظام کیوں جاری نہ رہے؟ ہندوؤں کو اس بات کی اجازت نہیں ملنی چاہیے کہ وہ اس مملکت کی راہ میں رکاوٹیں حائل کر سکیں جو ان کے ہمسایہ اور دوست کی حیثیت سے ابھرنے کی خواہاں ہے۔ انہیں اس امر کی ہرگز اجازت ہی نہیں دینی چاہیے کہ وہ ہند کے شمال مغرب اور شمال مشرق کے مسلمانوں کے درمیان رابطے کی راہ کو مسدود کر دیں۔

"یہ اس سمجھوتے کی ایک شق ہونی چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہندو خوش اسلوبی کے ساتھ طے شدہ سمجھوتہ قبول کرنے پر آمادہ ہیں؟ اصل بات یہ ہے۔ اگر ہم دوستانہ طریقے سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو پھر تو کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

ہندوؤں کا رویّہ

مسٹر جناح نے کہا کہ ماضی میں انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے ضمن میں بہت محنت کی۔ ۱۹۱۶ء میں انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو میثاق لکھنؤ کی لڑی میں پرونے کے عمل میں ممتاز کردار ادا کیا۔ لیکن کانگرس پارٹی زیادہ سے زیادہ ہندو تحریک بنتی چلی گئی۔

یہی وجہ تھی کہ مسلم لیگ اس سے الگ ہو گئی۔ اور یہی سبب ہے کہ مسلم صوبے ہندی وفاق میں شمولیت اختیار کرنا نہیں چاہتے' خواہ انہیں کتنی بھی آزادی پیش کیوں نہ کی جائے۔ چونکہ جس طرح کانگرس پر ہندوؤں کا غلبہ ہے اسی طرح ہندی وفاق پر بھی ہندوؤں کا غلبہ ہو گا۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ ان علاقوں کے بارے میں کیا تجویز کرتے ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ مسٹر جناح نے جواب دیا:

"ایسے علاقے جیسے مثال کے طور پر مدراس ہے' وہاں ہندو حکومت ہو گی اور وہاں مسلم اقلیت کے سامنے تین راستے کھلے ہوں گے :"وہ جس ریاست میں ہیں اس کی شہریت قبول کر لیں۔ وہ غیر ملکیوں کی حیثیت سے وہاں قیام کر سکتے ہیں یا پھر وہ پاکستان چلے آئیں۔ میں انہیں خوش آمدید کہوں گا۔ وہ بہت جگہ ہو گی۔ لیکن فیصلہ کرنا خود ان کا کام ہو گا۔"

آسام کی صورت حال

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آسام میں تو ہندو آبادی کی زبردست اکثریت موجود ہے' پھر اسے کیوں پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے' تو انہوں نے جواب دیا "پاکستان کے علاوہ آسام اور کہیں فٹ ہی نہیں بیٹھتا۔ جب آپ دنیا کے کسی ملک کے لئے جہاں متعدد قومیتیں موجود ہوں تو ان کے لئے کبھی بھی ایک مکمل اسکیم نہیں بن سکتی۔"

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ خارجی حملے کے خلاف پاکستان کا دفاع کیسے کیا جائے گا؟ جس طرح کوئی بھی خود مختار ملک اپنا دفاع کرتا ہے۔ اگر سو ملین لوگوں کا ملک اپنا دفاع نہیں کر سکتا تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا دفاع نہیں کر سکتی۔ قدرتی طور پر کوئی قوم تن تنہا تو کھڑی نہیں رہ سکتی' دوسری قوموں کے ساتھ جن کے مفاد مشترک ہوں گے اتحاد قائم کئے جائیں گے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کونسی قومیں؟ مسٹر جناح نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جب حکومت میرے قبضے میں آجائے گی تب میں آپ کو بتاؤں گا۔"

جب انہیں یہ بتایا گیا کہ لوگوں میں ایسے شبہات پائے جاتے ہیں کہ کیا پاکستان میں اتنی اقتصادی قوت بھی ہو گی کہ وہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے؟ مسٹر جناح

نے کہا:

"اقتصادی اعتبار سے پاکستان ایک طاقتور ملک ہو گا۔ جب کانگرس کے ماہرین نے اس معاملے کی چھان بین کی تو وہ بھی ششدر رہ گئے۔ "اس نظریے کا کہ پاکستان اقتصادی طور پر مستحکم اور مضبوط نہیں ہو گا۔" بھرم کھُل چکا ہے۔ ساری دنیا کے ساتھ تجارت ہوگی' اور اس میں سب سے زیادہ فائدہ برطانیہ کو حاصل ہو گا۔"

برطانوی دولت مشترکہ کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کے ضمن میں مسٹر جناح نے کہا:

پاکستان کو یہ آزادی حاصل ہو گی کہ چاہے تو وہ دولت مشترکہ میں شامل رہے اور چاہے تو وہ اس سے باہر نکل جائے۔ حکومت پاکستان کیا کرنے کا فیصلہ کرتی ہے اس کا مجھے علم نہیں۔ کینیڈا' آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ آزاد ہیں کہ وہ چاہیں تو کل دولت مشترکہ کو خیرباد کہہ دیں' لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ اور ایسا محض کسی جذباتی وجہ سے نہیں ہے۔ حقیقی اور اہم مفادات ان ان قلمروؤں کو برطانوی دولت مشترکہ میں رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اسی طرح کے مفادات پاکستان کو بھی دولت مشترکہ میں رہنے پر مجبور کر سکتے ہیں' لیکن ہم نے ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ صوبہ شمال مغربی سرحد نے جو مسلم اکثریتی صوبہ ہے اپنے ووٹ کانگرس پارٹی کے حق میں کیوں دیئے' مسٹر جناح نے کہا: "انتخابات آزاد نہیں تھے' نگران حکومت نے جو شمال مغربی سرحدی صوبہ میں برسراقتدار تھی' اپنے اختیارات کو غلط طریقہ سے استعمال کیا اور پھر اس بات نے بھی انہیں فائدہ پہنچایا کہ رائے دھندگان میں سے بہت سے لوگ ناخواندہ ہیں۔ "پھر کچھ شرمناک قسم کے واقعات بھی ہوئے جن کی میں تحقیقات کر رہا ہوں۔ شمال مغربی صوبہ سرحد میں انتخابات خالصتاً مسلمانوں کے مابین ہوئے جنہوں نے اپنے نعروں' پرچموں اور پرچمی جھنڈیوں سے یہ ثابت کیا کہ ان کا کانگرس سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ تو سرحد کے پٹھانوں کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔"

(دی ڈان' ۳ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۰۔ مسلمانان مدراس کے نام پیغام

نئی دہلی' ۲ اپریل ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسٹر محمد اسماعیل صدر مدراس صوبہ مسلم لیگ کے نام ایک برقی پیغام میں حالیہ عام انتخابات میں سو فی صد کامیابی پر مدراس کو مبارکباد دی۔

برقیہ میں کہا گیا: "سو فی صد کامیابی پر مدراس کے لئے میری دلی مبارکباد۔ اس عظیم الشان

کامیابی کے ذریعے مدراس نے پاکستان کے لئے اپنی حمایت کا اعلان کر دیا۔ براہ کرم میری جانب سے جملہ رائے دھندگان کو میرا بے حد ممنونیت بھرا شکریہ پہنچا دیجئے اور ان مسلمانوں کو جنہوں نے لیگی امیدواروں کی حمایت کی اور ان رہنماؤں اور کارکنوں کو بھی جنہوں نے اس شاندار کامیابی کے لئے ان تھک محنت کی۔
(سٹار آف انڈیا' ۴ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۱۔ ملک برکت علی کے انتقال پر بیان

نئی دہلی' ۵ اپریل ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ملک برکت علی کے انتقال پر حسب ذیل بیان جاری کیا:

"مجھے ملک برکت علی کی اچانک رحلت کی افسوسناک اور اندوھناک خبر سے بہت دکھ پہنچا۔ وہ شروع ہی سے لیگ کے ایک سچے اور وفاشعار رکن تھے۔ تمام موقعوں پر انہوں نے مسلم ہند کی زبردست خدمات سرانجام دیں۔ ہر نازک مرحلے پر ان کا مشورہ اور ان کی بے لاگ حمایت لیگ اور میرے لئے بیش بہا اور بے حد قیمتی شے تھی۔

"ان کی رحلت سے مسلم ہند ایک مرد عظیم اور میں ان کی وفات سے نہ صرف ایک رفیق کار ایک ہمنوا بلکہ ایک دوست سے بھی محروم ہو گیا۔

اس ناقابل تلافی نقصان میں میری بے حد گہری ہمدردیاں ان کے خاندان کے ساتھ ہیں۔"

(دی ڈان' ۷ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۲۔ مسلم لیگی اراکین مجالس قانون ساز کے موتمر میں تقریر

دہلی' ۷ اپریل ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلم لیگی اراکین مجالس قانون ساز [مرکزی و صوبائی] کے موتمر سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "اراکین مجالس قانون ساز [مرکزی و صوبائی] جو اس موتمر میں شرکت کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں میں آپ کا مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس موتمر میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔"

آپ کو علم ہے کہ انتخابات کی اس جنگ میں جو ہند کے طول و عرض میں پچھلے کئی ماہ سے جاری تھی ہم نے اللہ کے فضل و کرم اور آپ کی محنت شاقہ کی بدولت ایسی فتح حاصل کی جس کی اس دنیا میں کوئی دوسری مثال موجود نہیں۔ خواتین و حضرات! ہمیں بھاری مخاصمتوں' طاقت ور

تنظیموں اور اپنے دشمنوں کی جملہ چالبازیوں اور حربوں کے خلاف نبرد آزما ہونا پڑا۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ ہم نے ہر میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ آج یہ تاریخی ریکارڈ ہمارے سامنے ہے کہ ہم نے کم و بیش نوے فی صد مسلم نشستیں جیتیں اور آج آپ سارے ہند کی مجالس قانون ساز کے مختلف حلقوں سے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے یہاں جمع ہیں۔ یہ اجتماع بھی ایسا ہے کہ جس کا مثل ہند کی تاریخ میں اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔

اپنے عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے ہم پر ایک بھاری اور مقدس ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ موتمر قطعی اور حتمی طور پر آخری بار یہ فیصلہ کر دے گی کہ ہم کس چیز کے علمبردار ہیں۔ مجھے کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہماری محض ایک ہی رائے ہے کہ ہم پاکستان کے حامی ہیں اور اس کی خاطر لڑنے کے لئے نہ ہم میں کوئی ہچکچاہٹ ہو گی اور نہ پس و پیش' اور ضروری ہوا تو مرنے میں بھی —— اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمیں یہ [پاکستان] حاصل کرنا ہی ہو گا ورنہ ہم فنا ہو جائیں گے۔

طریقہ کار کی تشریح

اب آپ کو یہ موقع حاصل ہو گا کہ آپ آپس میں تبادلہ خیال کر لیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ایک عملی پروگرام ترتیب دے دیا جائے' اور وہ پروگرام یہ ہے کہ آپ سے میرے خطاب کے بعد آپ اپنے تئیں ایک مجلس مضامین کی شکل دے لیں گے اور ہر صوبہ ایک محدود تعداد کو منتخب کرے گا۔ کیونکہ ہم ایک بہت بڑی مجلس تشکیل نہیں دے سکتے۔ آپ بہت بڑی مجلس میں قرارداد پر بحث و تمحیص نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس سے نمٹنے کا عملی طریقہ یہ ہے کہ ہر صوبہ اپنے کل اراکین کا دس فی صد کوٹہ منتخب کرے۔ اس میں مرکزی مجلس قانون ساز کے اراکین کا اضافہ کر دیا جائے جن کی تعداد بہت کم ہو گی۔ اس طرح آپ کی مجلس مضامین مرتب ہو جائے گی۔ اس میں ہم نہایت محتاط طریقے سے اس پوری صورت حال کا جائزہ لے سکیں گے اور اس کیفیت پر نظر ڈال لیں گے جو ہمیں آجکل بالخصوص پاکستان کے دستوری مسئلے کے حل کے حوالے سے درپیش ہے' اور اس امر کے پیش نظر کہ کابینہ مشن آج کل ہم سے معاملات پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔

اب' میں سمجھتا ہوں کہ' آپ لوگ مختلف بیانات اور تقریریں پڑھ رہے ہوں گے جو تقریباً ہر روز آ رہے ہیں' خصوصاً گذشتہ تین ہفتوں کے دوران' میں نے کوشش کی ہے کہ یہ سمجھ لوں کہ کانگرس کی کیفیت کیا ہے اور جو کچھ میں نے سمجھا ہے اسے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

کانگرس کی کیفیت

کانگرس کے نمائندہ ترجمانوں کے اعلانات کے مطابق جو گذشتہ ہفتہ کے دوران ہوئے کانگرس کی کیفیت یہ ہے: مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے جواب میں سردار ولبھ بھائی پٹیل کہتے ہیں: کانگرس مسلم لیگ کے لئے اس حد تک گنجائش نکال سکتی ہے کہ مسلم لیگ صوبوں کی از سر نو تشکیل و ترتیب کرے اور ان علاقوں کو جہاں مسلمان بھاری اکثریت میں ہیں ممکنہ طور سے زیادہ سے زیادہ خود مختاری دے دے۔' اس کا انحصار اس پر ہو گا کہ ایک مضبوط مرکز ہو جو ہند کے من حیث المجموع دفاع کے لئے لازمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کانگرس اس تخیل سے ہرگز اتفاق نہیں کرے گی کہ دو قوموں کا وجود ہے' اور نہ ہی وہ مذہب کی بنیاد پر قومیت کو تسلیم کرے گی۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۴ اپریل کو کہا: موجودہ صورت حال سے نمٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہند کی آزادی کو واضح طور پر تسلیم کر لیا جائے اور پھر ہندیوں کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ باہمی اختلافات کو خود دور کر لیں اور وہ کسی مداخلت کے بغیر راہ تلاش کر لیں۔ یہ ہمیشہ مشکل ہوتا ہے کہ تیسرے فریق کی موجودگی کے حوالے سے جو صورت حال پر قادر بھی ہو' ان اختلافات پر غور کیا جائے۔ جب ایک بار اس امر کا واضح اور قطعی طور پر احساس ہو جائے کہ ہند کو ایک آزاد وجود کی حیثیت سے کام کرنا ہے تو مختلف گروہوں اور فرقوں کو مفاہمت کرنا ہی ہو گی خواہ ویسے ہی یا بدقسمتی سے لڑائی بھڑائی کے بعد' تب تصویر میں حقیقت کا رنگ ابھر آتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کے خیال میں آزادی کو تسلیم کر لینے کے بعد جو پہلا مرحلہ آتا ہے وہ دستور ساز ادارے کا قیام ہے جو خود مختار اختیارات کا حامل ہو۔ ایک اور حالیہ تقریر میں انہوں نے ایک مضبوط مرکزی کانگرسی حکومت کے تحت ازراہ عنایت ایک کٹا پھٹا پاکستان بھی پیش کیا ہے۔

"اگر آپ کانگرس کے اس فارمولے کا تجزیہ کریں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پہلے برطانوی حکومت کو آزادی عطا کرنا ہو گی۔ کانگرس کے تصور کے مطابق ایک قومی حکومت قائم کی جائے' پھر وہ حکومت کی ساری مشینری۔ فوجی اور غیر فوجی' اس کانگرسی حکومت کے حوالے کر کے خود علیحدہ ہو جائیں۔ جب کانگرس حکومت کی اس گدی پر براجمان ہو کر اپنے قدم مضبوطی سے جمالے تب وہ ایک دستور ساز ادارہ قائم کرے جو خودمختاری کے اختیارات سے لیس ہو اور جو اس برصغیر میں آباد ۴۰ کروڑ انسانوں کی قسمت کا فیصلہ کر دے۔ پھر پنڈت جواہر لال نہرو کے مطابق مختلف فرقے اور گروہ اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں' یا لڑیں تب تصویر میں حقیقت کا رنگ ابھرے گا۔

فاشی گرانڈ کونسل

لیکن ہمارے سامنے تو حقیقت پہلے ہی سے جلوہ فگن ہے۔ یہ احمقانہ بات ہو گی کہ ہم اپنی آنکھیں موند لیں اور یہ تصور کر لیں کہ کانگرس کی عبوری حکومت یا اس کی مرضی کے مطابق نام نہاد دستور ساز ادارے کے کسی فرمان' حکم یا ارشاد کی تعمیل' توقیر اور فرمانبرداری بھی ہو گی۔ اگر اس نوع کی کسی تجویز کو جامہ عمل پہنا دیا جائے اور ان کے خواب کی حکومت قائم بھی کر دی جائے' تو یہ ۴۸ گھنٹے سے زیادہ نہ چل سکے گی۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ اس فاشی گرانڈ کونسل کو جملہ اختیارات تفویض کر دیئے جائیں تاکہ وہ فوری طور پر دس کروڑ لوگوں کی قسمت اور ان کے مستقبل کا فیصلہ کر سکے۔ ان کے پاس موجود اختیارات کو دس کروڑ مسلمانوں اور لاکھوں اقلیتی افراد اور متعلقہ مفادات کے خلاف استعمال کرنا کس قدر عجیب ہو گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کانگرس یہ محسوس نہیں کرتی کہ ان کی تجویز اور اسکیم' آپ اسے جو چاہیں سو کہہ لیں' کس قدر مضحکہ خیز ہے۔

اس کے برعکس مسلم لیگ حقیقت کی اساس پر آگے بڑھتی ہے' میں نے نہایت تفصیل کے ساتھ ان بنیادی اور اہم اختلافات کی تشریح کی ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین موجود ہیں۔ ان صدیوں کے دوران کبھی بھی ان دو بڑی قوموں کے درمیان کوئی سماجی یا سیاسی اتحاد قائم نہیں ہو سکا۔ ہند کا اتحاد جس کی ہم آج تک بات کرتے رہے ہیں [دراصل] برطانوی حکومت کا قائم کردہ ہے۔ اور انہوں نے ہی اپنی آخری منظوری دی اور انہیں کی پولیس اور فوج نے اس ملک میں امن و امان اور قانون کی عملداری قائم رکھی۔ کانگرس کا دعویٰ ایسی قومیت پر مبنی ہے جس کا کہیں وجود موجود نہیں' ماسوا ان لوگوں کی نظروں میں جو محض خواب دیکھتے ہیں۔ ہمارے فارمولے کی اساس اس برصغیر کی اراضی پر استوار ہے جسے ہندوستان اور پاکستان کی دو خود مختار مملکتوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اصولِ پاکستان

ایک عبوری مرکزی حکومت کے قیام کے ضمن میں مسلم لیگ کے تعاون کا یہ مطلب ہے کہ پاکستان کے بنیادی اصول کو قبول کر لیا گیا۔۔۔ اور مزید یہ کہ اس امر کی واضح اور غیر مبہم انداز میں یقین دہانی کرا دی جائے کہ اسے بلا کسی تاخیر کے پایہ تکمیل کو پہنچا دیا جائے گا۔ صرف اس کے بعد ہی ہم اگلے مرحلے میں داخلے کے ضمن میں قدم اٹھا سکتے ہیں۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ واحد دستور ساز مجلس کا قیام بے معنی بات ہے اور ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے متحدہ ہند کی بنیاد پر قدم بڑھانے کے لئے

اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا جو ناممکن بات ہے۔ ہم کسی ایسی راہ کو قبول کرنے کی غرض سے اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کر سکتے۔ بہت سے دیگر اعتراضات سے صرف نظر' ایک اعتراض تو بالکل صاف ہے کہ واحد دستور ساز ادارہ صرف کانگرس کے احکام کی تعمیل کرے گا' اور یہ بات بھی پہلے سے عیاں ہے کہ اس ادارے میں مسلمان مایوس کن اقلیت میں ہوں گے۔

دوسری جانب ہمارے فارمولے کے مطابق دو خودمختار دستور ساز ادارے ہوں گے' ایک ہندوستان کے لئے اور دوسرا پاکستان کے واسطے۔ چونکہ دونوں ملک متصل ہوں گے' اس لئے یہ پاکستان کے دستور ساز ادارے کا کام ہو گا کہ وہ دفاع یا اس قبیل کے دیگر معاملات سے رد و بدل کے ذریعہ سے نمٹ لے۔ متصل ہونے کے باعث ان امور کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہو گا۔ مگر یہ تمام امور صرف پاکستان اور ہندوستان کے مابین معاہدوں اور سمجھوتوں کے ذریعے سے طے پا سکیں گے۔

ہم کسی ایسی تجویز کو قبول نہیں کر سکتے جو کسی طور سے بھی پاکستان کی مکمل خود مختاری کے منافی ہو۔

ہمارا فارمولا ہندوؤں کو برصغیر کا تین چوتھائی حصہ عطا کرتا ہے جس کی آبادی ۲۵ کروڑ کے قریب ہو گی۔ ہندوستان رقبے اور آبادی کے لحاظ سے چین کے سوا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہو گا' اور ہمارے پاس صرف ایک چوتھائی حصہ ہو گا۔ لیکن اس طرح ہم دونوں بڑی قومیں اپنے نظریوں' اپنی ثقافت اور سماجی روایات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے۔ لیکن اگر کانگرس کا مطالبہ قبول کر لیا جائے تو یہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم نہ صرف ہندوراج کی غلامی کے جوئے تلے آجائیں گے بلکہ موجودہ کانگرس جنتا کے تابع فرمان بھی ہوں گے جس میں وہ پرانا راگ الاپنے کا دم خم ہو گا کہ صرف انہیں ہی ہند کی نمائندگی کا حق ہے اور وہ ہی انگریز کے واحد جانشین ہیں کہ وہ برطانوی راج کی بجائے کانگرس راج قائم کریں —— ایک ایسی کیفیت جو ناممکن اور ناقابل برداشت ہے۔

مسلم ہند اس صورت حال کے واقع ہونے سے ہرگز اتفاق نہیں کرے گا اور اس کے سامنے ایک ہی راستہ رہ جائے گا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس کی مزاحمت کرنے پر مجبور ہو جائے۔

حقیقت کی بجائے خالی خولی دھونس

انگریزوں کو یہ دھونس دی جا رہی ہے کہ اگر انہوں نے کانگرس کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا تو پھر خون بہے گا' جس کی تیاری کی جا رہی ہے: یہ کہ وہ برطانوی تجارت کو مفلوج

کر دیں گے' اور وہ مزید دھمکاتے ہیں کہ اگر انہوں نے پاکستان کی موافقت کی تو اس کا بھی یہی نتیجہ ہو گا۔

اگر بدقسمتی سے انگریز خون بہانے کی دھمکی سے مرعوب ہو گئے' جو خالی خولی دھونس زیادہ ہے اور حقیقت کم' تو اس مرتبہ مسلم ہند جامد یا غیر جانبدار نہیں رہے گا' وہ اپنا کردار ادا کرے گا اور تمام خطرات کا مقابلہ کرے گا۔ مسٹر نہرو بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں' کہ ہو سکتا ہے کہ گڑبڑ ہو لیکن بہت زیادہ نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک 'آنند بھوَن' کے ماحول میں رہ رہے ہیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اگر انگریز جال میں پھنس گئے اور وہ مسلمانوں کو ان تجارتی سہولتوں کے عوض فروخت کرنے پر آمادہ ہو گئے جو کانگری رہنماؤں کی جانب سے انہیں اس قدر فراخدلی کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں—— اور مسٹر گاندھی تو ان سب سے ایک قدم آگے بڑھ گئے جیسا کہ انہوں نے نہایت زور دار طریقے سے اس کا اظہار کیا ہے کہ وہ برطانوی اشیاء کو 'ترجیحات' دینے پر تیار اور آمادہ ہوں گے۔ لیکن وہ یہ بھول گئے کہ اس معاملے میں صارف کا بھی ایک نقطہ نظر ہوتا ہے اور یہ صرف کانگرس کے مربّی ہندو سرمایہ دار ہی نہیں' اور یہ کہ برطانوی اشیاء کے سب سے زیادہ صارف مسلمان ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ برطانیہ کے تاجرانہ رجحانات ان دلفریب وعدوں اور دل خوش کُن ترجیحی تجارتی پیش کشوں کے جال میں نہیں پھنسیں گے۔ درحقیقت وعدہ کرنا کانگرس کی پُرانی عادت ہے' لیکن ان کا مقصد ایفا کرنا نہیں ہوتا' اور وہ اپنے ہر عہد کو مسترد کر دیتے ہیں جو کانگرس اپنے حالات کے تحت کرتی ہے۔

اگر مسلمانوں سے بے وفائی کی گئی

لیکن اس سے قطع نظر: کیا انگریز دس کروڑ مسلمانوں اور لاکھوں کی تعداد میں اقلیت کے دیگر لوگوں کو ہند میں اپنی پھولتی پھلتی تجارت کی گمراہ کُن توقعات اور وعدوں کے عوض فروخت کر دیں گے؟ اس حد تک چلے جانا فی الحقیقت برطانیہ عظمیٰ کی تاریخ کا عظیم ترین المیّہ ہو گا—— اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔

حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ غیر سرکاری طور پر وزیر ہند سے میرے طویل مذاکرات ہوئے اور اس کے بعد سرکاری طور پر من حیث المجموع کابینہ مشن کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی۔ میں اس وقت آپ کو اس کے سوا کچھ نہیں بتا سکتا کہ ہند کے دستوری مسئلے سے متعلق مختلف امور پر آزادانہ' صاف اور خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیالات ہوا' جن سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے پاکستان کی مبادیات اور اس کی خودمختاری پر کوئی مفاہمت نہیں ہو

سکتی۔

"ہم واحد دستور ساز ادارے کے قیام کی تجویز سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ چونکہ اس کے معنی اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنا ہوں گے۔ ہم کسی عبوری انتظام پر بھی غور کرنے سے اتفاق نہیں کریں گے تاآنکہ پاکستان کی اسکیم کو لازمی طور پر قبول نہ کر لیا جائے۔

"اگر کوئی عبوری انتظام یا دستور ہم پر مسلط کیا گیا تو ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں ہو گی کہ ہم ہر ممکن طریقے سے اس کی مزاحمت کریں۔ مجھے یقین ہے کہ میں یہ بات آپ سب، لوگوں کی طرف سے کہتا ہوں کہ ہم ہر شے اور سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم حکمرانی کی کسی بھی ایسی اسکیم کو قبول نہیں کریں گے جو ہماری رضا مندی کے بغیر ترتیب دی جائے گی۔ اور اگر انگریز اس حد تک چلے جاتے ہیں تو وہ ان مواعید اور معاہد اور باضابطہ یقین دہانیوں کو توڑنے کے مجرم ہوں گے جو انہوں نے دوران جنگ ۱۹۴۰ء کے اعلانئے کے ذریعے اس وقت کئے جب انہیں ہمارا خون اور ہماری دولت درکار تھی۔ یہ اونٹ کی پشت پر آخری تنکے کے مترادف ہو گا' اور اگر وہ ہم سے بے وفائی کرتے ہیں تو ہم اسے حوصلے اور عزم کے ساتھ برداشت کریں گے اور جملہ طریقوں سے اس کی مزاحمت کریں گے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کیونکہ ہماری راہ درست ہے' اور ہمارا مطالبہ اس عظیم برصغیر میں آباد ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے عادلانہ ہے۔ پس ہمیں کسی شے سے خوف زدہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آیئے ہم اپنی صفوں میں مکمل اتحاد کے ساتھ پاکستان کے منظم سپاہیوں کی حیثیت سے آگے بڑھیں۔

حضرات! مجھے یقین ہے کہ ہم نے انتخابات میں جو عظیم فتح حاصل کی ہے اس پر آپ کے دل مسرت اور شادمانی سے لبریز ہیں۔ آپ نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ ہم ایک متحد قوم ہیں اور ہم معاملات کے حل میں مستعد ہیں۔ اب میں صرف ایک یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ میں نہیں سمجھتا کہ ایسی کوئی طاقت یا قوت ہے جو ہمیں اپنی محبوب منزل پاکستان کے حصول سے روک سکے۔ شرط صرف ایک ہے ــــــ اتحاد' اور مجھے اعتماد ہے کہ ہم فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے پاکستان کی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

(دی ڈان' ۸ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۳۔ روزنامہ "ویسٹرن میل" کے وکٹرلیوس سے ملاقات

نئی دہلی' ۷ اپریل ۱۹۴۶ء

ویلز کے مقتدر قومی روزنامہ "ویسٹرن میل" کے نامہ نگار خصوصی وکٹرلیوس مقیم نئی دہلی نے اپنے روزنامے میں ایک مراسلہ شائع کرایا ہے جس میں مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم

لیگ کے ساتھ اپنی ایک خصوصی ملاقات کی روئداد درج ہے جو قائداعظم کی نئی دہلی کی قیام گاہ پر ہوئی۔

نامہ نگار کہتا ہے : "ہندی فوج کی تقسیم' کراچی اور کلکتہ کو مسلم بندرگاہیں قرار دینے' اور ایک غیر جانبدار گزرگاہ جو مسلم علاقوں کو ایک دوسرے سے ملائے' وہ نکات ہیں جن کا مسٹر جناح نے ۷۵ منٹ کی گفتگو کے دوران مجھ پر انکشاف کیا۔

نامہ نگار کہتا ہے کہ میں نے مسٹر جناح سے دریافت کیا کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی مسلم علاقوں کے درمیان حائل ہونے والے یو۔ پی اور نیپال کے ہندو بلاک کی وجہ سے مواصلات میں پیدا ہونے والی دشواری پر قابو پانا کس طرح ممکن ہوگا؟

مسٹر جناح نے جواب دیا کہ اس کے لیے ایک گزرگاہ کا ہونا از بس ضروری ہے' جس کی چوڑائی مناسب ہو اور جس کا تحفظ نہر سویز کی حفاظت کے اصولوں پر استوار ہو۔

• ہندی فوج کے مستقبل کے بارے میں مسٹر جناح نے کہا کہ فوج کو رجمنٹوں کی بنیاد پر پاکستان سے آنے والیوں کو الگ اور ہندوستان سے آنے والیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر برطانیہ اپنے فوجیوں کو واپس بلانا چاہے تو ضرور بلا لے۔ تو یہ ممکن ہو گا کہ دوست افغانستان اور اس کے عقب میں دوست فارس [ایران] کے ضمن میں ہندی فوج کے پاکستانی دستے اس ذمہ داری کو سرانجام دیں گے۔ بندرگاہوں کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ کلکتہ کی بندرگاہ پاکستان کے پاس ہونی چاہیے کیونکہ کلکتے کی بیشتر ہندو آبادی قدرتی طور پر کلکتے کی باشی نہیں ہے بلکہ تجارت کی وجہ سے وہاں پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کو باہر نکلنے کے لیے بمبئی' مدراس اور سیلون کی بندرگاہیں دستیاب ہیں۔ ویسے وہ اگر چاہیں تو کلکتے کے جنوب میں بہترین بندرگاہیں بنا سکتے ہیں۔ پاکستان کے دونوں منطقوں کے پاس ایک ایک بندرگاہ ہو' یعنی کلکتہ اور کراچی۔"

[رائٹر' دی ڈان ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء]

۷۴۔ موتمر کے اختتامی اجلاس سے خطاب

دہلی ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء

ہم کس چیز کے لیے لڑ رہے ہیں؟ ہمارا مطمع نظر کیا ہے؟ یہ مذہبی حکومت نہیں ہے' نہ ہی مذہبی مملکت کا قیام' ہمارا مقصود ہے۔ مذہب موجود ہے اور مذہب ہمیں بہت عزیز ہے۔ جب ہم مذہب کی بات کرتے ہیں تو تمام دنیاوی مفادات' ہیچ نظر آتے ہیں۔ لیکن اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو بہت زیادہ اہم ہیں۔ ہماری معاشرتی زندگی' ہماری معیشی زندگی' اور سیاسی اقتدار کے بغیر

آپ کس طرح اپنے دین اور معیشی زندگی کا دفاع کر سکتے ہیں؟ سوچ بچار اور غور و خوض کے بعد ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے اور پوری متانت کے ساتھ اس موقر اور تاریخی موتمر میں اعلان کیا ہے کہ ہم بہترین کی امید کرتے ہیں اور ہم بدترین کے لیے تیار ہیں۔ ایک واضح' پرزور اور قطعی اعلان میں ہم نے جملہ خطرات کا سامنا کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور راہ بھی تو موجود نہیں۔

میرا تعلق بھی تو ایک اقلیتی صوبے سے ہے۔ ان صوبوں میں [اقلیتی] مسلمان پہل کار پاکستان کے پیش رو دستے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اب اقلیت اور اکثریت کا کوئی سوال باقی نہیں رہ گیا ہے۔ پاکستان کے مسئلہ پر اب مکمل اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ ماسوائے چند لوگوں کے جو اب بھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔

میں ان لوگوں کے جذبات مجروح کرنا نہیں چاہتا۔ آخرکار اس کا فائدہ بھی کیا ہے؟ اور وہ کسی شمار قطار میں نہیں۔ مگر انہیں اب خاموش ہو جانا چاہیے۔ لیکن بدیہی طور پر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ انہیں وہ کچھ تو کرنا ہو گا جو وہ آج کل کر رہے ہیں۔ یہ آقاؤں کے سُر میں سُر ملانے والا معاملہ ہے۔ وہ کسی شمار قطار میں نہیں' اور میں اس پلیٹ فارم سے بلا کسی خوف تردید کے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسلم ہند ایک ہے اور پاکستان ہمارا مطالبہ ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ میرا تعلق بھی اقلیتی صوبے سے ہے' لیکن سترلین بھائیوں کو اپنا راج قائم کر لینے دیجئے مگر یہ صرف اتنا کچھ ہی نہیں ہے۔ اگر دنیا اقلیتی صوبوں کے لیے کسی تحفظ کے نام سے آشنا ہے تو اس میں موثر ترین تحفظ پاکستان کا قیام ہے۔ موجودہ دستور میں بھی تحفظات کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن کاغذ پر مذکور تحفظات کی بھی کوئی افادیت ہوتی ہے؟ اگر اکھنڈ ہند کے قیام کے بعد وہ دستور کو تبدیل کرنا چاہیں تو آپ کیا کر لیں گے؟ ان کو کون روکے گا؟ پانچ برس یا دس برس' پھر اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ علاحدہ انتخابات کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ پھر کیا ہو گا؟ وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جائیں گے' اور آپ کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے جائیں گے' اور تمام تحفظات ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جائیں گے۔

کوئی تنازعہ نہیں

ہم تنازعات کے ساتھ آغاز کار کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارے پاس بھی کرنے کے لیے کافی کچھ ہو گا اور ان کے پاس بھی' لیکن اگر شروع وہ کرتے ہیں اور ہماری اقلیتوں کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے تو پاکستان ایک خاموش تماشائی کا کردار نہیں ادا کرتا رہے گا۔ اگر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں برطانیہ اقلیتوں کے تحفظ کے حوالے سے آرمینیا میں مداخلت کر سکتا ہے تو ہندوستان میں

ہماری اقلیتوں کے معاملے میں اگر ان پر ظلم توڑا جائے' ہمارے لیے ایسا کرنا کیوں درست نہیں ہو گا؟

کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ہم سے کہتے ہیں کہ آپ کے پاکستان کی بات کرنے سے کیا حاصل' جب آپ مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں بھی وزارتوں کو نہیں بنا سکتے؟ میں ان سے کہتا ہوں کہ یہی تو اصل سبب ہے کہ ہم موجودہ قانون سے چھٹکارا پانا اور پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ذرا اس جذبے کو دیکھئے کہ وہ مسلم اقلیتی صوبوں میں کس طرح وزارتیں ترتیب دے رہے ہیں اور کس طرح مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں وزارتیں تشکیل دینے کے معاملے میں ہماری راہ میں رکاوٹیں حائل کر رہے ہیں۔ ہم نے اب یہاں یہ عہد کیا ہے—— وزارتیں کچھ نہیں' محض آیا کے ہاتھ میں کھلونے ہیں۔

ہم مسلمانوں کے پاس ہر ایک چیز ہے' دماغ' ذہانت' صلاحیت اور ہمت—— وہ اوصاف جو قوموں کے پاس ہونے چاہئیں۔ لیکن دو چیزوں کی کمی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ ان پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ بیرون ملک غیر ملکی غلبہ' اور اندرون ملک ہندو غلبہ بالخصوص ہماری معیشی زندگی پر' اور ان دو چیزوں نے ہمارے ان اوصاف میں انحطاط پیدا کر دیا ہے۔

کارنامے سرانجام دیئے ہیں

ہم نے اپنے اعلیٰ اخلاق کے بھرپور انداز کو گنوا دیا ہے۔ اور اخلاق کیا ہے؟ وقار کا ارفع ترین شعور اور کلیت—— یقین' راستبازی اور کسی بھی وقت قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر خود کو فنا کر دینے پر آمادگی کا اعلیٰ ترین احساس۔

اور اس کے باوصف ہم نے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ پانچ برس کی مدت کے دوران ہماری حیات ثانیہ کی کامیابی ایک معجزے کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں تو یہ سوچنے لگا ہوں کہ یہ سب ایک خواب ہے۔ قوم کس سُرعت کے ساتھ اپنے پُرانے اخلاق —— اعلیٰ شرافت کو دوبارہ فروغ دے رہی ہے! ہمارے مرد' ہماری خواتین' ہمارے بچے' وہ اب مختلف انداز میں سوچنے' بات کرنے اور عمل کرنے لگے ہیں۔ کوئی قوم اس وقت تک کچھ حاصل نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہ چلیں' حتیٰ کہ میدان جنگ کی جانب بھی۔ [طویل وقفے کے بعد] کیا برطانیہ سو ملین مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا ہے؟ نہیں' کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ رُکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں' وہ تھوڑی سی تاخیر پیدا کر سکتے ہیں' لیکن وہ ہمیں اپنی منزل مقصود تک پہنچنے سے نہیں روک سکتے۔ لہٰذا ہمیں اس تاریخی موتمر کے اختتام پر' پُر از امید' ہمت

اور حوصلہ اور یقین کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ ہم کامیاب رہیں گے۔

(دی ڈان' ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۵۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب

نئی دہلی' ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء

[دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے اپنے تین گھنٹے کے اجلاس میں فلسطین' انڈونیشیا کی جدوجہد آزادی' جنوبی افریقہ میں ہندیوں کے مسائل' آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں کی رہائی' سبکدوش فوجیوں کی آبادکاری' آسام میں لائن سسٹم' انتخابات میں سرکاری مداخلت اور متعدد دیگر مسائل پر قراردادیں منظور کیں۔]

مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل کے اراکین کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ان کا اجلاس ایسے وقت ہو رہا ہے جب اہم مذاکرات ہو رہے ہیں اور کابینہ مشن دہلی میں موجود ہے۔ انہوں نے اراکین کونسل کو بتایا کہ کابینہ مشن کے ساتھ مذاکرات نہایت دوستانہ اور خوش گوار فضا میں ہو رہے ہیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ دیگر اہم امور ہیں جن پر انہیں غور و خوض کرنا چاہیے:

اوّل: انہیں آئی۔ این۔ اے کے ضمن میں اور انہیں جو سزائیں سنائی گئیں ہیں' حکومت ہند کی بدنصیب حکمت عملی پر غور کرنا ہو گا۔ ان سزاؤں کی وجہ سے سارے ملک میں جذبات برانگیختہ ہوئے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حکومت ہند یا جو کوئی بھی یہ مقدمات چلانے اور پھر عدالت کی سنائی ہوئی سزاؤں کو کالعدم قرار دینے پر مجبور کرنے اور کپتان شاہنواز اور دوسروں کو رہا کر کے ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے جس کی نہ قانونی طور پر مدافعت کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اخلاقی طور پر۔

مسٹر جناح نے اس بات پر زور دیا کہ وہ کپتان شاہنواز اور دوسروں کی رہائی کے خلاف نہیں۔ انہوں نے کہا لیکن حکمت عملی میں ایک بنیادی تبدیلی کی گئی جو مقدمات چلانے سے بدتر تھی' اور رشید اس حکمت عملی کے پہلے شکار ہوئے۔

انہوں نے کہا شاہنواز پر قتل کا جرم ثابت ہوا' جب کہ رشید کو ضرب شدید کا مجرم گردانا گیا۔ بدیہی طور پر کسی کو قتل کرنا بدترین قسم کا وحشیانہ پن ہے' بمقابلہ اس کے کہ اسے اپاہج کر دیا جائے یا اسے ضرب شدید لگائی جائے۔

مسٹر جناح نے مارچ میں وائسرائے اور سر آرتھر اسمتھ کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کیا جس

میں ان پر آئی- این- اے کے فوجیوں کو رہا کرنے پر زور دیا-

مسٹر جناح نے کہا کہ تاج یا اس کے نمائندے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ آئی- این - اے کے فوجیوں کو جو سزائیں دی گئیں ہیں، ان کی باقی ماندہ سزاؤں کو معاف کر دیں اور توقع ظاہر کی کہ وائسرائے سزاؤں کو کلیتا" معاف کر دینے کا کارخیر سرانجام دے دیں گے-

جنوبی افریقہ میں ہندیوں کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگرچہ حکومت ہند نے تجارتی معاہدے کو ختم کرنے کا نوٹس دے دیا ہے لیکن تین ماہ کے دوران جنوبی افریقہ اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر اس کا اثر زائل کرنے کی کوششیں کر رہا ہے-

انہوں نے حکومت ہند پر زور دیا کہ اس[کاروبار] کو فوری طور پر روک دیا جائے اور جنوبی افریقہ درآمد کے پروانے جاری نہ کئے جائیں-

مسٹر جناح نے انڈونیشیا کے عوام کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جو اپنی آزادی کے لئے مردانہ وار لڑ رہے ہیں اور اس ملک کے عوام الناس کو یقین دلایا کہ انہیں مدد دینے کے لئے مسلمانوں سے جو کچھ بھی بن پڑے گا کریں گے-

فلسطین کا مسئلہ

مسئلہ فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا "جس دن سے برطانیہ کو فلسطین کا انتداب دیا گیا ہے یہ ایک تاریک تاریخ بن گئی ہے جو تاریک تر ہوتی جا رہی ہے" انہوں نے اس بات کی مذمت کی کہ برطانیہ جیسی عظیم طاقت بھی امریکی یہود کے دباؤ میں آگئی ہے-

مسٹر جناح نے اراکین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اتنی بڑی تعداد میں کونسل کے اجلاس میں شرکت کر رہے ہیں اور کہا کہ "ہماری منزل مقصود آپ کے خون میں تو رچ بس گئی ہے اور جلد ہی یہ آپ کی ہڈیوں میں بھی سما جائے گی- (دی ڈان، ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۶- پیغام، ہفت روزہ مسلم ٹائمز کے نام

نئی دہلی، ۱۶ اپریل ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے حسب ذیل پیغام ہفت روزہ مسلم ٹائمز ناگپور کے نام ارسال کیا ہے جس کا پہلا شمارہ آئندہ ماہ کے اوایل میں شائع ہونے والا ہے-

"مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی کہ سی- پی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن عن قریب مسلم ٹائمز کے نام سے اخبار شائع کرنے والی ہے جس کا مقصد آل انڈیا مسلم لیگ اور پاکستان کے نصب العین کو آگے بڑھانا ہو گا-

مضبوط پریس کے فقدان کی وجہ سے ہند میں مسلم قوم کو سنگین دشواری کا سامنا کرنا پڑا اور اس کی وجہ سے ہم نے بہت مصیبت اٹھائی۔ میں سی۔ پی کے مسلمان طلباء کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس ضمن میں صوبے میں اپنے بزرگوں کو راہ بجھائی جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ 'مسلم ٹائمز' سی پی میں انگریزی کا واحد جریدہ ہو گا۔

"میں آپ کی اس جسارت کے لئے آپ کی جملہ کامیابیوں کے لئے دعا کرتا ہوں اور مجھے اس باب میں کوئی شک نہیں کہ یہ جریدہ پاکستان کے کاز کی خلوص' ہمت اور دلیری کے ساتھ وکالت کرے گا۔ چونکہ اس کا انتظام وانصرام نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہو گا مجھے یقین ہے کہ اس میں زور' جوش و خروش اور قوت کا فقدان نہیں ہو گا جو جوانی کا طرہ امتیاز ہوتا ہے۔

"پاکستان آج کی نوجوان نسل کے لئے ہے تاکہ انہیں آزاد اور باوقار وجود کی ضمانت دی جا سکے اور ان میں اور ان کی آنے والی نسلوں میں اپنے گھروں میں ایک محفوظ مستقبل کا شعور پیدا کیا جا سکے تاکہ وہ اپنے آدرشوں' اصولوں اور معیار زندگی کے مطابق دنیا کی کسی اور باعزت قوم کی طرح' زندگی بسر کر سکیں اور پھول پھل سکیں۔ مجھے بھروسہ ہے کہ اس محبوب منزل کو حاصل کرنے کی لئے وہ مردانہ وار اپنا کردار ادا کریں گے جس کی ہماری قوم ان سے توقع کرتی ہے۔

(دی ڈان' ۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء)

۷۷۔ مسٹر ہوور سے ملاقات کے سلسلے میں صحافیوں سے بات چیت

نئی دہلی' ۲۳ اپریل ۱۹۴۶ء

ایک ملاقات کے دوران مسٹر جناح سے دریافت کیا گیا کہ کیا وہ بدھ کی صبح کو سابق صدر ہوور سے ملاقات کر رہے ہیں؟ مسٹر جناح نے جواب دیا کہ مجھے کل مسٹر ہوور یا وائسرائے کی جانب سے فوڈ کانفرنس میں ملاقات کی کوئی دعوت نہیں ملی۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ آج شام کافی دیر سے وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری نے ٹیلی فون پر ایک پیغام میں مجھے بتایا کہ مسٹر ہوور آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں' کیا کل صبح ساڑھے نو بجے کا وقت میرے لئے مناسب رہے گا' میں نے اثبات میں جواب دیا۔ ملاقات طے پا گئی۔ تھوڑی دیر بعد مجھے بتایا گیا کہ چونکہ مسٹر ہوور کی اور مصروفیات بھی ہیں' چنانچہ وہ میری قیام گاہ پر نہیں آسکتے۔

"میں نے کہا مجھے افسوس ہے چونکہ میری بھی مصروفیات ہیں اس لئے میں بھی کوئی اور وقت نہیں نکال سکتا۔ مَیں نے مسٹر ہوور کو اپنی طرف سے پُرتپاک تسلیمات ارسال کر دیں اور جہاں تک مسئلہ خوراک کا تعلق ہے' مَیں باور کرتا ہوں کہ حکومت ہند نے انہیں تمام معلومات

فراہم کر دی ہوں گی۔

ہم نے شروع ہی سے خوراک کے بحران سے نمٹنے کے لئے حکومت کو اپنے غیر مشروط تعاون کا اعلان کر رکھا ہے جس میں نہ کوئی پارٹی سیاست شامل ہے نہ کوئی سیاسی ایشوع لایا جاتا ہے۔ [اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۴ اپریل ۱۹۴۶ء]

۷۸۔ فلسطین پر اینگلو۔ امریکی کمیٹی کی رپورٹ پر بیان

نئی دہلی' یکم مئی ۱۹۴۶ء

فلسطین کے بارے میں اینگلو۔ امریکی کمیٹی کی رپورٹ کی جو تلخیص آج کے اخبارات میں شائع ہوئی اس کے ضمن میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ عربوں کے ساتھ کئے گئے مواعید اور معاہد سے بدترین قسم کی بے وفائی' اور میرے لئے ایک دھچکا خیز صدمہ ہے۔ اگر ان خوفناک سفارشات کو جامہ عمل پہنایا گیا تو عرب اور عالم اسلام اسے سرنگوں ہو کر تو قبول نہیں کرے گا۔

(دستاویزات قائداعظم فائل ۸۱۰/صفحہ ۲)

۷۹۔ مصر سے افواج کی واپسی کے برطانوی فیصلے پر بیان

شملہ ۸ مئی ۱۹۴۶ء

مجھے یہ خبر سن کر بڑی مسرت ہوئی ہے کہ برطانوی حکومت نے مصر سے اپنی افواج واپس بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عالم اسلام یہ خبر سن کر خوشیاں منائیں گے۔ میں مصر کے بادشاہ اور عوام الناس کو مسلم ہند کی جانب سے اپنی آزادی کے حصول پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ابھی بھی برطانیہ کے لئے کرنے کا کام باقی ہے' (یعنی وہ) فلسطینی عربوں کے قومی مطالبے کو باوقار انداز میں پورا کرے اور مسلم ہند کے پاکستان کے لئے مطالبے کو بھی۔"

(دی ڈان' ۹ مئی ۱۹۴۶ء)

۸۰۔ دستور سازی کے ضمن میں کابینہ مشن کے منصوبے پر بیان

شملہ' ۲۲ مئی ۱۹۴۶ء

اس وقت میرے سامنے برطانوی کابینہ مشن اور وائسرائے ہند کا وہ بیان ہے جو ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کو نئی دہلی میں جاری ہوا۔ اس کو نمٹانے سے قبل میں چاہوں گا کہ ان مذاکرات کا پس منظر بیان کر دوں جو شملہ میں ۵ مئی کو شروع ہوئے اور اس وقت تک جاری رہے جب ۱۲ مئی ۱۹۴۶ء

کو ایک سرکاری اعلانیے کے ذریعہ کانفرنس کے اختتام اور اس کی ناکامی کا اعلان نہیں کر دیا گیا۔
ہم نے کانفرنس میں اس فارمولے پر غور کے لئے شرکت کی جس میں وزیر ہند نے ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی تھی۔

فارمولہ اس طرح سے تھا' ایک یونین حکومت امور خارجہ' دفاع اور مواصلات کو نمٹائے گی۔ صوبوں کے دو گروہ ہوں گے۔ ایک بھاری ہندو اکثریت کا' دوسرا بھاری مسلم اکثریت کے صوبوں کا۔ جن دیگر مضامین سے متعلقہ گروپ کے صوبے مشترکہ طور پر نمٹنا چاہیں گے ان کے علاوہ باقی مضامین سے صوبائی حکومتوں کا واسطہ ہو گا اور باقی ماندہ مضامین بھی ان کے پاس ہوں گے' اور ان کے ساتھ خود مختاری کے حقوق۔

مسلم لیگ کا موقف یہ تھا:

اول : بنگال اور آسام کے منطقے ہند کے شمال مشرق میں اور پنجاب' صوبہ سرحد' سندھ اور بلوچستان شمال مغرب میں جو پاکستان کے منطقوں کی تشکیل کرتے ہیں کو خود مختار اور آزاد ملک قرار دے دیا جائے اور غیر مبہم طور پر یہ یقین دلایا جائے کہ پاکستان بلا تاخیر قائم کر دیا جائے گا۔
دوم : کہ پاکستان اور ہندوستان کے لوگ اپنے اپنے لئے الگ الگ مجالس دستور ساز قائم کریں گے۔
سوم :کہ پاکستان اور ہندوستان میں اقلیتوں کو قرارداد لاہور کے خطوط پر تحفظ فراہم کیا جائے۔
چہارم :کہ لیگ کے مطالبے کی منظوری اور اسے بلا تاخیر پایہ تکمیل کو پہنچانا مرکز میں عبوری حکومت کی تشکیل میں لیگ کے تعاون اور اس کی شمولیت کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہو گا۔
پنجم : اس نے برطانوی حکومت کو انتباہ کیا کہ متحدہ ہند کی بنیاد پر کسی وفاقی دستور کو مسلط کرنے کی کوئی کوشش یا مسلم لیگ کے مطالبے کے خلاف مرکز میں کوئی عبوری انتظام نافذ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اگر ایسی کوششیں کی گئیں تو مسلم ہند ان کی مزاحمت کرے گا۔
مزید برآں اس نوعیت کی کوشش ان مواعید سے بدترین قسم کا انحراف ہو گا جو ملک معظم کی حکومت نے برطانوی پارلیمان کی منظوری سے اگست ۱۹۴۰ء میں کئے تھے اور بعد کے ان اعلانات سے بھی جو وزیر ہند اور دیگر ذمہ دار برطانوی مدبرین نے اعلان اگست کی توثیق کرتے ہوئے وقتاً" فوقتاً" کئے۔

مشن کی دعوت

ہم نے کانفرنس میں شرکت کی دعوت بلا کسی میلان خاطر' وعدے وعید اور مشن کے اس

مختصر سے فارمولے کے بنیادی اصولوں کو قبول کئے بنا وزیر ہند کے مکتوب مرقومہ ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کی ضمانت پر منظور کر لی جس میں انہوں نے کہا تھا: "ہم نے یہ تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ مسلم لیگ اور کانگرس کی جانب سے ہماری دعوت کو منظور کر لینے میں یہ ابتدائی شرط مضمر ہو گی کہ کسی بھی مکتوب میں مندرج پوری شرائط کو ان کی جانب سے پوری منظوری حاصل ہو گئی۔

شرائط یہ ہیں: مفاہمت کے لئے ہماری مجوزہ بنیاد اور ہم نے کانگرس کی مجلس عاملہ سے یہ کچھ کرنے کی استدعا کی کہ وہ اپنے نمائندے، ہم سے اور مسلم لیگ کے نمائندوں سے ملنے اور تبادلہ خیال کرنے کے لئے بھیج دے۔"

دعوت کے جواب میں کانگرس نے جو اپنا موقف بیان کیا وہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء کے مکتوب میں پیش کیا گیا کہ مرکز میں ایک مضبوط وفاقی حکومت قائم کی جائے جس کی موجودہ صوبے وفاقی وحدتیں ہوں اور انہوں نے کہا کہ امور خارجہ، دفاع، کرنسی، کسٹمز اور محاصل اور ایسے مضامین جو غایت نظری سے جائزے کے بعد ان امور سے گہری مماثلت رکھتے ہوں مرکزی وفاقی حکومت کے تابع ہوں۔

انہوں نے صوبوں کی گروہ بندی کی مخالفت کی۔ انہوں نے بھی کابینہ وفد کے فارمولے پر تبادلہ خیال کی خاطر کانفرنس میں شرکت کرنا منظور کر لیا۔ روزبروز کے تبادلہ خیال کے سوا کوئی قابل تعریف ترقی نہ ہو سکی۔ آخر کار مجھ سے کہا گیا کہ میں تحریری طور پر اپنی کم سے کم شرائط پیش کر دوں۔ ہم نے اپنی شرائط کے چند بنیادی اصول منضبط کئے اور کانگرس کو اس پُر خلوص خواہش کے ساتھ پیش کر دیئے کہ پُرامن طریقے اور خوش اسلوبی سے مفاہمت کی راہ نکل آئے اور ہند کے باسیوں کو جلد سے جلد آزادی اور خود مختاری کی نعمت ہاتھ آجائے۔ ۱۲ مئی کو یہ پیش کش کانگرس کو ارسال کی گئی اور اسی وقت اس کی ایک نقل کابینہ مشن کو بھیج دی گئی۔

لیگ کی پیش کش

پیش کش کی شرائط حسب ذیل تھیں:

۱۔ چھ مسلم صوبوں (پنجاب، صوبہ سرحد، بلوچستان، سندھ، بنگال اور آسام کا ایک گروپ تشکیل دیا جائے جس کا امور خارجہ، دفاع اور مواصلات، جو دفاع کے لئے ضروری ہو، کے سوا دیگر جملہ مضامین اور امور سے سروکار ہو گا اور ان مضامین کو (امور خارجہ، دفاع اور مواصلات) صوبوں کے دو گروہوں —— مسلم صوبوں (جنہیں اس کے بعد پاکستان گروہ کہا جائے گا) اور ہندو صوبوں کی مجالس دستور ساز اپنے مشترکہ اجلاس میں نمٹائیں گی۔

۲۔ مندرجہ بالا چھ مسلم صوبوں کی ایک علاحدہ دستور ساز مجلس ہو گی جو اس گروپ اور

گروپ میں شامل صوبوں کے لئے دستور ترتیب دے گی اور ان مضامین کا تعین کرے گی جن کا صوبوں سے تعلق ہو گا اور جن کا وفاق پاکستان کے مرکز سے واسطہ ہو گا' جب کہ باقی ماندہ مضامین اور خودمختاری کے اختیارات صوبوں کے پاس ہوں گے۔

۳۔ مجلس دستور ساز کے اراکین کا انتخاب اس ڈھب سے کیا جائے گا کہ ـــــ مختلف فرقوں کو پاکستانی گروپ کے ہر صوبے میں ان کی آبادی کے لحاظ سے مناسب نمائندگی حاصل ہو جائے۔

۴۔ حکومت وفاق پاکستان اور تمام صوبوں کے دستور حتمی طور پر تیار ہو جانے کے بعد ہر صوبے کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ چاہے تو گروپ سے باہر چلا جائے بشرطیکہ استصواب رائے عامہ کے ذریعہ اس صوبے کے باہر جانے کے بارے میں صوبے کے عوام الناس کی رائے دریافت کر لی جائے۔

۵۔ اس امر پر دونوں مجالس دستور ساز کے مشترکہ اجلاس میں بحث و تمحیص ہونا چاہیے کہ آیا یونین کی مجلس قانون ساز ہو گی یا نہیں۔ یونین کو سرمایہ کی فراہمی کا انحصار بھی اسی مشترکہ اجلاس پر ہو گا لیکن کسی بھی صورت میں سرمایہ کا حصول محاصل کے ذریعہ نہیں ہو گا۔

۶۔ یونین کی حکومت اور مجلس قانون ساز میں' اگر کوئی ہو' صوبوں کے دونوں گروہوں کی نمائندگی مساوات کی بنیاد پر ہو گی۔

۷۔ دستور میں کوئی اہم نکتہ جو فرقہ وارانہ الشوع پر اثرانداز ہوتا ہو مجالس دستور ساز کے مشترکہ اجلاس میں منظور تصور نہیں کیا جائے گا تاآنکہ ہندو صوبوں کی مجلس دستور ساز کے اراکین کی اکثریت اور گروہ پاکستان کی مجلس دستور ساز کے اراکین کی اکثریت جو موجود ہو اور رائے دے رہی ہو الگ الگ اس کے حق میں نہ ہوں۔

۸۔ یونین کسی متنازعہ نوعیت کے معاملے کے بارے میں قانون سازی' حکومتی یا انتظامی' فیصلہ تین چوتھائی اکثریت سے کر سکے گی۔

۹۔ گروپ اور صوبائی دساتیر میں مذہب' ثقافت اور دیگر امور کے بارے میں جو مختلف فرقوں کو متاثر کرتے ہوں' بنیادی حقوق کے ضمن میں تحفظات فراہم کئے جائیں گے۔

۱۰۔ یونین کے دستور میں اس امر کا اہتمام ہونا چاہیے کہ کوئی صوبہ اپنی مجلس قانون ساز کی اکثریت کی رائے کے ذریعہ دستور کی شرائط پر دوبارہ غور و خوض کر سکتا ہے اور اسے یہ اختیار ہو گا کہ وہ ابتدائی دس برس کی مدت کے بعد اگر چاہے تو یونین کو خیرباد کہہ سکے۔

اہم بات

ہماری پیش کش کی اہم بات یہ تھی' جیسا کہ متن سے ظاہر ہے' کہ ۶ مسلم صوبوں کے

گروپ کو پاکستان گروپ اور باقی ماندہ کو ہندوستان گروپ کے نام دیئے جائیں اور دو وفاقوں کی بنیاد پر ہم یونین یا کانفیڈریشن میں شرکت کے سوال پر غور کر سکتے ہیں۔ یہ کانفیڈریشن قطعی طور پر صرف امور خارجہ' دفاع اور دفاع کے لئے ضروری مواصلات تک محدود ہو جنہیں دو خودمختار وفاق رضاکارانہ طور پر کانفیڈریشن کے سپرد کریں گے۔

باقی دیگر مضامین اور باقی ماندہ اختیارات علی الترتیب وفاق اور صوبوں کے قبضہ قدرت میں ہوں گے' یہ عبوری دور کے لئے اہتمام تھا' چونکہ دس سال کی مدت کےبعد ہم یونین سے باہر نکل جانے کے معاملے میں آزاد تھے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ بے حد صلح جویانہ اور معقول پیش کش' مع اپنی مبادیات' کو کانگرس نے قبول نہ کیا' جو ہماری پیش کش کے جواب سے ظاہر ہے۔

اس کے برعکس ان کی مرکز کے مضامین کے ضمن میں ابتدائی تجاویز وہی تھیں جو کانگرس کی کانفرنس میں شرکت سے قبل تھیں' بلکہ ان میں بھی ہماری منظوری کے لئے ایک سخت اضافہ کر دیا گیا کہ مرکز کے پاس یہ اختیار بھی ہونا چاہیے کہ وہ دستور شکنی کی صورت اور زبردست ہنگامی حالات میں تدارکی اقدام کر سکے۔ یہ بات ان کے جواب مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۴۶ء میں کہی گئی' جو ہمیں بھجوایا گیا۔

ابتدا بیان پُراسرار جیسا تھا اور اس میں متعدد سقم بھی تھے' اور اس کے وہ حصے جو عملدرآمد سے متعلق تھے وہ چند چھوٹے چھوٹے پیراگرافوں پر مشتمل تھے جن کے بارے میں مَیں بعد میں گفتگو کروں گا۔

مجھے اس امر پر افسوس ہوا کہ کابینہ مشن نے ایک خودمختار ریاست کی حیثیت سے قیام پاکستان کے مسلم مطالبے کو مسترد کر دیا جسے ہم اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ہند کے آئینی مسئلہ کا واحد حل ہے اور اسی کے توسل سے مستحکم حکومتیں میسر آ سکتی ہیں اور جو نہ صرف دو بڑی قوموں کو بلکہ اس برصغیر میں سارے بسنے والوں کو بھی مسرت اور فلاح کی منزل تک پہنچا سکتا ہے۔

یہ اور بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ مشن نے پاکستان کے خلاف پٹے ہوئے اور فرسودہ دلایل کا استعمال مناسب گردانا اور ایسی خوشامد درآمد پر اُتر آیا جن کی زبان بھی لائق مذمت اور مسلم ہند کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے مترادف ہے۔

کانگرس کی چاپلوسی

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشن نے محض کانگرس کی خوشامد درآمد اور چاپلوسی کی غرض سے کیا۔ چونکہ جب وہ خود حقائق کا سامنا کرنے پر آتے ہیں تو وہ خود ان اعترافات پر مجبور ہو جاتے ہیں جو بیان کے پیراگراف نمبر ۵ میں مذکور ہیں' جو کہتا ہے :

"اس امر کے باوصف ہم نے مسلمانوں کی اس حقیقی تشویش کے پیش نظر کہ مبادا دائمی ہندو اکثریت کی مستقل حکمرانی کا طوق ان کے گلے میں نہ پڑ جائے جس سے ہم بہت متاثر تھے، ہم نے ہند کی تقسیم کے امکانات کا بھی غیر جانبداری کے ساتھ گہرا جائزہ لیا۔

"یہ احساس مسلمانوں میں اس قدر توانا اور ہمہ گیر ہے کہ اسے محض کاغذی تحفظات سے دُور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہند میں داخلی امن و امان درکار ہے تو اس کا حصول ایسے اقدامات سے ممکن ہو گا: مسلمانوں کو یہ ضمانت دے دیں کہ وہ امور جن کا ان کی ثقافت، ان کے مذہب اور ان کی معیشت یا دیگر مفادات کے ساتھ اہم تعلق ہے ان کے قبضہ قدرت میں ہیں۔" اور پھر پیراگراف نمبر۱۲ میں کہتے ہیں:

"اس فیصلے سے ہماری آنکھیں مسلمانوں کے ان بہت ہی حقیقی خدشات کی جانب سے بند نہیں ہو جاتیں کہ ان کی ثقافتی اور سیاسی اور معاشرتی زندگی ایک خالص متحدہ ہند کے اتھاہ سمندر میں غرق نہ ہو جائیں جس میں ہندو اپنی بہت بڑی تعداد کے باعث یقینی طور پر ایک غالب عنصر ہوں گے۔"

اور اس بیان کے پیراگراف نمبر۱۲ میں نہایت موثر اور زوردار نتائج اخذ کرنے کے بعد پیش نظر مقصد کے حصول کے لئے وہ کیا سفارشات پیش کرتے ہیں؟ اب میں بیان کے زیر عمل آنے والے جزو کے اہم نکات میں سے چند سے نمٹوں گا:

۱۔ انہوں نے پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک وہ جسے وہ قطعہ [ب] کہتے ہیں یعنی شمال۔ مغربی منطقہ اور دوسرا [ج] شمال، مشرقی منطقہ

۲۔ دستور سازی کے لئے دو مجلسوں کی بجائے وہ قطعات [ا] [ب] اور [ج] کے لئے ایک ہی دستور ساز ادارہ تجویز کرتے ہیں۔

۳۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہند کی ایک یونین ہو جو برطانوی ہند اور ریاستوں پر محیط ہو اور مندرجہ ذیل مضامین سے سروکار رکھے: امور خارجہ، دفاع اور مواصلات اور انہیں ان تین مضامین کو روبہ عمل لانے کی غرض سے جس قدر سرمایے کی ضرورت ہو اسے اکٹھا کرنے کے لئے ضروری اختیارات حاصل ہوں۔

اس امر کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی کہ مواصلات صرف دفاعی ضرورت تک محدود ہو، نہ ہی اس امر کی وضاحت کی گئی کہ ان تین مضامین کے لئے سرمایہ کس طرح سے اکٹھا کیا جائے گا، جب کہ ہمارا خیال یہ تھا کہ یہ رقوم عطیات/چندے کے ذریعہ جمع کی جائیں، محاصل کے ذریعہ نہیں۔

۴۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "یونین کی حکومت اور مجلس قانون ساز ہونی چاہیے جو برطانوی ہند

اور ریاستوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔ مجلس قانون ساز میں کسی سوال کا جس میں اہم فرقہ وارانہ مسئلہ اٹھایا جائے' فیصلہ کرنے کے لئے دونوں بڑے فرقوں میں سے ہر ایک کے نمائندوں کی اکثریت جو موجود ہوں اور رائے دے رہے ہوں اور جملہ موجود اور رائے دینے والوں کی اکثریت کی ضرورت ہو گی۔

مراعات نظرانداز

جب کہ ہمارا نقطہ نظر یہ تھا: [ا] یونین کی کوئی مجلس قانون ساز ہونی ہی نہیں چاہیے بلکہ اس سوال کا فیصلہ مجلس دستور ساز پر چھوڑ دیا جائے [ب] کہ یونین کی حکومت اور مقننہ میں اگر کوئی ہو' گروہ پاکستان اور گروہ ہندوستان کی نمائندگی مساوات کی بنیاد پر ہو۔ [ج] یونین کوئی فیصلہ قانون سازی' حکومتی اور انتظامی متنازعہ امور میں نہ کرے ماسوائے کہ یہ تین چوتھائی کی اکثریت سے ہو۔ ہماری پیش کش کی یہ تینوں شرائط بیان سے حذف کر دی گئیں۔

در حقیقت یونین کی مقننہ میں کاروبار چلانے کے لئے صرف ایک تحفظ کا اہتمام کیا گیا ہے کہ مقننہ میں کوئی ایسا سوال جس میں کوئی بڑا فرقہ وارانہ مسئلہ اٹھایا گیا ہو اس کا فیصلہ دونوں بڑے فرقوں کے موجود اور رائے دینے والے نمائندوں کی اکثریت اور جملہ موجود اور رائے دینے والے نمائندوں کی اکثریت سے ہو۔

پھر یہ بھی مبہم اور غیر مؤثر ہے' پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا فیصلہ کون کرے گا کہ بڑا فرقہ وارانہ مسئلہ کون سا ہے' اور چھوٹا فرقہ وارانہ مسئلہ کون سا ہے' اور کون سا ایشوع خالصتاً غیر فرقہ وارانہ ہے؟

۵۔ ہماری یہ تجویز کہ گروہ پاکستان کو یہ اختیار ہو کہ ابتدائی دس برس کے بعد وہ یونین کو خیرباد کہہ سکے' حذف کر دیا گیا' اگرچہ کانگرس کو اس پر کوئی بڑا اعتراض نہ تھا۔ اور اب ہمیں یونین کے دستور کے تحت ابتدائی دس برس کے لئے محدود کر دیا گیا۔

۶۔ دستور سازی کے ادارے کی طرف آتے ہوئے یہاں بھی قطعہ [ب] میں برطانوی بلوچستان کے ایک نمائندے کو شامل کیا گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس کا انتخاب کیسے عمل میں لایا جائے گا۔

۷۔ جہاں تک یونین کے لئے دستور سازی کا تعلق ہے' اس ادارے میں ہندوؤں کی بھاری اکثریت ہو گی۔ برطانوی ہند کے لئے ۲۹۲ کے ایوان میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۷۹ ہو گی۔ اگر اس تعداد میں ہندی ریاستوں کے ۹۳ نمائندوں کا اضافہ بھی کر لیا جائے تو یہ تناسب اور بھی گھٹ جائے گا کیونکہ زیادہ تر ریاستوں کے نمائندے ہندو ہوں گے۔

اس طرح سے تشکیل شدہ مجلس دستور ساز اپنا چیرمین اور دیگر عہدہ دار منتخب کرے گی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشاورتی کمیٹی کے اراکین کو بھی' جو بیان کے پیراگراف نمبر۲۰ میں مذکور ہے' اکثریت کی رائے سے منتخب کیا جائے گا' اور اسی اصول کا اطلاق معمول کے دیگر کاروبار پر بھی ہو گا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ صرف ایک حفاظتی دفعہ موجود ہے جو حسب ذیل ہے :

"یونین کی مجلس دستور ساز میں متذکرہ بالا پیراگراف نمبر۱۵ سے ہٹ کر یا جو کسی بڑے فرقہ وارانہ ایشوع کو اٹھائے' اس کی منظوری کے لئے دونوں بڑے فرقوں میں سے ہر ایک کے موجود اور رائے دینے والے نمائندوں کی اکثریت کی ضرورت ہو گی۔"

چیئرمین کے اختیارات

"مجلس کے چیئرمین کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ قراردادوں میں سے کسی ایک میں (اگر کوئی ہو تو) بڑا فرقہ وارانہ ایشوع اٹھایا گیا ہے اور اگر بڑے فرقوں میں سے کسی ایک کی درخواست ہو تو وہ اپنا فیصلہ صادر کرنے سے قبل وفاقی عدالت سے مشورہ لیں گے۔

لہٰذا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محض چیئرمین تنہا فیصلہ کرنے کے مجاز ہوں گے۔ وہ وفاقی عدالت کی رائے کے پابند نہ ہوں گے' نہ ہی اس کی ضرورت ہو گی کہ کسی کو یہ معلوم ہو کہ وفاقی عدالت کی رائے کیا تھی' چونکہ چیئرمین کو ہدایت صرف وفاقی عدالت سے مشورہ کرنے کی ہے۔

۸۔ جہاں تک صوبوں کے گروہ سے باہر جانے کے اختیار کا تعلق ہے اسے صوبوں کی نئی مجالس قانون ساز پر چھوڑ دیا گیا ہے جو نئے دستور کے تحت پہلے عام انتخابات کے تحت معرض وجود میں آئیں گی' (اس کے برعکس) ہم نے استصواب رائے عامہ کی تجویز دی تھی۔

۹۔ جہاں تک پیراگراف نمبر۲۰ کا تعلق ہے جو حسب ذیل ہے :

"شہریوں' اقلیتوں' قبائل اور آزاد علاقوں کے حقوق کے تعین کے ضمن میں تشکیل پانے والی مجلس مشاورت میں متاثرہ مفادات کو بھرپور نمائندگی ملنی چاہیے اور بنیادی حقوق' اقلیتوں کے تحفظات کے بارے میں دفعات اور قبائلی اور آزاد علاقوں کے انتظام و انصرام کے تعلق میں وہ اپنی رپورٹ یونین کی مجلس دستور کو پیش کرے اور یہ مشورہ دے کہ یہ حقوق صوبوں' گروہ یا یونین کس دستور میں شامل کئے جائیں۔

کوئی پیشگی فیصلہ نہ ہو

درحقیقت اس سے یہاں ایک نہایت سنگین مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے' کیونکہ اگر اس امر کا فیصلہ یونین کی مجلس دستور ساز پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ ان امور کا اکثریت کی رائے سے فیصلہ کر دے

کہ وہ مجلس مشاورت کی کسی سفارش کو یونین کے دستور میں جگہ دے تب یونین کی حکومت کو مزید مضامین سپرد کر دینے کی راہ کھل جائے گی۔ اس سے وہ بنیادی اصول تباہ ہو جائیں گے کہ یونین قطعی طور پر صرف تین مضمونوں تک محدود رہے۔

اس اہم دستاویز کے مطالعے کے بعد نہایت اہم نکات میں سے چند نکات میں نے عوام الناس کے سامنے پیش کئے ہیں۔ میری ایسی کوئی خواہش نہیں کہ میں مجلس عاملہ اور کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلوں سے پہلے کوئی فیصلہ سنا دوں کہ ان دونوں کے اجلاس عنقریب دہلی میں منعقد ہونے والے ہیں۔

وہ اس کے حسن و قبح پر محتاط غور و فکر اور کابینہ مشن اور وائسرائے ہند کے بیان کے بھرپور اور بے لاگ جائزے کے بعد جو مناسب سمجھیں گے حتمی فیصلہ صادر کریں گے۔

[اورینٹ پریس آف انڈیا' دی ڈان' ۲۳ مئی ۱۹۴۶ء]

۸۱۔ ضلع مسلم لیگ شملہ کے سپاسنامے کا جواب

شملہ' ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اس توقع کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہند کو درپیش دستوری مسئلے کو دوستانہ اور خوشگوار طریقے سے حل کر لیں۔ وہ ڈیوکھر کے رقص گاہ میں ضلع مسلم لیگ کے زیر اہتمام مسلمانان شملہ کے ان کے اپنے اعزاز میں ترتیب دیئے ہوئے استقبالیہ سے' خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ میں اس جذبے کے تحت دہلی جا رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ کی دعائیں شامل حال ہیں تو ہم ساحل مراد پر پہنچ جائیں گے۔

میں اس وقت اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۳ جون کو منعقد ہونے والا ہے۔ آپ کو یہ بھی علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل چار سو پچھتر ارکان پر مشتمل ہے جو ملک کے ہر صوبے سے منتخب کئے جاتے ہیں' یہ ہماری پارلیمان ہے اور یہی پارلیمان معاملے کا حتمی فیصلہ کرے گی۔

مسٹر جناح نے اس امر کا اعادہ کیا کہ دس کروڑ مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ انہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ ان کے لئے آزمائش کی گھڑی ہے اور یہ ہر متعلقہ شخص کے لئے ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔

لڑائی جھگڑے ختم

مسٹر جناح نے موجودہ تلخی کا ذکر کیا جو اس وقت موجود ہے۔ انہوں نے کہا جہاں تک ان کا تعلق ہے اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ انہیں یقین ہے کہ مسلم ہند بھی اس سے بلند تر رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تو لڑائی جھگڑوں میں مصروف نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اور انہیں امید ہے کہ وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کی مدد اور تعاون سے اسے ختم کر دیں گے۔ [اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۳۱ مئی ۱۹۴۶ء]

۸۲۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب

نئی دہلی' ۵ جون ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے خطاب کا آغاز ان الفاظ سے کیا: "کونسل کا اجلاس درحقیقت بہت نازک موقع پر طلب کیا گیا ہے۔"

مسٹر جناح نے دہلی میں ہونے والے مذاکرات کا ذکر کیا' اس میں جو پیش رفت ہوئی اور آخرکار شملہ میں یہ سہ فریقی کانفرنس ناکامی سے دوچار ہوئی' پھر کابینہ مشن کی اسکیم شائع ہوئی' تینوں فریقوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور انہوں نے مشن کی تجاویز پر تبصرہ کیا۔

تمام مواد آپ کے سامنے موجود ہے اور بدھ یا جمعرات کو آپ جو فیصلے کریں گے وہ نہایت دُوررس اہمیت اور عواقب کے حامل ہوں گے۔ بلا شک و شبہ مجلس عاملہ کابینہ کے انداز میں معمول کا طریقہ کار اختیار کر سکتی تھی۔ اگر وہ پسند کرتی تو وہ دو روزہ بحث مباحثہ کے بعد کوئی فیصلہ کر لیتی' اپنی جانب سے کوئی قرارداد مرتب کرتی اور تصدیق و توثیق کے لئے اسے کونسل کے سامنے پیش کر دیتی۔ لیکن مجلس عاملہ نے سوچا کہ یہ زبردست اہمیت کی غیر معمولی کیفیت ہے۔ لہٰذا اسے یہ راہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

مجلس عاملہ کا نقطۂ نظر

اگر ہم نے کوئی فیصلہ کر لیا ہوتا اور اگر آپ اسے مسترد کر دیتے تو ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راہ نہ رہتی کہ ہم مستعفی ہو جاتے۔ ہم نے سوچا کہ ہمیں ایسی صورت حال پیدا نہیں کرنی چاہیے جب کہ کونسل کا اجلاس ہونے ہی والا ہے' اور اس طرح کی راہ عمل کی نہ کوئی عجلت ہے اور نہ کوئی حاجت ہے۔

مجلس عاملہ کے اراکین نے گھنٹوں اس کے مالہ' و ماعلیہ پر بحث مباحثہ کیا اور ہم نے یہ سوچا کہ ہم آپ کی رائے اور فیصلے کے ضمن میں کوئی پیش بینی نہ کریں۔ چنانچہ ہم نے یہ راہ اختیار کی

کہ وہ مجلس مشاورت کی کسی سفارش کو یونین کے دستور میں جگہ دے تب یونین کی حکومت کو مزید مضامین سپرد کر دینے کی راہ کھل جائے گی۔ اس سے وہ بنیادی اصول تباہ ہو جائیں گے کہ یونین قطعی طور پر صرف تین مضمونوں تک محدود رہے۔

اس اہم دستاویز کے مطالعے کے بعد نہایت اہم نکات میں سے چند نکات میں نے عوام الناس کے سامنے پیش کئے ہیں۔ میری ایسی کوئی خواہش نہیں کہ میں مجلس عاملہ اور کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلوں سے پہلے کوئی فیصلہ سنا دوں کہ ان دونوں کے اجلاس عنقریب دہلی میں منعقد ہونے والے ہیں۔

وہ اس کے حسن و قبح پر محتاط غوروفکر اور کابینہ مشن اور وائسرائے ہند کے بیان کے بھرپور اور بے لاگ جائزے کے بعد جو مناسب سمجھیں گے حتمی فیصلہ صادر کریں گے۔

[اوریئنٹ پریس آف انڈیا' دی ڈان' ۲۳ مئی ۱۹۴۶ء]

۸۱۔ ضلع مسلم لیگ شملہ کے سپاسنامے کا جواب

شملہ' ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اس توقع کا اظہار کیا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہند کو درپیش دستوری مسئلے کو دوستانہ اور خوشگوار طریقے سے حل کر لیں۔ وہ ڈیوکھر کے رقص گاہ میں ضلع مسلم لیگ کے زیر اہتمام مسلمانان شملہ کے ان کے اپنے اعزاز میں ترتیب دیئے ہوئے استقبالیہ سے' خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ میں اس جذبے کے تحت دہلی جا رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ کی دعائیں شامل حال ہیں تو ہم ساحل مراد پر پہنچ جائیں گے۔

میں اس وقت اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۳ جون کو منعقد ہونے والا ہے۔ آپ کو یہ بھی علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل چار سو پچھتر ارکان پر مشتمل ہے جو ملک کے ہر صوبے سے منتخب کئے جاتے ہیں' یہ ہماری پارلیمان ہے اور یہی پارلیمان معاملے کا حتمی فیصلہ کرے گی۔

مسٹر جناح نے اس امر کا اعادہ کیا کہ دس کروڑ مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ انہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ ان کے لئے آزمائش کی گھڑی ہے اور یہ ہر متعلقہ شخص کے لئے ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔

لڑائی جھگڑے ختم

مسٹر جناح نے موجودہ تلخی کا ذکر کیا جو اس وقت موجود ہے۔ انہوں نے کہا جہاں تک ان کا تعلق ہے اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ انہیں یقین ہے کہ مسلم ہند بھی اس سے بلند تر رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تو لڑائی جھگڑوں میں مصروف نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اور انہیں امید ہے کہ وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کی مدد اور تعاون سے اسے ختم کر دیں گے۔ [اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۳۱ مئی ۱۹۴۶ء]

۸۲۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب

نئی دہلی' ۵ جون ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے خطاب کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

"کونسل کا اجلاس درحقیقت بہت نازک موقع پر طلب کیا گیا ہے۔"

مسٹر جناح نے دہلی میں ہونے والے مذاکرات کا ذکر کیا' اس میں جو پیش رفت ہوئی اور آخرکار شملہ میں یہ سہ فریقی کانفرنس ناکامی سے دوچار ہوئی' پھر کابینہ مشن کی اسکیم شائع ہوئی' تینوں فریقوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور انہوں نے مشن کی تجاویز پر تبصرہ کیا۔

تمام مواد آپ کے سامنے موجود ہے اور بدھ یا جمعرات کو آپ جو فیصلے کریں گے وہ نہایت دُوررس اہمیت اور عواقب کے حامل ہوں گے۔ بلا شک و شبہ مجلس عاملہ کابینہ کے انداز میں معمول کا طریقہ کار اختیار کر سکتی تھی۔ اگر وہ پسند کرتی تو وہ دو روزہ بحث مباحثہ کے بعد کوئی فیصلہ کر لیتی' اپنی جانب سے کوئی قرارداد مرتب کرتی اور تصدیق و توثیق کے لئے اسے کونسل کے سامنے پیش کر دیتی۔ لیکن مجلس عاملہ نے سوچا کہ یہ زبردست اہمیت کی غیر معمولی کیفیت ہے۔ لہٰذا اسے یہ راہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

مجلس عاملہ کا نقطۂ نظر

اگر ہم نے کوئی فیصلہ کر لیا ہوتا اور اگر آپ اسے مسترد کر دیتے تو ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راہ نہ رہتی کہ ہم مستعفی ہو جاتے۔ ہم نے سوچا کہ ہمیں ایسی صورت حال پیدا نہیں کرنی چاہیے جب کہ کونسل کا اجلاس ہونے ہی والا ہے' اور اس طرح کی راہ عمل کی نہ کوئی عجلت ہے اور نہ کوئی حاجت ہے۔

مجلس عاملہ کے اراکین نے گھنٹوں اس کے مالہٗ و ماعلیہ پر بحث مباحثہ کیا اور ہم نے یہ سوچا کہ ہم آپ کی رائے اور فیصلے کے ضمن میں کوئی پیش بینی نہ کریں۔ چنانچہ ہم نے یہ راہ اختیار کی

کہ کونسل میں صورت حال کی نزاکت کا ادراک رکھتے ہوئے آپ جو رائے قائم کریں اور فیصلہ صادر کریں اس کی ذمہ داری بھی قبول کریں۔

لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ہر رکن یہ محسوس کرے کہ وہ آزاد ہے اور وہ ہمارے کسی اقدام کا پابند نہیں جو اسے اپنی رائے کے اظہار یا اپنا حتمی فیصلہ' یہ جو بھی کچھ ہو' کرنے سے روک سکے۔ مسلم قوم کی پارلیمان کی حیثیت سے فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔

مطالبہ پاکستان

مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ مسلم ہند اُس وقت تک چَین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ ہم پورا' مکمل اور خود مختار پاکستان حاصل نہیں کر لیں گے۔ اور میں اپنی پوری قوت کے ساتھ جو میں مجتمع کر سکتا ہوں مشن کے دلائل اور براہین اور اس طریقہ کار کو مسترد کرتا ہوں جس کے ذریعہ انہوں نے حقائق کو مسخ کیا' اور ان کا اس کے سوا کوئی مقصد نہ تھا کہ وہ کانگرس کو خوش اور اس کی چاپلوسی کریں۔ [آوازیں "شرم۔ شرم"]

درحقیقت پاکستان کی بنیاد اور اساس خود ان کی اسکیم میں موجود تھی۔" [آفریں۔ آفریں۔]

عظیم ترین غلطی

انہوں نے عظیم ترین غلطی کا ارتکاب کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کانگرس پریس اور ہندوؤں نے جب یہ فقرے سنے اور شکر میں لپٹی ہوئی یہ گولیاں [قہقہہ] انہیں ملیں کہ پاکستان نامنظور کر دیا گیا تو خوشیاں منائی گئیں اور قدرتی طور پر مسلمانوں کی جانب سے اس کی زبردست مذمت کی گئی اور ان میں غم و غصہ پھیلا۔ لیکن یہ تو محض شکر میں لپٹی ہوئی گولی تھی اور شکر اس قدر کم تھی کہ بہت تھوڑے ہی عرصے میں کانگرس پریس کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ گولی منفی شکر تھی" [قہقہہ]

مسٹر جناح نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے اپنی حالیہ گفتگو کا حوالہ دیا جو انہوں نے شملہ کے استقبالیے میں کی تھی اور کس طرح ان کی غلط تاویل کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ "یہ نازک مسائل ہیں۔ ایک لفظ یہاں اور ایک فقرہ وہاں کہہ کر یا محض جذبات اور نعروں کے ذریعے فیصلے نہیں ہو سکتے۔

مجھے مسرت ہے کہ میرے ہوش و حواس بحال ہو گئے۔ لیکن میری تمنّا ہے کہ وہ بھی اپنے حواسوں میں واپس آجائیں گے۔ [قہقہہ] یقیناً لڑائی جھگڑے کے لئے دو فریقوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس معاملے میں تو چھوٹی اقلیتوں کو چھوڑتے ہوئے تین بلکہ چار فریق ہیں۔

مسلمانوں کی اذیّت

"جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ نہیں لڑ جھگڑ سکتے' تو کیا میں ان کے ہر آدمی سے مخاطب نہیں ہوں جن میں ہم بھی شامل ہیں؟ میں جانتا ہوں اور میں اسے دُہراتا ہوں کہ مسلمانوں نے اذیت اور مصیبتیں اٹھائیں اور اس حد تک مصائب برداشت کئے کہ میں ان کا سوچ کر لرز جاتا ہوں۔

چھ برس پہلے مسلمانوں کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ وہ صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاتے۔ زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں نے اذیتیں جھیلیں اور اب بھی جھیل رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دی جائیں' لیکن کوئی شے ہمیں کسی بھی طرح سے راہ راست سے ہٹانے اور ڈگمگانے پر مجبور نہیں کر سکتی اور نہ ہی اپنی منزل قیام پاکستان۔۔۔۔۔ کی راہ سے سرمو ہٹا سکتی ہے۔

ہم پاکستان لے کے رہیں گے

"میں اس پلیٹ فارم سے یہ دُہراتا ہوں کہ تاخیر نہ برطانوی حکومت کے لئے سودمند ہے نہ ہندوؤں کے لئے۔ اگر وہ آزادی سے محبت کرتے ہیں' اگر انہیں ہند کی آزادی عزیز ہے' اگر وہ آزاد ہونا چاہتے ہیں' تو جس قدر جلد وہ یہ محسوس کر لیں گے اسی قدر بہتر ہو گا کہ جلد ترین راہ پاکستان کو قبول کر لینا ہے۔ یا تو آپ مان لیں ورنہ ہم آپ کے باوصف یہ (پاکستان) لے کر رہیں گے۔

وہ کیا طور طریقے اختیار کریں گے اور کون سے حربے استعمال کریں گے اس کا انحصار تو وقت اور حالات پر ہو گا۔"

غذائی صورت میں

مدراس اور میسور کی کیفیت نازک ہے۔ ہم اپنا دست تعاون حکومت کے ہر محکمے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ حکومت چاہے جو بھی ہو۔ انسانیت کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ایک شخص بھی بھوک سے نہ مرے۔ جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے صرف ایک ہی فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ہیں فاقہ زدگی کو زیر کرنے کے لئے اپنی بہترین کوشش صرف کر دیجئے۔

جنوبی افریقہ کا جرُم

وہاں جو ہندی ہیں ان کے ساتھ اچھوتوں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ

جنرل اسمٹس یہ کہیں گے کہ (خود) ہند میں چھ کروڑ اچھوت موجود ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ اچھوت پن شرمناک ہے لیکن کیا یہ بات یہ کہنے کی وجہ بن سکتی ہے کہ دو کالوں سے ایک سفید بنتا ہے۔ چونکہ ہند پر یہ لعنت مسلط ہے۔اور اس کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکہ لگا ہوا ہے تو کیا کسی مہذب حکومت کو یہ کہنا زیب دیتا ہے کہ "لہٰذا میں بھی اپنی حکومت کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکہ اپنے ملک کی پیشانی پر اپنی قوم کی پیشانی پر لگاؤں گا۔ اور اگرچہ یہ اس وقت موجود نہیں ہے میں اسے اب جنم دے دوں گا؟

کوئی بھی دیانتدار شخص' خواہ وہ اس ملک میں ہو یا اس سے باہر اس امر سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ گھیٹو کے بارے میں مسودہ قانون تہذیب کے نام پر بٹہ ہے اور یہ ان لوگوں کے خلاف ایک جرم ہے جنہوں نے جنوبی افریقہ کی تعمیر میں مدد دی اور جو (قانونی اعتبار سے) جائز طور پر وہاں موجود ہیں۔ ہماری پوری ہمدردیاں اپنے لوگوں کے ساتھ ہیں جو جدوجہد میں مصروف ہیں۔

فلسطین کے ضمن میں انہوں نے اینگلو۔ امریکی کمیٹی کی ان سفارشات کی مذمت کی جن میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ یہودیوں کو فلسطین میں داخل ہونے دیا جائے۔

"کیا آپ اس سے اس کے علاوہ کوئی اور نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ بدترین قسم کی بددیانتی ہے اور یہ کہ انہوں نے عدل و انصاف کے ہر اصول سے بے اعتنائی برتی۔"

انہوں نے عربوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سفارش کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور اس امر کا اہتمام کریں کہ مزید ایک یہودی بھی سرزمین فلسطین پر قدم نہ دھرنے پائے۔

مسٹر جناح نے سرزمین انڈونیشیا پر ولندیزی سامراج کے قبضے کی مذمت کی اور کہا کہ اب تک برطانیہ نے اس تعلق میں کوئی آبرومندانہ کردار ادا نہیں کیا۔

برطانیہ کی وعدہ شکنیاں

لیبیا کے تعلق میں انہوں نے کہا کہ برطانیہ نے نہایت طمطراق سے وعدہ کیا کہ وہاں کے مسلمانوں کو پھر کبھی اطالوی تسلط کی اذیت برداشت نہیں کرنا پڑے گی' اور اب وہ اپنے اس قول و قرار سے پھر گئے۔

کشمیر میں ہونے والے حالیہ واقعات پر انہوں نے مہاراجہ کو یہ انتباہ کیا:"از راہ عنایت آپ یہ اہتمام کریں کہ ایک معصوم مسلمان کو بھی گزند نہ پہنچے' ورنہ آپ تمام مسلمانوں کو مجبور کر دیں گے کہ وہ سب اس جھمیلے میں کود پڑیں--- اور یہ دراصل بہت سنگین معاملہ ہو جائے گا۔"

مسٹر جناح نے ان صوبوں میں فسادات کا ذکر کیا جہاں کانگرس برسراقتدار ہے اور اس امر کا

اعادہ کیا کہ اس کا واحد علاج قیام پاکستان ہے۔ جب پاکستان قائم ہو جائے گا تو ہندو مختلف انداز سے سوچے گا۔ اس وقت بدقسمتی سے ہندو کے دماغ میں یہ سودا سمایا ہے کہ جہاں کہیں بھی کانگرس کی وزارت ہے ہندو راج قائم ہو گیا ہے۔

اس نوع کے مرض کا کوئی علاج نہیں جب کوئی شخص مغالطے کے زیر اثر ہو تو اس کے لئے ایک ہی جگہ ہوتی ہے اور وہ ہے پاگل خانہ۔ اس مغالطے میں مبتلا ہندو مغرور' ظالم اور جابر بن گیا ہے' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہوش آ جائے گا' لیکن اگر ہوش نہ آیا تو ہوش میں لانے کے لئے ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔

"ان مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے تابوت میں ایک کیل اور ٹھونک رہے ہیں۔ جتنا زیادہ وہ ایسا کریں گے اتنا ہی زیادہ وہ پچھتائیں گے۔" (دی ڈان' ۶ جون' ۱۹۴۶ء)

۸۳۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا بند کمرے میں اجلاس

نئی دہلی ۶ جون ۱۹۴۶ء

"میں نے آپ کو کرپس تجاویز مسترد کرنے کا مشورہ دیا' میں نے آپ کو شملہ کانفرنس فارمولہ مسترد کرنے کا مشورہ دیا' لیکن میں آپ کو برطانوی کابینہ مشن کی تجاویز کے استرداد کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ میں آپ کو انہیں قبول کرنے کا مشورہ دیتا ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے نئی دہلی میں کابینہ مشن کی تجاویز پر کونسل کے بند کمرے کے اجلاس میں طویل بحث کو سمیٹتے ہوئے اگلے روز ۶ جون کو کہا۔

مسٹر جناح نے مزید یہ کہا "قرارداد لاہور کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جب مسلمان اپنا مطالبہ پیش کریں تو اسے یکدم منظور کر لیا جائے گا۔ جدوجہد کا پہلا مرحلہ یہ تھا کہ مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کو منوایا جائے۔ آئینی جنگ آپ نے شروع کی اور جیت لی۔ مشن کی تجاویز کو قبول کر لینے سے حصول پاکستان کی جدوجہد ختم نہیں ہو جاتی' آپ کو اپنی یہ جدوجہد جاری رکھنا ہو گی تاآنکہ پاکستان حاصل ہو جائے۔"

مسٹر جناح نے کہا: "اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو آپ دستور ساز اسمبلی میں تعطل پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے مقصد کی خاطر دستور ساز اسمبلی میں لڑائی جاری رکھیں گے۔ وحدتوں یا گروپوں کے اس حق کے لئے بھی آپ لڑائی کریں گے کہ وہ دوبارہ اس گروپ سے مل جائیں جس سے وہ علیحدہ ہوئے۔"

جہاں تک گروپوں کا تعلق ہے' مسٹر جناح نے مبینہ طور پر اس پر اطمینان کا اظہار کیا

"گروپوں کو ماسوا دفاع، مواصلات اور امور خارجہ کے باقی سب اختیارات حاصل ہوں گے۔ جہاں تک دفاع کا تعلق ہے یہ نئے دستور کے نفاذ تک برطانیہ کے پاس رہے گا۔ سو اس بارے میں ابھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ دستور ساز اسمبلی میں اس بات پر لڑائی کریں گے کہ مواصلات کو صرف دفاعی ضرورتوں تک محدود رکھا جائے۔(انڈین اینول رجسٹر ۱۹۴۶ء جلد ا صفحہ ۱۸۲)

۸۴۔ کشمیر کی صورت حال پر بیان

نئی دہلی ۲۱ جون ۱۹۴۶ء

جہاں تک کشمیر کی انتظامیہ کا صورت حال سے نمٹنے کا تعلق ہے مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ بعض موقعوں پر طاقت استعمال کی گئی اور گولیاں بھی چلائی گئیں جب کہ اس کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ اگر یہ درست ہے تو ان زیادتیوں کی مذمت ہونی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کشمیر کو ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنا چاہیے جو اس بغاوت کے اسباب کا جائزہ لے، اور یہ معلوم کرے کہ کون لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اور یہ بھی دریافت کرے اور اس کا تعین کرے کہ کیا زیادہ طاقت کا استعمال ہوا؟

میں مسلمانان جموں اور کشمیر سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مکمل اتحاد اور یک جہتی برقرار رکھیں اور چوہدری غلام عباس کی قیادت میں مسلم کانفرنس کے پرچم تلے جمع ہو جائیں۔ اور اپنے مطالبات کی حمایت میں مضبوطی سے ڈٹ جائیے جو مجلس عاملہ کی متذکرہ بالا قراردادوں میں مذکور ہیں۔ یہاں میں مسلمانوں کو خبردار کرنا چاہوں گا کہ وہ اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہیں، کشمیر میں نعروں سے گمراہ نہ ہوں اور کوئی اقدام کرنے پر مجبور نہ ہوں، ورنہ یہ ان کے مفادات پر گہرے اثرات مرتب کرے گا۔ اگر آپ نے خود کو چالاک ایجنٹوں کے ہاتھوں میں کھیلنے دیا جن کی کوششیں اور حربے یہ ہیں اور ہوں گے کہ وہ دوستی کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں تک رسائی حاصل کریں اور فی الحقیقت ان میں افتراق اور انتشار پھیلا دیں، تو آپ اپنے نصب العین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

میں جموں اور کشمیر کے مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آل انڈیا مسلم لیگ ان کے جائز مطالبات پورا کرانے اور ان کی شکایات کو رفع کرانے کے سلسلے میں ہر طرح اور ہر ممکن طریقے سے ان کی حمایت کرے گی۔ (دی ڈان، ۲۲ جون ۱۹۴۶ء)

۸۵- عبوری حکومت کی تشکیل میں التواء پر بیان

نئی دہلی، ۲۷ جون ۱۹۴۶ء

"مجھے افسوس ہے کہ کابینہ وفد اور وائسرائے نے یہ مناسب سمجھا کہ عبوری حکومت کی تشکیل کو جو ان کے بیان مورخہ ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کی بنیاد پر ہونے والی تھی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا۔ جیسا کہ اس بیان میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ وائسرائے ۲۶ جون کے آس پاس اس کے افتتاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا دشوار امر ہے کہ وہ کون سے پُراسرار وجوہات اور اسباب ہیں جو اس اچانک التواء کے باعث بنے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہی۔

بیان میں مزید کہا گیا: "مسلم لیگ کابینہ وفد اور وائسرائے کے اس اقدام کو پرزور طریقے سے نامنظور کرتی ہے - چونکہ ۱۶ جون کے بیان میں جملہ حالات، بشمول استرداد منجانب کانگرس، کا جائزہ لے لیا گیا تھا اور یہ امر ۱۶ جون کے بیان کی دفعہ ۸ (اگر اسے متن سمیت پڑھا جائے) سے بالکل واضح ہے۔

وفد اور وائسرائے کے وقار کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ ۱۶ جون کے بیان میں مذکور اساس اور اصولوں کے تحت عبوری حکومت کی تشکیل کی کارروائی کو آگے بڑھاتے۔

میں اس بات پر زور دینا چاہوں گا کہ اگر کسی طریقے سے بھی ان یقین دہانیوں کو کم کرنے کی کوئی کوشش کی گئی جو مسلم لیگ کو دی گئیں، یا ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کے بیان، جسے مسلم لیگ نے قبول کر لیا تھا، کی اساس میں کوئی رد و بدل یا تبدیلی کی گئی تو مسلم ہند اسے کابینہ وفد اور وائسرائے کی عہد شکنی اور تحریری وعدے سے انحراف تصور کرے گا۔ اس صورت میں برطانوی حکومت مسلم ہند اور ان لوگوں کے اعتماد سے محروم ہو جائے گی جن کے بارے میں انہیں توقع تھی کہ وہ ان کی تحریر کے مطابق ان کی طرف سے کام کریں گے۔"

کانگرس کی قرارداد کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "مجھے ان کے اس غیر حقیقی دعوے کہ وہ ہند کی نیابت کرتے ہیں اور ان کے قومی کردار کے دعوے کو بھی پوری قوت کے ساتھ رد کر دینا چاہیے۔ کانگرس ایک ہندو تنظیم ہے اور وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کے سوا اور کسی کی نمائندگی نہیں کرتی۔

مسٹر جناح اسے کانگرس کی غلط تعبیر تصور کرتے ہیں کہ اس امر پر زور دیا جائے کہ کسی صوبے یا صوبوں کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ ابتدا ہی میں گروپ سے باہر نکل جائے/ جائیں اور یہ کہ انہیں کسی بھی مرحلے پر ایسا کرنے کا حق ہے۔ اگر وہ اس ہٹ دھرمی پر قائم رہتے ہیں اور

ایسے اقدام اختیار کرتے ہیں جن سے وہ چیز رک جائے جسے وفد کے ۲۵ مئی کے بیان میں اسکیم کی ناگزیر ہیئت کہا گیا ہے تو سارے کا سارا منصوبہ آغاز میں ہی تباہ ہو جائے گا۔"

مسٹر جناح کے بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

"میں نے صدر کانگرس کے مکتوب بنام لارڈ ویول' مورخہ ۲۵ جون' کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد جو اشاعت کی غرض سے کل اخبارات کو جاری کی گئی اور کابینہ وفد اور وائسرائے کا بیان جو نئی دہلی میں بدھ ۲۶ جون کو جاری کیا گیا' جس کی مجھے نقل فراہم نہیں کی گئی' پر غور کیا۔ میں سمجھتا ہوں میرے لئے یہ ضروری ہے کہ میں مذاکرات کے مختلف مرحلوں میں جو کچھ ہوا اسے مختصراً بیان کر دوں۔

"کابینہ وفد کے ۱۶ مئی اور اس کے بعد ۲۵ مئی کے بیانات سے قبل وائسرائے نے شملہ میں مجھ سے یہ فرمایا کہ وہ ۲ :۵ :۵ کے فارمولے کی اساس پر ایک عبوری حکومت کی تشکیل کا ارادہ رکھتے ہیں یعنی پانچ مسلم لیگ کی جانب سے پانچ کانگرس کی طرف سے اور ایک سکھ اور ایک ہندی مسیحی یا اینگلو انڈین' اور یہ کہ جہاں تک وزارتی قلمدانوں کا تعلق ہے ان میں سے بہت اہم کانگرس اور مسلم لیگ کے مابین مساوی طور پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ مزید تفصیلات کو تبادلہ خیال کے ذریعہ طے کرنے پر چھوڑ دیا گیا۔

"وائسرائے نے مجھے یہ اختیار دیا کہ میں یہ فارمولہ اس مفروضے کے ساتھ کہ طویل المدت منصوبے ایسے ہوں گے جو ہمارے لئے قابل قبول ہوں گے' شملہ میں مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر دوں۔ اس کے بعد مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس سے قبل ۳ جون کی ملاقات کے دوران وائسرائے نے اس فارمولے کا اعادہ کیا اور مجھے اختیار دیا کہ میں اسے اپنی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر دوں۔

یہ ان (مجلس عاملہ) کے لئے منجملہ دیگر امور اور کابینہ وفد کے ۱۶ مئی اور ۲۵ مئی کے بیانات کے اہم ترین قابل توجہ امر تھا'طویل المدت منصوبہ اور عبوری حکومت کی تشکیل کا فارمولہ پوری اسکیم کا جزو لاینفک ہے' چنانچہ اسی اعتبار سے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے ۶ جون ۱۹۴۶ء کا فیصلہ صادر کیا۔

مذاکرات کس طرح ٹوٹے

اس کے بعد وائسرائے نے ۱۳ جون کو ملاقات کی دعوت دی جس کے دوران انہوں نے ایک اور فارمولے ۳ :۵ :۵ کی تجویز پیش کی۔ کانگرسی اخبارات نے ہل چل مچا رکھی تھی' اور پہلے فارمولے کی کانگرس کی جانب سے مخالفت کی وجہ سے میں نے اپنے ۴ جون کے خط کے ذریعہ

وائسرائے کو خبردار کر دیا تھا کہ اس فارمولے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ انحراف کے سنگین نتائج و عواقب برآمد ہوں گے' اور وہ مسلم لیگ کا تعاون حاصل نہ کر پائیں گے' اور یہ کہ ہو سکتا ہے مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ایک بار پھر طلب کرنا پڑے۔

۱۳ جون کی ملاقات کے دوران وائسرائے نے مجھے بتایا کہ وہ اصل فارمولے کی بنیاد میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور اب اس اساس پر گامزن ہونا چاہتے ہیں کہ پانچ کانگرس' پانچ مسلم لیگ اور دیگر تین یعنی ایک سکھ' ایک اچھوت ایک ہندی عیسائی یا اینگلو انڈین۔ ان دشواریوں کے باوصف جن کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ وہ اٹھیں گی' میں نے وائسرائے کو بتایا کہ اگر کانگرس اس نئے فارمولے کو حتمی طور پر قبول کر لے تو میں اسے اپنی مجلس عاملہ کے سامنے ان کے غور و فکر کے لئے پیش کر دوں گا۔

لیکن وائسرائے کی اس دوسری تجویز کو بھی کانگرس نے مسترد کر دیا اور ہزایکسی لینسی وائسرائے نے اپنے مکتوب مرقومہ ۱۵ جون کے ذریعہ مجھے اطلاع دی کہ وہ "اس فارمولے کی بنیاد پر جو انہوں نے مجھے بتایا تھا مفاہمت حاصل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ اب کابینہ وفد اور وہ ۱۶ جون کو ایک بیان جاری کریں گے جس میں وہ اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں اعلان کریں گے۔"

چنانچہ ۱۶ جون کو بیان اخبارات کو بھیج دیا گیا اور اس کی ایک پیشگی نقل مجھے ارسال کر دی گئی۔ ہمیں قطعی طور پر اطلاع دی گئی کہ یہ حتمی ہے اور اس میں کسی رد و بدل کی گنجائش نہیں' ماسواء بیان میں مندرج ناموں کے کہ انہیں قطعی قرار نہیں دیا جا سکتا تاآنکہ وائسرائے کو ان لوگوں کی طرف سے جنہیں عبوری حکومت میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے' دعوت قبول کرنے کی اطلاع موصول نہ ہو جائے۔

۱۶ جون کو میں نے وائسرائے کو خط لکھا جس میں ۱۶ جون کے بیان کے بارے میں چند وضاحتیں طلب کیں' جس کا جواب کابینہ وفد سے مشورہ کے بعد ۲۰ جون کو موصول ہوا۔ میرے سوالات کے جو جواب دیئے گئے ان میں سے اقتباسات حسب ذیل ہیں:

۱۔ جب تک عبوری حکومت میں شمولیت کے لئے مدعو کئے جانے والوں کی طرف سے مجھے اثبات میں جواب موصول نہ ہو جائیں بیان میں مذکور ناموں کو قطعی نہیں سمجھنا چاہیے۔ دو بڑی جماعتوں کی جانب سے منظوری کے بغیر بیان میں کوئی رد و بدل نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ عبوری حکومت ۱۴ ارکان پر مشتمل ہو گی۔ اس تعداد میں کوئی تبدیلی دو بڑی جماعتوں کی رضامندی کے بنا نہیں ہو گی۔

۳- اگر ان نشستوں میں جو فی الوقت اقلیتوں کے لئے مختص کی گئی ہیں کوئی جگہ خالی ہوئی تو قدرتی طور پر میں اسے پُر کرنے کے لئے دونوں بڑی جماعتوں سے صلاح مشورہ کروں گا۔

۴- دونوں بڑی جماعتوں کی رضامندی کے بغیر فرقوں کے درمیان اراکین کا تناسب تبدیل نہیں کیا جائے گا۔

۵- بڑے فرقہ وارانہ ایشوع پر اگر بڑی جماعتوں کی اکثریت ان کے مخالف ہوئی' عبوری حکومت کی جانب سے کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ میں نے صدر کانگرس کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی اور انہوں نے اتفاق کیا کہ کانگرس اس نکتے کو سراہتی ہے۔

"میں نے اپنے مکتوب مرقومہ ۱۹ جون میں وائسرائے کو اطلاع دی تھی کہ چونکہ کانگرس کو مطمئن کرنے کے لئے وقتاً" فوقتاً" اہم تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں اس امر کے پیش نظر مجلس عاملہ کے لئے عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں کوئی فیصلہ کرنا ممکن نہیں جب تک کہ کانگرس ۱۶ جون کی تجاویز کے بارے میں وائسرائے کو اپنے قطعی فیصلے سے مطلع نہ کر دے اور جب تک کہ اس کی مجھے اطلاع نہ دے دی جائے۔

"حتمی طور پر یہ طے پایا کہ کانگرس کو اتوار ۲۳ جون تک اپنے فیصلے کی اطلاع دے دینی چاہیے اور اس روز یا اس کے فوراً بعد لیگ اپنا فیصلہ دے دے۔ کانگرس کی طرف سے ۲۵ جون کی شام گئے تک جواب موصول نہ ہو سکا اور مجھ سے کہا گیا کہ میں اسی شام کو کابینہ وفد اور وائسرائے سے ملاقات کر لوں۔ وہاں مجھے صدر کانگرس کے مکتوب مرقومہ ۲۵ جون کی ایک نقل فراہم کی گئی۔

متذکرہ بالا اہتمام کے تحت میں نے اسی دن یہ جواب اپنی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کر دیا۔ مجلس نے حسب ذیل قرار داد منظور کی جسے اسی رات ہزایکسی لینسی وائسرائے کو ارسال کر دیا

صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مجلس عاملہ کے روبرو اس خط کی نقل پیش کی جو آج شام وائسرائے اور کابینہ وفد کے ساتھ ان کی ملاقات کے دوران فراہم کی گئی تھی۔ یہ خط صدر کانگرس کی جانب سے کابینہ وفد اور وائسرائے کی تجاویز کے جواب میں تھا جو ان کے بیان مورخہ ۱۶ مئی اور ۱۶ جون میں پیش کی گئی تھیں۔

۱- اس مفاہمت کے مطابق کہ مجلس عاملہ مسلم لیگ کانگرس کے فیصلے کے بعد اپنا فیصلہ صادر کرے گی اور جیسا کہ وائسرائے نے اپنے پرائیویٹ سکرٹری کے خط مورخہ ۲۱ جون بنام آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نوابزادہ لیاقت علی خاں میں اس خواہش کا اظہار کیا تھا' مسلم لیگ کے

فیصلے کی اطلاع کانگرس کے جواب کے فورا بعد دے دی جائے۔ مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ' کابینہ وفد اور وائسرائے کے بیان مجریہ ۱۶ جون ۱۹۴۶ء اور ان وضاحتوں اور ضمانتوں کی بنیاد پر جو انہوں نے کابینہ وفد سے صلاح مشورے کے بعد صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۲۰ جون ۱۹۴۶ء میں دیں' یہ فیصلہ کرتی ہے کہ عبوری حکومت میں شمولیت اختیار کر لی جائے۔

۲۔ مجلس عاملہ کانگرس کے اس موقف کو تسلیم نہیں کر سکتی جو متذکرہ بالا مکتوب میں مذکور ہے کہ اسے کابینہ مشن اور وائسرائے کے بیان مجریہ ۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کے کچھ حصوں کی اپنی تاویل کرنے کا حق حاصل ہے جو اس تاویل اور تشریحات کے خلاف ہے جو اس بیان میں درج ہیں جو کابینہ وفد اور وائسرائے نے ۲۵ مئی ۱۹۴۶ء کو جاری کیا۔

۳۔ صدر کانگرس کے مکتوب کے باقی حصے پر مجلس عاملہ فی الحال اپنی رائے محفوظ رکھتی ہے۔

"مجھے افسوس ہے کہ کابینہ وفد اور وائسرائے نے یہ مناسب سمجھا کہ عبوری حکومت کی تشکیل کو غیر معینہ عرصے کے لئے ملتوی کر دیا جائے جو ان کے بیان مجریہ ۱۶ جون کی بنیاد پر ہو رہی تھی۔ جیسا کہ اس بیان میں واضح طور سے کہا گیا ہے کہ وائسرائے ۲۶ جون کے لگ بھگ عبوری حکومت کے افتتاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا خاصا دشوار کام ہے کہ وہ کون سی پراسرار وجوہات اور اسباب ہیں جن کے باعث یہ اچانک التواء کا فیصلہ کیا گیا۔

"مسلم لیگ پُرزور طریقے سے کابینہ وفد اور وائسرائے کے اس اقدام کو مسترد کرتی ہے۔ چونکہ ۱۶ جون کے بیان میں جملہ حالات' بشمول استرداد منجانب کانگرس' کا جائزہ لے لیا گیا تھا اور یہ امر ۱۶ جون کے بیان کی دفعہ ۸ (اگر اسے سیاق و سباق سمیت پڑھا جائے) سے بالکل واضح ہے۔ وفد اور وائسرائے کے وقار کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ ۱۶ جون کے بیان میں مذکور اساس اور اصولوں کے تحت عبوری حکومت کی تشکیل کی کارروائی کو آگے بڑھاتے۔

کانگرس کا غیر حقیقی دعویٰ

جہاں تک کانگرس کی قرارداد کا تعلق ہے مجھے ان کے اس غیر حقیقی دعوے کو کہ وہ ہند کی نیابت کرتے ہیں اور ان کے 'قومی' کردار کے دعوے کو بھی پوری قوت کے ساتھ رد کر دینا چاہیے۔ کانگرس ایک ہندو تنظیم ہے اور وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کے سوا اور کسی کی نمائندگی نہیں کرتی۔ یقینی طور پر وہ مسلمانوں کی تو ہرگز نمائندگی نہیں کرتے اور محض یہ واقعہ کہ مٹھی بھر کرایے کے مسلمان سجاوٹ کی غرض سے ان کے پاس موجود ہیں' انہیں قومی کردار عطا نہیں کر سکتا جس کا وہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں' نہ ہی ہند کی نیابت کا حق' جس کا وہ راگ الاپتے رہتے

ہیں۔

"یہ امر حالیہ انتخابات سے بلا کسی شک و شبہ کی گنجائش کے ثابت ہو چکا ہے جس کے نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مختلف مجالس قانون سازی کی جملہ مسلم نشستوں میں سے نوے فی صد نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں اور باقی دس فی صد میں سے بھی کانگرس کا حصہ چار فی صد سے زیادہ نہیں بنتا۔

لہٰذا کانگرس کو مسلمانوں کی نمائندگی یا ان کی جانب سے بات کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں' اور عبوری حکومت کے قیام کی تجاویز کو قبول کرنے سے ان کا انکار بدطینتی کے محرکات پر مبنی ہے۔ اول وہ مسلمانوں اور اونچی ذات کے ہندوؤں کے درمیان مساوات میں خلل ڈالنا ہے۔ یہ [مساوات] انہوں نے گذشتہ برس شملہ میں ویول تجاویز کے تعلق میں وائسرائے کی طلب کردہ کانفرنس میں تسلیم کی تھی۔ دوم ان کا [اپنے کوٹے میں سے] ایک مسلمان کو نامزد کرنے پر اصرار کا مقصد لیگ کی مبادیات اور اس کے مسلم قوم کی نمائندگی کے کردار پر ضرب لگانا ہے اور اپنا یہ غلط دعویٰ ثابت کرنا ہے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندگی بھی کرتی ہے اور یہ کہ مسلم لیگ مسلم ہند کی نمائندہ تنظیم نہیں ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کانگرس کا دعویٰ نہ درست ہے' نہ ہی حقائق پر مبنی ہے' لہٰذا مسلم لیگ کسی ایسے لائحہ عمل کو اختیار کرنے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ فریق نہیں بن سکتی ہے جو [کانگرس کے] اس غلط دعوے کو درست ثابت کرنے پر منتج ہو۔

تحفّظ ازبس ضروری ہے

"جہاں تک اس تحفظ کا تعلق ہے کہ کسی بڑے فرقہ وارانہ ایشوع کا اس صورت میں کوئی فیصلہ نہ کیا جائے اگر بڑی جماعتوں کی اکثریت اس کی مخالف ہو' جس کے بارے میں وائسرائے نے بھی ضمانت دی تھی۔ یہ اس لئے بھی ازبس ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کے مفادات کی حفاظت کی جا سکے' جیسا کہ اب تو تعداد بھی بارہ سے چودہ ہو گئی ہے۔ ہر چند کہ اونچی ذات ہندوؤں اور مسلمانوں [کی نمائندگی] میں مساوات ہے لیکن مجلس میں من حیث المجموع ہندو ایک تہائی سے زیادہ کی اکثریت میں ہوں گے۔"

"میں نے صدر کانگرس کے مکتوب سے یہ تاثر اخذ کیا ہے کہ وائسرائے نے ان سے یہ کہا تھا کہ نمائندگی کے ضمن میں ان کی تجویز میں نہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین اور نہ ہی کانگرس اور مسلم لیگ میں کوئی مساوات تھی۔ جیسا کہ اس امر سے ظاہر ہے کہ کانگرس کے چھ ہندو نامزد ہونے تھے اور مسلم لیگ کے پانچ مسلمان' چھ ہندوؤں میں سے ایک نمائندہ اچھوتوں کا ہونا تھا۔"

آیا یہ بات درست ہے یا نہیں۔ یہ اس کے برعکس ہے جو بات وائسرائے نے اپنے مکتوب مرقومہ ۲۰ جون میں ان نکات کی وضاحت کرتے ہوئے کہی جو میں نے اٹھائے تھے اور اس میں وہ کہتے ہیں : "فرقوں کے اراکین کا تناسب دو بڑی جماعتوں کی رضامندی کے بغیر تبدیل نہیں کیا جائے گا۔" تاہم میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر مساوات کے اصول سے انحراف کیا گیا یا کانگرس کو ایک مسلمان کی نامزدگی کی اجازت دی گئی تو جو بھی صورت ہو، مسلم لیگ کے لئے اتفاق رائے ناممکن ہو گا کہ اس سے مسلم لیگ کے بنیادی اصولوں پر ضرب لگے گی۔

کابینہ وفد اور وائسرائے کے ۱۶ مئی اور اسکے بعد ۲۵ مئی کے وضاحتی بیان کے باوصف، جس میں انہوں نے [مختلف نکات کی] مستند تاویل پیش کر دی تھی، کانگرس، صدر کانگرس کے مکتوب اور اپنی قرارداد دونوں میں، اپنی غلط تاویل پر اڑی رہی کہ کسی بھی صوبے یا صوبوں کو ابتدا ہی میں گروپ سے باہر نکل جانے کا حق حاصل ہے اور انہیں کسی بھی مرحلے پر ایسا کرنے کا حق ہے۔

"یہ بالکل واضح اشارہ ہے کہ کانگرس خلوص نیت اور تعاون اور پُرامن مفاہمت کے دیانتدارانہ جذبے کے ساتھ طویل المدت منصوبے کو قبول نہیں کر رہی ہے۔ اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور ایسے اقدام کرے جن سے اس کے آگے بند لگ جائے جسے کابینہ وفد نے اپنے ۲۵ مئی کے بیان میں اسکیم کی ناگزیر خصوصیات کہا تھا تو سارا منصوبہ آغاز میں ہی تباہ ہو جائے گا۔

کانگرس کا پروپاگنڈا

جہاں تک صدر کانگرس کے مکتوب میں دیگر بہت سے بیانات اور الزامات کا تعلق ہے ان کا مقصد محض پروپاگنڈا ہے اور ان میں بعض تو فوری مسائل سے بھی بے تعلق ہیں لیکن میرے پاس ان سے نمٹنے کا کوئی طریقہ نہیں کیونکہ مجھے اس کا علم نہیں کہ صدر کانگرس اور وائسرائے یا وفد کے مابین کیا معاملہ گزرا کیونکہ میرے پاس وہ مراسلت موجود نہیں ہے جو مختلف نکات کے بارے میں ان کے درمیان ہوئی جس کا اس مکتوب میں تذکرہ کیا گیا۔

اخیر میں مَیں اس امر پر زور دینا چاہوں گا کہ اگر کسی طرح سے بھی ان ضمانتوں کو دبانے کی کوشش کی گئی جو مسلم لیگ کو دی گئیں یا ۱۶ جون کے بیان کی بنیاد کو تبدیل کرنے یا اس میں رد و بدل کیا گیا جسے مسلم لیگ نے قبول کر لیا تھا، تو مسلم ہند اسے کابینہ اور وائسرائے کی جانب سے اپنے تحریری عہد سے پھرنے اور عہد شکنی پر محمول کرے گا۔ اس صورت میں برطانوی حکومت مسلم ہند اور ان لوگوں کے اعتماد سے محروم ہو جائے گی جن سے وہ اپنے عہد کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے کی توقع کرتے ہیں۔"

(دی ڈان، ۲۶ جون ۱۹۴۶ء)

۸۶- وائسرائے کے بیان کی تردید میں بیان

نئی دہلی ۲۹ جون ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح نے ایک بیان میں الزام لگایا ہے کہ کابینہ وفد اور وائسرائے اپنی حتمی تجاویز کی اشاعت کے دس روز کے اندر اندر اپنے ۱۶ جون کے بیان کو جامہ عمل نہ پہنا کر اپنے عہد سے منحرف ہو گئے۔

مسٹر جناح نے اس امر کی مذمت کی کہ کابینہ وفد اور وائسرائے اور ان کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی اس میں سے صرف چند خطوط نکال کر شائع کر دیئے گئے۔ لہٰذا مسٹر جناح نے وہ تمام خط و کتابت اشاعت کے لئے جاری کر دی جو ان کے اور وائسرائے کے مابین ہوئی۔

مسٹر جناح نے دیگر نکات کے ساتھ ساتھ حسب ذیل پر اظہار رائے کیا:

وائسرائے نے مجھے یقین دلایا تھا کہ عبوری حکومت ۵:۵:۲ کے فارمولے پر مبنی ہوگی۔

وفد عبوری حکومت کی تشکیل کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر کے اپنے الفاظ سے پھر گیا۔

مجلس دستور ساز کا انتخاب ملتوی کر دینا چاہیے- وفد کے بیانات کے مطابق طویل المدت اور قلیل المدت منصوبے باہم گرل کر ہی ایک مکمل حل کو ترتیب دیتے ہیں' چنانچہ یہ ناپسندیدہ عمل ہو گا کہ ایک جزو یعنی انتخابات مجلس دستور ساز کو جامہ عمل پہنا دیا جائے اور دوسرے جزو کو ملتوی کر دیا جائے۔

وائسرائے کا مکتوب مورخہ ۲۵ جون مسٹر جناح کو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی قرارداد منظور کرنے کے بعد موصول ہوا جس میں مجلس عاملہ نے عبوری تجاویز کو قبول کر لیا تھا۔

وائسرائے نے اپنے اس خط میں کہا تھا کہ عبوری حکومت کی تشکیل کے بارے میں مذاکرات مجلس دستور ساز کے انتخابات کے مکمل ہو جانے کے بعد دوبارہ شروع کئے جائیں گے۔

مسٹر جناح کے بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

کابینہ وفد اور وائسرائے نے یہ مناسب سمجھا کہ میرے' وفد اور وائسرائے کے درمیان جو مراسلت ہوئی اس میں سے چند خطوط نکال کر شائع کر دیئے جائیں۔ باقی ماندہ خطوط بھی موجودہ تنازعہ کے حوالے سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

یہ کہ وائسرائے نے واضح طور پر مجھے بتایا تھا کہ ۵:۵:۲ کے فارمولے کی بنیاد پر اپنی عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے کارروائی کریں گے۔ یعنی پانچ مسلم لیگ کے نمائندے اور پانچ کانگرس کے نمائندے' ایک سکھ اور ایک ہندی مسیحی یا اینگلوانڈین اور یہ کہ جہاں تک وزارتی قلمدانوں کا

تعلق ہے اہم ترین قلمدان مسلم لیگ اور کانگرس میں مساوی طور پر تقسیم کئے جائیں گے' باقی تفصیلات تبادلہ خیال کے لئے کھلی چھوڑ دی گئیں۔

مزید برآں وائسرائے نے مجھے یہ اختیار دیا کہ میں اپنی مجلس عاملہ اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سامنے اس فارمولے کو پیش کر سکتا ہوں۔ جو میں نے کیا اور اسی اساس پر مجلس عاملہ اور کونسل کو طویل المدت منصوبہ اور عبوری حکومت کی تجویز کو من حیث المجموع قبول کرنے پر راغب کیا گیا۔

اس فارمولے کو بڑی اہمیت حاصل تھی اور اس نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کو حتمی فیصلہ کرنے میں متاثر کیا' جو ۷ جون کو وائسرائے کو ارسال کر دیا گیا۔ اس کے فوراً بعد کانگرسی اخبارات نے اس فارمولے کے خلاف ایک شورش برپا کر دی اور میں نے ۸ جون کو احتیاطاً وائسرائے کو مطلع کیا کہ اس فارمولے سے انحراف نہیں ہونا چاہیے۔ اس مکتوب کا مکمل متن حسب ذیل ہے جو اپنی وضاحت خود کرتا ہے:

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح بنام وائسرائے ہند مرقومہ ۸ جون ۱۹۴۶ء

ڈیر لارڈ ویول' عبوری حکومت کی تشکیل کے بارے میں ہمارے تبادلہ خیال کے دوران پہلے شملے میں اور بعد ازاں میری واپسی کے بعد ۳ جون کو لیکن مجلس عاملہ مسلم لیگ کے اجلاس سے قبل آپ نے ازراہ عنایت مجھے اس امر کا یقین دلایا تھا کہ بارہ قلمدان وزارت ہوں گے جن میں سے پانچ مسلم لیگ کی جانب سے اور پانچ کانگرس کی طرف سے' ایک سکھ اور ایک عیسائی یا اینگلو انڈین اور یہ کہ جہاں تک وزارتی قلمدانوں کا تعلق ہے وہ مساوی طور پر لیگ اور کانگرس کے مابین تقسیم کئے جائیں گے۔ باقی تفصیلات تبادلہ خیال کے لئے کھلی چھوڑ دی گئیں۔

آپ کی پیشگی اجازت سے میں نے مجلس عاملہ کو آپ کی اس یقین دہانی سے مطلع کیا اور یہ کابینہ مشن کے بیان کے علاوہ اہم ترین قابل لحاظ امر تھا جس نے اس کے وزن کو محسوس کیا۔

ان دونوں نے مل کر ایک کُل' ترتیب دیا اور اس طرح آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے ۶ جون کو اپنا حتمی فیصلہ کر دیا۔ مجھے آپ کو مزید اطلاع دینی ہے کہ اسی طرح مجھے کونسل کے سامنے بھی آپ کی یقین دہانی کو دُہرانا پڑا اس سے قبل کہ وہ اپنی منظوری عطا کرتی۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بند کمرے میں منعقد ہوا تھا اور ایوان میں شروع میں اس اسکیم کی سخت مخالفت کی گئی۔ بحث مباحثے کے دوران ابتدائی مرحلے میں ہی جب میں نے' بار بار کئے جانے والے اس اہم سوال کے جواب میں کہ عبوری حکومت کے

تعلق میں ہماری کیا کیفیت ہو گی؟' بیان دیا۔

اگر یہ یقین دہانی نہ ہوتی تو ہم کونسل سے اس اسکیم کی منظوری حاصل نہ کر پاتے۔ جیسا کہ آپ نے استدعا کی تھی میں نے ممکنہ حد تک یہ احتیاط برتی کہ آپ کی یقین دہانی اظہر من الشمس نہ ہونے پائے۔

میں آپ کے نام یہ خط اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کانگرس کے اخبارات نے آپ کے متذکرہ بالا فارمولے کے' خلاف خبیث طوفان برپا کر رکھا ہے' جس کی بدولت ہی ہم کونسل کا فیصلہ حاصل کر سکے۔

اس فارمولے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ انحراف سنگین عواقب پر منتج ہو گا اور مسلم لیگ کا تعاون حاصل نہ کر پائیں گے۔

آپ کو مزید یہ علم بھی ہے کہ کانگرس اپنے کوٹے میں ایک مسلمان کو نامزد کر کے ایک جارحانہ رویہ اختیار کر سکتی ہے جس کی مسلم لیگ پورے زور سے مزاحمت کرے گی اور یہ ہمارے سامنے ایک اور زبردست رکاوٹ بن جائے گی۔ (آپ کا مخلص۔ ایم۔ اے۔ جناح)

وائسرائے نے اپنے خط مورخہ ۹ جون کے ذریعے اس کا جواب دیا اور اس خط میں میرے بیان کردہ حقائق سے تو کوئی تعرض نہ کیا صرف ان کے بقول اس نکتے پر کوئی یقین دہانی نہیں کرائی گئی تھی۔ وائسرائے کے خط کا مکمل متن درج ذیل ہے:

"ڈیر مسٹر جناح'

آپ کے کل کے خط کا شکریہ' آپ ۲ :۵ :۵ کے تناسب کے بارے میں ضمانت کی بات کرتے ہیں۔ اس نکتے پر کوئی یقین دہانی نہیں کرائی لیکن میں نے آپ کو بتایا تھا جیسا کہ میں نے کانگرس کو بتایا تھا کہ یہ بات میرے ذہن میں ہے۔ یہ میری طرف سے غلط بات ہو گی اگر میں آپ کا یہ تاثر قائم رہنے دوں کہ میری طرف سے کوئی یقین دہانی دی گئی تھی اگرچہ میں توقع کرتا ہوں کہ اس بنیاد پر ہمارے درمیان کوئی مفاہمت ہو سکتی ہے۔ آپ کا مخلص ویول"

تاہم یہ واقعہ اپنی جگہ پر کہ انہوں نے یہ بات مجھے سنائی اور یہ اختیار دیا کہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ اور کونسل کو سنا دوں اور یہ دونوں اپنے فیصلے کرنے کے ضمن میں اسی قول کو باور کرتے ہوئے راغب ہوئیں۔

اگلی اہم تاریخ ۱۳ جون ہے جب وائسرائے نے مجھے ملاقات کی دعوت دی اور عبوری حکومت کی تفصیل کے ضمن میں اچانک ایک نیا فارمولہ پیش کر دیا یعنی ۳ :۵ :۵۔ میں پہلے ہی اس امر کی وضاحت کر چکا ہوں کہ اس نظر ثانی شدہ فارمولے کے تعلق میں میرے اور ان کے

درمیان کیا بات چیت ہوئی۔

لیکن وائسرائے اس فارمولے کی بنیاد پر بھی کانگرس کے ساتھ کوئی مفاہمت کرنے میں ناکام رہے اور انہوں نے اپنے ۱۵ جون کے خط کے ذریعے مجھے یہ اطلاع دی کہ کابینہ وفد اور وہ ۱۶ جون کو ایک بیان جاری کر رہے ہیں جس میں وہ بتائیں گے کہ وہ کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مکتوب منجانب وائسرائے ہند بنام مسٹر ایم۔ اے۔ جناح مورخہ ۱۵ جون ۱۹۴۶ء

"ڈیر مسٹر جناح

میں آپ کو یہ اطلاع دینے کے لئے یہ سطور قلمبند کر رہا ہوں کہ میں کانگرس کے نمائندوں کے ساتھ تبادلہ خیال کے بعد عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں اس بنیاد پر مفاہمت کرنے میں ناکام ہو گیا ہوں جو میں نے آپ کے سامنے تجویز کی تھی۔

لہٰذا کابینہ وفد اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہم ایک بیان جاری کریں گے جس میں ہم اس لائحہ عمل کی تفصیل بیان کریں گے جو ہم اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اشاعت سے قبل اس کی ایک نقل آپ کو فراہم کر دیں گے۔

آپ کا مخلص ویول"

ان کی حتمی تجاویز ان کے ۱۶ جون کے بیان میں درج تھیں اور اب وہ عبوری حکومت کی تشکیل کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرنے کا اعلان کر کے ان تجاویز سے بھی پھر گئے ہیں۔

عجیب و غریب تاویل

جہاں تک میری ۲۵ جون شام ساڑھے پانچ بجے کی ملاقات جس کے لئے مجھے کابینہ وفد اور وائسرائے نے اچانک بلا بھیجا تھا' ہماری گفت و شنید کے دوران ۱۶ جون کے بیان کی ایک عجیب و غریب تاویل پیش کی گئی اور مجھے اظہار رائے کی دعوت دی گئی۔ اور میں نے پرزور انداز میں ان سے اختلاف رائے کا اظہار کیا۔

یہ طے پایا کہ وہ اپنے حتمی خیالات کی اطلاع مجھے تحریری طور پر ارسال کریں گے اور اس اقدام سے بھی مطلع کریں گے جو وہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر وائسرائے نے مجھے اپنا ۲۵ جون کا خط ارسال کیا جو مجھے' جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں' نصف شب کے قریب موصول ہوا' جب کہ مجلس عاملہ اپنی قرارداد منظور کرنے کے بعد اخبارات کو جاری کر چکی تھی۔

جیسا کہ اب ظاہر کیا جا رہا ہے اگر' وہ پہلے ہی اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں اپنا حتمی فیصلہ کر چکے تھے تو وائسرائے نے اس فیصلے کی دن میں مجھے اطلاع کیوں نہ دی' جب کہ انہیں

کانگرس کا جواب ۲۵ جون کو دوپہر سے پہلے مل گیا تھا' اور اس کی بجائے مجھے بحث مباحثہ کے لئے بلا بھیجا گیا کہ ۱۶ جون کے بیان کے پیراگراف ۸ کی درست تاویل کیا ہو یا اس کی صحیح عبارت کیسے ضبط تحریر میں لائی جائے' اور پھر مجھ سے یہ کہنا کہ کابینہ وفد اور وائسرائے مجھ سے رابطہ قائم کرے گا اور بتائے گا کہ وہ آئندہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

میں ذیل میں وائسرائے کے خط مورخہ ۲۵ جون اور اپنے جواب کا مکمل متن دے رہا ہوں جو میں نے ۲۶ جون کو وائسرائے کو بھیجا تھا۔ جس کا وائسرائے نے ۲۷ جون کو جواب دیا اور مجھے بتایا کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ ایک عارضی نگران حکومت بنا دیں جو مجلس دستور ساز کے انتخابات مکمل ہو جانے کے بعد مذاکرات کے دوبارہ شروع ہونے تک کام کرے۔

مکتوب منجانب وائسرائے ہند مورخہ ۲۵ جون

"ڈیر مسٹر جناح:

آپ نے ایک خط کے لئے کہا تھا جس میں ان باتوں کی تصدیق کر دی جائے جو وفد نے آپ سے کہیں۔

ہم نے آپ کو مطلع کیا تھا کہ کانگرس نے ۱۶ مئی کا بیان تو قبول کر لیا ہے جب کہ عبوری حکومت میں شمولیت سے انکار کر دیا جس کی تجویز ۱۶ جون کے بیان میں پیش کی گئی تھی۔

اس سے وہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس میں ۱۶ جون کے بیان کا پیراگراف نمبر۸ مؤثر ہو جاتا ہے۔ اس پیراگراف میں کہا گیا ہے اگر دونوں بڑی جماعتوں میں سے کوئی ایک مخلوط حکومت میں' جو بیان میں مذکور خطوط پر ترتیب دی جائے گی' شرکت پر رضامند نہ ہو تب وائسرائے ایک عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں کارروائی کریں گے جو ممکنہ حد تک نمائندہ ہو گی اور ان لوگوں پر مشتمل ہو گی جو ۱۶ مئی کے بیان کو قبول کر لینے پر آمادہ ہوں گے۔

چونکہ اب کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نے ۱۶ مئی کا بیان قبول کر لیا ہے' ارادہ یہ ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے مخلوط حکومت قائم کر دی جائے جس میں دونوں جماعتیں شامل ہوں۔ تاہم طویل مذاکرات کے پیش نظر جو پہلے ہی ہو چکے ہیں اور چونکہ ہم سب کو دیگر امور بھی سرانجام دینے ہیں' ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ بہتر ہو گا کہ عبوری حکومت کی تشکیل کے سلسلے میں مزید مذاکرات کرنے سے قبل ایک چھوٹا سا وقفہ ہو جائے۔

لہٰذا یہ لائحہ عمل ہے جو ہم تجویز کرتے ہیں بالآ یہ کہ دونوں بڑی جماعتیں آئندہ چند روز کے اندر اندر کسی ایسی اساس پر متفق ہو جائیں جس پر وہ ایک مخلوط حکومت میں تعاون کر سکیں۔

اس اثناء میں جیسا کہ ۱۶ مئی کے بیان میں مذکور ہے مجلس دستور ساز کے انتخاب اور اسے طلب کرنے کے ضمن میں کارروائی ہو رہی ہے۔ آپ کا مخلص ویول"

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح بنام وائسرائے ہند مورخہ ۲۶ جون

"ڈیر لارڈ ویول

مجھے آپ کا مکتوب مرقومہ ۲۵ جون گذشتہ شب نصف شب کے قریب موصول ہوا۔ اس سے قبل میں آپ کو وہ قرارداد ارسال کر چکا تھا جو میری مجلس عاملہ نے اپنے کل کے اجلاس میں منظور کی تھی۔ اس کے ساتھ جو خط منسلک تھا اس پر بھی کل ہی کی تاریخ درج تھی۔ قرارداد میں کابینہ وفد اور آپ کے ۱۶ جون کے بیان اور آپ کی ان وضاحتوں اور ضمانتوں کی اساس پر' جو آپ کے میرے نام مکتوب مورخہ ۲۰ جون میں مذکور تھیں اور جو آپ نے کابینہ وفد سے صلاح مشورے کے بعد دی تھیں' عبوری حکومت میں شامل ہونا منظور کر لیا تھا۔

مجھے افسوس ہے کہ کانگرس نے ۱۶ مئی کے بیان کو منظور کرتے ہوئے ۱۶ جون کے بیان میں مجوزہ عبوری حکومت کی تجاویز کو مسترد کر دیا۔ جو اس تعلق میں کابینہ وفد اور آپ کا قطعی فیصلہ تھا۔

کیا میں آپ کی توجہ ۱۶ جون کے بیان کے پیراگراف نمبر ۸ کی جانب مبذول کرا سکتا ہوں جس میں واضح طریقے سے کہا گیا ہے کہ ۱۶ مئی کے بیان کی منظوری اور ۱۶ جون کے بیان میں مذکور حتمی تجاویز کا استرداد اس اساس اور ان اصولوں کو تبدیل نہیں کر سکتا جو اس میں درج ہیں؟

ان حالات میں جیسا کہ ۱۶ جون کے بیان کے پیراگراف نمبرے میں مذکور ہے کہ آپ ۲۶ جون کے آس پاس عبوری حکومت کے افتتاح کی تیاری کر رہے ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ اس معاملے میں تاخیر روا نہ رکھیں گے بلکہ اپنے ۱۶ جون کے بیان کی اساس پر عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں کارروائی کو بے جھجک آگے بڑھائیں گے۔

آپ کا مخلص' ایم۔ اے۔ جناح"

مکتوب منجانب وائسرائے ہند مورخہ ۲۷ جون

"ڈیر مسٹر جناح

آپ کے کل کے خط کا شکریہ۔ مجھے افسوس ہے کہ میرا خط آپ کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے اختتام سے قبل آپ تک نہ پہنچ سکا۔

جیسا کہ ہم نے منگل کی ملاقات کے دوران آپ کے سامنے وضاحت کی تھی کابینہ مشن اور

میں یہ سمجھتے ہیں کہ ۱۶ جون کے بیان کے پیراگراف نمبر۸ کی روشنی میں مَیں صاف طور پر اس امر کا پابند ہوں کہ مَیں ایسی حکومت قائم کرنے کی کوشش کروں جو دونوں بڑی جماعتوں کی نمائندگی کرتی ہو چونکہ دونوں نے ۱۶ مئی کا بیان قبول کر لیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ مذاکرات دوبارہ شروع کرنے سے پہلے ایک چھوٹا سا وقفہ از بس ضروری ہے اور جیسا کہ ہم نے آپ کو اطلاع دی تھی کہ یہ تجویز کی گئی ہے کہ افسروں پر مشتمل ایک عارضی نگران حکومت قائم کر دی جائے۔ میں مجلس دستور ساز کے انتخابات کی تکمیل کے بعد دوبارہ مذاکرات شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس اثناء میں کابینہ مشن واپس وطن چلا جائے گا تاکہ وہاں روئیداد پیش کی جا سکے۔ آپ کا مخلص' ویول"

جہاں تک مجلس دستور ساز کے انتخابات کو ملتوی کر دینے کے بارے میں میری استدعا کا تعلق ہے۔ وائسرائے کے ۲۸ جون کے دو خطوں کے جواب میں میرا خط مورخہ ۲۸ جون' مطبوعہ خطوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ میں وائسرائے کے خط مورخہ ۲۷ جون' جو اوپر درج ہے' کے جواب میں اپنا خط مورخہ ۲۸ جون اور وائسرائے کے ۲۸ جون کے دو خطوں' جو کل اشاعت کے لئے جاری کئے گئے' کے جواب میں اپنا ۲۸ جون کا خط بھی اشاعت کے لیے جاری کر دوں۔ دونوں خطوں کا متن حسب ذیل ہے۔

مکتوب منجانب مسٹر جناح مورخہ ۲۸ جون بنام وائسرائے ہند

"ڈیر لارڈ ویول

مجھے آپ کا مکتوب مورخہ ۲۷ جون موصول ہو گیا ہے۔

میں نے پہلے ہی اپنے خط مورخہ ۲۶ جون کے ذریعہ اور منگل ۲۵ جون کی شام کو کابینہ مشن اور آپ کے ساتھ ملاقات کے دوران آپ کی خدمت میں یہ عرض کر دیا تھا کہ آپ کے وقار کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنے ۱۰ جون کے بیان' جو حتمی تھا' اور ہمیں دی ہوئی ضمانتوں کے مطابق فوراً اپنی عارضی حکومت قائم کرنے کے سلسلے میں کارروائی کریں۔

کابینہ وفد اور آپ نے ۲۶ جون کو رات گئے ایک سرکاری بیان جاری کیا اور جیسا کہ میں نے اپنے بیان میں جو کل اخبارات کو اشاعت کے لئے جاری کیا گیا یہ کہا ہے کہ عبوری حکومت کے قیام کو ملتوی کرنے کا اعلان کر کے آپ نے اپنے عہد سے منحرف ہونے اور پیمان شکنی کرنے کا فیصلہ کیا۔

اب مجھے آپ کا مکتوب مورخہ ۲۷ جون موصول ہوا ہے اور میں آپ کو ان سطور کے ذریعہ

مطلع کرتا ہوں کہ میں آپ سے اس بارے میں اتفاق نہیں کر سکتا کہ مذاکرات دوبارہ شروع کرنے سے پہلے چھوٹا سا وقفہ از بس ضروری ہے۔" میں اس امر کا اعادہ کرتا ہوں کہ آپ کو ۱۶ جون کے بیان کے پیراگراف نمبر ۸ کی روشنی میں بلا کسی تاخیر کے اقدام کرنا چاہیے تھا۔

لیکن چونکہ آپ نے کابینہ وفد اور اپنے سرکاری بیان میں یہ لائحہ عمل اختیار کیا ہے' جو نہ منصفانہ ہے اور نہ عادلانہ' میں پرزور انداز میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں' بلا کسی ذمہ داری کے' کہ مجلس دستور ساز کے انتخابات بھی ملتوی کر دیئے جائیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جملہ متعلقہ دستاویزات اور بالخصوص کابینہ اور آپ کے دو بیان مورخہ ۱۶ مئی اور ۱۶ جون کے مطابق طویل المدت منصوبہ اور عبوری حکومت کی تشکیل ایک کُل کو ترتیب دیتے ہیں اور یہ پوری اسکیم کے دو جزو لاینفک ہیں۔

لہٰذا یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے کہ ایک جزو یعنی انتخابات مجلس دستور ساز پر کارروائی ہو اور دوسرے جزو کو ملتوی کر دیا جائے۔

آپ کا مخلص

ایم۔ اے۔ جناح"

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح مورخہ ۲۸ جون بنام وائسرائے

"ڈیر لارڈ ویول

مجھے آپ کا ۲۸ جون کا خط مل گیا ہے۔ میرے بیان میں جو ۲۷ جون کو اخبارات میں اشاعت کے لئے جاری کیا گیا حقائق کو درست طور پر بیان کیا گیا ہے۔

وہ وضاحت جو اب آپ اپنے مکتوب زیر جواب میں پیش کرتے ہیں کہ میرے اور کابینہ وفد اور آپ کے درمیان کیا بیتا' کسی طور سے بھی صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں لاتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے مجلس عاملہ کے اجلاس سے قبل مجھے اپنے خیالات سے سرکاری طور پر مطلع نہیں کیا۔

میں نے آپ سے یہ استدعا کی تھی کہ آپ سرکاری طور پر مجھے اپنے خیالات سے آگاہ کر دیں اور آپ نے اپنے خط مورخہ ۲۵ جون کے ذریعہ ایسا کیا جو مجھے نصف شب گزرنے کے بعد موصول ہوا جب کہ مجلس عاملہ اپنی قرارداد منظور کر چکی تھی اور اسے اخبارات کو جاری کر دیا گیا جو اس مفاہمت کے عین مطابق تھی کہ ہم کانگرس کے فیصلے کے فوراً بعد اپنا جواب دے دیں گے۔

اگر آپ اس بات کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتے ہیں کہ ملاقات کے دوران' جس میں ہم نے بہت سے امور پر تبادلہ خیال کیا' آپ نے اپنی طرف سے کسی تبدیلی کا اشارہ کیا تھا' تو آپ ایسا کر

سکتے ہیں۔

جہاں تک آپ کے مکتوب کے پیراگراف نمبر ۲ کا تعلق ہے مجھے تعجب ہوتا ہے جب آپ یہ کہتے ہیں کہ جن ضمانتوں کا میں نے اپنے بیان میں آپ کے خط سے حوالہ دیا وہ اس صورت میں دی گئیں تھیں کہ "اگر دونوں بڑی جماعتوں نے ۱۶ جون کے بیان کو قبول کر لیا۔"

اس طرح کا کوئی اشارہ کسی شرط کے بارے میں آپ کے ۲۰ جون کے خط میں نہیں دیا گیا جس کے بارے میں مجھے آپ کے سکریٹری سے پتہ چلا ہے کہ اسے بھی دیگر مراسلت کے ساتھ اخبارات کو اشاعت کے لئے جاری کر دیا گیا۔ کیا میں یہ استدعا کر سکتا ہوں کہ اس خط کو بھی جاری کر دیا جائے؟

مجھے ۲۸ جون کا ایک دوسرا خط بھی موصول ہو گیا ہے۔ کیا میں آپ سے یہ درخواست کر سکتا ہوں کہ میرے ۲۸ جون کے خط کا پورا متن شائع کیا جائے جس میں مَیں نے آپ سے کہا ہے کہ مجلس دستور ساز کے انتخابات کو ملتوی کیا جائے' محض لب لباب نہیں جو آل انڈیا ریڈیو کے نشریے میں شامل ہو ـــــ جیسا کہ آپ اپنا جواب اخبارات کو جاری کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

آپ کا مخلص' ایم۔ اے۔ جناح"

مَیں اس بات پر قائم ہوں کہ کابینہ وفد اور وائسرائے ۱۶ جون کے بیان کو جامہ عمل نہ پہنانے کا اعلان کر کے اپنی حتمی تجاویز کی اشاعت کے دس دن کے اندر اندر اپنے عہد سے منحرف ہو گئے۔ مَیں اس بات کی' جو اس قدر خوبصورت انداز میں کہی گئی پوری تصدیق کرتا ہوں' کہ "مدبرین کو اپنے الفاظ واپس نگلنے نہیں چاہئیں۔"

(دی ڈان' ۳۰ جون ۱۹۴۶ء)

۸۷۔ مرکزی پارلیمانی بورڈ کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں مسترد

نئی دہلی' ۸ جولائی ۱۹۴۶ء

"مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ نے ۹ جون ۱۹۴۶ء کو ایک قرارداد منظور کی جس کے مطابق یہ طے کیا کہ مجالس دستور ساز کے انتخابات کے ضمن میں امیدواروں کا چناؤ' صوبائی مسلم لیگ کے صدور اور مختلف صوبوں کی مسلم لیگ پارلیمانی پارٹیوں کے قائدین سے صلاح مشورہ کے ساتھ مرکزی پارلیمانی بورڈ کرے۔ یہ چناؤ ایسی ترامیم اور ردوبدل سے مشروط ہو گا جو صدر آل انڈیا مسلم لیگ مناسب خیال کریں۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا:

"لٰہذا یہ امر واضح ہے کہ میرے پاس مرکزی پارلیمانی بورڈ کے فیصلوں پر نظرثانی یا ان کے

خلاف اپیلوں کی سماعت کے اختیارات نہیں ہیں۔ جو اختیار مجھے تفویض کیا گیا ہے وہ محض اتنا ہے کہ بورڈ نے امیدواروں کی جو فہرست تیار کی ہے اس میں ردوبدل بشرطیکہ کسی فرد کے خلاف سنگین نوعیت کا اعتراض ہو یا کسی ممتاز فرد یا افراد کے نام فہرست میں شامل ہونے سے رہ گیا' یا رہ گئے ہوں جن کی خدمات اور اہلیت کی بنا پر مجلس دستور ساز کے لئے اس فہرست میں جگہ تلاش کرنا میرے لئے ازبس ضروری اور ناگزیر ہو جائے۔

"جن لوگوں نے تحریری یا ذاتی طور پر مجھ تک رسائی حاصل کی ہے ان کے معاملے میں میں درج بالا نتیجہ تک پہنچنے سے قاصر ہوں۔ مرکزی پارلیمانی بورڈ کے انتخاب کے تعلق میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار سرسری انداز میں استعمال نہیں کیا جا سکتا' ماسوا اس صورت کے جہاں حقیقی انصاف کا خون ہوا یا یہ مسلم لیگ کے مفاد میں واقعتاً ضروری ہو۔

لہٰذا امیدواروں کی وہ فہرست جو مرکزی پارلیمانی بورڈ نے تیاری کی ہے وہ اب قطعی اور حتمی ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ ہر مسلم لیگی وفاداری کے ساتھ اس کا پاس کرے گا اور اس کے مطابق عمل پیرا ہو گا۔ (دی ڈان' ۹ جولائی ۱۹۴۶ء)

۸۸۔ حیدر آباد دکن پہنچنے پر اے۔ پی۔ آئی سے ملاقات

حیدر آباد (دکن) ۸ جولائی ۱۹۴۶ء

"اس وقت تدبر کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف ان مسائل کا سامنا کیا جائے جو داخلی طور پر حیدر آباد کو درپیش ہیں بلکہ ان واقعات کا بھی حیدر آباد کے جملہ فرقوں کے مابین صلح و آشتی اور تعاون کے جذبے کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے حیدر آباد پہنچتے ہی ایسوسی ایٹیڈ پریس آف انڈیا کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران کہی۔

مسٹر جناح نے کہا: "میں اہالیان حیدر آباد کا شکرگزار ہوں جنہوں نے ہوائی اڈے پر اور راستے میں بھی میرا اتنا پرتپاک خیرمقدم کیا۔ میں ان مسلمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے یہاں پہنچنے پر اس قدر پُرجوش اور والہانہ استقبال کیا۔ میں مسلمانوں پر زور دیتا ہوں کہ وہ متحد قوم کی حیثیت سے ایک رہیں۔

ہماری صفوں میں اتحاد اور دوسرے فرقوں کے لئے جذبہ خیرسگالی ازبس ضروری ہے۔ آپ کو علم ہے کہ اس وقت ہم نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں اور ہمیں حیات و موت کے مسائل کا سامنا ہے۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ ان کی حیدر آباد آمد کا مقصد کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا

کہ میں اعلیٰ حضرت نظام کی ایک بہت پرانی دعوت پر یہاں آیا ہوں۔

(دی ڈان، ۹ جولائی ۱۹۴۶ء)

۸۹۔ حیدر آباد (دکن) میں جلسہ عام سے خطاب

حیدر آباد، ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء

[illegible] تنظیم کا مقصد ذمہ دار حکومت کا حصول ہوتا ہے لیکن ہر جگہ حالات مختلف ہوتے ہیں۔ دستور [illegible] کے حساب سے نہیں بنائے جاتے۔ کیا انگلستان، فرانس، امریکہ اور روس یا کسی بھی دیگر دو ملکوں کے دستور ایک ہی جیسے ہیں؟ اسی طرح سے ہر ہندی ریاست کا یہ حق ہے کہ اس کا اپنا دستور ہو۔ حیدر آباد اور کشمیر کے حالات ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ ان کی تو تاریخیں اور روایات بھی ایک دوسری سے بڑی حد تک مختلف ہیں۔ تاریخ کے طالب علم مجھ سے اس باب میں اتفاق کریں گے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے جناح نے ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس جلسہ عام میں ایک لاکھ سے زیادہ فرزندان توحید جمع تھے۔

تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "اگرچہ حیدر آباد میں مسلمانوں کی کل تعداد پچیس ۲۵ لاکھ کے لگ بھگ ہو گی اور وہ اقلیت میں ہیں لیکن وہ اپنے وصف، جذبے، مستقل مزاجی اور ایمان کے ذریعہ قلمروئے حیدر آباد میں اہم اور حیرت انگیز کردار ادا کر سکتے ہیں۔"

انہوں نے مسلمانان حیدر آباد کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا اور کہا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور دیگر مسلمانوں کی امداد و اعانت ان کا فرض ہے۔

"کشمیر چھوڑ دو" کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "مسلم کانفرنس نے ذمہ دار حکومت کے قیام کی حکمت عملی کا اعلان کیا اور حکمرانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے تخیل کی کبھی بھی حمایت نہیں کی۔ وہاں جو تحریک چل رہی ہے وہ بغاوت ہے جسے اہالیان کشمیر کے بعض حلقوں کی جانب سے شروع کیا گیا۔"

انہوں نے حیدر آباد کے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ اتحاد برقرار رکھیں اور اپنے رہنماؤں کے انتخاب کے معاملے میں محتاط رہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر مناسب رہنما کا انتخاب ہو گیا تو سمجھیں کہ آدھی جنگ جیت لی۔

برطانوی ہند کی سیاست کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ یہ ہندی ریاستوں کی سیاست سے بالکل مختلف ہے۔ انہوں نے مسلم لیگ کی گذشتہ پانچ برس کی جدوجہد کی تاریخ کا تذکرہ کیا۔

انہوں نے کہا مسلم لیگ نے مسلمانان ہند کو منظم کیا اور پانچ برس کے مختصر سے عرصے میں

ایک پرچم تلے اکٹھا کر دیا۔

ایک معجزہ

بعض لوگ اسے ایک معجزہ تصور کرتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ درست ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اسلامی اخوت' بھائی چارہ اور مساوات نے مسلمانان ہند میں اتحاد برپا کر دیا۔ ہم آزادی اور وقار کے ساتھ اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور صرف اسی لئے پاکستان طلب کرتے ہیں۔

"ہم ہند کی دوسری قوموں کے مفادات کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتے۔ وہ بھی آزادی کے ساتھ رہیں اور ان مقامات پر اپنے اصولوں پر عمل کریں جہاں وہ اکثریت میں ہوں لیکن انہیں دوسروں پر حکمرانی اور انہیں کچلنے کا حق نہیں۔"

"ہم ہندوؤں کی غلامی برداشت نہیں کر سکتے۔ آج میدان سیاست میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان جنگ جاری ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ فتح کس کی ہوتی ہے۔"

امور حیدر آباد کی جانب دوبارہ رجوع کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا۔ "آپ کو ایک بے مثال صورت حال کا سامنا ہے۔ پس اپنی تنظیم کیجئے۔ آپ اس وقت تک کچھ حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ متحد ہو کر فرد واحد کی طرح حوصلے سے کھڑے نہیں ہو جائیں گے اور مستقل مزاجی اور یقین کامل کے ساتھ آگے نہیں بڑھیں گے۔ آپ سے حقائق سے نمٹنے کا مطالبہ ہے' آپ کو عالمانہ بحث مباحثے کی ضرورت نہیں۔

خلوص سے کام کیجئے

انہوں نے حیدر آباد کے مسلم لیگیوں کو مشورہ دیا کہ وہ خلوص' دیانتداری کے ساتھ مسلمانوں کے بہترین مفاد کے لئے کام کریں۔ انہوں نے مجلس کو مشورہ دیا کہ وہ متوقع انتخابات کے سلسلے میں غیر جانبدارانہ طریقے سے امیدوار چننے کے لئے پارلیمانی بورڈ ترتیب دے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے نظام دکن' اراکین مجلس عاملہ اور حیدر آباد کے رہنماؤں کو جو مشورہ دیا ہے وہ ریاست کے جملہ باشندوں کے بہترین مفاد میں ہے۔ مسٹر جناح نے تقریر ختم کرتے ہوئے کہا ہندوؤں' اچھوتوں یا عیسائیوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

(دی ڈان' ۱۳ جولائی ۱۹۴۶ء)

۹۰- پنڈت جواہر لال نہرو کے بیان پر تبصرہ

حیدر آباد [دکن] ۱۳ جولائی ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا سے ملاقات کے دوران پنڈت جواہر لال نہرو کی بمبئی میں ایک حالیہ پریس کانفرنس میں بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: یہ برطانوی پارلیمان اور ملک معظم کی حکومت کا کام ہے کہ وہ اس امر کی اس انداز سے وضاحت کریں' جو شک و شبہے سے بالاتر ہو' اور اس تاثر کو زائل کریں کہ کانگرس نے کابینہ وفد کے طویل المدت منصوبے کو قبول کر لیا ہے' جسے کابینہ وفد اور وائسرائے اپنی بودی کوششوں کے ذریعہ بیرون ہند پھیلا رہے ہیں-

مسٹر جناح نے کہا: "وائسرائے کے نام صدر کانگرس کے ۲۵ جون کے خط اور اگلے روز مجلس عاملہ کی قرارداد سے ان لوگوں پر جنہوں نے صدر کانگرس کے خط کو سمجھا شروع سے یہ بات آشکارہ ہو گئی تھی کہ کانگرس کی کابینہ وفد کے طویل المدت منصوبے کی نام نہاد منظوری کا مقصد منصوبے کو تعمیری اور دوستانہ جذبہ تعاون کے ساتھ جامہ عمل پہنانا نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کابینہ وفد اور وائسرائے کے ۱۶ جون کے بیان میں پیش کردہ عبوری حکومت کی تجویز کو تو مسترد کر دیا لیکن ۱۶ مئی کے طویل المدت منصوبے کو قبول کر لیا-

"اس کا اختتام اس ڈھکی چھپی دھمکی پر ہوا کہ مجلس دستور ساز کی کامیاب کارگزاری کا انحصار ایک تسلی بخش عارضی عبوری حکومت کی تشکیل پر ہو گا- اس کے بعد انہوں نے خود ان حتمی تجاویز کو تباہ کر دیا جنہیں کابینہ وفد اور وائسرائے نے اپنے ۱۶ جون کے بیان میں پیش کیا تھا-

"اپنی قرارداد میں مستثنیات کے علاوہ وہ طویل المدت منصوبے کے بنیادی اصولوں کی عجیب و غریب تاویل کرتے ہیں اور اخیر میں وہ صاف گوئی سے یہ بات کہتے ہیں کہ وہ مجلس دستور ساز میں صرف اس لئے جا رہے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو مجلس میں داخل ہونے سے روک سکیں جنہیں وہ ناپسندیدہ سمجھتے ہیں' اور انتخابات اس لئے کر رہے ہیں تاکہ وہ طویل المدت منصوبے کو بھی تباہ کر دیں- جیسا کہ اب پنڈت جواہر لال نہرو نے کانگرس کی صدارت کا عہدہ سنبھالتے ہوئے اس قدر صاف گوئی اور واضح طریقے سے بیان کیا ہے کہ وہ مجلس دستور ساز میں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہیں-

"انہوں نے یہ بات بھی نہایت واضح طریقے سے کہی ہے کہ وہ طویل المدت منصوبے کی کسی شرط کو پورا نہیں کریں گے- مختصرا یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس [مجلس دستور ساز] میں صرف اس لئے داخل ہو رہے ہیں کہ وہ اسے پروپگنڈے کے لئے ایک پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کر

سکیں اور ان لوگوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو کلیتاً نظر انداز کر دیں جنہوں نے اسے قبول کر لیا ہے اور جو اسے رو بہ عمل لانے کے اخلاقی طور پر پابند ہیں۔

"اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہیں مجلس دستور ساز میں مسلمانوں کی ۷۹ نشستوں کے مقابلے میں ۲۹۲ کی وحشیانہ اکثریت حاصل ہو گئی ہے۔

"کابینہ مشن اور وائسرائے اور کانگرس کے مابین جو خط و کتابت ہوئی ہے اور انہوں نے ۲۶-۲۵ جون کو جو قطعی فیصلہ کیا اس کا حوالہ دیتے ہوئے پنڈت نہرو نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے:
"آپ دیکھیں گے کہ ہم نے کن شرائط اور حالات کے تحت مجلس دستور ساز میں جانا قبول کیا ہے۔ ہم نے مجلس دستور ساز میں جانا قبول کیا' اور اس کے علاوہ کچھ قبول نہیں کیا۔"

مسٹر جناح نے کہا: "یہ اس بنیادی ہیئت کا مکمل استرداد ہے جس پر طویل المدت اسکیم قائم ہے اور اس کے بنیادی اصول اور شرائط اور ذمہ داریاں اور ان جماعتوں کے حقوق جو اس اسکیم کو قبول کرتی ہیں۔"

مسٹر جناح نے کہا: "میں سمجھتا ہوں کہ کابینہ وفد کی رپورٹ پر بہت جلد برطانوی پارلیمان میں بحث ہونے والی ہے اور یہ برطانوی پارلیمان اور ملک معظم کی حکومت کا کام ہے کہ وہ اس امر کی اس انداز سے وضاحت کریں' جو شک و شبہے سے بالاتر ہو' اور اس تاثر کو زائل کریں کہ کانگرس نے کابینہ وفد کے طویل المدت منصوبے کو قبول کر لیا ہے جسے کابینہ وفد اور وائسرائے اپنی بودی کوششوں کے ذریعے بیرون ہند پھیلا رہے ہیں۔ جو ان پورے مذاکرات کے دوران خوف کے وہم میں گرفتار رہے اور کانگرس کی سول نافرمانی کی تحریک کی مسلسل دھمکیوں سے ان کی جان پر بنی رہی' جس کا پنڈت نہرو نے پریس کانفرنس میں موجودہ بیان میں بھی اعادہ کیا' مزید ان کا یہ ناروا اضطراب کہ ان کا مشن ہر قیمت پر کامیاب ہونا چاہیے خواہ اس کے لئے انہیں دیگر ہر شخص کی قربانی دینی پڑے۔

اس امر کے باوصف کہ مشن کو حقیقی کیفیت اور کانگرس کے ارادوں کا پورا علم تھا اس نے کانگرس کے فیصلے کو ایک ایسی باوقار جماعت کی حیثیت سے منصوبے کی قبولیت قرار دینے کی کوشش کی جو تعمیری تعاون کے جذبے سے سرشار اور اپنی ذمہ داریوں کو طویل المدت اسکیم کے حرف اور روح کے عین مطابق جامہ عمل پہنچانے پر آمادہ ہو۔

جب مجلس عاملہ اور کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۶-۲۷ اور ۲۸ جولائی کو اجلاس منعقد ہوں گے' ہمیں اس صورت حال پر غور کرنا ہو گا اور وہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہو گا جو ہمارے خیال میں رونما ہونے والے حالات میں مناسب ہو گا۔"

(دی ڈان' ۱۵ جولائی ۱۹۴۶ء)

۹۱- سکندر آباد میں جلسہ عام سے خطاب

سکندر آباد' ۱۳ جولائی ۱۹۴۶ء

''آج مسلم لیگ ایک قوت ہے جو ہر امکان کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہے- ہمارے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں اور ساری دنیا بھی اس کی معترف ہے- مسلم لیگ کے خیالات سارے عالم میں گونج رہے ہیں-'' مسٹر ایم- اے- جناح نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا- وہ ایک زبردست جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے-

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ ''دنیا کے انصاف اور عدل کے الفاظ نہایت خوش آئند محسوس ہوتے ہیں لیکن فی الحقیقت دنیا میں ہو کیا رہا ہے؟ نہ کہیں عدل ہے اور نہ دوستی- جب آپ خود اتنے طاقتور ہوں کہ اپنے پیروں پر خود کھڑے ہو سکیں تو آپ کے پاس ضرورت سے زیادہ دوست ہوں گے- اگر ایسا نہیں ہے تو نتائج سنگین ہوں گے- یہ طاقت کی سیاست ہے جس کے بغیر آپ ایک قدم بھی نہیں چل سکتے-''

مسٹر جناح نے مسلم نوجوانوں کو تلقین کی کہ وہ دو چیزوں پر اپنی توجہ مرکوز کر دیں- ایک صحیح قسم کی تعلیم اور دوسری اقتصادی حالت کی بہتری' انہوں نے کہا ''علم کے بنا ہر سو تاریکی ہی تاریکی ہے اور اقتصادی بہتری کے بغیر فاقہ زدگی اور موت- اس وقت آپ قانون' طب اور سرکاری ملازمت کے علاوہ کسی اور طرف دھیان دیں- اپنی توجہ تجارت اور صنعت کی طرف منعطف کریں-''

انہوں نے کہا کہ ''مسلمانوں میں جملہ اوصاف پائے جاتے ہیں لیکن وہ انہیں استعمال کرنے کے معاملے میں ناکام رہے- اگر آپ انہیں استعمال کر لیں تو آپ نہ صرف اپنی بلکہ پوری قوم کی خدمت سرانجام دیں گے-''

ہند میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ ''ہندو اور مسلمان کچھوے اور خرگوش ہیں- ہندو کچھوے ہیں اور مسلمان خرگوش کی مانند - لیکن خرگوش بروقت بیدار ہوا ہے' جب کہ ہندو کچھوا باقاعدگی' مستقل مزاجی اور محنت سے چل رہا ہے- مسلمان' خرگوش ان پر حقارت کی نظر ڈالتا ہے-''

مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: ''ابھی آپ کو قوم کی حیثیت سے پہلا سبق سیکھنا ہے- ہر فرد اجتماعی مفاد کی خاطر ایثار کے لئے بلا پس و پیش تیار ہو-''

مسٹر جناح نے مسلمانان حیدر آباد کو تلقین کی کہ وہ متحد ہو جائیں اور وہ شاندار کردار ادا

کریں جو ان کے ماضی اور ان کی روایات کی شان کے شایاں ہو۔ انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ جذباتیت کو جھٹک دیں اور حقائق کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے آنے والے خطرے سے خبردار کرتے ہوئے کہا "آیئے ہم بہترین کی توقع کریں اور بدترین کا مقابلہ کرنے کی تیاری۔"

(دی ڈان، ۱۵ جولائی ۱۹۴۶)

۹۲۔ مسلمان تجار کے سپاسنامے کا جواب

حیدر آباد، ۱۴ جولائی ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے آج کی دنیا میں تجارت اور صنعت کی اہمیت پر زور دیا۔ وہ "دارالسلام" میں حیدر آباد اور سکندر آباد کے مسلمان تاجروں کے سپاسنامے کا جواب دے رہے تھے۔

مسلمانوں نے گذشتہ چھ برسوں کے دوران اقتصادی شعبہ میں جو ترقی کی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ انہوں نے اس میں عظیم بہتری کا مشاہدہ کیا ہے اور یہ کہ اب برطانوی ہند کے ہر صوبے میں مسلم ایوان تجارت موجود ہے جب کہ ایک کُل ہند مسلم ایوان تجارت ہے جسے حکومت ہند نے تسلیم کر لیا ہے۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ اقتصادی قوت کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔

جدید حکومت کے فرائض کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا پرانے خیالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ رعایا کی جان و مال کی حفاظت ہی حکومت کا واحد فریضہ ہے لیکن جدید دور میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں حکومت کا ہاتھ ہونا اس کا واجب الادا مقدس فرض ہے۔ حکومت کی اعانت کے بغیر ترقی ممکن ہی نہیں۔

انہوں نے لازمی تعلیم کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ "حکومت کے سوا اور کوئی ادارہ اس کا آغاز نہیں کر سکتا۔ ہر مہذب ملک میں لازمی تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اقتصادی ترقی حکومت کی منصوبہ بندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح سماجی بہبود ہے، یہ تسلی بخش طریقے سے ہو ہی نہیں سکتا اگر حکومت اس میں دلچسپی نہ لے۔

حیدر آباد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "حیدر آباد اقتصادی اعتبار سے پس ماندہ ہے اور یہ کہ یہ ابھی تک پرانی دنیا میں ہی رواں دواں ہے۔ اس بدلتی ہوئی دنیا میں حیدر آباد ساکت کھڑا نہیں رہ سکتا۔ آپ کو اپنے اردگرد صوبوں میں انقلابی تبدیلیوں کا سامنا ہے۔" تقریر ختم کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "آپ کو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا ہو گا۔ اور میں چاہتا

ہوں کہ مسلمانان حیدر آباد' ریاست کی اقتصادی زندگی میں اہم کردار ادا کریں۔"

(دی ڈان' ۱۶ جولائی ۱۹۴۶ء)

۹۳۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب

بمبئی' ۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء

"میں محسوس کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے لئے وہ وقت آگیا ہے ــــ اور میں یہ کہتا چلا آرہا ہوں ــــ کہ اب ہمارا موٹو ہونا چاہیے' نظم و ضبط' اتحاد اور اپنی قوم کی قوت پر اعتماد۔ اگر قوت کافی نہیں ہے تو مزید قوت پیدا کیجئے۔ اگر ہم ایسا کرلیں گے تو کابینہ مشن اور برطانوی حکومت کو کانگرس کی ان دھمکیوں سے بچا سکیں گے' چھڑا سکیں گے اور آزاد کرا سکیں گے کہ وہ کش مکش جاری کر دیں گے اور عدم تعاون شروع کر دیں گے۔ پھر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی یہی کچھ کریں گے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

"عدل اور انصاف کی خاطر مسلم لیگ کی ساری کوششیں اکارت گئیں' یہاں تک کہ کانگرس کی طرف سے ہماری التجاؤں اور درخواستوں کا بھی کسی قسم کا کوئی جواب نہ آیا۔ کابینہ مشن کانگرس کے ہاتھوں میں کھیلا۔ اس نے اپنی مرضی کا کھیل کھیلا۔

"میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کانگرس نے دستوری مذاکرات کے دوران گھٹیا درجے کی کٹ حجتی' سودے بازی اور ہٹ دھرمی کے رویہ سے ہند کے باشندوں کو' جن میں بھاری اکثریت اونچی ذات ہندوؤں کی ہے' زبردست نقصان پہنچایا۔ کانگرس مسلمانوں کے خلاف خبث باطن کے جذبات سے معمور ہے۔

"دہلی میں ایک مکمل نوکر شاہی کی مطلق العنان حکومت کے قیام میں مدد دے کر کانگرس ہند کو چالیس برس پیچھے لے گئی۔

"کانگرس سمجھتی ہے کہ وہ مسلم لیگ کو نظرانداز کر کے عبوری حکومت میں داخل ہو جائے گی۔ اسے وہاں جانا مبارک ہو۔ ہم اس سے خوفزدہ نہیں۔ ہمیں علم ہے کہ اس سے کیسے نمٹا جاتا ہے۔ وہ بے پر کی اڑاتے ہیں' جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مجلس دستور ساز کو ایک خودمختار ادارہ قرار دے دیں گے ــــــــ مجلس دستور ساز جسے وائسرائے طلب کریں گے' جس کی تقرری برطانوی حکومت کرے گی' اسے پنڈت جواہر لال نہرو کے 'دلیرانہ' اور بچکانہ بیانات کے ذریعے سے خود مختار ادارہ بنا دیا جائے گا!

بے حد اہم مسائل

"کونسل کا اجلاس بعض بے حد اہم مسائل پر غور وخوض کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ آپ کو یہ حتمی فیصلہ کرنا ہے کہ مسلم لیگ کو کابینہ وفد اور وائسرائے کے ۱۶ اور ۲۵ مئی کے بیان میں مذکور مجلس دستور ساز کے بارے میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

کانگرس نے طویل المدت تجاویز کو اپنے استثنیٰ اور اپنی تاویل کے ساتھ قبول کیا' قطع نظر کابینہ مشن کے بیان کے جو انہوں نے ۲۵ مئی کو دیا۔"

صدر کانگرس کے ۲۵ جون کے مکتوب بنام کابینہ مشن اور مجلس عاملہ کانگرس کی ۲۶ جون کی قرارداد سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "کانگرس کی قبولیت مشروط ہے۔"

"ان عظیم سیاستدانوں کو تو جانے دیجئے' ایک عام سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی ایک ہی نتیجہ اخذ کرے گا۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ کابینہ مشن اور وائسرائے اس فیصلے کو قبولیت قرار دیتے ہیں۔ ان مذاکرات کے دوران کابینہ مشن اور وائسرائے کانگرس کی دہشت اور دھمکیوں کی زد میں رہے۔

مشن اپنے قول سے پھر گیا

"دوسری چیز جس پر مسلم لیگ کونسل کو غور کرنا ہے' وہ کابینہ مشن اور وائسرائے کے عبوری حکومت کے ضمن میں رویے کے پیش نظر مسلم لیگ کو کیا اقدام کرنا چاہیے۔ وہ اپنے قول و قرار سے پھر گئے اور اپنی حتمی تجاویز کے بارے میں ۱۶ جون کے بیان میں جو اعلان کیا تھا اس سے منحرف ہو گئے۔ فی الحقیقت کانگرس نے کبھی بھی طویل المدت منصوبہ قبول نہیں کیا۔ صدر کانگرس نے اپنے ۲۵ جون کے مکتوب کے ذریعہ اس کی مشروط قبولیت کی اطلاع دی' جس کی آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے اپنے ۷ جولائی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں توثیق کر دی۔

"کابینہ مشن نے ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی طرح جسے تنکے کا سہارا بھی غنیمت ہوتا ہے' اس مشروط قبولیت کو اصل قبولیت تصور کر لیا۔ انہوں نے نہ صرف اس ملک میں اس خیال کی تشہیر کی بلکہ دارالعوام اور دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس اور سر اسٹیفورڈ کرپس نے اس تاثر کو جنم دیا کہ کانگرس نے طویل المدت تجویز کو قبول کر لیا ہے۔

کانگرس کا رویّہ

"اس تاثر کی اساس حقائق پر استوار نہیں۔ کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد تو کافی بُری تھی ہی' پنڈت جواہر لال نہرو صدر منتخب کانگرس نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہی ۱۰ جولائی کو بمبئی میں

ایک پریس کانفرس میں طویل المدت تجویز کے بارے میں کانگرس کے رویے کو بالکل واضح کر دیا۔ اس ملاقات کے دوران پنڈت نہرو نے واضح طور پر کہا کہ کانگرس نے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی وہ قرطاس ریاست' حکومت کے پیراگراف ۱۵ یا پیراگراف ۱۹ کے پابند ہیں۔

خود مختار ادارہ نہیں ہے

"مجلس دستور ساز ایک خودمختار ادارہ نہیں ہے' خواہ ہم اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ اگر ہم اسے ایک بار قبول کر لیتے ہیں تو پھر میری جماعت کے لئے آبرومندانہ راہ یہی ہے کہ ہم اسے وہی کچھ سمجھیں جو وہ فی الحقیقت ہے۔ چیزوں کے بارے میں [اپنی مرضی کے مطابق] تصورات قائم کرنے اور خواب بینی سے کیا فائدہ۔

"پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ قرطاس ریاست کا پیراگراف نمبر۱۹ کانگرس کے لئے واجب العمل نہیں جو گروپ سازی اور مجلس دستور ساز کے احیطہ کار کا تعین کرتا ہے۔ مسلم لیگ کے نقطہ نظر سے اسکیم کا ناگزیر جزو گروپ ب اور ج ہیں جب کہ کانگرس نے اسے غیر مبہم انداز میں مسترد کر دیا ہے' اور پُرزور طریقے سے کہا ہے کہ گروپ ب اور ج کے صوبوں کو شروع ہی سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو گروپ سے باہر نکل جائیں' اس طرح سے نہیں جیسا کہ اہتمام کیا گیا ہے کہ پہلے گروپ سازی ہو پھر گروپ کا آئین وضع کیا جائے' پھر نئے صوبائی آئین کے تحت انتخابات منعقد ہوں۔

ظالمانہ اکثریت

"چونکہ کانگرس کو پوری مجلس دستور ساز میں ایک ظالمانہ اکثریت حاصل ہو گی اس لئے وہ یہ توقع کرتی ہے کہ وہ اپنی منشا کے مطابق اس اکثریت کے بل پر جو چاہے فیصلہ کر سکتی ہے۔ اسکیم کی ہر شرط کو نظرانداز' کالعدم اور مسترد کر سکتی ہے اور اس انداز سے عمل کر سکتی ہے جو مجلس دستور ساز کے اختیارات سے ماوراء اور اس ادارے کے فرائض و اختیار سے متجاوز ہو۔

"مختصراً کانگرس کی کیفیت کچھ ایسی تھی : "ہم نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ ہم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے مجلس دستور ساز میں جا رہے ہیں اور اپنی مرضی و منشا کے مطابق جو چاہیں گے سو کریں گے' اپنی اس تاویل و تعبیر کے مطابق جس کا ہم ساری دنیا میں اعلان کر چکے ہیں۔" اس سے ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس کے باعث مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بلانا ضروری ہو گیا۔"

دارالامراء میں بحث

مسٹر جناح نے دارالامراء میں بحث کے دوران وزیر ہند کی تقریر کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے اعلان کیا کہ ہند کی سیاسی جماعتیں اس دائرۂ کار سے باہر نہیں جا سکتیں جس پر اتفاق رائے ہو چکا ہے' کیونکہ یہ دیگر جماعتوں کے ساتھ ناانصافی ہو گی' اور کہا:

"ایسی صورت میں اگر کانگرس' جسے مجلس دستور ساز میں ظالمانہ اکثریت حاصل ہے' کوئی ایسا فیصلہ کرے جو اس مجلس کے اختیارات سے تجاوز کرتا ہو اور خلاف قاعدہ ہو تو "اس مقدس توقع کے سوا اور کوئی مؤثر روک یا درماں کا اہتمام موجود نہیں۔

"مشن کو اس کا علم تھا۔ ان پر یہ بالکل واضح کر دیا گیا تھا کہ کانگرس کی جانب سے قبولیت مشروط ہے اور اسکیم کے کچھ اہم بنیادی اصولوں کی اپنی تاویل و تعبیر پر مبنی ہے۔ اس امر کی نواب زادہ لیاقت علی خاں اور میں نے' ہم دونوں نے اپنے اپنے بیانات میں وضاحت کی۔ (دارالامراء میں) مباحثے سے پہلے یہ ساری تفصیلات برطانوی حکومت کے پاس موجود تھیں۔

"اور اس کے باوصف لارڈ پیتھک لارنس نے ایک مقدس توقع کے اظہار پر اکتفا کیا۔ کیا یہ کابینہ مشن میں' جس نے یہاں ساڑھے تین ماہ قیام کیا' کسی احساس ذمہ داری یا سوجھ بوجھ کا پتہ دیتا ہے؟

نہرو ڈٹے ہوئے ہیں

"پنڈت نہرو نے دہلی میں ۲۳ جولائی کو ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے مزید یہ کہا کہ اگر ہم مجلس دستور ساز کی اصلاح نہ کر سکے تو ہم اسے ختم کر دیں گے۔ جب کچھ اخبارات نے پنڈت نہرو کے ان بیانات کو ان کی جذباتیت پر محمول کیا تو پنڈت جواہر لال نہرو نے پرزور لہجے میں اس بات کا اعادہ کیا اور دوبارہ تصدیق کی کہ انہوں نے ارادتاً اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ کہا۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ کانگرس اسی راہ پر چلے گی اور اگر ضروری ہوا تو مجلس دستور ساز کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔"

مسٹر جناح نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان کو کہ انہیں ہند کے لوگوں پر اعتماد ہے اور انہیں امید ہے کہ وہ صحیح فیصلے کریں گے' کانگرس کے موقف کے پیش نظر بالخصوص بے حد ناقابل یقین رجائیت پسندی سے تعبیر کیا۔

مسٹر جناح نے کہا: "میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم نے معقولیت کے جملہ طریقے آزما لئے۔ امداد و اعانت کے لئے کسی اور ذریعے کی طرف تکنا بے سود ہے۔ کوئی ایسی عدالت موجود نہیں جس کے دروازے پر ہم دستک دے سکیں۔ ہمارے لئے اب واحد عدالت مسلم قوم ہے۔

"میرے لئے یہ امر باعث تسکین نہیں ہو سکتا کہ لارڈ پیتھک لارنس اور سراسٹیفورڈ کرپس نے یہ اعتراف کیا کہ ہم نے گراں قدر اور اہم رعایتیں دیں جب کہ کانگرس اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹی۔ میری تمنا ہے کہ میں دیانتداری کے ساتھ ان کے حوصلے اور تدبر کی داد دے سکتا جس کا ان میں ان مذاکرات کے دوران اس قدر افسوسناک طریقے سے فقدان رہا۔ نہ ہی میں نے کانگرس میں خفیف سا جذبہ خیر سگالی یا مفاہمت یا تعاون کا کوئی ہلکا سا اشارہ بھی دیکھا۔"

کانگرس اڑیل ٹٹو کی طرح کھڑی تھی

"مجھے اعتماد ہے کہ مسلمانان ہند مطلق پریشان نہیں ہوں گے اور نہ ہی ہم احساس ناکامی کا شکار ہوں گے۔ میں بلا خوف تردید آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان مذاکرات کے دوران تینوں فریقوں میں سے صرف ایک مسلم لیگ ہی تھی جس نے ایک باوقار تنظیم کا کردار ادا کیا۔

"ہم نے اعلیٰ وارفع اصولوں کے مطابق مذاکرات کئے۔ ہم نے رعایت پر رعایت دی' اس لئے نہیں کہ ہم خوف زدہ تھے۔ ہم نے ایسا صرف اس لئے کیا کہ ہم اس بات کے لئے حد درجہ بے چین تھے کہ خوشگوار اور پُرامن' مفاہمت کے لئے کوئی ایسی راہ نکل آئے جو نہ صرف مسلمانوں اور ہندوؤں بلکہ اس برصغیر میں آباد سب لوگوں کو حصول آزادی کی منزل پر پہنچا دے۔ لیکن وہاں کانگرس اڑیل ٹٹو کی طرح کھڑی تھی۔ اس کے سامنے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا کہ مسلم لیگ کو کس طرح نیچا دکھایا جائے۔

مسلم لیگ کے صاف ستھرے ہاتھ

"ہم نے صاف ستھرے انداز سے کام کیا۔ مسلم لیگ واحد جماعت تھی جو ان مذاکرات سے وقار اور صاف ستھرے ہاتھوں کے ساتھ برآمد ہوئی۔ عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں (کابینہ) مشن اپنے قول سے منحرف ہو گیا۔ آج مشن مغلوب اور مفلوج ہے۔ کانگرس نے ایسے ڈھب استعمال کئے جنہیں استعمال کرتے ہوئے ایک معمولی فرد بھی شرمائے۔"

کانگرس سے مخاطب ہوتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "کیا آپ میں اتنی سی بھی شرافت نہیں' اور کیا آپ میں اتنا سا بھی احساس وقار اور حوصلہ نہیں کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ ان تجاویز کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ یہ آپ کے بنیادی اصولوں اور مقاصد کے خلاف ہیں؟"

وائسرائے سے ایک غیر مبہم جواب طلب کرتے ہوئے مسٹر جناح نے پُرزور انداز میں کہا کہ "۲۴ جون کی رات کو کانگرس کی مجلس عاملہ نے طویل المدت اور قلیل المدت دونوں تجاویز کو مسترد کر دیا تھا۔

"۲۵ جون کو علی الصباح سر اسٹیفورڈ کرپس بھنگی کالونی گئے اور وہاں مسٹر گاندھی کو راہ پر لگانے کی کوشش کی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ان کی دال نہیں گلی۔ وہ واپس آ گئے اور لارڈ پیتھک لارنس کو کانگرس کے مرد آہن سردار ولبھ بھائی پٹیل کی ٹوہ لینے پر لگا دیا۔

ترکیب گھڑی

"انہوں [لارڈ پیتھک لارنس] نے مسٹر پٹیل کو سڑک پر گھیر لیا اور انہیں ان کے گھر لے گئے جہاں انہوں نے ایک ترکیب گھڑی۔ کانگرس کو اس بات پر آمادہ کر لیا گیا کہ وہ طویل المدت منصوبہ قبول کر لے، خواہ یہ ان کی اپنی تاویلات اور شرائط کے ساتھ ہی ہو۔ مشن نے کانگرس کو یقین دلایا کہ وہ ۱۶ جون والی عبوری حکومت کی تشکیل کی اسکیم کو ترک کر دیں گے۔ یہ بھی وہی ڈوبتے ہوئے کو تنکے کے سہارے والی بات ہوئی۔ وہ چاہتے یہ تھے کہ کسی نہ کسی طرح مشن کی مکمل ناکامی کے داغ سے اپنی پیشانی کو بچا لیں۔

"بعینہٖ یہ اسی طرح سے ہوا۔ اب میں وائسرائے سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ایک بیان جاری کریں جس میں وہ صراحت کے ساتھ اس نکتے کی وضاحت کریں۔ یہ کابینہ مشن کے اراکین اور وائسرائے کے وقار، دیانتداری اور کردار پر ایک سنگین الزام ہے۔"

پاکستان ــــ واحد حل

"یہ سب کچھ بلا کسی شک و شبہ کے، واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہند کے مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے۔ جب تک کانگرس اور مسٹر گاندھی کا اس پر اصرار رہے گا کہ وہ سارے ہند کی نمائندگی کرتے ہیں اور جب تک کہ کانگرس بلا کسی مقصد کے اپنی دولت ضائع کرتی رہے گی، ماسوا اس کے کہ وہ مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پھیلاتی رہے، اور رشوت، بدعنوانی اور نوکری کے لالچ کے ذریعے ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی جن میں نہ وقار کا شعور ہے اور نہ اخلاق کا، اور جب تک کہ وہ حقائق کی تردید کرتی رہے گی، اور جب تک کہ وہ اس خالص صداقت کا انکار کرتی رہے گی کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ اور بااختیار تنظیم ہے اور جب تک وہ اس بیہودہ چکر میں گھومتی رہے گی، آزادی کے لئے کوئی مفاہمت یا سمجھوتہ نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہو گا۔"

مسٹر جناح نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے عبوری حکومت کے قیام کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ مذاکرات پر روشنی ڈالی اور کہا:

"یہ بالکل نادرست ہے کہ میں نے مسلم لیگ کی جانب سے کوئی فہرست پیش کی۔ اس کے

برعکس میں نے قطعی طور پر یہ کہا کہ میں اس وقت تک کوئی فہرست پیش نہیں کر سکتا جب تک کہ مجھے یہ علم نہ ہو کہ ایک متفقہ مفاہمت ہو گئی ہے اور اگر کوئی متفقہ مفاہمت نہیں ہے تب وائسرائے اس کے پابند ہیں کہ وہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس نے اسے قبول کر لیا ہے' عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے آگے قدم بڑھانے کے لئے تیار ہیں' تب میں اس مرحلے پر اپنی فہرست پیش کروں گا۔

"وائسرائے کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ فہرست میں میرا نام لکھ دیں' جب کہ میں نے واضح طریقے سے انہیں یہ بتا دیا تھا' اس امر کے باوصف کہ انہوں نے مجھے منانے کی بہت کوشش کی' کہ جب تک میں مسلم لیگ کا صدر ہوں' میں کوئی عہدہ قبول نہیں کروں گا۔"

کرپس' الفاظ کا شعبدہ باز

"کانگرس کے جواب دینے کے فوراً بعد ہم نے بھی جواب دے دیا۔ اب ہم سے کہا جاتا ہے کہ دفعہ (پیراگراف) نمبر۸ کا مطلب کچھ وہ ہے جو اس کا مطلب نہیں ہے۔ یہاں مجھے یہ ضرور کہہ دینا چاہیے کہ جب دارالعوام میں سراسٹیفورڈ کرپس سے سوال کیا گیا تو ان کے لئے جان چھڑانا مشکل ہو گیا اور انہوں نے الفاظ کی شعبدہ بازی سے ایوان کو گمراہ کرنے کا سہارا لیا۔

"مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ کرپس نے اپنی قانونی صلاحیتوں پر بٹہ لگایا اور اس دفعہ کی تعبیر بددیانتی سے کی' اور واجب التعظیم اور تصور پسند وزیر ہند کو مغلوب کر لیا۔

"۲۵ جون کو کابینہ وفد کے ساتھ میری جو ملاقات ہوئی اسے بہت ہی نمایاں حیثیت دی گئی۔ اسی دن وائسرائے کو گیارہ بارہ بجے کانگرس کا جواب موصول ہو گیا تھا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ ہم نے اپنا جواب وقت گزرنے کے بعد قبولیت کی شکل میں دیا اور یہ بھی نہیں کہا گیا کہ پیش کش واپس لے لی گئی تھی۔ بلاشبہ انہیں پیشکش واپس لینے کا حق تھا اگر دونوں جماعتوں نے پیش کش کو قبول نہ کیا ہوتا۔

"الفاظ کے ایک شعبدہ باز کرپس نے عبوری حکومت کی تشکیل سے پہلوتہی کرنے کی غرض سے ایک حیرت انگیز اور بددیانتی پر مبنی تاویل اس دفعہ کی تراشی۔ وہ تو اللہ بھلا کرے الیگزینڈر کا کہ انہوں نے ملاقات کے دوران مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ مشن نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے' اور یہ کہ وہ میرے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

مسٹر جناح نے لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان پر نکتہ چینی کی کہ "انہیں (مسٹر جناح کو) مسلمانوں کی نامزدگی کا اجارہ تو نہیں دیا جا سکتا' مسٹر جناح نے کہا "میں تاجر نہیں ہوں۔ میں تیل کے لئے رعایتیں طلب نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں بنئے کی طرح بھاؤ تاؤ کر رہا ہوں۔ کیا یہ

وزیر ہند کے لئے ایک احمقانہ بات نہیں ہے کہ وہ اس طرح کی اصطلاح استعمال کریں کہ مسٹر جناح اجارہ داری کا دعویٰ کریں؟ کیا مسلمان کوئی جنس ہیں؟"

مسٹر جناح نے اصرار کیا کہ آغاز ہی سے انہوں نے 'غدار مسلمانوں' کی عبوری حکومت میں شمولیت پر اعتراض کیا تھا۔ خود وائسرائے نے صدر کانگرس کے نام اپنے ۲۲ جون کے خط میں یہ کہا کہ وہ کسی غیر لیگی مسلمان کو نہیں لیں گے۔ اگر انہیں [مسٹر جناح کو] اس وقت یہ اجارہ حاصل تھا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا یہ دو دن بعد ختم ہو گیا۔ وجہ یہ ہے کہ کانگرس نے اسے قبول نہیں کیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے عرصے میں کانگرس نے نہایت گھٹیا رویہ اختیار کیے رکھا اور ان کا مقصد مسلم لیگ کو بدنام اور ذلیل کرنا تھا۔ اگر کانگرس واقعی قومی تنظیم ہے اور سارے ہند کی نمائندگی کرتی ہے تو اس کی نظر عنایت صرف مسلمانوں پر ہی کیوں ہے باقی فرقوں پر کیوں نہیں؟"

دس دن کے اندر اندر عہد شکنی

کابینہ مشن نے جو کردار ادا کیا اس کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "برطانوی حکومت' بلاشبہ' اپنے قول و قرار سے منحرف ہو گئی۔ وہ کانگرس کے ہاتھوں میں کھیل گئی۔ انہوں نے کانگرس کی دیوی کو منانے اور عبوری حکومت کے قیام کو ملتوی کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کانگرس کی طویل المدت تجاویز کی نامنظوری کو منظوری قرار دیا۔

"کیا وہ پورے شعور کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے یہاں یہ مذاکرات چلائے' انہیں یا برطانوی حکومت کو جس نے اس بیان کی توثیق کی' مسلم ہند کا اعتبار حاصل کرنے کے حق کی توقع ہے۔

جب ملک معظم کی حکومت کے نمائندے دس دن کے اندر اندر اپنے قول و قرار سے پھر جائیں' خود کو ذلیل کریں اور اس حکومت کو بھی جس کے وہ نمائندے ہیں' اور اس قوم کو بھی جس کے وہ فرد ہیں تو ہمیں ان لوگوں پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہے؟"

(اے۔ پی۔ آئی) (دی ڈان' ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء)

۹۴- کونسل کے دوسرے روز کے اجلاس میں تقریریں

بمبئی، ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء

[نئی صورت حال میں مسلم لیگ کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ اس سوال پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اگلے روز کے اجلاس میں بھی بحث و تمحیص جاری رہی۔]

مسٹر تمیزالدین خاں [بنگال] نے کونسل کو خبردار کیا کہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے اور کسی عاجلانہ کارروائی سے احتراز کرے۔ انہوں نے کونسل پر زور دیا کہ وہ صدر مسلم لیگ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کو اختیار دے دے کہ وہ ایسے قدم اٹھالیں جو ان کے نزدیک ضروری ہوں۔

مسٹر جناح نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ مستقبل کے لائحہ عمل کی ذمہ داری کونسل قبول کرے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ وہ اس احترام اور اعتماد کو سراہتے ہیں جو ان کی ذات پر کیا جا رہا ہے لیکن وہ یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے لائحہ عمل کا فیصلہ کونسل خود کرے۔

انہوں نے کہا کہ مسٹر تمیزالدین خاں کی تجویز سے آپ کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر منتقل ہو جاتی ہے۔ میں نے جو حقائق بیان کئے ہیں ان کی تصدیق اور ان پر غور و خوض کے بعد آپ خود فیصلہ کریں۔

مسلم قوم سے غدّاری

"یہ حقیقت ہے کہ کابینہ وفد اور وائسرائے نے مسلم قوم سے بے وفائی کی۔ ہم نے ان کی دونوں تجاویز طویل المدت اور قلیل المدت من حیث المجموع قبول کر لیں، لیکن چونکہ انہوں نے عبوری تجاویز ختم کر دیں جو ایک دوسری پر انحصار کرتی ہیں اور ناقابل تقسیم ہیں، اس لئے اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

"ان تجاویز کے تعلق میں تین فریقوں میں ایک—— وفد اور وائسرائے نے عبوری مدت کی تجاویز ختم کر دیں۔ دو بڑی جماعتوں میں سے ایک نے مشروط طور پر تجاویز قبول کیں جو کوئی قبولیت نہیں۔ مسلم لیگ کے لئے مجلس دستور ساز میں جانے کی کیا ضمانت ہے جبکہ دوسری جماعت [کانگرس] نے اسے قبول ہی نہیں کیا، اور تیسرا فریق [کابینہ وفد اور وائسرائے] تجاویز کے نہایت اہم حصے کو ختم کر کے کہتا ہے "ہندیوں پر اعتماد ہے اور توقع ہے کہ وہ درست فیصلے ہی کریں گے۔" میں مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ آپ کا واجب العمل فریضہ ہے کہ آپ فیصلہ کریں کہ اب ہمیں کرنا چاہیے، اِلاّ آپ اسے زبردستی میرے

حلق میں انڈیل دیں‘ کیونکہ آپ مسلم قوم کی پارلیمان ہیں۔ صدر اور مجلس عاملہ اس حکمت عملی کو جس کا تعین آپ کریں گے بروئے کار لائیں گے۔“

(دی ڈان‘ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء)

۹۵۔ مسلم لیگ کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب

بمبئی‘ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء

مسٹر جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:
”آج ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہماری تاریخ میں ایک یادگار کارنامہ ہے۔ مسلم لیگ کی پوری تاریخ میں ماسوا آئینی طریقوں کے اور ’دستوریت‘ کے ہم نے کوئی دوسرا اقدام نہیں کیا۔ لیکن اب ہم مجبور ہو گئے ہیں اور اس کیفیت میں زبردستی دھکیل دیئے گئے ہیں۔ آج کے دن ہم آئینی طور طریقوں کو خیرباد کہتے ہیں۔“

”کابینہ وفد اور وائسرائے کے ساتھ ان فیصلہ کن مذاکرات کے دوران دیگر دو فریقوں‘ انگریز اور کانگرس نے پورا وقت پستول تانے رکھی۔ ایک فریق اقتدار اور اختیارات سے مسلح تھا اور دوسرا [کانگرس] عوامی جدوجہد اور عدم تعاون کی تحریک سے۔ آج ہم نے بھی ایک پستول ڈھال لی ہے اور ہم اسے استعمال کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔

”تجاویز کو مسترد اور راست اقدام کرنے کا یہ فیصلہ عجلت میں نہیں کیا گیا‘ بلکہ پورے احساس ذمے داری اور اس قدر غور و فکر کے ساتھ کیا گیا ہے جس قدر کہ انسانی امکان میں ہو سکتا ہے۔

ہمارا اس سے وہی مطلب ہے [جو کہا گیا ہے] اور ہم اس کے ایک ایک لفظ کی اہمیت محسوس کرتے ہیں۔ ہم لفظی ہیر پھیر کے قائل نہیں۔

سنگین عہد شکنی

”کانگرس نے ان کی تجاویز کو مشروط طور پر قبول کیا اور کابینہ مشن اور وائسرائے نے سنگین عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ کوئی بھی دیانتدار اور غیر تمند شخص صاف طور سے دیکھ سکتا ہے کہ ان مذاکرات سے اگر کوئی جماعت وقار کے ساتھ عہدہ برآ ہوئی تو وہ صرف مسلم لیگ تھی۔ جب مسلم لیگ نے ان کی تجاویز کو قبول کیا تو اس نے دانستہ طور پر اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ ایسا کیا۔ انہوں نے ۱۶ مئی کے بیان کو منظور کیا‘ ۲۵ مئی کے بیان کو قبول کیا اور عبوری حکومت کے اصل فارمولے کو بھی قبول کیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جس میں خودداری ہے یا دیانتداری یا عدل و انصاف کا شعور ہے تو وہ یہی کہے گا کہ ہند کی کسی اور جماعت کے مقابلے میں مسلم لیگ اعلیٰ و ارفع اور عظیم تر محرکات کے تابع تھی۔

"لیگ نے پورے مذاکرات کے دوران احساس عدل کو پیش نظر رکھا' اور مکمّل خود مختار پاکستان کو کانگرس کی دہلیز پر قربان کر دیا تاکہ سارے ہند کو آزادی حاصل ہو سکے۔ انہوں نے رضا کارانہ طور پر تین مضامین یونین کے حوالے کر دیئے اور ایسا کرنے میں انہوں نے کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا۔ رعایت دے کر مسلم لیگ نے تدبر کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کیا۔

امن کی خاطر لیگ کا اضطراب

"میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ذمہ دار شخص مجھ سے اس امر میں اختلاف کرے گا کہ ہماری خواہش یہ تھی کہ صورت حال کو خون خرابے اور خانہ جنگی سے بچایا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس کیفیت سے احتراز کیا جائے۔ یہ دوسری بڑی جماعت کے ساتھ پُرامن مفاہمت کی خاطر ہمارا اضطراب تھا جس کی وجہ سے ہم نے مرکز کو تین مضامین تفویض کرنے کا ایثار کیا اور ایک محدود پاکستان قبول کر لیا۔ ہم نے یہ قربانی کانگرس کی دہلیز پر دی۔

"لیکن اس کے ساتھ اجتناب اور تحقیر کا سلوک کیا گیا۔ پھر کیا ہم ہی رہ گئے ہیں جو معقولیت' انصاف' دیانت اور عدل کا مظاہرہ کریں' جب کہ دوسری جانب بے وفائی اور خیانت کانگرس کا شعار ہو۔"

"ان کی طرف سے کوئی اشارہ یا ذرا سا بھی جذبہ مفاہمت نہ تھا۔ لیکن آخر کار وقار' دیانت' تدبر' عدل اور انصاف ہی کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج مسلم ہند میں—— اگر کوئی شبہہ باقی رہ گیا—— وہ ہیجان برپا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ تھا اور اس نے وہ تلخی جو وہ آج محسوس کر رہا ہے اس سے پیشتر کبھی نہ محسوس کی تھی۔ کیونکہ ان دو فریقوں (کانگرس اور انگریز) نے تدبر کے فقدان کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلم ہند کے لئے اس زحمت میں عظیم ترین رحمت موجود ہے۔

مفاہمت کی گنجائش نہیں

"ہم نے ایک تلخ سبق سیکھا ہے —— میں سوچتا ہوں اب تک تلخ ترین۔ اب مفاہمت کی کوئی گنجائش نہیں۔ آیئے ہم آگے قدم بڑھائیں۔"

اس مرحلے پر مسٹر جناح نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان کا ذکر کیا "کہ

وہ اس امر سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ مسٹر جناح کے پاس مسلمانوں کی نامزدگی کا اجارہ ہو۔"

"وہ کیا چیز ہے جس نے وزیر ہند سے' جو اتنے ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں' ایسی احمقانہ بات کہلوائی ؟ کیا ان کے پاس ہر انگریز کا اجارہ ہے؟ وہ کس اختیار کے تحت برطانوی قوم کی طرف سے بات کرتے ہیں جب کہ صرف ساٹھ فی صد لوگ ان کی حکومت کی حمایت کرتے ہیں؟ ہم اس پر اتفاق نہیں کر سکتے کہ ایک غدّار مسلمان کو کانگرس کی جانب سے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں نامزد کیا جائے۔"

"خود برطانوی حکومت نے اپنے غداروں جون آمرے اور لارڈ ہاہا کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ پھانسی پر چڑھا دیا۔ اور بہت سے انگریزوں کو جنہوں نے اپنے وطن سے بے وفائی کی' غداری کے جرم میں سُولی دے دی گئی۔ میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ میں ایک غدار کی نامزدگی کو قبول کر لوں۔

دانشورانہ فالج

"کابینہ مشن دانشورانہ فالج میں مبتلا تھا' اور انہوں نے پارلیمان میں جو رپورٹ پیش کی وہ خود اپنے ساتھ بھی دیانت نہ برت سکے اور وہ رپورٹ نہ صرف سیاسی اخلاق سے محروم تھی بلکہ اصول اور اخلاقیات کے ہر انداز سے عاری تھی۔"

صدر مسلم لیگ نے گرجدار لہجے میں فردوسی کے ایک شعر پر اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہ "اگر آپ جویائے امن ہیں تو ہم جنگ کے خواہاں نہیں لیکن اگر آپ جنگ چاہتے ہیں تو ہم اسے بلا کسی پس و پیش کے قبول کر لیں گے۔" اور فردوسی کے اس شعر کا آخری حصہ اللہ اکبر کے نعروں' مسلم لیگ زندہ باد اور تالیوں کے شور میں ڈوب گیا۔

"گرت روی صلح است سازیم کار
وگرنہ نبیچم من از کارزار"

[مسٹر جناح کی تقریر ختم ہوتے ہی عمایدین مسلم لیگ یکے بعد دیگرے اسٹیج پر آئے اور اپنے اپنے سرکاری خطابات واپس کرنے کا اعلان کیا۔]

(دی ڈان' ۳۰ جولائی ۱۹۴۶ء)

۹۶۔ مسئلہ فلسطین کا حل: یونائیٹڈ پریس سے ملاقات

بمبئی ۳۰ جولائی ۱۹۴۶ء

مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کے

سلسلے میں پہلا قدم یہ ہو گا کہ فلسطین سے اینگلو- امریکی اثر و رسوخ واپس ہو جائے اور اس امر پر زور دیا کہ نہ صرف یہودیوں کی فلسطین میں آمد کو ختم کر دیا جائے بلکہ جو یہودی پہلے سے فلسطین میں موجود ہیں ان کی آبادکاری کا بھی آسٹریلیا' کینیڈا یا کسی ایسے ملک میں اہتمام کیا جائے جہاں ان کی گنجائش ہو یا پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ ان کی قسمت اس سے بھی زیادہ خراب ہو گی جیسی کہ ہٹلر کے تحت تھی- یہ بالکل واضح ہے کہ یہودی' امریکہ اور انگلستان کی امداد سے فلسطین کو دوبارہ فتح کرنا چاہتے ہیں-

"یہودیوں کے ساتھ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ انہیں فلسطین میں دھکیلا جا رہا ہے-" یہ باتیں مسٹر ایم- اے- جناح نے مسٹر ارنسٹ سی- مارٹی نامہ نگار یونائیٹڈ پریس امریکہ کے ساتھ ایک خصوصی ملاقات کے دوران کہیں- "دیانت کا تقاضا تو یہ ہے کہ تبدیل وطن کی خاطر یہودیوں کی فلسطین میں آمد کو ختم کر دیا جائے- تبدیلی وطن کے اصول اور اس دلیل کی بنیاد پر پانچ لاکھ یہودیوں کو پہلے ہی فلسطین میں داخلے کی اجازت دی جا چکی ہے- یہ تعداد عربوں کی آبادی کی ایک تہائی کے برابر ہے جسے کوئی ملک نہ گوارا کرے گا اور نہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی کوئی نظیر موجود ہے-"

انہوں نے امریکہ کی مذمت کی کہ "نہ ان کا کوئی ضمیر ہے نہ انہیں عدل یا انصاف کا کوئی لحاظ- امر واقعہ یہ ہے کہ امریکی صیہونی امریکہ کو ناک سے پکڑ کر جدھر چاہتے ہیں لے جاتے ہیں- یہ حیرت انگیز بات ہے کہ قرنوں کی کشمکش کے بعد خود امریکیوں نے ہندیوں کے لئے حال ہی میں ۱۰۰ افراد سالانہ کا کوٹہ منظور کیا ہے-"

مسٹر جناح نے تجویز پیش کی کہ "انگلستان اور امریکہ فلسطین سے نکل جائیں اور عربوں اور یہودیوں کو لڑ بھڑ کر اس مسئلے کو حل کرنے دیں-"

روس کے بارے میں مسلم لیگ کے رویے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا "کہ روس کسی طرح سے بھی کسی اور طاقت سے مختلف نہیں ہے-"

ہند کے انقلابی قوم پرستوں کے لئے روس کی حمایت کے ضمن میں انہوں نے کہا کہ "روس کا خیال یہ ہے کہ انگلستان عام طور سے محکوم اقوام کی آزادی سے کھیلتا رہتا ہے اور یہ کہ روس اس جماعت یا تنظیم کی حمایت کرے گا جو برطانیہ سے لڑ رہی ہو- اس وقت مسلم لیگ کا اس معاملے میں کوئی دخل نہیں-"

[اے- پی- آئی' ڈی ڈان' ۳۱ جولائی ۱۹۴۶ء]

۹۷- اب پہل برطانوی حکومت یا کانگرس کرے

بمبئی ۳۱ جولائی ۱۹۴۶ء

"ہم نے تو اپنی طرف سے بہترین کوشش صرف کر دی اب مزید پہل برطانوی حکومت کرے یا کانگرس-" یہ بات مسٹر ایم- اے- جناح' صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اخبار نویسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہی-

مسٹر جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے فیصلوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ کا راست اقدام کا فیصلہ کسی کے خلاف اعلان جنگ نہیں ہے' بلکہ یہ محض ان اقدامات کا بیان ہے جو ہم اپنی بقا اور اپنے دفاع کے تعلق میں کرنا چاہتے ہیں-

مسٹر جناح نے اس امر کا عندیہ دینے سے انکار کر دیا کہ مفروضہ حالات میں مسلم لیگ کیا کرے گی- انہوں نے کہا جو صورت حال رونما ہو گی اس کا سامنا کیا جائے گا- انہوں نے یہ بھی بتانے سے انکار کر دیا کہ لیگ کے مجوزہ راست اقدام کی نوعیت کیا ہو گی' اور نہ ہی یہ بات بتائی کہ مسلم لیگ اس جہت میں کیا کارروائی کرنا چاہتی ہے-

مسٹر جناح نے اپنے اس اعلان کا اعادہ کیا کہ کانگرس کی کابینہ مشن کے منصوبے' جو مشن کے ۱۶ مئی کے بیان میں مذکور ہے' کی قبولیت حقیقی قبولیت نہیں ہے- چونکہ یہ مشروط ہے لہٰذا اس کا مطلب استرداد ہے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک متبادل پیش کش ہے-

مسٹر جناح نے کانگرس پر الزام لگایا کہ وہ ایک مہم چلانے کی زبردست تیاریاں کر رہی ہے جو ۱۹۴۲ء کی مہم سے شدید تر ہو گی اور اس مقصد کے لئے کانگرسیوں کو ہدایات جاری ہو چکی ہیں- مہم کو مئوثر بنانے کی خاطر آئی- این- اے کے عملے کی امداد حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کی جا رہی ہے-

جبکہ برطانوی حکومت اور کانگرس دونوں اپنے اپنے انداز میں مسلح ہیں' ایک آتشیں اسلحہ سے دوسری عوامی تحریک کی دھمکی سے- مسلم لیگ نے یہ محسوس کیا کہ وقت آن پہنچا ہے کہ مسلم لیگ بھی اپنا ساز و سامان تیار کرے اور مطالبہ پاکستان کے نفاذ کے ضمن میں جدوجہد کے لئے تیار ہو جائے-

مسٹر جناح نے اس امر کا انکشاف کیا کہ انہیں وائسرائے کی جانب سے ایک مراسلہ موصول ہوا ہے- لیکن انہوں نے اس کی نوعیت بتانے سے انکار کر دیا-

مسٹر جناح نے کہا: "ہم علیٰ حالہٖ اس نظریے پر قائم ہیں کہ کانگرس نے ۱۶ مئی کے بیان میں

مذکورہ سکیم کو قبول نہیں کیا؟ اور یہ بات صدر کانگرس کے ۲۵ جون کے مکتوب سے عیاں ہے۔ مجلس عاملہ کانگرس نے اپنے ۲۶ جون کے اجلاس دہلی میں منظور کی جانے والی قرارداد میں اس کی توثیق بھی کی۔

"آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے ۷ جولائی کے اجلاس میں اس کی تصدیق کی اور جانے والے اور آنے والے صدر کانگرس کی تقریروں سے بدرجہ اتم واضح ہو جاتا ہے۔

"اب یہ سوال رہے ایسا نہیں جیسا کہ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ ہم مجلس دستور ساز کے خلاف ہیں۔ دراصل ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ دو خود مختار مجالس قانون ساز ہونی چاہئیں' وجہ ظاہر و باہر ہے کہ اگر ایک خود مختار مجلس دستور ساز ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ایک قوم کی بھاری اکثریت دوسری قوم کی اکثریت [تناسب تین اور ایک] پر اپنے فیصلے مسلط کر سکے گی۔"

طویل المدت منصوبے کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا۔ "ہم اس سے مطمئن نہیں تھے۔ درحقیقت یہ ہمارے مقابلے میں کانگرس کے نقطۂ نظر سے بہت زیادہ مطابقت رکھتا تھا۔

"سوال صرف یہ تھا کہ اسے قبول کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ ہم نے اسے قبول کر لیا۔ جو کچھ میں نے پہلے کہا میں اسے دُہراتا ہوں کہ ہم نے پورے علم اور سمجھ کے ساتھ اور بغیر کسی قسم کے ابہام کے ساتھ اسے قبول کیا۔

"ہم نے ایسا کیوں کیا؟ ہم نے ایک محدود پاکستان کو قبول کر کے زبردست ایثار کیا۔ یعنی نفی تین مضمون۔ دفاع' مواصلات اور امور خارجہ۔ ہمارے پیش نظر ہند میں آباد ہر فرقے کی فلاح و بہبود تھی اور ہم نے یہ محسوس کیا کہ اس طرح ہم مختصر ترین مدت میں غیر ملکی تسلط سے چھٹکارا پالیں گے۔ اور یہ ہم سب کو آزادی کے حصول اور اس کے ثمرات سے بہرہ مند کر دے گا۔ ہم بہت اچھی طرح سے سمجھتے تھے کہ ہم کیا کر رہے ہیں' صرف یہی ایک اہم خیال دامنگیر تھا۔

"دوسرا خیال جو پیش نظر تھا وہ یہ تھا کہ ہم نے یہ سوچا کہ اگر ہمیں کش مکش' خون خرابے' تعطل اور جمود سے بچنے کے لئے کچھ ایثار بھی کرنا پڑے تو کر دینا چاہیے۔ ہم نے سوچا کہ خوشگوار اور پُرامن مفاہمت زیادہ بیش بہا شے ہے' چنانچہ ہم نے رضا کارانہ اور آمادگی کے ساتھ یونین کے مرکز کو تین مضمون تفویض کر دیئے۔

"اس باب میں ذرہ برابر شبہہ نہیں کہ ہمارے یہ [فیصلہ] کرنے کے بعد کابینہ وفد اور وائسرائے دس دن کے اندر اندر اپنے عہد سے پھر گئے۔ یعنی ۱۶ جون کے اس اعلان سے جسے انہوں نے قطعی اور حتمی قرار دیا تھا۔ انہوں نے پیراگراف نمبر ۸ کی نہایت عجیب و غریب اور بددیانتی پر مبنی تاویل کی۔

"اب میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے ایک نیا لفظ دریافت کر لیا ہے کہ تجاویز 'زاید المیعاد' ہو گئیں۔ کیسے؟ ہم نے' (مسلم لیگ نے) ۱۶ جون کا بیان بروقت قبول نہیں کیا؟ بلکہ چونکہ کانگرس نے ۱۶ مئی کا بیان تو منظور کر لیا لیکن ۱۶ جون کا بیان مسترد کر دیا۔

"۱۶ جون کے بیان کا پیراگراف نمبر ۸ صرف ایک شرط عائد کرتا ہے۔ آپ یہ استدلال کیسے کر سکتے ہیں کہ اگرچہ مسلم لیگ نے معینہ مدت کے دوران تجویز قبول کر لی تاہم تجاویز زاید المیعاد ہو گئیں۔"

"سوال یہ ہے کہ دفعہ (پیراگراف) نمبر ۸ کی درست تعبیر کیا ہے؟ میں اس کا قائل ہوں کہ مشن اس کی جو تعبیر کرتا ہے اور جس پر وہ اب بھی مُصر ہے وہ بے حد عجیب و غریب ہے اور بددیانتی پر مبنی ہے۔ میں برہم یا برافروختہ بالکل نہیں ہوں۔ لیکن یقیناً جب ایک فریق بدعہدی کا ارتکاب کرے' تو دوسرے فریق کو یہ حق تو حاصل ہے کہ وہ اسے اس سنگین جرم کا ملزم تو ٹھہرا سکے۔ اگر یہ برہمی ہے تو پھر میں برہم ہوں۔"

اس امر کا اعادہ کرتے ہوئے کہ کانگرس کی جانب سے طویل المدت اسکیم کی قبولیت کوئی قبولیت نہیں بلکہ ایک متبادل پیشکش ہے' مسٹر جناح نے کہا "میں یہ باور نہیں کر سکتا کہ کابینہ مشن کے اراکین اور وائسرائے جیسے آزمودہ کار اور تجربہ کار لوگ کس طرح ممکنہ طور پر یہ یقین کر سکتے ہیں کہ یہ (کانگرس کی طرف سے) قبولیت ہے۔

"میں آپ کو بتاؤں کہ انہوں نے یقین کیوں کیا۔ چونکہ وہ تنکے کا سہارا لینے کی کوشش کر رہے تھے اور اس کا جواز تلاش کر رہے تھے کہ بہرکیف مشن کسی حد تک تو کامیاب رہا اور اس طرح انہوں نے پارلیمان کو اور ساری دنیا کو گمراہ کیا۔

مشن نے ہمارے اعتماد کو پہلے ہی متزلزل کر دیا ہے۔ ہم نے سوچا کہ وہ کانگرس کی دھمکیوں سے' جو پورے مذاکرات کے دوران اندر بھی دی گئیں اور باہر بھی' خوف زدہ اور مرعوب ہیں اور سہم گئے ہیں۔

کانگرس کی تیاریاں

کانگرس پہلے سے بھی اور اب بھی خود کو منظم کر رہی ہے تاکہ سول نافرمانی کی عوامی تحریک چلا سکے۔ تیاریاں زور و شور سے پہلے بھی کی جا رہی تھیں اور آج کل بھی کی جا رہی ہیں۔ انڈین نیشنل آرمی کے لوگوں کو طلب کیا جا رہا ہے' بھرتی کیا جا رہا ہے اور روپیہ پیسہ دے کر سارے ملک میں پھیلایا جا رہا ہے۔ مختلف قسم کے ادارے منظم اور قائم کئے جا رہے ہیں۔

"انہیں ضروری مشقیں کرائی جا رہی ہیں اور جسمانی تربیت دی جا رہی ہے اور اس عمل

میں موسمی شدائد کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا- ہر شخص کو یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ اگر ہمیں اپنے مقاصد کے حصول کا موقع نہ ملا تو ہم خود کو جدوجہد چلانے کے لئے تیار کر رہے ہیں جو ۱۹۴۲ء کی جدوجہد سے ہزار گنا بدتر ہو گی-

"صرف مسلم لیگ نے کمال احتیاط کے ساتھ خود کو آئینی جدوجہد کے دائرے میں محبوس رکھا ہے اور آئینی طور طریقے اور حربے اختیار کر رکھے ہیں کہ ہم آئین پسند ہیں اور احترام آئین کے قائل ہیں- لہٰذا یہ ایک بدیہی بات تھی کہ ہم نے اس کانفرنس میں شرکت کی اور مذاکرات کئے اس انداز سے کہ ہمارے ہاتھ پاؤں آئینی حربوں اور آئین پسندی کی رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے-

"ہم نے یہ دیکھا کہ برطانوی وفد اور وائسرائے اور برطانوی حکومت ایسے سہمے ہوئے تھے گویا ان کے سروں پر ننگی تلوار لٹک رہی ہو کہ اگر کانگرس کی چاپلوسی نہ کی گئی یا اسے مطمئن نہ کیا گیا تو وہ ان کے خلاف ایسی مہم شروع کر دیں گے جو ۱۹۴۲ء کی تحریک سے ہزار گنا بدتر ہو گی-

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم واحد فریق ہیں جو ایسے ہی بیٹھا رہے جیسا کہ ہم آج تک دست و پابند ہوئے بیٹھے رہے- انگریزوں کے پاس مشین گنیں ہیں' چنانچہ وہ جو کہیں' اس کی جو چاہے تاویل کر لیں- ایسی کوئی عدالت موجود نہیں جہاں ہم اپیل کر سکیں- وہ خود ہی منصف ہیں جو چاہیں سو کہیں اور جو چاہیں سو کریں-

"کانگرس دوسرا فریق ہے جو ایک مختلف قسم کے ہتھیار سے سرتا پیر مسلح ہے' جو بچّوں کی پہنچ سے دُور رہنا چاہیے- لہٰذا ہم مجبور ہو گئے کہ اپنی مدافعت اور بقا کی خاطر آئینی طور طریقوں کو خداحافظ کہہ دیں اور اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنی حکمت عملی اور پروگرام کے لازمی جزو کے طور پر راست اقدام کے لئے تیاری کریں اور وقت آنے پر اس کا آغاز کر دیں-"

قرطاس حکومت

مسٹر جناح نے کہا کہ "کانگرس نے قرطاس حکومت کی اپنی تاویل کو منصۂ شہود پر لانے کی غرض سے کارروائی بھی شروع کر دی کہ انہوں نے مجلس دستور ساز آسام کی کانگرس پارٹی کو ہدایت کی کہ وہ ایوان سے قرارداد منظور کرائے کہ آسام کا کسی گروپ بندی سے کوئی سروکار نہیں ہو گا- یہ ایک قطعی اور ٹھوس قدم تھا جو مجلس قانون ساز آسام نے کانگرس کی ہائی کمان کے حکم کے تحت اٹھایا-"

مسٹر جناح نے یاد دلایا کہ "وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس نے اپنے ۱۶ مئی کے نشریئے میں یہ کہا تھا کہ مشن کی تجاویز سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ تقسیم ہند میں مضر خطرات سے بچتے ہوئے

پاکستان کے فوائد حاصل کر لئے جائیں' اور جملہ جماعتوں سے وابستہ ہندیوں کو دستور وضع کرنے میں حصہ لینے کی دعوت دی۔

"مسلم لیگ نے بھی یہ رائے قائم کی کہ ماسوائے تین مضامین [دفاع' مواصلات اور امور خارجہ] کے گروپ 'ب' اور 'ج' پاکستان تشکیل کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اس امر سے اتفاق کیا کہ یونین خود کو دس برس کی مدت میں سختی کے ساتھ تین مضامین تک محدود رکھے گی۔ لیکن پنڈت نہرو نے اس وقت سے لے کر اب تک صراحت کے ساتھ یہ کہا ہے کہ وہ خود کو ان تین مضامین تک محدود رکھنے کے پابند نہیں اور وہ یونین کے مرکز کے اختیارات اور احیطہ کار میں توسیع کرنے کے معاملے میں آزاد ہیں۔" مسلم لیگ کی تازہ ترین قراردادوں کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "وہ یہ توقع نہیں کر سکتے تھے کہ برطانوی اخبارات یہ کہیں گے کہ مشن عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ قدرتی طور پر تبصرہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ نے جو فیصلہ کیا وہ سنگین تھا اور تھا بھی ایسا ہی۔"

مسٹر جناح سمجھتے ہیں کہ اصل صورت حال کے ادراک میں ایک غلطی سرزد ہوئی۔ جب کچھ اخبارات جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو وہ ہند کے حقائق کو فراموش کر دیتے ہیں۔ اگر ہند ایک متجانس ملک ہوتا اور یہاں ایک قوم ہوتی تب جمہوریت کی بات کی جا سکتی تھی۔

"لیکن ہند تو ایک برصغیر ہے جو قومیتوں پر مشتمل ہے جس کا لارڈ پیتھک لارنس نے حالیہ مباحث کے دوران اعتراف کیا۔"

مسٹر جناح نے کہا: "یہاں دو بڑی قومیں ہیں۔ یہی جڑ بنیاد ہے اور ہماری پریشانیوں کا ماحصل۔ جب دو بڑی قومیں ہوں تو آپ جمہوریت کی بات کیسے کر سکتے ہیں' جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک قوم کی اکثریت دوسری قوم کے لئے جو چاہے فیصلہ کر سکتی ہے خواہ دوسری قوم متفقہ طور پر اس کی مخالف ہو۔"

"اگر سارے مسلمان کہیں کہ ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے تب بھی مسلمانوں پر اکثریت کا فیصلہ مسلّط کر دیا جائے گا کہ تناسب ان کا تین اور ایک کا ہے۔

"اگر ایک قوم ہو تو پھر بالکل کوئی جھگڑا نہیں۔ ان دو قوموں کو مغربی طرز جمہوریت کی بنا پر نہیں جانچا جا سکتا۔ بلکہ ان دونوں کے ساتھ مساویانہ رویہ اختیار کیا جانا چاہیے اور کوششیں یہ ہونا چاہیے کہ اس حقیقت کو تسلیم کر کے دشواریوں کو حل کیا جائے۔ انہیں ایک دوسرے کا دیانت اور خلوص سے آمنا سامنا کرنا چاہیے اور مفاہمت کی کوشش کرنا چاہیے۔"

مسٹر جناح نے مجوزہ راست اقدام کی تفصیلات پر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا: "کہ اس وقت میں آپ کو یہ بتانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

جب ان سے یہ دریافت کیا گیا مسلم لیگ دیگر سامراج دشمن قوتوں مثلاً کانگرس کے ساتھ اشتراک عمل کرے گی تو مسٹر جناح نے کہا: "کانگرس کا راست اقدام [کبھی بھی] انگریز کے خلاف نہیں ہوا۔ مختلف موقعوں پر کانگرس کا راست اقدام ہوا اور آخری ۱۹۴۲ء میں ہوا۔ اس کا مقصد انگریز کو دبانا اور بلیک میل کرنا تھا کہ وہ مسلم لیگ سے پہلوتہی کر کے کانگرسی مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ بعینہٖ یہی کچھ وہ آج بھی کر رہی ہے اور ٹھیک اسی سے مشن سہا ہوا ہے۔ کانگرس نے انگریز سے کہا چھوڑ جاؤ۔ وہ کس طرح ایسا کر سکتی ہے؟ وہ خودداری کے ساتھ کیسے اس عبوری حکومت کو قبول کر سکتی ہے جو قانون مجریہ ۱۹۱۹ء کے تحت تشکیل دی جا رہی ہو لیکن وہ شملہ میں یہ کرنے کے لئے تیار تھی' بشرطیکہ مسلم لیگ کو دبا کر رکھا جائے۔"

سوال کیا گیا کہ کیا جو قرارداد منظور کی گئی ہے اس نے مذاکرات کا امکان ختم کر دیا۔ مسٹر جناح نے کہا: "دوسری قومیں کیا کر رہی ہیں۔ ایٹمی ہتھیاروں سے مسلح ہونے پر کیا وہ گفت و شنید اور بحث و تمحیص میں مصروف نہیں۔ کیا وہ ساتھ ساتھ تیاریوں میں مشغول نہیں۔ کیا حکومت ہند آج جس جماعت کو چاہیں کچل دینے کی تیاریاں نہیں کر رہی۔ آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ اکیلا میں [مسلم لیگ] دست بستہ بیٹھ جاؤں۔ میں بھی صورت حال کا سامنا کروں گا جب اور جیسے وہ رونما ہو گی۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ راست اقدام تشددانہ ہو گا یا غیر تشددانہ۔ تو مسٹر جناح نے جواب دیا کہ "میں اخلاقیات پر بحث نہیں کروں گا۔"

س: کیا یہ فیصلہ اٹل ہے؟

ج: اگر آپ سیاستدان ہوتے تو مجھ سے یہ سوال نہ کرتے۔

مزید سوالات کے جواب میں مسٹر جناح نے کہا کہ راست اقدام میں جو ہمارے پیش نظر ہے ہم ہر اس شخص کو شامل کریں گے جو ہماری جدوجہد کے مقاصد سے اتفاق کرتے ہوئے شامل ہونا چاہے۔

س: کیا آپ کانگرس تک رسائی کے امکان پر غور کریں گے؟

ج: میں تو اپنی طرف سے بہترین کوشش کر چکا ہوں' اب برطانوی حکومت پہل کرے یا کانگرس۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا انہیں عبوری حکومت کے قیام کے ضمن میں وائسرائے کی جانب سے کوئی اطلاع موصول ہوئی تو مسٹر جناح نے کہا کہ انہیں وائسرائے کی جانب سے مراسلہ تو موصول ہوا ہے لیکن انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ بالکل نجی ہے۔

انہوں نے مراسلے کی نوعیت کے بارے میں گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

{اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' یکم اگست ۱۹۴۶ء}

۹۸- یوم راست اقدام کے موقع پر ہڑتال کے بارے میں بیان

بمبئی، ۴ اگست ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک ملاقات کے دوران اعلان کیا کہ ۱۶ اگست کو لیگ نے جو ہڑتال کرنے کے لئے کہا ہے وہ "پر امن اور منظم طریقے سے کی جائے گی۔"

"مسلم لیگ کونسل نے ہڑتال کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس دن ہند کے طول و عرض میں عام جلسوں میں جمع ہو کر ان قراردادوں کی وضاحتیں اور تشریحات سنیں جو کونسل نے حال ہی میں منظور کیں جن میں کابینہ مشن کی تجاویز کی قبولیت کو واپس لے کر قیام پاکستان کی غرض سے راست اقدام کا حکم دیا گیا۔" یہ بات مسٹر جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کو بتائی۔

منظم طریقے سے

"ہم نے عامتہ الناس سے کہا ہے کہ وہ برطانوی وفد کے خلاف احتجاج کے طور پر اپنا کام معطل کر دیں کہ وفد اپنے قول و قرار سے پھر گیا اور اس طرح اعتماد کا خون کر دیا۔ لیکن یہ دن پُرامن طور پر اور منظم طریقے سے منایا جائے گا۔

میں ہر مسلم لیگی سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اس غرض و غایت کی تعمیل کرے اور اس کے مطابق عمل پیرا ہو۔"

(دی ڈان، ۶ اگست ۱۹۴۶ء)

۹۹- ثالثی کی تجویز مسترد

بمبئی ۴ اگست ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک ملاقات کے دوران کہا کہ لیگ کے موقف کو ثالثی کے لئے پیش کر دینے کی تجویز ان کے لئے ناقابل قبول ہے۔ یاد ہو گا کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے تلک کی برسی کی تقریبات پر تقریر کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی تھی۔

مسٹر جناح نے کہا کہ "یہ تجویز ناواقف لوگوں کو یہاں بیرون ہند متاثر کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے کہ کانگرس کس درجہ معقولیت پسند اور مفاہمت کی خواہاں ہے لیکن مسلم لیگ ہٹ دھرم ہے۔ مسلمانوں کا مطالبہ برائے پاکستان حق خودارادیت پر مبنی ہے اور اسے ثالثی کا موضوع نہیں بنایا

جا سکتا۔"

مسٹر جناح نے اس امر کا اعادہ کیا کہ کانگرس نے طویل المدت منصوبہ مسترد کر دیا تھا اور اس کی قبولیت ہرگز کوئی قبولیت نہ تھی۔

مسٹر جناح نے کہا کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے حال ہی میں مجلس عاملہ کی دہلی کی ۲۶ جون اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی ۷ جولائی کی قراردادوں پر تقریر کرتے ہوئے کہا' میں ان کے اپنے الفاظ نقل کرتا ہوں "مجلس عاملہ کی قرارداد میں صاف طور سے کہا گیا ہے کہ یہ ۱۶ مئی کے اعلان کو قبول کرتی ہے۔ یہ اس پر ابھی تک قائم ہے۔ یقیناً اسے دستاویز کی تاویل اور تعبیر کرنے کا حق حاصل ہے۔" یہ گمراہ کن بات ہے۔ دستاویز میں چار بڑی تجویزیں مذکور ہیں۔

عبوری حکومت

اول : وہ کہتے ہیں کہ کانگرس نے صرف اعلان قبول کیا ہے۔ بنیادی ڈھانچہ اور دستاویز کے پیراگراف میں مذکور صوبوں کی گروہ بندی اور عبوری حکومت کی تشکیل قبول نہیں کی۔ اور یہ صدر کانگرس کے ۲۵ جون کے مکتوب سے واضح ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کانگرس نے عبوری حکومت کے ضمن میں ۱۶ جون کا بیان مسترد کر دیا جب کہ ۱۶ مئی کے بیان کو اپنی شرائط اور اپنی تاویلات کے ساتھ قبول کر لیا۔

یہ مشروط قبولیت درحقیقت قانون کی نظر میں ۱۶ مئی کے بیان کو مسترد کرنا ہے۔ [بحولہ بالا] مکتوب ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے : "ہم نے بیان کے بعض اہتمامات کی اپنے انداز میں تاویل کی۔ اپنے نقطہ نظر پر قائم رہتے ہوئے ہم نے آپ کی تجاویز کو قبول کر لیا ہے اور ہم اسے رو بہ عمل لانے کے لئے آمادہ ہیں تاکہ ہم اپنا مقصد حاصل کر سکیں۔"

پٹیل کی جسارت

کانگرسی رہنماؤں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں یہ کہا کہ انہوں نے کابینہ مشن کے طویل المدت منصوبے کو جوں کا توں قبول نہیں کیا اور یہ کہ انہوں نے ۱۶ جون کے قلیل المدت منصوبے کو مسترد کر دیا اور اب مسٹر پٹیل کی جسارت دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں کہ لیگ اپنے قول سے منحرف ہو گئی۔

"ہم نے کس شے کا عہد کیا تھا اور کس بات کا عہد کیا تھا۔" دو بڑی جماعتوں میں ایک نے طویل المدت منصوبے کو قبول نہیں کیا اور قلیل المدت منصوبے کو مسترد کر دیا۔ اور میں نے فوراً ہی دہلی میں اپنے ۲۷ اور ۲۹ جون کے بیانات کے ذریعہ اسی طرف اشارہ کر دیا تھا اور مجلس عاملہ کی

قرارداد کے ذریعہ بھی جو اس نے ۲۶ جون کو منظور کی جس میں دونوں کو قبول کر لیا گیا تھا۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں مزید کہا گیا ہے کہ مرکزی حکومت کو وسعت اور تقویت فراہم کرنے کی کافی گنجائش ہے اور صوبوں کو ان کے حقوق کی مکمل ضمانت مہیا کرنے کے لئے گروہ بندی کے معاملے میں اپنی مرضی کے مطابق کارروائی عمل میں لا سکیں گے۔

"میں نے یہ بات کہی تھی کہ کانگرس نے طویل المدت منصوبہ قبول نہیں کیا اور عبوری حکومت کی تجویز کو مسترد کر دیا۔ کابینہ مشن نے عبوری حکومت کی تجویز کو کالعدم قرار دے دیا اور اپنے قول سے منحرف ہو گیا۔ لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا کہ ۲۷ اور ۲۸ جولائی کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بمبئی میں طلب کیا جائے تاکہ نئی صورت حال پر جو رونما ہوئی ہے غور و خوض کیا جا سکے جس پر پنڈت نہرو نے پھبتی کسی کہ کانگرس بہت سی نئی صورت حال پیدا کرے گی۔ اسی اثنا میں پنڈت نہرو اور دیگر کانگرسی رہنماؤں نے، جن میں مسٹر ولبھ بھائی پٹیل بھی شامل ہیں بمبئی میں اپنی تقریروں اور عوامی خطابات میں یہ بات صراحت سے کہی کہ نہ انہوں نے ۱۶ مئی کا بیان قبول کیا ہے اور نہ ہی وہ کسی بات کے پابند ہیں۔

مزید ۱۰ جولائی کو صدر کانگرس پنڈت نہرو نے شیشے کی طرح صاف شفاف طریقے سے کہا اور مجلس قانون ساز آسام نے کانگرس ہائی کمان کی ہدایات کے مطابق مجلس دستور ساز کے لئے اپنے نمائندے منتخب کرنے کے بعد انہیں یہ قطعی مینڈیٹ دیا کہ وہ آغاز کار ہی سے گروپ 'ج' سے کوئی سروکار نہ رکھیں، اگرچہ اس کی اقلیتی نمائندوں بشمول مسلمانوں کی جانب سے زبردست مخالفت کی گئی تھی، لیکن اسے کانگرس کی بھاری اکثریت نے منظور کر لیا۔

نہرو کا ادعا

"مزید برآں ۲۲ جولائی کو دہلی کے ایک جلسہ عام میں اپنے اس ادعا کا اعادہ کیا کہ وہ مجلس دستور ساز میں اپنا مقصد حاصل کرنے اور مطلب نکالنے کے لئے جا رہے ہیں، اگر وہ ناکام ہو گئے تو وہ اسے [مجلس دستور ساز کو] بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

یہ ۱۸ جولائی کو [برطانوی] پارلیمان میں مباحثے کے بعد کی بات ہے۔ اس سے اس باب میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ کانگرس اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے مجلس دستور ساز میں جا رہی ہے۔ جیسا کہ صدر کانگرس کے مکتوب اور قرارداد میں دہرایا گیا۔

"اس [کانگرس] نے اپنے اس ارادے کا وضاحت سے اظہار کیا کہ نہ تو وہ گروپ بندی کے پابند ہیں اور نہ ہی وہ سختی کے ساتھ دستاویز کے بنیادی ڈھانچے تک محدود رہیں گے۔ اور غیر مبہم انداز میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ یونین کے احیطہ کار اور اختیارات میں توسیع کرنے کی غرض سے آزاد

ہیں اور یونین حکومت جتنا چاہیں اتنے مضامین کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

"ہم جانتے ہیں کہ کانگرس کا مقصد اور مطلب کیا ہے۔ کانگرس باور کرتی ہے کہ اس نے برطانوی حکومت سے ہند کی دولت مشترکہ سے باہر بالکل آزادی کا اعلان کرا لیا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس دستور ساز ادارے کو خودمختار مجلس قرار دے دیں گے اور اب ان کے لئے صرف اتنا سا کام باقی رہ گیا ہے کہ وہ ایک مضبوط متحدہ ہند کی وفاقی حکومت کی اساس پر دستور وضع کر لیں' جس کی تحویل میں اہم اختیارات اور مضامین ہوں جیسے کہ دفاع' امور خارجہ' مواصلات' کسٹمز' خزانہ' تجارت' منصوبہ بندی' صنعت اور محاصل اور مزید یہ اختیار کہ اگر کسی صوبے میں ان کے نظریے کے مطابق دستور پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے تو وہ مداخلت کر سکیں اور اس طرح صوبوں کو بلدیات اداروں کی حیثیت پر لے آئیں۔

"مسٹر پٹیل کہتے ہیں کہ کوئی انفرادی بیان یا اظہار رائے رسمی قرارداد کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ لیکن کیا ہم صدر کانگرس کے اس اعلان کو نظرانداز کر دیں جس میں وہ قرارداد کی مزید توضیح کرتے ہیں؟ پھر ہم مسٹر پٹیل کے اعلانیے کو کیا اہمیت دیں؟

دونوں کے لئے آزادی

"مسٹر پٹیل کہتے ہیں کہ لیگ اور کانگرس مخالف سمتوں میں زور لگاتی ہیں۔ ایک ہند کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کرنا چاہتی ہے جب کہ دوسری متحدہ ہند کی خواہاں ہے۔ 'یہ ظاہر ہے' مسٹر پٹیل نے کہا: کہ دونوں کے یکجا ہو جانے کی کوئی سبیل نہیں اور یہ کہ کانگرس اور لیگ میں اختلاط ناممکن ہے' چونکہ دونوں تنظیموں میں ایک دوسری کے ساتھ قطعی اور حتمی اختلاف ہے۔

"لیکن جب ہم پاکستان اور ہندوستان اور پاکستان کی شکل میں تقسیم ہند کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہماری اسکیم دونوں بڑی قوموں۔۔۔۔ہندوؤں اور مسلمانوں کو آزادی اور خودمختاری عطا کرتی ہے جبکہ کانگرس اور مسٹر پٹیل مُصِر ہیں کہ ایک مضبوط وفاقی حکومت کے ساتھ متحدہ ہند قائم کر دیا جائے۔ جس کا مطلب ہے کہ دس کروڑ مسلمانوں کے کاندھوں پر اونچی ذات ہندوؤں کی غلامی کا جوا رکھ دیا جائے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں آزادی صرف ہندوؤں کے لئے اور ہندوراج کے تحت مسلمانوں کے لئے غلامی۔ اس بنیاد پر پھر یکجائی کی سبیل کیسے نکلے۔ یہی اساس ہے جس کے بارے میں مجھے کوئی شک نہیں کہ اونچی ذات کے بہت سے ہندو زبردست طریقے سے خواہاں ہیں اور اسی کا مسٹر پٹیل خواب دیکھتے ہیں۔

"یہ اعلان کرنے کے بعد کہ ہم میں اور ان میں قطبین کی سی دوری ہی مسٹر پٹیل مجھے

مشورہ دیتے ہیں کہ میں اپنی پنچ کو تبدیل کر دوں۔ فرقہ پرستی کو تیاگ کر قوم پرستی کو شعار بناؤں۔ فرض کیجئے ان کی مراد ہے کانگرسی قوم پرست اور یہ قبول کر لوں کہ کانگرس کل ہند کی نیابت کرتی ہے اس خیالی بنیاد پر کہ ہند ایک ملک تھا اور ایک قوم۔ جب کہ حقائق یہ ہیں کہ کانگرس اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اونچی ذات ہندوؤں کی ایک تنظیم ہے۔

لیکن ان کے مشورے کا کہ "میں قوم پرست بن جاؤں اور فرقہ پرستی ترک کر دوں" اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ مجھے مطالبہ پاکستان کو دفن کر دینا چاہیے اور مسلم قوم سے ناطہ توڑ لوں۔ بوری کا لباس پہن کر اور منہ پر راکھ مل کر ان کے حضور حاضر ہو جاؤں۔ جب ہم "کلیتاً" خود کو ان کے رحم و کرم پر پھینک دیں تو ان کی مخلوق کی حیثیت سے مجوزہ ایگزیکٹو میں جتنی نشستیں چاہیں لے لیں۔

متضاد باتیں

مسٹر پٹیل متضاد باتیں کرتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں کے درمیان میل ملاپ کی کوئی سبیل نہیں اور مخلوط (حکومت) ناممکن ہے کہ ہم میں قطبین کا سا بُعد ہے' دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ کانگرس میرے در پر سو بار گئی۔ بلاشبہ یہ درست نہیں۔ میں نے ان کے پاس جانے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ سچ یہ ہے کہ گزشتہ آٹھ برس کے دوران مسٹر گاندھی تین بار میرے پاس آئے۔ مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے کانگرس کے مطالبات مان لینے پر آمادہ کر سکیں جو میں نہ مان سکا۔

"کیا مسٹر پٹیل یہ چاہتے ہیں کہ میں مسلمانوں کا مطالبہ پاکستان تسلیم کرانے کے لئے کانگرس کے پاس جاؤں جسے انہوں نے بائیسکل کی بن ہوا (بیٹھی ہوئی) ٹیوب کا نام دیا ہے۔ گزشتہ موقع پر جب مسٹر گاندھی میرے پاس آئے تو انفرادی حیثیت سے آئے تھے اور یہ سمجھنے کے لئے آئے تھے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے؟ اور میں نے تین ہفتے ان کے ساتھ لگائے اس کوشش میں کہ میں انہیں پاکستان کے حق میں قائل کر سکوں۔" لیکن میں ناکام رہا۔

"اس طرح کی باتوں کا مقصد فی الحقیقت ہندوؤں کے ذہن کو مسموم کرنا ہے اور مسٹر پٹیل محض احساس کمتری کے مرض میں مبتلا ہیں۔ شملہ میں جب نہرو اور میری ملاقات کا اہتمام کیا گیا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ ہماری ملاقات کہاں ہو' تو انہوں نے خود کہا کہ "میں آپ کی طرف آجاؤں گا۔" جب کانفرنس کے اوقات کار کے دوران ۱۱ مئی کو ہماری ملاقات ہوئی تو میں نے ڈیڑھ گھنٹہ ان کے سامنے پاکستان کی وکالت کی اور ان سے اپیل کی کہ وہ پاکستان کی بنیاد پر مفاہمت کر لیں' لیکن وہ (اپنی بات پر ہی) اڑے رہے۔

"ان کے رخصت ہونے سے قبل میں نے انہیں خبردار کیا کہ وہ ایسے طعنوں سے اپنا دل میلا نہ کریں کہ وہ میری جائے قیام پر آئے اور یہ کہ میں ان کی رہائش گاہ پر جانے کے لئے آمادہ نہ تھا۔ درحقیقت جگہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور یہ بڑی گھٹیا بات ہے جس انداز سے مسٹر پٹیل نے اسے اچھالا۔ میں نے پنڈت نہرو سے کہا تھا کہ وہ اپنے رفقائے کار سے صلاح مشورے کے بعد اگر اس معاملے پر پاکستان کی بنیاد پر مزید گفتگو کرنا چاہیں اور آپ نے مجھے وقت دیا تو میں بہ مسرت آپ کی جائے رہائش یا کسی اور کی قیام گاہ پر آجاؤں گا۔

"یہ واضح کرنے کے بعد کہ ہمارے درمیان میل ملاپ کی کوئی گنجائش نہیں' مسٹر پٹیل ایک جذباتی اپیل کرتے ہیں اور مجھے دعوت دیتے ہیں کہ میں کانگرس کے ساتھ بھائیوں کی طرح بیٹھوں اور مشن کے ۱۶ مئی کے بیان کو توڑنے میں ان سے تعاون کروں۔ خوب' ہم تو ۱۶ مئی کے بیان کو پہلے ہی پھاڑ چکے ہیں۔ وہ ہماری آزادی کی خواہش پر بھی شک کرتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آزادی کے خواہاں ہیں تو ہمیں کانگرس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ اور اخیر میں وہ کہتے ہیں کہ "جب ہم بھائیوں کی طرح بیٹھ چکیں اور کوئی مفاہمت ممکن نہ ہو تو پھر ہم اس معاملے پر ثالثی کرالیں اور پھر ہم ثالث کے فیصلے کو قبول کر لیں۔"

ناواقف عوام کو متاثر کرنا

"یہ تجویز بھی یہاں اور بیرون ہند ناواقف عوام کو متاثر کرنے کی غرض سے پیش کی گئی ہے کہ کانگرس کس قدر معقولیت پسند اور صلح جو ہے لیکن مسلم لیگ ہے کہ ضد پر اڑی ہوئی ہے۔ مسٹر پٹیل کو اس امر کا بخوبی علم ہے اور میں ایک سے زیادہ بار یہ کہہ چکا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ مسلمانوں کے حق خودارادیت پر مبنی ہے جو ان کا پیدائش حق ہے اور یہ صرف اصول کی بنا پر ایسا معاملہ نہیں ہے جسے انصاف یا استدلال کی ترازو میں تولا جائے۔ یہ کہنا کہ بالخصوص اس معاملے کو ثالثی کے حوالے کر دیا جائے ایک احمقانہ بات ہے۔

"عملی نقطہ نظر سے بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ثالثوں کا انتخاب کون کرے گا اور کون ان کے فیصلے کو نافذ کرے گا؟ کوئی ملک اپنی حکومت اس وقت تک نہیں چلا سکتا جب تک کہ اس کے لوگ اپنی رضامندی سے اپنا دستور مرتب نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نے دستور وضع کرنے کے لئے عوام کی نمائندہ مجالس دستور ساز طلب کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

"پھر آپ مجلس دستور ساز کی بات کیوں کرتے ہیں۔ دستور سازی کا سارا معاملہ چند ثالثوں کے سپرد کیوں نہیں کر دیتے؟

مضحکہ خیز تجویز

"لہٰذا ثالثی کی تجویز مضحکہ خیز ہے۔ مسٹر پٹیل سے بہتر اور کون جانتا ہو گا کہ یہ اصول کے لحاظ اور عملی اعتبار سے قبول نہیں کی جا سکتی۔

مسٹر پٹیل اب انگریزوں کے حمایتی بن گئے ہیں جن کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان پر اتہام لگایا۔ ساتھ ہی وہ یہ شکایت بھی کرتے ہیں کہ میں نے کانگرس کو گالیاں دیں۔ وہ یہ نہیں بتاتے کہ میں نے کیا گالیاں دیں۔ میں نے یقیناً کانگرس پر حملہ کیا' اس پر تنقید کی اور مسلمانوں میں افتراق پھیلانے کا الزام لگایا اور اس کے اس دعوے کو بے نقاب کیا کہ وہ بشمول مسلمانوں کے سارے ہند کی نمائندگی کرتی ہے جو یقیناً درست نہیں ہے۔ میرے تمام حملے اور نکتہ چینی کانگرس کے جارحانہ اور متکبّرانہ رویّے کے خلاف اپنے دفاع میں ہیں۔

"کانگرس نے اندرون اور بیرون ہند ہر کوشش کی کہ وہ لوگوں کو گمراہ کر سکے۔ زبردست اور طاقتور پریس اور ان کی تنظیم نے اس کی اعانت کی اور مجھ پر اور مسلم لیگ پر الزام لگایا کہ ہم برطانوی استعمار کے آلہ کار ہیں اور کوئی دن نہیں جاتا کہ کانگرسی اخبارات مجھے اور مسلم لیگ کو گالیاں نہیں دیتے۔

"مسٹر پٹیل کے بیان میں بہت سی غلط باتیں ہیں جن کا مقصد بیرون ہند کانگرس کا پروپاگنڈا کرنا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہے کہ کانگرس کا رویّہ صلح جویانہ ہے جبکہ مسلم لیگ ہٹ دھرمی پر تلی ہے۔"

[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۶ اگست ۱۹۴۶ء]

۱۰۰۔ مجلس عاملہ کانگرس کی قرارداد پر بیان

بمبئی ۱۲ اگست ۱۹۴۶ء

کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہا: "برطانوی کابینہ مشن کی پوری اسکیم مشن کے ۱۶ مئی اور ۲۵ مئی کے بیانات میں مذکور طویل المدت منصوبے اور عبوری حکومت کے قیام کے ضمن میں قلیل المدت منصوبے پر مشتمل تھی۔ یہ دونوں لاینفک اجزاء پوری اسکیم کے لازمی عنصر ہیں جو ایک دوسرے پر منحصر اور ناقابل تقسیم ہیں۔ مسلم لیگ نے دونوں کو قبول کیا جب کہ کانگرس نے ۲۶ جون کی عبوری حکومت کی تجویز کو مسترد کیا اور ۱۶ مئی کے بیان مذکور طویل المدت منصوبے کو مشروط طور پر' بہ شرائط اور تاویلات کے ساتھ منظور کر لیا۔"

دراصل استرداد

"کابینہ وفد اور وائسرائے نے کانگرس کے فیصلے کو جو انہیں ۲۵ اور ۲۶ جون کو ارسال کیا گیا' غلط طریقے سے منظوری پر محمول کر لیا۔ یہ نام نہاد منظوری دراصل استرداد تھی۔

"اس کے بعد وائسرائے نے مجلس دستور ساز کے انتخابات کو اس بنا پر ملتوی کرنے سے انکار کر دیا کہ اس کے انتظامات کے ضمن میں کافی پیشرفت ہو چکی ہے۔ اگرچہ عبوری حکومت کی تشکیل کے تعلق میں بھی انتظامات تو بالکل مکمل ہو چکے تھے کہ اس وقت کی ایگزیکٹو کونسل کے اراکین کے استعفے وائسرائے کی جیب میں تھے اور ۱۶ جون کے بیان کے مطابق عبوری حکومت کی تشکیل ۲۶ جون یا اس کے لگ بھگ عمل میں آنی تھی' تاہم اسے منسوخ کر دیا گیا۔ چونکہ پوری اسکیم کی بنیاد ہی گر گئی تھی۔ اس کے بعد مسلم لیگ اس امر میں آزاد تھی کہ وہ اس بارے میں جو مناسب خیال کرے' فیصلہ کرے۔

"ان حالات میں اب آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ہی ہمارے رویے کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنے کی مجاز تھی۔ چنانچہ ہم نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ۲۷ اور ۲۹ جولائی کو بمبئی میں طلب کر لیا جس نے ہماری قبولیت کو واپس لینے کا رسمی فیصلہ صادر کر دیا۔

"اس اثناء میں ہم نے مجلس دستور ساز کے انتخابات لڑنے کا فیصلہ کیا تاکہ غیر پسندیدہ افراد کے مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے مجلس دستور ساز میں داخلے کو روکا جا سکے۔ اور ہم نے ۹۵ فی صد مسلم نشستیں جیت لیں۔

"درایں اثنا اس سے قبل کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوتا' کانگرسی رہنماؤں نے' بشمول صدر کانگرس' آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۶ اور ۷ جولائی میں اپنی تقریروں کے دوران ایسے اعلانات کئے جن سے لیگی حلقوں میں سنگین خدشات پیدا ہو گئے' جن کا اظہار مسٹر لیاقت علی خاں سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے دہلی سے اور میں نے حیدر آباد [دکن] سے ۱۳ جولائی کے بیانات میں کیا' بالخصوص پنڈت جواہر لال نہرو کے بیان کے تعلق میں جو انہوں نے ۱۰ جولائی کو بمبئی میں ایک پریس کانفرنس میں دیا۔

"آسام کی مقننہ نے مجلس دستور ساز کے لئے [آسام سے] نمائندے منتخب کرتے ہوئے کانگرس کی ہائی کمان کی ہدایات کے تحت ایک قرارداد بھی منظور کی جس میں نہ صرف کانگرس کے اراکین کو' بلکہ مسلمانوں کے نمائندوں کو بھی جو مسلمان اراکین کے علاحدہ بلاک کے ذریعے منتخب ہوئے' یہ ہدایت کی کہ وہ شروع ہی سے گروہ 'ج' سے کوئی سروکار نہ رکھیں۔

"اس سے صاف طور سے ۱۶ مئی کے بیان کی اساسی شرائط کا استرداد ہوتا تھا۔ یہ ایک مثال

ہے کہ اکثریت نے کیسا رویہ اپنایا۔ اگرچہ اپنی جگہ یہ امر بے حد مشکوک ہے کہ مجلس قانون ساز آسام کو مجلس دستور ساز میں اپنے نمائندوں کو اس نوعیت کی ہدایت (کہ شروع ہی سے گروہ ج' کے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھیں) دینے کا اختیار بھی تھا یا نہیں۔

"کانگرس کی مجلس عاملہ کی تازہ ترین قرارداد سے بھی جو واردھا میں ۱۰ اگست کو منظور کی گئی' صورت حال کو بدلنے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ چونکہ یہ کانگرس کے اس موقف کا اعادہ ہے جو اس نے شروع ہی سے اپنایا' البتہ اس میں زبان و بیان مختلف ہے۔ وہ طویل المدت منصوبے کے ضمن میں اپنے فیصلے کے بارے میں کہتے ہیں: "کمیٹی نے مزید یہ مشاہدہ کیا کہ مسلم لیگ کی طرف سے یہ نکتہ چینی کی گئی ہے کہ ۱۶ مئی کے بیان میں مذکور تجاویز کی کانگرس کی قبولیت مشروط ہے' مجلس عاملہ یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ ہر چند کہ وہ اس بیان میں مذکور جملہ تجاویز کو قبول نہیں کرتے انہوں نے من حیث المجموع اسکیم کو قبول کر لیا ہے۔

قرارداد میں مزید کہا گیا ہے: "انہوں نے اس کی یہ تاویل اس لئے کی کہ اس میں موجود تناقض کو دُور کر دیا جائے جو خلا پایا جاتا ہے اسے بیان کے اصولوں کے مطابق پُر کر دیا جائے۔

تناقض

لہٰذا آغاز کار ہی میں انہیں یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ تناقض کو دُور اور خلا کو پُر کر دیں۔ یہ امر بیان میں مذکور اصولوں کے مطابق کیسے ہوا؟ تناقض کیا ہے اور خلا کیا ہے؟

قرارداد مزید کہتی ہے: "وہ سمجھتے ہیں کہ صوبائی خودمختاری ایک اساسی اہتمام ہے اور ہر صوبے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک گروپ تشکیل دے یا نہ دے' یا ایک گروپ میں شرکت کرے یا نہ کرے۔" لہٰذا وہ یہ باور کرتے ہیں کہ کانگرس یہ فیصلہ کرنے میں آزاد ہے کہ کوئی خاص صوبہ کسی گروپ میں شریک ہو یا نہ ہو۔ لیکن وہ مزید گویا ہیں: "تاویل کے سوال کا فیصلہ اس طریقہ کار کے مطابق جو فی نفسہٖ بیان میں مذکور ہے اور کانگرس مجلس دستور ساز میں اپنے نمائندوں کو ہدایت کر دے گی کہ انہیں اس کے مطابق عمل پیرا ہونا ہے۔

تاویلات کے سوال کا فیصلہ کون کرے گا اور کس طریقے کے مطابق اور بیان میں بیان یا اس کی کسی شق کی تاویل کرنے کا طریقہ کہاں درج ہے' ماسواء ظالم اکثریت کے ذریعہ۔

قرارداد میں پھر کہا گیا ہے: "مجلس عاملہ نے مجلس دستور ساز کی خودمختارانہ حیثیت پر زور دیا ہے اور یہ اس کا استحقاق ہے کہ وہ اس انداز سے کام کرے اور اس ڈھنگ سے ہند کا دستور وضع کرے کہ اس میں کسی بیرونی قوت یا حاکم کی مداخلت نہ ہو۔ لیکن مجلس (دستور ساز) قدرتی طور پر داخلی حدود میں تو مقیّد ہو گی ہی کہ یہ اس کے فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے ناگزیر ہے اور یہ کہ

وہ دستور سازی کے ضمن میں زیادہ سے زیادہ تعاون کی طلب گار ہو گی تاکہ وہ آزاد ہند کے لئے دستور ترتیب دے سکے جس میں وہ جملہ دعاوی اور مفادات کو آزادی اور تحفظ مہیا کر سکے' لہٰذا یہ بدیہی امر ہے کہ وہ اس کے قائل ہیں کہ قانون سازی کا یہ ادارہ خودمختار مجلس دستور ساز ہے اور یہ کہ وہ بیرونی قوت اور حاکم کی مداخلت گوارا نہیں کرتے۔

داخلی حدود

"یہ تجویز کس نے کی اور کہاں کی گئی؟ سوال یہ ہے کہ یہ مجلس کس طرح کام کرے گی' اور وہ اس کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں کہ اس پر کچھ داخلی حدود ہوں گی جو اس کے فریضہ منصبی کی ادائیگی کے تعلق میں ناگزیر ہوں گی۔ ۱۶ مئی کے بیان میں وہ کونسی داخلی حدود ہیں جنہیں ایک خود مختار مجلس دستور ساز نظر انداز نہیں کر سکتی؟

"اگر یہ مجلس ایسے فیصلے کرتی ہے جو متضاد' بے جوڑ' خارج از اختیار یا اس احیطہ کار سے باہر ہو جو اس مجلس کے لئے داخلی یا بیرونی طور پر تجویز کیا گیا ہو' ماسواء مجلس میں موجود ظالم اکثریت کے۔

قرارداد کے اختتام سے قبل کہا گیا ہے کہ مجلس عاملہ نے ۲۶ جون کو جو قرارداد منظور کی اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے جس کی توثیق کی' علیٰ حالہٖ برقرار رہنی چاہیے اور ان کا ارادہ ہے کہ وہ اس کے مطابق ہی مجلس دستور ساز میں کام کریں گے۔

"لہٰذا یہ بالکل عیاں ہے کانگرس کے اس رویے میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی' سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ حیرت انگیز اظہار کیا کہ انہوں نے اسکیم کو من حیث المجموع قبول کر لیا ہے' جس کی فوراً ہی قرارداد کے بعد کے مندرجات سے تردید ہو جاتی ہے۔ انہوں نے گروپ بندی کے استرداد کا اعادہ کیا اور ایک بار پھر مجلس دستور ساز کی خود مختارانہ حیثیت پر زور دیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ۱۶ مئی کے بیان میں مذکور کسی امر کے پابند نہیں اور انہیں اکثریت کے بل پر کسی مسئلہ کے بارے میں فیصلے کرنے کی آزادی ہو گی۔

مجھے قرارداد کے باقی ماندہ حصے سے نمٹنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس میں لفاظی کے سوا کچھ نہیں' اور مسلم لیگ سے اپیل ہے کہ وہ ہند کی جنگ آزادی میں شریک ہو جائے۔

"لیکن ہند کی آزادی کے بارے میں تو اب کوئی شبہ باقی نہیں رہ گیا کیونکہ جہاں تک انگریزوں کا تعلق ہے ۱۶ مئی کے بیان سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے اور مسٹر پٹیل نے بمبئی میں اپنی حالیہ تقریر کے دوران یہ کہا کہ اب انگریزوں کے ساتھ مزید لڑائی کی کوئی ضرورت نہیں اور اب جس انقلاب کی ضرورت ہے وہ داخلی انقلاب ہے۔ پھر ہم سے کانگرس کس کے ساتھ تعاون

کرنے کے لئے کہتی ہے اور کس مقصد کے لئے؟

"مجھے خدشہ ہے کہ صورت حال جوں کی توں رہتی ہے' اور ہم بھی وہیں ہیں' جہاں پہلے تھے۔"

(دی ڈان' ۱۳ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۰۱۔ یوم راست اقدام' پُرامن اور منظم طریقے سے منایئے مسلمانوں سے اپیل

بمبئی' ۱۴ اگست ۱۹۴۶ء

"مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے حسب ذیل بیان جاری کیا:

مسلم لیگ نے ۱۶ اگست کا دن اس مقصد کے لئے مقرر کیا ہے کہ اس روز ہند کے طول و عرض میں مسلمانوں کے سامنے ان قراردادوں کی تشریح کر دی جائے جو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے بمبئی میں ۲۹ جولائی کو منظور کی تھیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس صورت حال سے کماحقہ' باخبر کر دیا جائے جو اس وقت مسلم ہند کو درپیش ہے اور یہ کہ مسلمانوں کو کسی بھی واقعہ کا سامنا کرنے کی تیاری کرنا چاہیے جو ہمیں کبھی بھی پیش آ سکتا ہے۔

انقلابی تبدیلی

یہ بات قابل توجہ ہے کہ ہماری حکمت عملی میں ایک انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے اور یہ کہ ہم نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ جب کبھی ضرورت پڑی تو ہم راست اقدام کریں گے اور خود کو حصول پاکستان کے لئے تیار کریں گے۔

لیکن ۱۶ اگست کسی شکل یا کسی صورت میں راست اقدام کرنے کا دن نہیں ہے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ سختی کے ساتھ ہدایات کے مطابق عمل کریں' پُرامن اور منظم طریقے اپنائیں اور دشمنوں کے ہاتھوں میں نہ کھیلیں۔

[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۱۵ اگست ۱۹۴۶ء]

۱۰۲۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ خط و کتابت کا اجراء

بمبئی ۱۵ اگست ۱۹۴۶ء

پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ ایک ملاقات کے ضمن میں مسٹر ایم اے جناح نے ایسوسی ایٹیڈ پریس آف انڈیا کو بتایا کہ اس حقیقت کے ماوراء کچھ نہیں ہوا کہ ہماری عام بات چیت ہوئی۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

مسٹر جناح اور پنڈت جواہر لال نہرو کے مابین جو خط وکتابت ہوئی وہ حسب ذیل ہے:

مکتوب منجانب پنڈت جواہر لال نہرو بنام مسٹر ایم۔ اے۔ جناح
۱۳ اگست ۱۹۴۶ء

ڈیر مسٹر جناح، جیسا کہ آپ کو علم ہے وائسرائے نے مجھے صدر کانگرس کی حیثیت سے دعوت دی ہے کہ میں عبوری حکومت کی فوری تشکیل کے ضمن میں تجاویز پیش کروں۔ میں نے یہ دعوت قبول کر لی ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میرا پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ ایک مخلوط عبوری حکومت کی تشکیل کے تعلق میں آپ تک رسائی حاصل کروں اور آپ سے تعاون طلب کروں۔ قدرتی طور پر ہماری خواہش یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو یہ زیادہ سے زیادہ نمائندہ حکومت ہو کسی فیصلہ تک پہنچنے سے قبل اگر آپ اس معاملے پر مجھ سے تبادلہ خیال کرنا چاہیں تو مجھے آپ سے بمبئی میں یا جہاں کہیں آپ ہوں مل کر مسرت ہو گی۔ میں ۱۴ کو واردھا سے روانہ ہو کر ۱۵ اگست کی سہ پہر کو بمبئی پہنچوں گا اور غالباً ۱۷ اگست کی صبح کو بمبئی سے دہلی کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔

آپ کا مخلص، جواہر لال نہرو

جواب منجانب مسٹر ایم اے جناح بنام پنڈت جواہر لال نہرو ۱۵ اگست ۱۹۴۶ء

ڈیر پنڈت جواہر لال نہرو، مجھے آپ کا مکتوب مورخہ ۱۳ اگست، کل دستی موصول ہوا۔

مجھے اس کا مطلق کوئی علم نہیں کہ وائسرائے اور آپ کے مابین کیا معاملہ ہوا اور نہ ہی مجھے اس کی کوئی خبر ہے کہ آپ دونوں میں کیا طے پایا، سوائے اس کے کہ آپ اپنے خط میں کہتے ہیں کہ وائسرائے نے آپ کو بحیثیت صدر کانگرس فوری طور پر عبوری حکومت کی تشکیل کے سلسلے میں تجاویز پیش کرنے کی دعوت دی اور آپ نے یہ دعوت قبول کر لی۔

صورت حال ناقابل قبول ہے

اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ وائسرائے نے آپ کو گورنر جنرل کی ایگزیکٹیو کونسل ترتیب دینے کی دعوت دی اور پہلے ہی اس امر سے اتفاق کر لیا کہ وہ آپ کے مشورے کو قبول کر لیں گے اور اس کے مطابق اپنی ایگزیکٹیو کونسل تشکیل دینے کے لئے اقدام کریں گے تو اس بنیاد پر یہ صورت قبول کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

تاہم اگر آپ کانگرس کی جانب سے ہندو۔ مسلم مسئلے کو طے کرنے کی غرض سے اور اس سنگین جمود کو زائل کرنے کے لئے مجھ سے ملاقات کرنا چاہیں تو آج شام چھ بجے مجھے آپ سے مل

کر بڑی مسرت ہو گی۔

بدقسمتی سے آپ کے خط کا ماحصل مجھے موصول ہونے سے پیشتر ہی اخبارات کی زینت بن چکا ہے لہٰذا کیا میں آپ سے یہ استدعا کر سکتا ہوں کہ میرے اس خط کو بھی اشاعت کے لئے اخبارات کو جاری کر دیں۔

آپ کا مخلص' ایم۔ اے۔ جناح

مکتوب منجانب پنڈت جواہر لال نہرو بنام مسٹر جناح

بمبئی' مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۶ء

ڈیر مسٹر جناح' آپ کے آج کے خط کا شکریہ جو مجھے ایک بجے کے قریب موصول ہوا۔

میرے اور وائسرائے کے مابین کوئی معاملہ نہیں ہوا' ماسواء اس کے جو کچھ پہلے ہی شائع ہو چکا ہے' جو کچھ ان کی مختصر سی پیشکش اور ہماری قبولیت میں مذکور ہے اس کے سوا اور کوئی اہتمام نہیں ہوا۔ وائسرائے نے جو پیش کش کی ہے وہ برطانوی حکومت کی منظوری سے کی ہے اور اس میں فوری طور پر عبوری حکومت قائم کرنے کے لئے ہمیں تجاویز پیش کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ گورنر جنرل کی ایگزیکٹیو کونسل کا اس طور پر کوئی تذکرہ نہیں۔ سمجھا یہ گیا ہے' جیسا کہ صدر کانگرس اور وائسرائے کے مابین مطبوعہ مراسلت میں مذکور ہے کہ ممکنہ حد تک عبوری حکومت کو ملک کے روزمرہ کے کام نمٹانے کے لئے بھرپور آزادی حاصل ہو گی۔

لیگ کا تعاون

جب سے یہ مختصر سی پیش کش کی گئی اور ہم نے اسے قبول کیا ہے مجھے وائسرائے سے ملاقات یا ان سے تفصیلی تبادلہ خیال کا کوئی موقع نہیں ملا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں آئندہ دو تین روز میں ایسا کر سکوں گا۔ تاہم ہماری یہ خواہش تھی کہ میں پہلے آپ تک رسائی حاصل کروں اور آپ کو تعاون کی دعوت دوں۔ ہم لوگ فطری طور پر مضطرب ہیں کہ ایسی حکومت بنائی جائے جو جس قدر ممکن ہو سکے زیادہ سے زیادہ نمائندہ ہو تاکہ ہم ان اہم مسائل سے نمٹ سکیں جو اس ملک کو درپیش ہیں۔

اپنے مکتوب میں آپ کہتے ہیں کہ آپ اس کیفیت میں جو آپ کو نظر آتی ہے اس صورت حال کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔ شاید صورت حال پر تفصیلی غور وخوض کے بعد آپ اپنے فیصلے پر نظرثانی کر لیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ اس مقصد کی خاطر اگر آپ چاہیں تو میں .بمسرت آپ سے ملاقات کروں گا۔

ہندو مسلم مسئلہ

جہاں تک ہندو- مسلم مسئلہ کا تعلق ہے ہم ہمیشہ اس پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں- کوشش کرتے ہیں کہ کوئی راہ نکل آئے- فی الوقت ہمیں فوری طور پر عبوری حکومت کی تشکیل سے سروکار ہے اور حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس تعلق میں جلد سے جلد اقدام کئے جائیں- ہم امید کرتے ہیں کہ ایک مخلوط عبوری حکومت کے قیام سے بھی ہمیں اپنے مسائل پر غور و فکر اور انہیں حل کرنے میں مدد ملے گی- اگرچہ میں وسیع تر سوال پر آپ کے ساتھ تبادلہ خیال کے لئے تیار ہوں تاہم میرے پاس پیش کرنے کے لئے کوئی نئی تجویز موجود نہیں- شاید اس ضمن میں آپ کوئی نئی تجویز پیش کر سکیں-

میں آج شام ٦ بجے آپ کی قیام گاہ پر آنے کے لئے تیار ہوں یا اگر اس میں آپ کو زیادہ سہولت ہو تو کل کسی وقت- میں ۱۷ (اگست) کی صبح کو بمبئی سے روانہ ہو جاؤں گا-

آپ کے نام میرا خط اخبارات کو جاری نہیں کیا گیا تھا' میں نے پریس کو ایک مختصر سا بیان دیا تھا- تاہم صحافیوں کی جانب سے بار بار کے سوالات کے پیش نظر اور غلط فہمیوں کو رفع کے لئے' اگر آپ چاہیں' تو اس ساری مراسلت کو بغرض اشاعت اخبارات کو جاری کر سکتے ہیں-

آپ کا مخلص جواہر لال نہرو

مکتوب منجانب مسٹر جناح بنام پنڈت جواہر لال نہرو

بمبئی' مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۶ء

ڈیر پنڈت جواہر لال نہرو' مجھے آپ کا خط مرقومہ ۱۵ اگست' ساڑھے تین بجے سہ پہر کو موصول ہوا جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں-

میں نے اپنی پوزیشن اپنے ۱۵ اگست کے خط میں' جو آج صبح کو بھیجا گیا' واضح کر دی ہے' لیکن چونکہ آپ نے کچھ وضاحتیں کی ہیں' جن میں سے بعض کے ساتھ مجھے متفق نہ سمجھا جائے اور جیسا کہ آپ ملاقات کے خواہاں ہیں' مجھے آج شام ٦ بجے آپ سے مل کر خوشی ہو گی-

میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ عوام الناس کے ذہنوں میں غلط فہمیوں کو پیدا ہونے سے روکنے کے لئے ہماری خط و کتابت شائع ہو جانی چاہیے' چنانچہ میں اسے پریس کو جاری کر رہا ہوں-

آپ کا مخلص' ایم- اے- جناح-

(دی ڈان' ۲۶ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۰۳۔ باشندگان انڈونیشیا کے نام پیغام
بمبئی ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء

جمہوریہ انڈونیشیا کی پہلی سالگرہ کی تقریب پر [جو کل منعقد ہو رہی ہے] مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے تنظیم جدوجہد آزادی برائے انڈونیشیا در ہند بمبئی کے نام ایک پیغام میں انڈونیشی عوام کو ان کی آزادی کی پہلی سالگرہ کی تقریب پر مبارکباد پیش کی ہے۔ مسٹر جناح اپنے پیغام میں کہتے ہیں: "مسلم لیگ کو انڈونیشی عوام سے ان کی جدوجہد آزادی میں پوری ہمدردی ہے۔"
[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۱۸ اگست ۱۹۴۶ء]

۱۰۴۔ کلکتہ کی صورت حال: اے۔ پی۔ آئی سے ملاقات
بمبئی' ۱۷ اگست ۱۹۴۶ء

"میں غیر مشروط طور پر تشدّد کے واقعات کی مذمت کرتا ہوں اور ان لوگوں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں جو ان کا شکار ہوئے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نمائندے کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران کہی۔ نمائندے نے کلکتہ کی صورت حال کے بارے میں ان کے خیالات معلوم کرنے کے لئے ان سے ملاقات کی تھی۔ مسٹر جناح نے کہا کہ اس وقت مجھے یہ علم نہیں کہ اخبارات میں شائع ہونے والی اطلاعات میں ان واقعات کے نتیجے میں ہونے والے جانی اتلاف اور املاک کی تباہی کا کون ذمہ دار ہے۔

"مجھے سرکاری طور پر کسی حلقے کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی' نہ صوبہ مسلم لیگ کی انتظامیہ کی جانب سے اور نہ ہی حکومت کی طرف سے۔

"جو لوگ اس ناقابل مدافعت کردار اور بے راہ روی کے مجرم ہیں ان کے ساتھ قانون کے مطابق نمٹنا ہو گا۔ چونکہ ان کی کارروائیاں [جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے] واضح ہدایات کے منافی ہیں اور وہ مسلم لیگ کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلے۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ کارروائی اشتعال پیدا کرنے والوں نے کی ہو۔ میں باور نہیں کر سکتا کہ مسلم لیگیوں نے تشدد کی راہ اختیار کرنے میں کوئی حصہ لیا ہو گا۔ لیکن اگر کسی نے پُرامن رہنے کی سخت اور واضح ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے تو میرے ذہن میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ صوبہ مسلم لیگ ان کے خلاف فوری کارروائی کرنے سے قاصر رہے گی۔

"اس ضمن میں مزید کچھ کہنے سے پہلے میں مستند اطلاعات کا منتظر ہوں۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ "اخباری اطلاعات میں اس بات کا ذکر ہے کہ غیر مسلح مسلم لیگی متاثرہ

علاقوں کی طرف گئے اور وہاں انہوں نے امن و امان بحال کرنے میں مدد دی۔"

[اے۔ پی۔ آئی' ڈی ڈان' ۱۸ اگست ۱۹۴۶ء]

۱۰۵۔ کانگرس کے ساتھ لیگ کے تعاون سے انکار کی وضاحت

بمبئی' ۱۸ اگست ۱۹۴۶ء

"پنڈت جواہر لال نہرو صداقت سے نزدیک تر ہوتے اگر وہ یہ کہنے کی بجائے کہ لیگ کی طرف سے تعاون کا فقدان تھا' یہ کہتے کہ مسلم لیگ سر تسلیم خم کرنے کے لئے آمادہ نہیں تھی۔ اور یہ بات اور بھی زیادہ درست ہوتی اگر وہ یہ کہنے کی بجائے کہ تعاون کے لئے کانگرس کے دروازے اب بھی کھلے ہیں' وہ یہ کہتے کہ کانگرس کا دروازہ کھلا ہے کہ مسلم لیگ مکمل طور سے ہتھیار ڈال سکے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہی۔

مسٹر جناح نے کہا: "ایک بار پھر یہ بات بالکل واضح کر دی گئی اور پنڈت نہرو نے اپنے حالیہ پریس کانفرنس میں تسلیم کیا کہ کانگرس نے ۱۶ مئی کے طویل المدت منصوبے کو قبول نہیں کیا اور اس باب میں کوئی شبہہ نہیں کہ انہوں نے کابینہ وفد اور وائسرائے کے ۱۶ جون کے قلیل المدت منصوبے کو مسترد کیا جس پر وائسرائے نے اسکیم کے اس جزو کو منسوخ کر دیا۔

اپنی پریس کانفرنس میں پنڈت نہرو نے یہ بھی اعتراف کیا کہ کانگرس کی مجلس عاملہ نے ۱۰ اگست کو واردھا میں جو فیصلہ کیا اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے ۷ جولائی کو بمبئی میں جو قرارداد منظور کی تھی ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

پس معاملہ وہیں ہے جہاں اس وقت تھا جب کانگرس کی مجلس عاملہ نے دہلی میں اصلی فیصلہ کیا تھا۔ اور لہٰذا اب یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ کانگرس نے نہ تو طویل المدت منصوبہ قبول کیا اور نہ ہی قلیل المدت تجویز' جب کہ مسلم لیگ نے دونوں کو قبول کیا۔ اور مشن کے اسی اعتراف کو ۲۹ جولائی کے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں تسلیم کیا گیا۔

نئی صورت حال

ایک نئی صورت حال سامنے آئی ہے جو وائسرائے کے اعلانیہ سے پیدا ہوئی' جس میں انہوں نے کانگرس کو دعوت دی کہ وہ عبوری حکومت کے قیام کے سلسلے میں اپنی تجاویز پیش کرے۔ شروع ہی سے ہمارا موقف یہ رہا ہے کہ طویل المدت مفاہمت اور عبوری حکومت کی تجویز ساتھ ساتھ چلنی چاہیے اور دونوں مل کر ایک مکمل اسکیم کو ترتیب دیتی ہیں' جو ایک دوسری سے علاحدہ نہیں کی جا سکتیں اور یہی کچھ مشن نے اپنے ۱۶ مئی اور ۱۰ جون کے بیانات میں کہا۔

"ہم اسکیم کی جملہ تجاویز سے مطمئن نہیں تھے اور بمقابلہ کانگرس کے یہ زیادہ تر مسلم لیگ کے خلاف تھیں، تاہم ہم نے انہیں قبول کیا اور کانگرس نے مسترد کیا۔ لیکن اب جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا مجھے پتہ نہیں کہ وائسرائے اور پنڈت نہرو اور کانگرس کے درمیان کیا پخت و پز ہو رہی ہے۔"

"۱۵ اگست کو ہماری ملاقات کے دوران پنڈت نہرو نے طویل المدت مفاہمت پر تبادلہ خیال کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ وائسرائے نے انہیں عبوری حکومت کے ضمن میں تجاویز پیش کرنے کی دعوت دی اور انہوں نے یہ سوچا کہ کانگرس کی طرف سے تجاویز پیش کرنے سے قبل وہ مجھ سے مل لیں۔ سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "انہوں نے جو تجاویز پیش کیں وہ یہ تھیں کہ کانگرس کابینہ تشکیل دے اور وہ اس امر کے لئے تیار ہیں کہ چودہ میں سے پانچ نشستیں مسلم لیگ کو دے دیں اور باقی ماندہ نو کو کانگرس کے نامزدگان سے پُر کیا جائے جن میں 'ایک ان کی پسند کا مسلمان بھی شامل ہو گا اور یہ کابینہ موجودہ مرکزی مجلس قانون کے سامنے جواب دہ ہو گی جس میں، میں بتاؤں، کانگرس کو مسلم لیگ کے ایک ووٹ کے مقابلے میں تین ووٹ حاصل ہیں۔ اور مزید، وائسرائے صرف آئینی گورنر جنرل ہوں گے جو ہرگز اپنا ویٹو استعمال نہیں کریں گے اور نہ ہی کوئی اور بیرونی حاکم کابینہ کے معاملے میں مداخلت کریں گے۔

"یہ بات نہیں تھی کہ وہ موجودہ دستور کے تحت گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل تشکیل دے رہے تھے بلکہ جو حکومت قائم کی جا رہی تھی' وہ عبوری قومی حکومت تھی۔

"یہ تھا وہ منصوبہ جس کا انہوں نے مجھ پر انکشاف کیا اور یہ بدیہی بات تھی کہ میں اس قسم کی تجویز کو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے بعد ہمارے لئے مسلمانوں کی منزل اور ان کے مطالبہ پاکستان کے تعلق میں بات کرنے کی خاطر کچھ باقی نہ رہ جاتا۔

"جو کچھ انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا اس سے میں نے یہ ہی اندازہ لگایا کہ کم وبیش ان کی پوزیشن وہی تھی۔ اپنی طول طویل پریس کانفرنس میں انہوں نے بہت کچھ کہا اور میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں کہ میں جملہ تفصیلات سے بحث کروں۔ میں صرف اہم نکات سے نمٹوں گا۔

دیگر کون ہیں؟

سوائے مسلم لیگ کے باقی دیگر کانگرس کے ساتھ تعاون کے لیے تیار تھے۔ باقی دیگر کون ہیں؟ سکھوں نے اپنے موقف میں چار مرتبہ تبدیلی کی اور پانچویں بار، اگر قسمت نے ہمارا ساتھ دیا تو ممکن ہے وہ ہمارے دوست ہوں۔

ان کا آخری فیصلہ بھی، جیسا کہ ماسٹر تارا سنگھ نے وضاحت کی، متفقہ نہ تھا اور وہ خود اکالی

دَل کے قائد کی حیثیت سے اس سے اتفاق نہ کرتے تھے۔ بلکہ ایک مفاہمت تھی ایک خاص مقصد کے لئے کہ وہ گروپ 'ب' کو کانگرس کی اعانت سے توڑ دیں جس کا موخرالذکر نے وعدہ کیا تھا۔

اچھوت' جن کے بارے میں مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ وائسرائے نے ان کے ساتھ بے وفائی کی' عمداً کانگرس کے خلاف ہیں اور مسیحی تنظیم یقیناً کانگرس کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی اینگلو انڈین' پارسی ہیں۔

یہ صرف اونچی ذات کے ہندوؤں کی فاشی کانگرس ہے اور دوسری قومیتوں کے چند حاشیہ نشین جو حکومت ہند کے اقتدار اور اس کی حاکمیت پر قابض ہونا چاہتے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر برطانوی سنگینوں کی اعانت سے فرمانروائی کر سکیں۔

جب ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ کانگرس کو اقتدار منتقل ہونے کی صورت میں اگر مسلم لیگ نے راست اقدام کیا تو کانگرس کا رویہ کیا ہو' گا' تو پنڈت جواہر لال نہرو نے اس امر کو بالکل واضح کرتے ہوئے کہا کہ وہ مسلم لیگ کو کچل دیں گے یا اگر وہ اس میں ناکام ہو گئے تو حکومت گر جائے گی۔

جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے راست اقدام کیا تو وہ مسلم لیگ کو کچل دیں گے تو وہ اعتماد کے ساتھ بات کرتے ہیں یا پھر وہ فیلڈ مارشل ویول کے ڈنڈے کا سایہ اور اس کی اعانت کا سہارا تکتے ہیں۔

کانگرس ویٹو

مسٹر جناح نے کہا ضمیر میں کسی چبھن کے بغیر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "اقلیت نے اکثریت کی ترقی کی راہ میں ویٹو کی دیوار کھڑی کر دی کیونکہ ہم نے تو مشن اور وائسرائے کی سوچی سمجھی اور حتمی تجاویز دونوں طویل المدت اور عبوری حکومت کی تشکیل کے تعلق میں قبول کر لی تھیں——اگرچہ وہ ہمارے لئے "کلیتاً" تسلی بخش نہ تھیں' اور یہ کانگرس تھی جس نے ان دونوں کو اپنے ویٹو اور ہٹ دھرمی کے رویہ سے مسترد کیا۔

"اب سوال یہ ہے کہ کیا برطانوی حکومت اس اکثریت کو اس کی اپنی شرائط پر اقتدار کے سنگھاسن پر بٹھائے گی تاکہ وہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر انگریزوں کے خون اور خزانے کے بل پر حکومت کر سکے۔

"یہ بات ناقابل فہم ہے کہ وزیر اعظم مسٹر اٹیلی کی یہ غرض و غایت ہو سکتی ہے —— ایسے انتظام کو مسلمانوں اور دوسروں پر مسلط کرنا جو بے مثال اور بے حد خطرناک اور تباہ کن نتائج پر منتج ہوں گے اور ہو کر رہیں گے۔

"اپنی پریس کانفرنس میں پنڈت نہرو نے ہمیں بار بار دھمکیاں دیں- ہر چند کہ وہ ہمارے تعاون کے طلب گار بھی ہیں- وہ کہتے ہیں : "ان کو اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ نہ صرف کانگرس کی تنظیم کو جاری و ساری رکھیں بلکہ اسے مضبوط بھی بنانا چاہیے' اس میں توسیع کی جائے' اسے وسعت بخشیں اور اس میں زیادہ نظم و ضبط پیدا کریں تاکہ وہ کارروائی کے لئے تیار ہو جب کارروائی کی ضرورت لاحق ہو-

"انہیں اس امر پر غور کرنا ہو گا کہ کس طرح تنظیم کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالا جائے کہ وہ تصادم سے توگریز کرے مگر اپنے انقلابی نظریے کو برقرار رکھے-

"انہوں نے ایک بار پھر اس امر کا اعادہ کیا کہ وہ مجلس دستور ساز میں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہیں- یہ اس جہت میں صرف ایک قدم ہے اور اگر کوئی چیز ان کی راہ میں حائل ہوئی تو اسے مٹا دیا جائے- وہ سمجھتے ہیں کہ کانگرس کے عضوء سریع کو بیڑیاں پہنا کر نہ تو اسے روکا جائے نہ اسے اپاہج بنایا جائے- میرا اندازہ ہے کہ آخری اصطلاح کی زد مسلم لیگ پر پڑتی ہے-

"پھر عضوء سریع برطانوی سامراج سے کیوں گٹھ جوڑ کرنا چاہتا ہے اور انگریز کی سنگینوں کا سہارا تکتا ہے؟ کیا یہ ان میں مسلم لیگ کو کچلنے کی اہلیت پیدا کرنے کے لئے ہے؟ وہ خود اپنے پیروں پر کیوں کھڑے نہیں ہو سکتے-

اپنی مستقبل کی حکومت کے مسلم لیگ کے بارے میں حکمت عملی کے اعلان کے بعد پنڈت نہرو ہندی ریاستوں کے تعلق میں اپنی حکمت عملی اور اصولوں کا اعلان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے گا اور پھر اپنی حکومت کی دوسرے ممالک اور عام بین الاقوامی روابط کے متعلق حکمت عملی کا اعلان بغیر مسلم لیگ کے کسی حوالے کے کرتے ہیں-"

"یہ ہے پنڈت نہرو کے اعلانات کا کب و لہجہ' جس کا اظہار انہوں نے مجھ سے ملاقات کے فورا بعد جو انہوں نے میرا تعاون حاصل کرنے کے لئے کی تھی' اپنی پریس کانفرنس میں کیا-

بیان کے اختتام پر مسٹر جناح نے کہا وہ کہتے ہیں کہ ہماری گفت و شنید کانگرس اور مسلم لیگ کو ایک دوسرے کے نزدیک تر نہ لا سکی- کیسے لاتی؟

[اے- پی- آئی' دی ڈان' ۱۹ اگست ۱۹۴۶ء]

۱۰۶۔ وائسرائے کے ساتھ مراسلت کے اجراء پر بیان

بمبئی ۲۵ اگست ۱۹۴۶ء

عبوری حکومت کی تشکیل کے اعلان اور وائسرائے کی نشری تقریر کے بعد مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اس خط و کتابت کو اخبارات کو بغرض اشاعت جاری کر دیا ہے جو ان کے اور وائسرائے کے مابین ۲۲ جولائی سے ۸ اگست تک ہوئی۔ اس مراسلت کو جاری کرتے ہوئے مسٹر جناح کہتے ہیں: "یہ دکھ کی بات ہے کہ گذشتہ شب وائسرائے نے اپنی نشری تقریر کے دوران اس طرح کا گمراہ کُن اور حقائق کے برعکس بیان دیا کہ اگرچہ چودہ میں سے پانچ نشستیں مسلم لیگ کو پیش کی گئیں' اگرچہ یہ یقین دہانیاں کرائی گئیں کہ دستور سازی کی اسکیم درج شدہ طریقہ کار کے مطابق رُو بہ عمل لائی جائے گی' اور نئی عبوری حکومت موجود دستور کے تحت کام کرے گی' مگر ایک مخلوط حکومت کا حصول ممکن نہ ہو سکا۔

"سچ یہ ہے کہ وائسرائے نے ۲۲ جولائی کو مجھے خط لکھا جس میں وہ تجاویز درج تھیں جو ۱۶ جون کے بیان میں مذکور عبوری حکومت کی تجاویز اور مسلم لیگ کو دی ہوئی یقین دہانیوں سے اہم اور قطعی طور پر مختلف تھیں۔ اس کے ساتھ اس مکتوب کی ایک نقل بھی ملفوف تھی جو ان کی جانب سے پنڈت جواہر لال نہرو کو بھیجا گیا تھا۔ یہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے ایک روز پہلے کی بات ہے۔ وائسرائے اس امر سے بخوبی باخبر تھے کہ ایک سنگین صورت حال رونما ہو چکی ہے اور ملک معظم کی حکومت کی حکمت عملی اور اس معاملے میں خود ان کے رویے کے بارے میں سخت خدشات اور غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔

"تاہم ان کے ۲۲ جولائی کے مکتوب میں مجلس دستور ساز کے بارے میں ہمارے موقف کا کوئی ذکر نہیں تھا' بالخصوص کانگرس کے فیصلے' کانگرسی رہنماؤں کے اعلانات اور مجلس قانون ساز آسام کی طرف سے مجلس دستور ساز میں آسام کے نمائندوں کو اس ہدایت کی روشنی میں کہ وہ گروپ 'ج' کے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھیں۔

تجاویز سے انحراف

"میں نے ۳۱ جولائی کو وائسرائے کے خط کا جواب دیا جس میں ان کی نئی تحریک کے بارے میں جس کا بدیہی مقصد کانگرس کی خواہشات کو پورا کرنا تھا' ہمارا موقف صاف طریقے سے بیان کیا گیا تھا۔ وگرنہ ان کے لئے ۱۶ جون کے بیان میں مذکور حتمی تجاویز سے بھی انحراف کا کیا جواز ہو سکتا تھا۔ کیا وائسرائے اس امر کی وضاحت کر سکتے ہیں کہ ان تجاویز اور ہمیں دی گئیں ضمانتوں سے

انحراف اور ان کی نئی چال کس کے فائدے کے لئے ہے؟

"مجھے ان کا جواب ۸ اگست کو موصول ہوا جس میں انہوں نے میرے ۳۱ جولائی کے خط کی وصولی کی رسید دی۔ حیرت انگیز بات ان کا یہ بیان کرنا تھا کہ انہوں نے اپنے ۲۲ جولائی کے خط میں وہی تجویز پیش کی تھی جسے مجلس عاملہ مسلم لیگ نے جون کے اواخر میں منظور کر لیا تھا یعنی ۳: ۵:۵ کا تناسب۔

"یہ بالکل غلط ہے جس کی میں پہلے ہی اپنے ۳۱ جولائی کے خط میں نشاندہی کر چکا ہوں' وہ مزید کہتے ہیں:

"لیگ کونسل کی ۲۹ جولائی کی قرارداد کے پیش نظر میں نے اب فیصلہ کیا ہے کہ میں کانگرس کو عبوری حکومت کے قیام کے ضمن میں تجاویز پیش کرنے کی دعوت دوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ آپ کو مخلوط حکومت کی کوئی معقول پیش کش کرتے ہیں تو مجھے بھروسہ ہے کہ آپ کی طرف سے آمادگی کا جواب دیا جائے گا۔"

محض ایک رسم

مجھے نہ پہلے علم تھا اور نہ اب کوئی اطلاع ہے کہ کانگرس اور وائسرائے کے مابین کیا معاملہ ہوا۔ لیکن پنڈت جواہر لال نہرو ۱۵ اگست کو مجھ سے ملنے کے لئے آئے' میں سمجھتا ہوں جیسا کہ طے پایا ہو گا' یہ محض ایک رسمی بات تھی۔ انہوں نے مجھے پیش کش کی کہ وہ چودہ میں سے پانچ نشستیں مسلم لیگ کو پیش کرتے ہیں' باقی نو وہ نامزد کریں گے جن میں ان کی پسند کا ایک مسلمان بھی ہو گا۔ یہ کہ وہ موجودہ دستور کے تحت ایگزیکٹو کونسل تشکیل نہیں دیں گے بلکہ ایک عبوری قومی حکومت ہو گی جو کہ موجودہ مرکزی مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہو گی۔ انہوں نے اپنے ۱۵ اگست کے خط میں جو انہوں نے میرے اسی دن کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا کہ بڑے سوال (ہندو۔ مسلم مسئلہ) پر بات چیت کرنے کے لئے تو آمادہ ہیں لیکن ان کے پاس پیش کرنے کے لئے کوئی نئی تجویز نہیں اور کہا کہ شاید آپ کے پاس کوئی نئی چیز ہو' اور جب میں نے تجویز پیش کی تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے مسترد کر دیا کہ کانگرس کا موقف وہی ہے جو ان کی ۲۶ جون کی قرارداد میں مندرج ہے جو دہلی میں منظور کی گئی اور واردھا کی ۱۰ اگست کی قرارداد کی توثیق کی گئی اور انہوں نے وائسرائے سے ملاقات کے لئے دہلی جانے سے قبل ۱۶ اگست کی پریس کانفرنس میں اسے دہرایا۔

ناقابل قبول

میں نے پنڈت جواہر لال نہرو کو بتایا کہ ان حالات میں مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ یا

کونسل کے لیے آپ کی تجاویز کو قبول کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

"اس کے بعد وائسرائے' پنڈت نہرو اور کانگرسی رہنماؤں کے درمیان کوئی ہفتہ بھر سے مجھ سے بالا بالا اور مجھے کوئی اطلاع دیئے بغیر تبادلہ خیال اور گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا' ماسواء اس اعلانیہ کے جو گذشتہ شب عبوری حکومت کی تشکیل کے بارے میں جاری کیا گیا اور وائسرائے کی تقریر کے جو ریڈیو سے کی گئی۔

جیسا کہ وائسرائے نے پہلے ہی مبینہ پیش کش کا انکشاف کر دیا ہے یہ بتائے بنا کہ میں نے اس کا کیا جواب دیا' میں اس پوری خط و کتابت کو اشاعت کی غرض سے جاری کر رہا ہوں۔

مکتوب منجانب لارڈ ویول مرقومہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۶ء بنام مسٹر جناح ذاتی اور خفیہ

"ڈیر مسٹر جناح : میں نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کر دیا ہے کہ میں سرکاری ملازمین کی موجودہ نگران حکومت کی بجائے ایک عبوری مخلوط حکومت جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو سکے قائم کر دوں۔ اور میں بحیثیت صدر مسلم لیگ آپ کے سامنے اور صدر کانگرس کے سامنے حسب ذیل تجاویز پیش کر رہا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ شاید آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اس موسم گرما اور گذشتہ برس ہمارے مذکرات ان کے جلو میں ہونے والی پبلسٹی کی وجہ سے ناکام رہے۔ لہٰذا میں آپ کے تعاون کا طلب گار ہوں کہ بہر نوع ابتدائی مراحل میں مذاکرات سختی سے ذاتی اور خفیہ انداز میں ہوں' جو میرے اور دو صدور کے درمیان ہوں۔ مجھے بہت امید ہے کہ آپ اس خط و کتابت کو اخبارات میں بحث و تمحیص کا موضوع نہیں بننے دیں گے تاآنکہ ہم مفاہمت کی کوئی بنیاد تلاش کر لیں۔ بلاشبہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کسی مرحلے پر آپ کو اپنی مجلس عاملہ کی منظوری حاصل کرنی پڑے گی لیکن میں باور کرتا ہوں کہ یہ بہترین بات ہو گی کہ پہلے قدم کے طور پر ہم آپس میں کسی سمجھوتے کی اساس تک پہنچنے کی کوشش کر لیں۔ میں حسب ذیل آپ کے غور و فکر کے لئے پیش کرتا ہوں :

[ا] عبوری حکومت ۱۴ ارکان پر مشتمل ہو گی۔

[ب] ۶ رکن [جن میں اچھوتوں کا ایک نمائندہ شامل ہو گا] کانگرس کی جانب سے نامزد کئے جائیں گے۔ ۵ مسلم لیگ کی طرف سے نامزد کئے جائیں گے۔ اقلیتوں کے تین نمائندے وائسرائے نامزد کریں گے جن میں سے ایک سکھ کی نشست ہو گی۔

کانگرس یا مسلم لیگ کو ایک دوسری جماعت کی طرف سے تجویز کردہ ناموں پر اعتراض کا حق حاصل نہیں ہو گا بشرطیکہ انہیں وائسرائے نے قبول کر لیا ہو۔

[ج] قلمدان وزارت کی تقسیم کا فیصلہ جماعتوں کی طرف سے حکومت میں شامل ہونے پر متفق ہو جانے اور ناموں کی ترسیل کے بعد ہو گا۔ کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان بہت اہم قلمدانوں کی تقسیم منصفانہ بنیاد پر ہو گی۔

[د] عبوری حکومت کے رتبے کے معاملے میں مَیں نے جو ضمانتیں اپنے ۳۰ مئی کے مولانا آزاد کے نام خط میں دیں تھیں وہ برقرار رہیں گی۔

۳۔ میں ایسی روایت کا خیرمقدم کروں گا' اگر وہ آزادانہ طور سے کانگرس کی جانب سے پیش کی جائے' کہ بڑے فرقہ وارانہ مسائل کا فیصلہ دونوں بڑے فرقوں کی باہمی رضامندی سے کیا جا سکے گا۔ لیکن میں نے یہ کبھی نہ سوچا تھا کہ اسے ایک رسمی شرط بنانا ناگزیر ہو گا' کیونکہ درحقیقت مخلوط حکومت کسی اور بنیاد پر چل ہی نہیں سکتی۔

۴۔ میں خلوص کے ساتھ یہ بھروسہ کرتا ہوں کہ آپ کی جماعت متذکرہ بالا بنیاد پر ہند کا نظم و نسق چلانے میں تعاون کرنے پر اتفاق کرے گی۔ اس اثناء میں دستور سازی کا کام جاری رہے گا۔ مجھے اعتماد ہے کہ اس کا ہند کو زبردست فائدہ پہنچے گا۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ہمیں مذکرات میں مزید وقت صرف نہیں کرنا چاہیے بلکہ مجوزہ بالا اساس پر فی الفور حکومت کو آزما لینا چاہیے۔ اگر اس طرح کام نہ چلے اور آپ یہ دیکھیں کہ حالات غیر تسلی بخش ہیں تو آپ کو واپسی کا اختیار ہو گا لیکن مجھے اعتماد ہے کہ آپ کو [واپسی کی] ضرورت لاحق نہیں ہو گی۔

۵۔ کیا آپ ازراہ عنایت مجھے جلد بتا دیں گے کہ آیا مسلم لیگ اس بنیاد پر عبوری حکومت میں شامل ہو جائے گی۔ میں نے اس طرح کا ایک خط پنڈت نہرو کو بھی لکھا ہے جس کی ایک نقل ملفوف کر رہا ہوں۔

آپ کا مخلص' ویول

مکرّر آنکہ : مَیں آج سہ پہر پنڈت نہرو سے دیگر امور کے ضمن میں ملاقات کر رہا ہوں اور اس وقت ان کا خط ان کے حوالے کروں گا۔

مسٹر جناح کی جانب سے مندرجہ بالا خط کا جواب

مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۴۶ء

"ڈیر لارڈ ویول'

مجھے آپ کا مکتوب مرقومہ ۲۲ جولائی موصول ہوا۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ اپنی عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں چوتھی بنیاد تجویز کر رہے ہیں۔ ۲ : ۵ : ۵ سے آپ ۳ : ۵ : ۵ پر آئے پھر ۴:۵:۵ جو کابینہ وفد اور آپ کے ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کے بیان میں مذکور ہے جسے آپ نے

قطعی [حتمی] قرار دیا تھا- اب آپ یہ چوتھی تجویز دے رہے ہیں یعنی ۳: ۵: ۶-

ہر بار کانگرس نے پچھلی تین تجاویز کو مسترد کیا جیسا کہ آپ انہیں منانے سے قاصر رہے یا انہیں رضامند نہ کر سکے- ہر بار نئی تجویز مسلم لیگ کے خلاف اور کانگرس کے حق میں گئی-

اور اب آپ نے چوتھی تجویز پیش کی کہ میں اس پر غور کروں-

اس سے وہ تمام اہم شرائط جو مسلم لیگ کے حق میں تھیں کافور ہو جاتی ہیں- چودہ میں سے کانگرس کے چھ رکن ہوں گے' مسلم لیگ کے پانچ کے مقابلے میں جس سے مساوات کا اصول ختم ہو جاتا ہے اور آپ اچھوتوں کے ساتھ بھی بے وفائی کر رہے ہیں کہ ان کے ایک نمائندے کی نامزدگی کا حق ان کے ترجمان کی بجائے کانگرس کو تفویض کر رہے ہیں- اقلیتوں کے مزید تین نمائندے وائسرائے نامزد کریں گے بغیر مسلم لیگ سے صلاح مشورے کے- اس باب میں آپ نے جو اشارہ دیا ہے وہ یہ ہے کہ ان میں ایک نشست ایک سکھ کے لئے مخصوص ہو گی-

پھر آپ آگے چل کر کہتے ہیں "کانگرس یا مسلم لیگ کو یہ اختیار نہیں ہو گا کہ ایک یا دوسری جماعت کی طرف سے جو نام تجویز کئے جائیں ان پر کوئی اعتراض کر سکیں' بشرطیکہ وائسرائے انہیں قبول کر لیں" اس سے میں یہ تاثر لیتا ہوں کہ کانگرس کو ایک غدّار مسلمان کو نامزد کرنے کا حق حاصل ہو گا-

"جہاں تک قلمدانوں کی تقسیم کا تعلق ہے آپ کہتے ہیں کہ بہت اہم قلمدانوں کو کانگرس اور مسلم لیگ کے مابین منصفانہ طور پر تقسیم کیا جائے گا" مساوی طور پر نہیں جیسا کہ ابتداً تجویز کیا گیا تھا-

جہاں تک تحفظات کی یقین دہانی کا تعلق ہے یعنی کسی بڑے فرقہ وارانہ مسئلے کے بارے میں فیصلہ دونوں بڑی جماعتوں کی باہمی رضامندی سے کیا جائے گا' آپ کہتے ہیں "اس پر غور ہو گا اگر کانگرس کی جانب سے آزادانہ طور پر پیش کی گئی" لیکن آپ اسے زیادہ اہمیت نہیں دیتے- آپ یہ کہتے ہوئے خط ختم کرتے ہیں کہ اگر عبوری حکومت کی اس بنیاد پر تشکیل ہوئی اور وہ نہ چل سکی اور اگر ہم نے یہ دیکھا کہ حالات تسلی بخش نہیں ہیں تو ہمیں حکومت کو خیرباد کہنے کا اختیار ہو گا' میں اس پر یقین رکھتا ہوں کہ پرہیز علاج سے بہتر ہوتا ہے"

"یہ بہت واضح اور اہم انحراف ہے' مسلم لیگ کے لئے بہت مضرّت رساں اور بدیہی طور پر اس کا مقصد کانگرس کی چاپلوسی اور اس کی خواہشوں کی تکمیل کرنا ہے-

"آپ نے اپنے ۲۰ جون ۱۹۴۶ء کے مکتوب میں ۱۶ جون ۱۹۴۶ء کی تجاویز کو حتمی قرارداد دیتے ہوئے یہ اطلاع دی تھی کہ آپ نے چودہ ارکان کو دعوت دی ہے' مساوات کی بنیاد یہ ہے کہ

ہندوؤں اور مسلمانوں میں مساوات ہو اور فرقوں کے حساب سے اور یہ کہ اس میں دو بڑے فریقوں کی رضامندی کے بغیر تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ قطع نظر اس سے کہ آپ نے کانگرس کے ساتھ جو رازدارانہ مذاکرات کئے آپ نے واضح طور پر ہمیں یہ اطلاع دی کہ مدعوین سے کہا گیا ہے کہ وہ اس بنیاد پر [حکومت میں] شمولیت اختیار کریں کہ ۵ ہندو' ۵ مسلمان' ایک سکھ' ایک اچھوت' ایک مسیحی اور ایک پارسی۔ آپ کی موجودہ تجویز صاف طور سے مساوات کے اصول کے ساتھ ساتھ فرقہ وارانہ نیابت کو بھی برباد کر دیتی ہے اور آغاز ہی میں کانگرس کو مسلم لیگ کے مقابلے میں کھلی اکثریت عطا کرتی ہے۔ مزید کانگرس اچھوتوں کا نمائندہ بھی نامزد کرے گی جو میرے خیال میں چھ کروڑ انسانوں کے فرقے کے ساتھ صریحاً ناانصافی ہے جو اونچی ذات ہندوؤں' جن کی کانگرس درحقیقت واحد نمائندہ تنظیم ہے' کی سماجی اور اقتصادی ظلم کی چکّی میں پس رہے ہیں۔

جہاں تک دیگر اقلیتوں کے نمائندوں کا تعلق ہے انہیں آپ بنا مسلم لیگ کے ساتھ کسی تذکرے یا صلاح مشورے کے نامزد کریں گے۔ یہ بھی اس امر سے انحراف ہے جو آپ نے اپنے ۲۰ جون کے خط میں بیان کیا کہ اقلیتوں کو دی جانے والی نشستوں میں سے خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے سے پہلے میں قدرتی طور پر دونوں بڑے فریقوں سے مشورہ کروں گا۔" میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس بات کو سراہیں گے کہ جب آپ آغاز چھ کانگرس' پانچ مسلم لیگ' کانگرس کی اکثریت سے کرتے ہیں تو اقلیتی نمائندوں کو' توازن قائم کرنے والے عنصر کی حیثیت سے ایک بہت مضبوط حیثیت حاصل ہو جاتی ہے جنہیں آپ مسلم لیگ سے مشورہ کئے بنا نامزد کریں گے۔ اور یہ نہایت سنگین انحراف ہے اس یقین دہانی سے جو آپ نے ہمیں اپنے ۲۰ جون کے مکتوب میں کرائی تھی۔

"آپ اپنے ۲۰ جون کے مکتوب کے پیراگراف نمبر۵ میں غیر مبہم انداز میں لکھتے ہیں کہ عبوری حکومت کسی بڑے فرقہ وارانہ مسئلے پر ایسی صورت میں کوئی فیصلہ نہیں کرے گی اگر دو بڑی جماعتوں میں سے کسی ایک کی اکثریت اس کی مخالف ہو" اب آپ اپنی موجودہ تجاویز میں مجھے یہ اطلاع دیتے ہیں کہ اگر کانگرس نے آزادانہ طور سے ایسی روایت کی پیش کش کی تو آپ اس کا خیرمقدم کریں گے۔

جیسا کہ آپ نے یہ خط مجھے لکھا ہے اور جو سختی سے ذاتی اور خفیہ ہے' میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ میری رائے میں اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ میری مجلس عاملہ اس تجویز کو قبول کر لے۔

آپ کا مخلص' ایم۔ اے۔ جناح

مکرر آنکہ :

جہاں تک نشری تقریر کے باقی ماندہ حصہ کا تعلق ہے میں اس کو پورا متن دستیاب ہونے پر نمٹاؤں گا۔

مکتوب منجانب وائسرائے مرقومہ ۸ اگست ۱۹۴۶ء ذاتی اور خفیہ

"ڈیر مسٹر جناح

مجھے اپنی عبوری حکومت کی تجویز کے ضمن میں آپ کا ۳۱ جولائی کا خط موصول ہو گیا۔

۲۔ مجھے افسوس ہے کہ معاملہ اس ڈگر پر چل نکلا جس پر وہ گیا ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت ان نکات پر تفصیلی بحث و تمحیص سودمند ہو گی جو آپ نے اپنے خط میں اٹھائے ہیں۔ میں آپ کو صرف اتنا یاد دلاؤں گا کہ میں نے اپنے خط میں' جس کا آپ نے اب جواب دیا ہے' جو تجویز پیش کی اس میں نمائندگی کا تناسب وہی ہے جو مجلس عاملہ مسلم لیگ نے جون کے اواخر میں قبول کر لی تھی یعنی ۳:۵:۶۔

۳۔ ۲۹ جولائی کی لیگ کی قراردادوں کے پیش نظر میں نے اب فیصلہ کیا ہے کہ کانگرس کو دعوت دی جائے کہ وہ عبوری حکومت کے ضمن میں تجاویز پیش کرے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ مخلوط حکومت کی تشکیل کے سلسلہ میں آپ کو معقول تجویز پیش کریں گے تو مجھے آپ پر بھروسہ ہے کہ انہیں آپ کی طرف سے مثبت جواب ملے گا۔ میں نے صدر کانگرس کو بتایا ہے کہ کسی بھی عبوری حکومت کی اساس وہی ضمانتیں ہوں گی جن کا میں نے مولانا آزاد کے نام اپنے ۳۰ مئی کے خط میں تذکرہ کیا تھا۔

میں توقع کرتا ہوں کہ ہمیں جلد ملاقات کا موقع ملے گا۔

آپ کا مخلص' ویول"

(دی ڈان' ۲۶ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۰۷۔ وائسرائے کی ۲۴ اگست کی نشری تقریر پر تبصرہ

بمبئی' ۲۶ اگست ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے وائسرائے کی ۲۴ اگست ۱۹۴۶ء کی اس نشری تقریر پر جس میں انہوں نے عبوری حکومت کی تشکیل کا اعلان کیا' تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"وائسرائے کی نشری تقریر پر میرا ردعمل یہ ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ اور مسلم ہند پر

زبردست ضرب لگائی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ مسلمانان ہند اسے تحمل اور حوصلے سے برداشت کریں گے اور عبوری حکومت اور مجلس دستور ساز میں اپنا جائز اور باوقار مقام حاصل کرنے میں ناکامی سے سبق حاصل کریں گے۔

"میں ایک بار پھر اپنا یہ سوال دُہراتا ہوں: وائسرائے کیوں کابینہ مشن اور وائسرائے کے اس اعلان سے منحرف ہو گئے جو ۱۶ جون کے بیان میں حتمی کہہ کر کیا گیا اور ان ضمانتوں سے بھی جو انہوں نے اپنے ۲۰ جون کے خط میں مسلم لیگ کو دی تھیں؟ ۱۶ جون اور ۲۲ جولائی کے درمیان کیا ہوا کہ انہوں نے ازراہ عنایت زبردست اور [ہمارے لئے] مہلک طور پر اپنا فارمولہ بدل دیا اور ۲۲ جولائی سے ۲۴ جولائی کے دوران کیا ہوا کہ انہوں نے ایک جماعتی حکومت مسلط کر دی؟

"وہ اپنی نشری تقریر میں کہتے ہیں کہ "میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جنہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ یہ قدم اس انداز میں یا اس وقت نہیں اٹھانا چاہیے۔" میں ان بدنصیب لوگوں میں شامل ہوں اور میں اب بھی س کا قائل ہوں کہ انہوں نے جو قدم اٹھایا وہ بہت غیر دانشمندانہ اور غیر مدبرانہ ہے اور جو خطرناک اور سنگین عواقب سے اٹا پڑا ہے اور تین مسلمانوں کی نامزدگی کر کے تو گویا انہوں نے زخموں پر نمک چھڑکا جن کے بارے میں انہیں علم ہے کہ نہ انہیں مسلم ہند کا احترام حاصل ہے اور نہ اعتماد۔ اور مزید دو مسلمانوں کے ناموں کا اعلان باقی ہے۔

ٹیپ کا وہی پرانا بند

"وہ اب بھی ٹیپ کا وہی پرانا بند الاپ رہے ہیں کہ ہم ملک معظم کی حکومت کی اس جامع حکمت عملی کے مخالف نہیں ہیں کہ وہ اپنے ان معاہد کو ایفا کرے اور ہند کو اپنا مستقبل خود بنانے کی آزادی دے دے۔ بلاشبہ ہم ہند کے لوگوں کی آزادی کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم نے یہ بات واضح کی ہے کہ ہند کے مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ ہند کو پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے جس کا مطلب یہ ہو گا کہ دو بڑی قوموں کو حقیقی آزادی میسر آجائے گی اور دونوں مملکتوں میں اقلیتوں کو ہر ممکن تحفظ حاصل ہو جائے گا۔

مجھے وائسرائے سے زیادہ دکھ ہے کہ وہ مخلوط حکومت کی تشکیل میں ناکام رہے۔ لیکن میرا دکھ ایک مختلف فوارے سے اچھلتا ہے اور ان کی وجوہات کی نسبت مختلف اسباب کی بنا پر ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ وائسرائے کو یہ احساس ہے کہ مخلوط حکومت وقت کی ضرورت ہے جس میں دونوں بڑی جماعتوں کی نمائندگی ہو اور مجھے اس پر بھی مسرت ہے کہ وہ پنڈت جواہر لال نہرو اور کانگرس کی جانب سے بھی بول رہے ہیں اور یہ کہ وہ بھی [نہرو اور کانگرس] اسی شدت سے اس خیال کے حامی ہیں جس شدت سے وہ خود ہیں' اور یہ کہ ان کی مساعی اس جہت میں جاری رہیں

گی کہ وہ لیگ کو حکومت میں شامل ہونے پر آمادہ کر لیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ وائسرائے کا اس بات سے کیا مطلب ہے جو انہوں نے اپنی نشری تقریر میں کہی کہ انہوں نے پیش کش کی جو علیٰ حالہٖ موجود ہے۔ یہ اس قدر مبہم ہے ماسوا اس کہ مسلم لیگ کو پانچ نشستیں ملیں گی۔ باقی کچھ بھی وضاحت سے نہیں کہا گیا۔

انہوں نے بہت سی باتیں کی ہیں جن میں مَیں فی الوقت پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ جہاں تک مجلس دستور ساز کا تعلق ہے مجھے علم نہیں کہ ان کی کیا مراد ہے جب وہ یہ کہتے ہیں: "یہاں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کو جو یقین دلایا گیا تھا کہ ۱۶ مئی کے بیان میں صوبوں اور گروپوں کے لئے دستور سازی کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کی پابندی کی جائے گی۔ یہ طریقہ کار نہیں ہے یہ تو اصول اور بنیاد ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی کسی نہ کسی طرح سے بدلا جا سکتا ہے؟

پھر وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ "مجلس دستور ساز کے بارے میں ۱۶ مئی کے بیان کے پیراگراف نمبر۱۵ میں جو بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں ان میں تبدیلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" اور پھر وہ کانگرس کی آواز میں کہتے ہیں کہ "کانگرس اس بات پر اتفاق کرنے کو تیار ہے کہ کسی تنازعے یا تاویل میں اختلاف کی صورت میں معاملہ وفاقی عدالت میں پیش کر دیا جائے۔"

مختلف تاویلات

لیکن وہ کس طرح ۱۶ مئی کے بیان کے بنیادی اصولوں اور شرائط پر اتفاق رائے کی توقع کر سکتے ہیں جب ایک جماعت ایک تاویل پیش کرتی ہے جو مشن کے مستند بیان مجریہ ۲۵ مئی کے برعکس ہے اور دوسری جماعت مختلف تاویل پیش کرتی ہے جو ۲۵ مئی کے بیان کے زیادہ قرین ہے۔ لیکن وہ نہایت سادگی سے کہتے ہیں کہ کسی تنازعہ یا تاویل کا معاملہ وفاقی عدالت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

اول تو کسی تنازعہ کو وفاقی عدالت میں پیش کرنے کا کوئی اہتمام موجود نہیں۔ ثانیاً بالکل آغاز کار ہی میں فریقین بنیادی شرائط کے بارے میں اپنی اپنی تاویلات مختلف انداز میں کرتے ہیں۔ کیا ہم مجلس دستور ساز کی کارروائی کا افتتاح ہی وفاقی عدالت میں مقدمے بازی اور مقدمات دائر کرنے سے کریں گے؟ کیا یہی وہ جذبہ ہے جس کے ساتھ اس برصغیر کے چالیس کروڑ باشندوں کے لئے مستقبل کا دستور وضع کیا جائے گا؟

اگر وائسرائے کی اپیل "حقیقتاً" خلوص پر مبنی ہے اور اگر وہ واقعی مخلص ہیں تو وہ اپنے عمل اور اقدام کو ٹھوس شکل عطا کر دیں۔

(ڈی ڈان' ۲۷ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۰۸- عید کا پیغام مسلمانانِ ہند کے نام

بمبئی ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء

اس نہایت مبارک اور پُرمسرت موقع پر سب مسلمانوں کو عید مبارک' خدا کرے یہ اپنے جلو میں خوشیاں اور خوشحالی لائے۔

رمضان المبارک کا متبرک اور مقدس مہینہ ابھی ابھی اختتام پذیر ہوا ہے۔ مسلمانوں نے اس کی صبر آزما اور سخت قیود کو تحمل اور اعتماد کے ساتھ نبھایا ہے۔ یہ فی نفسہٖ ایک عظیم ادارہ ہے اور مسلمانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ دشواریوں' دقتوں اور محنت و مشقت کے بغیر اور قربانیوں کے بنا کسی کے لئے بھی اپنا مقصد حاصل کرنا ناممکن امر ہے۔ اور ہم مسلمانانِ ہند رمضان المبارک کی حدود و قیود سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

اب ہمیں حقائق کا سامنا کرنا ہے اور میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود کو منظم و مستحکم کریں اور اپنی جملہ سرگرمیوں اور قوتوں میں ربط پیدا کریں۔ ایک ٹھوس اور منظم قوم کی حیثیت سے سب امکانات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ آزادی کی منزل پر پہنچنے کے لئے ابتلا اور ایثار اور راہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے سوا کوئی شاہی سڑک نہیں ہوتی۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان مرد' عورت اور بچہ آج کے مقدس دن یہ عہد کرے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے' تعلیمی' سماجی' اقتصادی اور سیاسی' میں منظم سپاہیوں کی طرح سے کام کرے گا اور دس کروڑ نفوس پر مشتمل اپنی قوم کے لئے ایسا مقام تعمیر کرے گا جو ہمارے شاندار ماضی اور تاریخی روایات کی شان کے شایاں ہو گا۔

ہمارے لئے اُفق تاریک ہے

آج ہمارے لئے افق تاریک ہے۔ برطانوی حکومت اور وائسریگل لاج کے کرتوتوں پر اسرار کا پردہ پڑا ہے۔ ہمیں رسوا کیا جارہا ہے' ہماری غلط ترجمانی کی جا رہی ہے' اور ہر طرف سے دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ وائسرائے نے اندھا دھند طریقے سے اقدام کیا' اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے عمل میں کچھ ضد کا عنصر شامل ہے' اور اس انداز سے جو ناعاقبت اندیشانہ اور غیر ذمہ دارانہ تھا' مسلم لیگ کو نظرانداز کیا گیا اور اس سے پہلوتہی کی گئی' اور زبردست جھوٹا پروپاگنڈا کیا گیا تاکہ الزام مسلم لیگ کے سر دھر دیا جائے جس کا ذرہ برابر بھی جواز موجود نہ تھا۔ وائسرائے اور برطانوی حکومت نے کانگرس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اب ان کے لئے صرف یہ کچھ باقی رہ گیا ہے کہ وہ صاف گوئی سے یہ اعلان کر دیں کہ وہ تاج و تخت سے دستبردار ہو گئے ہیں اور

عنقریب اس برصغیر کی حکومت فاشی اونچی ذات۔ ہندو کانگرس کے سپرد کرنے والے ہیں۔

آزمائش

برطانوی عوام کو تاریکی میں رکھا گیا اور پارلیمان تعطیل میں ہے۔ اس نے ہمارے لئے بہت سنگین اور خطرناک صورت حال پیدا کر دی ہے' اور ہمیں ایک متحدہ قوم کی حیثیت سے اس کا سامنا کرنا ہو گا' اور ظلم و ستم کے شکار اور ایذا رسیدہ لوگوں کو آزمائش اور آگ سے گزرنا ہو گا۔ مجھے بھروسہ ہے کہ اگر دس کروڑ مسلمان متحد ہو کر کھڑے ہو جائیں تو ہمارے مخالفوں کی سب چالیں' حربے اور ان کے عزائم بُری طرح سے ناکام ہو جائیں گے اور ہم اس کشمکش میں سے سرخرو ہو کر نکلیں گے اور پاکستان حاصل کر لیں گے جو ہماری نجات کی واحد راہ ہے اور جس کے بغیر ہم فنا کے گھاٹ اُتر جائیں گے۔

ہم نے دلایل دیئے' استدلال کیا اور التجائیں کیں' اور ہم نے زبردست رعائتیں دیں' لیکن سب بے سود ثابت ہوا۔ ہمارے سامنے ایک سخت جدوجہد ہے اور ہمیں دلیری' حوصلے' نظم و ضبط اور منظم طریقے سے اس کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ ناکامی یا پسپائی سے ہمیں مایوس یا دل گرفتہ نہ ہونا چاہیے اور نہ ہی کامیابی سے ہمیں مغرور ہونا چاہیے۔ ہمارے مطالبات منصفانہ اور درست ہیں اور ہم ناکام نہیں ہو سکتے۔

مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جایئے

میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نازک مرحلے پر مسلم لیگ کے پرچم تلے غیر مشروط طور پر جمع ہو جائے بالخصوص گزشتہ چند ماہ میں جو کچھ ہوا اس کے پیش نظر اب مسلمان آپس کے لڑائی جھگڑوں اور قتل و غارتگری کو ختم کر دیں اور ایک متحدہ قوم کی طرح ایک پرچم تلے' ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو جائیں' اور عزم کر لیں اور بدترین [صورت حال] کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں' مکمل طور پر متحد اور عظیم قوم کی طرح سے' اپنے موٹو اتحاد' ایمان اور نظم و ضبط کے ساتھ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم کامیاب ہو کر رہیں گے۔

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۹ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۰۹۔ بمبئی میں عید ملن کی تقریب سے خطاب

بمبئی' ۲۹ اگست ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ملک کے جملہ مسلمانوں سے' بالخصوص

ان مسلمانوں سے اپیل کی ہے جو مسلم لیگ میں شامل نہیں ہیں ـــــ جمیعتہ العلماء' خاکسار' احرار اور قوم پرست مسلمانوں سے ـــــ کہ وہ متحد ہو جائیں اور اسلام کے مقدس مفاد کی خاطر مسلم لیگ کے پرچم تلے آجائیں۔ وہ عید ملن کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر جناح نے ہند کے ہر مسلمان سے استدعا کی کہ وہ رونما ہونے والی صورت حال کی سنگینی کو محسوس کرے اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے' اور ملک کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک شانے سے شانہ ملا کر کھڑا ہو جائے۔ انہوں نے مسلمانوں سے التماس کی کہ خود کو تیار اور منظم کریں چونکہ "ہمارے مخالفین یہ خیال کرتے ہیں کہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم کافی مضبوط نہیں ہیں۔ ہمیں انہیں ان کی اس حماقت کا احساس دلانا ہو گا کہ انہوں نے مسلمانان ہند کے بارے میں غلط اندازہ لگایا ہے۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ اگر مسلمانان ہند متحد ہو کر چٹان کی طرح کھڑے ہو جائیں تو ہمارے مخالفین کی خبیثانہ ریشہ دوانیاں ناکام ہو جائیں گی۔ ہمارا مقصد درست ہے اور اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کو کُچلا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم چٹان کی طرح متحد ہو کر ایک پرچم تلے کھڑے ہو جائیں تو ہم اپنی مقدس منزل۔ پاکستان ضرور حاصل کر لیں گے' خواہ ہمیں کتنی ہی آزمائشوں اور مصیبتوں سے کیوں نہ گزرنا پڑے۔ کہ پاکستان کے بنا مسلم ہند فنا ہو جائے گا۔

عہد جو توڑ دیا گیا

مسٹر جناح نے برطانوی کابینہ مشن کے گذشتہ اپریل میں ہند آنے کے بعد سے رونما ہونے والے سیاسی واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"آج کا دن مسلمانان ہند کے لئے خوشیوں کا دن ہے اور یہ دن ہے ہمارے لئے مسرتیں اور خوشیاں منانے کا دن۔ لیکن ہم اس حقیقت کی جانب سے بھی اپنی آنکھیں نہیں موند سکتے کہ ایک کالی گھٹا ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

"مسلم ہند اس لمحے برطانوی حکومت کی زبردست اور ظالمانہ بے وفائی سے ششدر اور صدمے کے عالم میں ہے کہ اس نے اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان میں یہ مقدس عہد کیا تھا کہ جب تک بڑی جماعتوں اور اس ملک کی قومی زندگی کے بڑے عناصر کے درمیان اتفاق رائے نہ ہو گا' اقتدار منتقل نہیں کیا جائے گا۔ اس اعلانیہ میں واضح طور سے یہ کہا گیا تھا کہ نہ صرف یہ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت/ اتفاق رائے کے بغیر کوئی نیا دستور ترتیب نہیں دیا جائے گا بلکہ کوئی دستور ساز ادارہ بھی اس ملک کی قومی زندگی کے بڑے عناصر کے درمیان اتفاق رائے کے بنا عالم وجود میں نہیں لایا

جائے گا۔"

"آج برطانوی حکومت نے اس مقدس اعلان کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔ بلاشبہ یہ مسلم لیگ اور مسلم ہند پر ایک کاری ضرب ہے۔ لیکن مجھے پورا بھروسہ ہے کہ کوئی چیز ہمیں متزلزل یا خوف زدہ نہیں کر سکتی۔ ہم آگے بڑھتے جائیں گے اور تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کریں گے' اور آتش فروزاں' آزمائشوں اور مصیبتوں میں سے گزر جائیں گے۔ آگے بڑھنے کے دوران پسپائیاں بھی آئیں گی اور دکھ بھی جھیلنے ہوں گے۔ لیکن نہ ہمارے پائے ثبات میں لغزش آئے گی نہ پیر ڈگمگائیں گے۔"

پھر مسٹر جناح نے وائسرائے کی ۲۴ اگست کی نشری تقریر کا ذکر کیا جس میں مرکز میں عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا' اور کہا کہ اس نے کچھ لوگوں کو متاثر کیا جب انہوں نے اسے ریڈیو پر سنا' لیکن جب یہ اخبارات میں شائع ہوئی اور اس کا جائزہ لیا گیا تو اس کا مطلب کیا تھا؟ بلاشبہ وائسرائے کی تقریر چالاکی سے لکھی گئی تھی۔

دوہری بے وفائی

وائسرائے نے اپنے مقدس عہد سے انحراف کر کے اور مسلم لیگ کو نظر انداز اور اس سے پہلوتہی کر کے دوہری بے وفائی کا ارتکاب کیا۔ مجھے پتہ نہیں کہ برطانوی حکومت یا لیبر پارٹی کو حقیقتاً صحیح حقائق کا علم ہے یا نہیں۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ برطانوی عوام اور اخبارات کو حقائق سے بے خبر رکھنے کی چال چلی جا رہی ہے۔

آج وائسرائے کی کارروائی اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان سے ظالمانہ انحراف کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اعلان برطانوی حکومت نے کیا تھا اور لیبر پارٹی اس کی پابند تھی۔ آج کانگرس شاداں و فرحاں ہے کہ اس کی دلی مراد بر آئی اور اس نے ایسی چال چلی کہ وائسرائے سے مسلم لیگ کو نظر انداز کرا دیا۔ لیکن میں بھی اتنا ہی خوش ہوں۔ اگر برطانوی حکومت کانگرس کے جذبہ خودنمائی کو گدگدا کر خوش ہے تو وہ کانگرس کے ساتھ ہی معاملہ کرے۔ ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

مذاکرات

مسٹر جناح نے ان مذاکرات کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے مسلم لیگ کی جانب سے برطانوی کابینہ مشن اور وائسرائے کے ساتھ کیے تھے' کہا:

"آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے ۶ جون کو تجاویز کو قبول کر لیا اگرچہ وہ ان سے پوری طرح مطمئن نہ تھی۔ ہم نے قلیل المدت اور طویل المدت دونوں تجاویز کو ایک خوشگوار مفاہمت کی

خاطر قبول کیا- اس وعدے کی اساس پر جو انہوں نے ۳ جون کو کیا تھا لیکن فوراً ہی وائسرائے نے اصل تجاویز میں ترمیم و تنسیخ اور مرکز میں عبوری حکومت کے فوری قیام کا اعلان کر کے، عہد شکنی کا ارتکاب کر دیا-"

"کانگرس نے قلیل المدت منصوبے کو مسترد کر دیا، لیکن کابینہ مشن کے طویل المدت منصوبے کو قبول کر لیا، اور یہ ایک نام نہاد قبولیت تھی-

"اس کے باوصف کابینہ مشن اور وائسرائے اپنے وعدے سے پھر گئے اور عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں مزید کارروائی نہیں کی-"

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سب کے پیچھے ایک معما ہے لیکن یہ [دراصل] پہلے سے سوچی سمجھی سازش تھی جو کانگرس کے ساتھ مل کر تیار کی گئی- میرے لیے یہ ناقابل فہم ہے کہ وزیر ہند نے اتنے اہم رتبے پر فائز ہوتے ہوئے اور دو ممتاز رفقائے کار اور وائسرائے کے ساتھ مل کر اس قدر بے دردی سے پیمان شکنی کی اور اپنے رسمی عہد سے پھر گئے- مسلم لیگ سے بے وفائی کے بعد وائسرائے نے پہلے سے سوچی سمجھی سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا اور حتمی طور پر مسلم لیگ کو نظر انداز کر دیا-" (دی ایسٹرن ٹائمز، ۳۰ اگست ۱۹۴۶ء)

۱۱۰- مسٹر چرچل کے ساتھ مبینہ خط و کتابت کی تردید

بمبئی، ۳۱ اگست ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح نے حسب ذیل بیان جاری کیا:

"میری توجہ اس اخباری اطلاع کی جانب مبذول کرائی گئی کہ مسٹر مائیکل فٹ ایم- پی نے روزنامہ ہیرالڈ، [برطانوی لیبر پارٹی کا سرکاری جریدہ] میں ایک مضمون لکھا جس میں انہوں نے کہا کہ مسٹر چرچل اور میں کچھ عرصہ خط و کتابت میں مصروف رہے- یہ نادرست اور شرارت انگیز بات ہے-

میں نے ۶ جولائی ۱۹۴۶ء کو ان کی اطلاع کی غرض سے وزیر اعظم مسٹر ایٹلی کو ایک خط لکھا جس میں انہیں بتایا کہ کس طرح کابینہ وفد اور وائسرائے نے مسلم لیگ سے بے وفائی کی- میں نے کابینہ وفد کی ہند سے روانگی کے وقت ۲۷ اور ۲۹ جون کے بیانات کی نقول کے علاوہ دیگر دستاویزات منسلک کر دیں- چونکہ یہ اعلان کیا گیا تھا کہ وفد کی واپسی کے فوراً بعد معاملہ پارلیمان میں پیش کیا جائے گا- میں نے اسی طرح کا ایک خط جس کے ساتھ وہی دستاویزات ملفوف کی گئیں قائد حزب اختلاف مسٹر چرچل کے نام ارسال کیا اور میں نے اپنے خط کے ذریعہ مسٹر ایٹلی کو اس

امر کی اطلاع دیدی کہ میں ایسا کر رہا ہوں۔

مجھے مسٹر اٹلی اور مسٹر چرچل دونوں کے جواب موصول ہوئے اور میں نے اس ضمن میں رونما ہونے والے سنگین واقعات کے بارے میں مزید مواد ان کی خدمت میں ارسال کیا تاکہ وہ مطلع رہیں اور غور کر سکیں۔ [اے۔ پی۔ آئی' (دی ڈان' یکم ستمبر ۱۹۴۶ء)]

۱۱۱۔ کلکتہ اور بمبئی میں فسادات سے متعلق بیان

بمبئی' ۳ ستمبر ۱۹۴۶ء

"کلکتہ کی صورت حال کے ضمن میں وائسرائے' مسٹر گاندھی اور کانگرس کو بڑی حد تک ذمہ داری سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک غیر ملکی خبر رساں ادارے کے ساتھ ملاقات کے دوران کلکتہ اور بمبئی کے فسادات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہی۔

بمبئی کے فسادات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا: "ذاتی علم کی بنا پر مجھے معلوم ہے کہ ہندو مسلمان کی توہین کرتا ہے اور طعنے دیتا ہے جو پہلے ہی سے یہ سمجھتا ہے کہ ہندوراج قائم ہو گیا ہے اور مسلمان کو سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔"

"لیگ نے ابھی تک حقیقتاً راست اقدام کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ جب تک کہ ہم اس تعلق میں کوئی لائحہ عمل طے کریں' وہ جو کچھ بھی ہو' میری مسلمانوں کو یہ ہدایتیں ہیں کہ وہ اس اثناء میں پُرامن موقف اپنائیں اور یہی ہدایات صوبائی مسلم لیگوں نے لیگ کے ہر رکن کے لئے بالخصوص اور عام مسلمانوں کے لئے بالعموم جاری کی ہیں۔"

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا لیگ پنڈت نہرو کے اس اخباری بیان پر بھروسہ کر سکتی ہے "ہند کا نظم و نسق ہندی ہندیوں کے فائدے کے لئے چلائیں گے خواہ ان کا مذہب یا مطمع نظر کچھ بھی کیوں نہ ہو اور کسی بھی صوبے یا ہند کے کسی بھی حصے میں کیوں نہ رہتے ہوں۔" تو مسٹر جناح نے کہا "نہیں۔"

"پنڈت نہرو کے بیانات کا مقصد پروپاگنڈا ہے' بالخصوص بیرونی ممالک میں۔ کانگرس اب بھی مسلمانوں کی راہ میں روڑے اٹکانے میں مصروف ہے اور کوشش کر رہی ہے کہ بنگال اور سندھ میں مسلم لیگ کی وزارتیں تڑوا دے۔ وہ پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبوں میں غلط طریقوں سے مسلم لیگی وزارتوں کے قیام کو روکنے میں کامیاب رہی۔"

مسٹر گاندھی کے حالیہ بیان کا ذکر کرتے ہوئے کہ "کانگرس کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف

برطانیہ سے گٹھ جوڑ نہیں کرے گی اور یہ کہ اس نے عبوری حکومت میں شمولیت واحد اور صرف ایک مقصد کی خاطر اختیار کی ہے' حصول آزادی کی غرض سے خالص اور بنا کسی آمیزش کے اور سارے ہند کے لئے جو مسلم لیگ کے لئے بھی ہے۔" مسٹر جناح نے کہا: "مجھے علم ہے کہ مسٹر گاندھی نے مرکز میں اقتدار کانگرس کے حوالے کرنے پر برطانیہ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ پھر بھی وہ یہ کہتے ہیں کہ کانگرس کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف برطانیہ کے ساتھ گٹھ جوڑ نہیں کرے گی۔ کانگرس نے عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں کابینہ وفد اور وائسرائے کی ۱۶ جون کی تجویز کیوں قبول نہیں کی؟ اور دھمکی دی کہ اگر کانگرس کے بغیر عبوری حکومت قائم کی گئی تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے جو ۱۹۴۲ء سے بدتر ہوں گے۔" اور وہ اب عبوری حکومت میں کیوں چلے گئے؟ چونکہ انہیں حسب دل خواہ شرائط پیش کی گئیں اور وائسرائے نے مکمل طور پر ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور مسلمانوں کو بھینٹ چڑھا دیا۔ ہم کیسے نئی حکومت کے عزائم پر بھروسہ کر سکتے ہیں جن کے اب وہ مدعی ہیں؟ مجھے اس حکومت سے کوئی امید نہیں کہ وہ مسلمانوں سے منصفانہ سلوک کریں گے۔"

مکمل سپردگی

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا مسلم لیگ کے عبوری حکومت میں شرکت اور مجلس دستور ساز میں شمولیت کا کوئی امکان ہے؟ تو مسٹر جناح نے جواب دیا: "مجھے کوئی توقع نہیں کہ عبوری حکومت اور مجلس دستور ساز میں مسلم لیگ کی شمولیت کا کوئی امکان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے لئے مکمل سپردگی کیلئے" سرتسلیم خم کرنے اور اہانت کے سوا کچھ نہیں۔"

راست اقدام

"میں اس امر کی نشاندہی نہیں کر سکتا کہ [راست اقدام کا] پروگرام کیا ہو گا لیکن ہمیں اس امر کا بدرجہ اتم احساس ہے کہ ہم جو پروگرام بھی رو بہ عمل لائیں گے وہ پُرامن طریقوں پر مبنی ہو گا۔"

وائسرائے کی مسلم لیگ کو اس پیش کش پر کہ وہ عبوری حکومت میں نامزد موجودہ تین مسلمانوں کی جگہ اور دو خالی نشستوں کو پُر کرنے کے لئے لیگی مسلمانوں کو نامزد کر دیں' تبادلہ خیال کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "مساوات کا اصول تو گیا۔ یہ سوال ابھی باقی ہے کہ آیا کانگرس اپنی پسند کا ایک مسلمان نامزد کر سکتی ہے' ابھی باقی ہے اور وہ تحفظ' جس کا ہمیں ۱۶ جون کی تجویز میں یقین دلایا گیا تھا یعنی کسی بڑے فرقہ وارانہ سوال کا اس وقت تک فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک

کہ دونوں بڑے فرقوں کی اکثریت متفق نہ ہو' ان تفصیلات کا تو ذکر ہی جانے دیجئے جن کا وائسرائے نے اپنی ۲۰ جون کی پیش کش میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

جہاں تک مجلس دستور ساز کا تعلق ہے کانگرس نے ۱۶ مئی کے بیان کی اساسی اور بنیادی شرائط کو تسلیم نہیں کیا تھا اور وائسرائے نے ہم سے کہا کہ آپ اپنی تاویلات کے ساتھ مجلس دستور ساز میں چلے جائیں اور کانگرس اپنی تاویلات کے ساتھ' پھر معاملہ وفاقی عدالت میں پیش کر دیا جائے۔ یعنی ہم ایک مقدمے سے آغاز کار کریں۔

تجاویز کے مصنفین کیوں نہیں کہتے کہ اس کا مطلب یہ ہے' اور کانگرس سے کہا جائے کہ اسے قبول کر لیں یا مسترد کر دیں؟ مزید برآں مجھے وفاقی عدالت میں جانے کا کوئی اہتمام نظر نہیں آیا' ماسوا کسی بڑے فرقہ وارانہ سوال کے تعلق میں' اس معاملے میں بھی ایسی کوئی شرط نہیں کہ صدر مجلس دستور ساز وفاقی عدالت کے فیصلے کا پابند ہو گا۔ اس طرح ہمیں کانگرس کی بھاری اکثریت اور مجلس دستور ساز کے ہندو صدر کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا جسے ہندو اکثریت لازماً منتخب کرے گی۔ طویل المیعاد منصوبے میں اندرونی یا بیرونی مداخلت کا کوئی احتمال نہیں۔"

حالیہ فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں مزید گفتگو کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "نہ صرف یہ کہ مسلمانوں نے امن و امان میں خلل ڈالنے کی کوئی تیاری نہیں کی بلکہ جب کلکتہ میں اچانک وحشیانہ حملے کر دیئے گئے تو وہ خود اپنی مدافعت بھی نہ کر سکے۔ مجھے جو معتبر اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے یہ بات زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی جا رہی ہے۔

منظم منصوبہ

یہ ایک منظم منصوبہ تھا جسے ہندوؤں نے تیار کیا تھا' جو وائسرائے کی کارکردگی کے باعث سر چڑھ گئے تھے جنہوں [وائسرائے] نے مسلم لیگ کو نظرانداز کرتے ہوئے عبوری حکومت کے قیام کے طریقے اور وقت کا انتخاب کیا تھا۔

مسٹر جناح نے بمبئی میں پنڈت نہرو سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "انہوں نے مسلم لیگ کو پانچ نشستیں [عبوری حکومت میں] پیش کرنے کے علاوہ کسی اور موضوع یا کسی اور تجویز پر بات کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یہ امر واضح کر دیا تھا کہ دیگر ۹ نشستوں پر وہ نامزدگیاں کریں گے' اور یہ کہ یہ موجودہ دستور کے تحت [گورنر جنرل] کی ایگزیکٹو کونسل نہیں ہو گی بلکہ ایک قومی کابینہ ہو گی جو مرکزی مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہو گی۔ اس میں بھی ہندو اکثریت جس کا تناسب تین اور ایک (۳:۱) ہے۔"

کلکتہ کے فسادات کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ "اگر کانگرس کی حکومتیں

مسلمانوں کو دبانے اور ان پر ظلم ڈھانے کی روش پر قائم رہیں تو فسادات پر قابو پانا بہت دشوار ہو جائے گا۔" سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میری رائے میں اس کے سوائے کوئی راہ نہیں کہ فوری طور پر پاکستان کا قیام عمل میں آجائے' جس کا مطلب ہے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے آزادی' اس طرح سے پُر امن طور پر دوست ہمسایوں کی طرح وہ بغیر برطانوی سنگینوں کی امداد کے رہ سکیں گے۔ ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہم پاکستان میں غیر مسلم اور اونچی ذات ہندو اقلیتوں کو تحفظ دیں گے جو تقریباً ڈھائی کروڑ ہوں گے اور ہر طرح سے ان کے مفادات کی حفاظت کریں گے۔ بعینہ ہندوستان میں ڈھائی یا تین کروڑ کے لگ بھگ مسلمان ہوں گے اور ہندوستان بھی ان اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دے سکتا ہے۔ یہ ہند کی حقیقی آزادی کی تیز ترین راہ ہے۔ موجودہ کیفیت یہ ہے کہ آٹھ صوبوں اور مرکز میں موجودہ دستور کے تحت کانگرس کی حکومتیں ہیں اور محض انگریز کی اعانت اور اس کی سنگینوں کے بل بوتے پر کاروبار شہریاری چلایا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے کانگرس نے آنکھیں موند رکھی ہیں اور انگریز کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے اور انگریز پینترہ بدلے گا۔۔۔ وہ پہلے ہی دنیا کے سامنے اعلان کر رہا ہے اور ان فسادات کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے' اور یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اگر اس کا اقتدار ہٹ گیا تو خون خرابہ' قتل و غارتگری اور بدامنی ہو گی۔ کانگرس ان کے ہاتھوں میں صرف اس غرض سے کھیل رہی ہے' کہ کس طرح مسلم لیگ اور مسلم ہند کو نیچا دکھایا جائے۔

روس کا خطرہ

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا وہ ان اطلاعات کو کوئی اہمیت دیتے ہیں کہ روس کی ہند کے معاملات میں دلچسپی ایک تماشائی سے کچھ زیادہ ہی ہے' تو مسٹر جناح نے کہا: "میں یقیناً یہ باور کرتا ہوں کہ روس کو ہند کے معاملات میں ایک تماشائی کی نسبت کچھ زیادہ ہی دلچسپی ہے' اور وہ ہند سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں۔ یہ ایک خوفناک کیفیت ہے اگر انگریز مکمل طور پر اپنی اس حکمت عملی پر کاربند رہیں کہ وہ نہ صرف ہند میں بلکہ پورے مشرق وسطیٰ میں بھی مسلمانوں کو مٹا دیں۔ میرے خیال میں روبہ عمل لانے کے لئے یہ بہت خطرناک حکمت عملی ہے۔

چین پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میں دیکھتا ہوں کہ وہ پنڈت نہرو کو پیغامات بھیج رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ وہ خود اپنے معاملات پر توجہ دیتے اور پہلے اپنا گھر درست کرتے۔"

مسٹر جناح نے اس امر کا بھی انکشاف کیا کہ "انہیں ٹیلی فون اور ڈاک کے ذریعہ سے قتل کی بہت سی دھمکیاں مل رہی ہیں۔"

(دی ڈان' ۵ ستمبر ۱۹۴۶ء)

۱۱۲- مسٹر اے- کے فضل الحق پر عائد پابندی ہٹانے کے بارے میں بیان

بمبئی، ۸ ستمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسٹر اے - کے فضل الحق کے خلاف عائد پابندی ہٹا لینے کا اعلان کیا ہے جو ان کے خلاف پانچ برس قبل لگائی گئی تھی-

اخبارات کو جاری کئے جانے والے ایک بیان میں مسٹر ایم- اے- جناح نے کہا:

ان اعلانات کے پیش نظر جو مسٹر اے- کے- فضل الحق نے یکم اور ۳ ستمبر کو کئے اور ان کے اس تحریری بیان کے سبب جس میں انہوں نے غیر مشروط طور پر لیگ سے وفاداری، دلی لگن اور حمایت کا یقین دلایا ہے اور اس کے بعد انہوں نے ۳ ستمبر کو ہی میرے نام خط لکھا جس میں اس پابندی کو ہٹا لینے کی درخواست کی گئی جو تقریباً پانچ برس قبل ان کے خلاف لگائی گئی تھی اور مزید اس یقین دہانی کے باعث کہ یہ تبدیلی دیانت پر مبنی ہے اور انہوں نے لیگ کی رکنیت کے فارم اور مسلم لیگ کے عہدنامے پر دستخط کر کے ان کی رکنیت قبول کرنے کی غرض سے صوبائی مسلم لیگ کو ارسال کرنے کے لئے کلکتہ ضلع مسلم لیگ کے حوالے کر دیئے ہیں- چونکہ یہ پابندی میں نے اپنے ہنگامی اختیارات کے تحت عائد کی تھی، اب میں اس پابندی کو اس توقع کے ساتھ ہٹا رہا ہوں کہ مسٹر اے- کے فضل الحق پورے خلوص، مستعدی اور بے لوثی کے ساتھ مسلم لیگ، جو مسلمانان ہند کی بااختیار اور نمائندہ قومی تنظیم ہے اور ہمارے نصب العین حصول پاکستان کی خدمت کریں گے-" [اے- پی- آئی، دی ڈان، ۹ ستمبر ۱۹۴۶ء]

۱۱۳- روزنامہ "ڈیلی میل کے مسٹر رالف ایزرڈ سے ملاقات

بمبئی، ۹ ستمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے روزنامہ دی ڈیلی میل کے مسٹر رالف ایزرڈ کے ساتھ ایک ملاقات کی پوری روئیداد کا متن جاری کیا ہے جس کے چند اقتباسات روزنامہ کے کل کے شمارے میں شائع کئے گئے جن کے بارے میں مسٹر جناح کہتے ہیں کہ وہ بالکل درست نہیں ہیں-

مسٹر جناح نے کہا: کہ اگر انگریز اپنی سپاہ اور نظم ونسق میں اپنی دلچسپی دونوں کو واپس لے لیں، جیسا کہ انہیں لے لینا چاہیے- اگر وہ عزت مندانہ طریق سے کام نہیں چلا سکتے، تو پھر ہم

آپس میں معاملات کو طے کر لیں گے۔

مسٹر جناح نے کہا "ہند کے امن و امان اور امن عالم کی خاطر تازہ آغاز کرنا ضروری ہے۔ زخم زیادہ ہی گہرا ہے اور اس موسم گرما کے مذاکرات کے باعث اس قدر تلخی اور عداوت پیدا ہو گئی کہ موجودہ استدلال کو طول دینا ممکن نہیں رہا۔ اب (مذاکرات کی) سلیٹ کو سب کچھ مٹا کر صاف کر دیا جائے اور ہمیں از سر نو دوبارہ آغاز کرنا ہو گا۔"

مسٹر جناح نے کہا: "وائسرائے نے جو کچھ کیا ہے میں اپنا موقف پیش کرنے کے لئے اب لندن ہرگز نہیں جاؤں گا۔ البتہ اگر ملک معظم کی حکومت کانفرنسوں کا نیا سلسلہ شروع کرنے کے لئے مجھے مدعو کرے گی اور وہ بھی مذاکرات کرنے والے دوسرے لوگوں کے ساتھ مساوی سطح پر تو میں اسے قبول کر لوں گا۔

"کوئی بھی ہند میں موجودہ خونریزی کے مناظر کو دکھ اور افسوس کے ساتھ دیکھے بنا نہیں رہ سکتا۔ بایں ہمہ اگر برطانوی حکومت اس امر پر اصرار کرے کہ وہ اپنی سنگینوں سے موجودہ عبوری حکومت کی حمایت کے سوا کچھ اور نہیں کرے گی تو میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان اسے برداشت تو کر سکتے ہیں لیکن اس کے سامنے سر تسلیم ہرگز خم نہیں کریں گے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی نشری تقریر کا ذکر کرتے ہوئے' جس پر کانگرسی اخبارات نے بہت بغلیں بجائیں کہ اس میں مسلم لیگ کو صوبوں کے گروپ بنانے کے پیچیدہ مسئلہ پر یقین دہانی موجودہ ہے' مسٹر جناح نے کہا "یہ بہت مبہم الفاظ ہیں۔ انہوں نے میرے سامنے کوئی تجاویز نہیں رکھیں۔ گاجر پر الفاظ کے ذریعہ مکھن نہیں لگایا جا سکتا۔ میرے خنجر بھونکا گیا ہے اور جملے اور الفاظ خون بہنے سے نہیں روک سکتے۔

"اب مجھے کیا کرنا ہو گا۔ یہ احمقانہ بات ہو گی کہ میں مطالبات کی فہرست تیار کرنے بیٹھ جاؤں اور اس امکان کا خطرہ مول لوں کہ ان میں سے دو ایک واپس لے لوں کہ کانگرس نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ہم ایک جمود کے دہانے پر پہنچ گئے ہیں۔ جب پنڈت نہرو حال ہی میں مجھے نئی مرکزی حکومت میں پانچ نشستیں پیش کرنے کے لئے آئے تو انہوں نے کسی دوسرے مسئلے پر بات کرنے سے انکار کر دیا۔

مسلمانوں نے بہت زیادہ مصائب برداشت کئے

"یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ مسلمانوں نے ہند میں برطانوی حکومت کے ہاتھوں بہت زیادہ اور زبردست مصائب برداشت کئے اور دکھ جھیلے۔ اگر میں بہت لحاظ کروں تو اتنا ، ، سکتا ہوں کہ لیبر حکومت اس مسئلہ کو پوری طرح سمجھنے کے لئے زیادہ ہی نئی اور ناتجربہ کار ہے۔ وہ ہ نگرس کے

چکر میں آ گئے ہیں وہ یہ سمجھنے میں ناکام رہے کہ ہند میں دو بالکل مختلف قومیں ہیں- ان میں سے ہر ایک کے مختلف بنیادی اوصاف اور قدرتی امنگیں ہیں- ان میں باہمی گٹھ جوڑ یا معاہدے کو سمجھ سکتا ہوں اور وہ بعض حالات کے تحت ایک مشترکہ خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے عارضی طور پر متحد ہو سکتے ہیں لیکن ایک مستقل اشتراک احمقانہ بات ہے- اس وقت جو کیفیت ہے- وہ یہ ہے کہ ایک قوم کو دوسری قوم کی عددی بڑائی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے-

"میں آگے ایک تاریک مستقبل دیکھتا ہوں- مجھے سارے عالم اسلام سے ہمدردی کے خطوط اور تار موصول ہوئے ہیں- اگر اب برطانیہ عظمیٰ' امریکہ اور روس کے تعلقات بگڑ جائیں تو یہ بتانے کا کوئی طریقہ نہیں مسلمانان ہند کو بحران کے وقت بھیڑ بکریوں کی طرح کس طرف ہانک دیا جائے گا-

"ہم جو سوال کرتے ہیں یہ ہے کہ ہم نے کیا کیا جس کی ہمیں یہ سزا دی جا رہی ہے؟ ہمارے پاس انگریزوں سے محبت کرنے کی تو کوئی وجہ نہیں لیکن جب ۱۹۴۲ء میں کانگرس نے آپ کے خلاف تحریک مزاحمت شروع کی اور اس وقت جب دشمن ہند کی سرحد پر دستک دے رہا تھا تو ہم نے اس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا- اس وقت مجھے ایسے مسلمان گاؤں کا دورہ یاد ہے جہاں خواتین گورکنوں کا کام کیا کرتی تھیں کہ گاؤں کے تمام مرد لام پر چلے گئے تھے اور فوج کے ساتھ خدمات سرانجام دے رہے تھے-

"ہم نے کابینہ مشن کی جملہ تجاویز جو ہمیں پیش کی گئیں' قبول کیں- اگر کسی کو میری جانب سے تعویق یا تاخیر کا گمان گزرا تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ مجھے صرف مذاکرات کا اختیار دیا گیا تھا اور قبول کرنے یا نہ کرنے کا قطعی فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے آئندہ اجلاس کے ہاتھ میں ہوتا تھا- اگر ہم نے بعد میں اپنے فیصلے کو تبدیل کر دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ کانگرس نے طویل المدت تجاویز کو استثنیٰ کے ساتھ قبول کیا جس کی وضاحت کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا-

مسٹر جناح نے چاندی کی ایش ٹرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا "اگر آپ مجھے یہ شے فروخت کرنا چاہیں اور اس کا ایک جزو غائب ہو تو اسے قبول کرنے سے قبل مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں آپ سے کہوں کہ اس کا غائب حصہ فراہم کر دیں- کانگرسی [رہنماؤں کی] بعد کی تقریریں اور عمل ہمارے فیصلے کا وافر جواز مہیا کرتا ہے-"

ہند کے طول و عرض میں فسادات کی ہونے والی موجودہ لہر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے برہمی کے عالم میں اس امر سے انکار کیا کہ اس کے مسلمان ذمہ دار ہیں' انہوں نے کہا "۱۶ اگست'

یعنی یوم راست اقدام' جب کلکتے میں فسادات برپا ہوئے' سے قبل ہم نے اپنے اخبارات' گشتی مراسلوں اور خطوط کے ذریعے مقامی مسلم لیگی رہنماؤں کو بہت سخت ہدایات جاری کیں کہ تشدد بالکل نہیں ہونا چاہیے۔

"اس دن کا واحد مقصد عوام الناس کو یہ سمجھانا تھا کہ راست اقدام کیوں ناگزیر ہو گیا ہے۔ ہمیں آزادی تقریر کا حق حاصل ہے اور پُرامن مظاہروں کے انعقاد کا حق بھی۔ کانگرس کے پیرو کاروں نے ہم پر حملہ کیا۔ چونکہ وہ ہنگامے کھڑے کر کے ہمارے پروپاگنڈے کو ختم اور ہمارے کاز کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے اور پھر الزام بھی ہمارے ہی سر تھوپ دیں۔"

'راست اقدام' کی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ یہ حکومت کے خلاف غیر متشدد مزاحمت یا عدم تعاون تھا۔ ابھی تک اس کا استعمال شروع نہیں ہوا۔ اس کی ہیئت کی تفصیلات جسے یہ اختیار کرے' دلی میں ایک خصوصی کمیٹی طے کر رہی ہے۔

لیگ کے اراکین کی جانب سے انگریزوں کے دیئے ہوئے خطابات کی واپسی راست اقدام نہیں تھا۔ یہ برطانوی حکومت کے موجودہ رویئے کے خلاف ایک احتجاج تھا۔

[اے۔ پی۔ آئی' (دی ڈان' ۱۱ ستمبر ۱۹۴۶ء)

۱۱۴۔ ہند میں تباہ کُن خانہ جنگی کا انتباہ

بمبئی' ۱۰ ستمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک ملاقات کے دوران انتباہ کیا کہ ہند ایک تباہ کُن خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا ہے جس میں چالیس کروڑ ہندو' مسلمان اور چھوٹی اقلیتیں الجھ جائیں گی' جسے فوری مخلصانہ' ماہرانہ اور مشفقانہ مذاکرات ہی روک سکتے ہیں۔

مسٹر جناح نے کلکتے اور بمبئی کے فسادات کو بلاشک و شبہ سارے ہند میں تقریباً خانہ جنگی کی علامت سے تعبیر کیا اور اس ڈھنگ سے جو اس نوع کی خانہ جنگی اختیار کر سکتی ہے۔

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ متعدد ملاقاتوں میں انہوں نے لندن میں منعقد ہونے والے امن مذاکرات میں شرکت پر اپنی آمادگی کا اظہار کیا جن میں ہند کے مسئلے کے تصفیے کے ضمن میں 'تازہ پیشرفت' کی جائے۔ مسٹر جناح نے ان دشواریوں کا ذکر کیا جو ان مذاکرات کے دوران پیش آ سکتی ہیں اور جن پر قابو پانا ناگزیر ہے اور یہ کہ وہ کیوں سمجھتے ہیں کہ ان کا انعقاد ہونا چاہیے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ ہم نے کابینہ مشن سے نمٹا۔ لہٰذا اب ہمارے درد کا درماں ان ہی

لوگوں کے پاس ہے جو برطانوی حکومت کے بالا خانے پر متمکن ہیں۔

ادنیٰ درجے کے عہدہ دار ہمیں اس نقطے پر لے آئے جہاں ہمارے سامنے دو راہیں رہ گئیں' صرف' دو۔ ایک خانہ جنگی' جو ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کو یکساں طور پر برباد کر دے گی' اور جس سے' میں سمجھتا ہوں' ہم بچ سکتے ہیں۔ اگرچہ ہم اس کے[خانہ جنگی] قریب ترین ہیں جتنا کہ بہت سے لوگ اس کا احساس نہیں کر سکتے یا اس کا اعتراف کرنے پر آمادہ نہیں۔"

"دوسری راہ ہے مذاکرات کے ذریعہ پُرامن تصفیہ جو اس ملک کے رہنماؤں اور برطانیہ میں اعلیٰ ترین ارباب اختیار کے درمیان ہوں۔ ان مذاکرات میں افراد کی اَنا کے تحفظ کی بجائے عامتہ الناس کی فلاح کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہو گی کہ یہ مذاکرات پُرسکون ماحول میں 'پُرخلوص عزم' دیانتداری اور مہارت کے ساتھ کئے جائیں۔"

لیگ کا نقطۂ نظر

انہوں نے ایک انتباہ کیا کہ "میں تو ہر تجویز کو اس نقطہ نگاہ سے پرکھوں گا کہ مطالبہ پاکستان کے حصول کے تعلق میں اس کی قدر و قیمت کیا ہے جب کہ کانگرس اسے اس لحاظ سے دیکھے گی کہ اس سے کس طرح پاکستان سے احتراز ہو سکتا ہے اور سارے برصغیر ہند میں اکھنڈ ہندوستان اور ہندو راج کا قیام عمل میں آسکتا ہے۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ "ہند کے عوام الناس کا امن و امان کچھ زیادہ ہی داؤ پر لگا ہے۔ یہ اس نوعیت کی کیفیت ہے جو عالمی جنگ کو جنم دے دیتی ہے۔ برطانیہ اپنی موجودہ حکمت عملی سے دس کروڑ مسلمانوں میں لاتعلقی پیدا کر رہا ہے۔ کیا یہ امن عالم کے لئے ایک خطرناک چیز نہیں ہے جب ہم اس پر غور کریں کہ دوسری جگہ کیا ہوتا رہا ہے۔

"میں ہند کے معاملات میں مداخلت کرنے کے لئے روس سے مذاکرات نہیں کر رہا ہوں۔ نہ ہی میں ایسا کرنے کی توقع کر سکتا ہوں۔ اگر کوئی شخص اس طرح کی بات پھیلا رہا ہے تو یہ احمقانہ بات ہے۔ تاریخ ہمیں جو سبق پڑھاتی ہے اس پر نظر ڈالنے سے کسی غیر ملکی طاقت کو کچھ کرنے کی دعوت برآمد نہیں ہوتی۔

اصل مقصد

مسٹر جناح نے کہا کہ ان دعاوی کی کوئی بنیاد نہیں کہ ان کا مقصد ایک ایسے پاکستان کا حصول ہے جو برطانوی حکومت کا باج گزار ہو۔ یہ قطعی طور پر نادرست ہے۔ انہوں نے کہا ہم آزاد اور خودمختار پاکستان کے خواہاں ہیں اور ہم یہ لے کر رہیں گے۔

بمبئی، کلکتہ اور دیگر مقامات پر فسادات کے موضوع سے رجوع کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا یہ فسادات خانہ جنگی نہیں ہیں لیکن ان کے آثار خانہ جنگی بن جانے کے بالکل قریب ہیں۔ یہ واقعہ کہ یہ ان دنوں میں برپا کرائے گئے جن دنوں ہم عبوری حکومت کے قیام کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور انہیں ہمارے سر منڈھ دیا گیا، یہ ہمارا کیا دھرا نہیں ہے۔ ہم اپنا پُرامن احتجاج کا حق استعمال کر رہے تھے اور ہم نے ان فسادات کو شروع نہیں کیا۔ یہ پہلے سے سوچی سمجھی سازش تھی تاکہ احتجاج کا تاثر برباد ہو جائے اور لیگ کی حوصلہ شکنی ہو۔"

{اے۔ پی۔ اے، دی ڈان، ۱۲ ستمبر ۱۹۴۶ء}

۱۱۵۔ برطانوی اخبار کیمبلے کے مسٹر ہینلے سے ملاقات

بمبئی، ۱۱ ستمبر ۱۹۴۶ء

"ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جمود کو حل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ برطانوی حکومت پاکستان کے حق میں ایک غیر مبہم اعلان کرے جس کے ساتھ ایک واضح یقین دہانی ہو کہ وہ اس پر بلا کسی تاخیر کے عمل در آمد کریں گے" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک ملاقات کے دوران مجھ سے کہی۔ باہر مون سون کی موسلادھار بارش ہو رہی تھی اور میں ان کے مالا بار ہل پر واقع خوبصورت بنگلے کے کتب خانے میں محو گفتگو تھا۔

آپ نے عبوری حکومت میں شرکت سے کیوں انکار کیا؟ میں نے آغاز کلام کیا۔

انہوں نے جواب دیا "انکار میں نے نہیں کیا۔ کابینہ کی اصل تجویز ایک مخلوط حکومت تھی جس میں پانچ کانگرس کے پانچ مسلمان اور دو اقلیتی نمائندے ہوتے۔ میں نے اتفاق کیا اور کانگرس نے انکار کر دیا۔ کانگرس کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو مساوی نشستیں دینے پر اعتراض کو دور کرنے کے لئے مشن نے اقلیتوں کے تیسرے ہندو نمائندے کا اضافہ کیا۔ میں نے اتفاق کیا۔ کانگرس نے انکار کر دیا۔ ۱۶ جون کو وائسرائے نے حتمی فارمولا پیش کیا۔ پانچ ہندو، پانچ مسلم لیگی اور چار اقلیتی نمائندے۔"

بار بار اتفاق کیا

"میرے نام وائسرائے کے مکتوب مرقومہ ۲۰ جون کے زور پر جس میں انہوں نے کہا کہ "کسی بڑے فرقہ وارانہ ایشوع پر اگر کسی ایک جماعت کی اکثریت نے اس کی مخالفت کی تو عبوری حکومت کوئی فیصلہ نہیں کرے گی۔" اگلی بات وائسرائے نے یہ کہی کہ اگر دو بڑی جماعتوں میں کوئی ایک بھی عبوری حکومت میں شرکت پر رضامند نہ ہوئی تب بھی وہ عبوری حکومت کی تشکیل کر

دیں گے اور اسے ممکنہ طور پر زیادہ سے زیادہ نمائندہ بنائیں گے' اور یہ ان عناصر پر مشتمل ہو گی جو کابینہ کے طویل اور قلیل المدت منصوبوں کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے۔ میں نے دوبارہ اسے قبول کر لیا۔ لیکن وائسرائے اور کابینہ مشن نے ۱۶ جون کی اپنی ہی تجاویز کی دھجیاں اڑا دیں اور اپنے ہی لفظوں سے پھر گئے۔ اور اب کانگرس کی چاپلوسی کی غرض سے وائسرائے نے' انہیں ہندو کانگرس پارٹی کو' کابینہ ترتیب دینے کی دعوت دی۔ ہمیں نو کے مقابلے میں پانچ نشستوں کی پیش کش کی گئی' نو کے نو ان کے نامزد۔" مسٹر جناح نے اپنی بات پر زور دینے کے لئے انگلیوں میں دبی ہوئی سگریٹ کو فضا میں لہرایا۔ "ہندو' مسلم مساوات کو مسترد کر دیا گیا۔ کانگرس کو اپنی پسند کے مسلمانوں کو نامزد کرنے کی آزادی دے دی گئی۔ ایک بدیہی کوشش لیگ کے اراکین کو عہدوں کا لالچ دے کر ورغلانے کی۔ وہ تحفظ بھی غائب کہ کسی بڑے فرقہ وارانہ مسئلے کا محض عددی اکثریت کے بل پر فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

مسٹر جناح نے چاندی کے اس بڑے ڈبے میں سے جو ہمارے درمیان رکھا تھا سگریٹ نکالنے کے لئے ایک لمحے کا توقف کیا اور پھر اسی غیر جذباتی انداز میں گویا ہوئے :

"اس طرح نہ صرف یہ کہ برطانوی کابینہ نے عبوری حکومت کے تعلق میں اپنی ہی ہر تجویز کی دھجیاں اڑائیں بلکہ کانگرس پارٹی نے کابینہ کا طویل المدت منصوبہ بھی قبول نہ کیا جیسا کہ ان شرائط سے ظاہر ہے جن کے تحت انہوں نے طویل المدت منصوبہ قبول کیا اور جو اخبارات میں شائع ہوئیں۔ اس کی ایک ہی مثال لے لیجئے۔ اس اہم شرط کی کہ کوئی صوبہ اپنے گروپ سے اس وقت تک باہر نکلنے کا فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ حتمی طور پر متفقہ دستور کے تحت عام انتخابات کا انعقاد نہ ہو جائے۔ اس کی انہوں نے اپنی ہی تعبیر کر دی۔"

میں [صحافی] نے اس کا جواب اس طرح دیا : "پنڈت نہرو کی حالیہ نشری یقین دہانی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس میں انہوں نے کہا کہ کانگرس پارٹی اس امر سے اتفاق کرتی ہے کہ مجلس دستور ساز کو علاقائی حلقوں میں بھی اپنا اجلاس منعقد کرنا چاہیے۔

مبہم' غیر متعین بات نہیں

مسٹر جناح نے مسکراتے ہوئے کہا کہ جو "چیز درکار ہے وہ مبہم' غیر متعین باتیں نہیں ہیں بلکہ ایک مبسوط بیان ہے جس میں وضاحت کر دی جائے کہ کانگرس کس شے کا خود کو پابند سمجھتی ہے اور کس شے کا پابند نہیں سمجھتی۔ محض الفاظ اور جملے سودمند نہیں ہو سکتے۔ اس کیفیت کا مقابلہ کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ متنازعہ نکتے کے بارے میں ایک قطعی اور غیر مبہم بیان ہے۔"

میں [صحافی] نے کہا "آپ کے ناقدین یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ کا رویہ خالصتاً تباہ کُن ہے جو صرف خانہ جنگی پر منتج ہو سکتا ہے۔"

مسٹر جناح نے خاصا چیخ کر کہا : "خون بہانے کی میری کوئی خواہش نہیں' لیکن اگر نوبت اسی پر پہنچا دی گئی تو کوئی مسلمان بھی اپنا دفاع کرنے سے نہیں ڈرے گا۔" انہوں نے استفہامیہ انداز میں کہا "تباہ کُن رویّہ؟" وہ ہے خون خرابے کو روکنے اور ایسے حالات پیدا کرنا جن میں ہند کی دو قومیں دوست ہمسایوں کی مانند زندگی بسر کر سکیں۔ یہ میں ایک تعمیری حل کی پیش کش کرتا ہوں —— پاکستان۔"

۱۱۶۔ پنڈت جواہرلال نہرو کے ساتھ مراسلت

نئی دہلی' ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء

[اس خط و کتابت کا اجراء جو پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ مسلم لیگ کو عبوری حکومت میں شامل کرنے کے لئے ملاقاتوں کے دوران ہوئی۔ قلیل المدت الشوع کے ضمن میں ان ملاقاتوں کی تحریک کا سہرا نواب حمید اللہ خاں والئے بھوپال کے سر ہے۔]

مکتوب منجانب پنڈت جواہرلال نہرو بنام مسٹر ایم۔ اے جناح

مرقومہ ۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"مَیں نے ان امور کے بارے میں اور مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت کے بارے میں بھی اپنے چند رفقائے کار سے صلاح مشورہ کیا جن پر کل ہمارے مابین تبادلہ خیال ہوا۔ ہم سب اس امر پر متفق ہیں کہ ملک کے لئے اس سے زیادہ خوشگوار اور بہتر بات اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی کہ یہ دو تنظیمیں حسب سابق ایک بار پھر ایک دوسرے کے ساتھ دوستوں کی طرح ملنے لگیں جن کے درمیان کوئی ذہنی تحفظات نہ ہوں اور جو اپنے جملہ اختلافات باہمی مشورے سے حل کر لیں اور کبھی بھی وائسرائے کے توسل سے برطانوی حکومت کی مداخلت کی خواہش کریں اور نہ اس کی اجازت دیں' انہیں [برطانوی حکومت کو] نہ کسی اور کو یا کسی بیرونی طاقت کو۔ لہٰذا ہم عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت کے فیصلے کا خیرمقدم کریں گے تاکہ یہ من حیث المجموع ہند [متحدہ ہند] کے لئے ایک متحدہ ٹیم کی حیثیت سے کام کر سکے۔

آپ نے کل کے تبادلہ خیال کے دوران جو نکات اٹھائے' وہ یہ تھے :

(۱) فارمولہ جو گاندھی نے آپ کو پیش کیا۔

(۲) جو اراکین آج کل اچھوتوں اور اقلیتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ان کے ضمن میں لیگ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

(۳) اچھوتوں کے علاوہ دیگر اقلیتی نمائندوں میں اگر کوئی آسامی خالی ہوتی ہے تو اسے پُر کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟

(۴) بڑے فرقہ وارانہ مسائل کو حل کرنے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے اور

(۵) نائب صدارت کی باری باری گردش۔

جہاں تک نمبر ایک کا تعلق ہے ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس کی عبارت بہتر طریقے سے نہیں لکھی گئی۔ ہمیں اس کے مقصد پر کوئی اعتراض نہیں۔ (حالیہ) انتخابات کے پیش نظر ہم مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی بہت بھاری اکثریت کی بااختیار اور نمائندہ تنظیم تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں اور یہ کہ اس اعتبار سے اور مروجہ جمہوری اصولوں کے مطابق اسے (مسلم لیگ کو) مسلمانان ہند کی نمائندگی کا یقینی طور پر حق حاصل ہے بشرطیکہ انہیں وجوہات کی بنا پر لیگ کانگرس کو تمام غیر مسلموں اور ان مسلمانوں کی جو اس میں شامل ہیں کی بااختیار اور نمائندہ تنظیم تسلیم کر لے۔ کانگرس ایسی کسی پابندی یا حد کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں جو اسے کانگرس کے اراکین میں سے جنہیں وہ مناسب سمجھے اپنے نمائندے چننے کے تعلق میں اس پر عائد کی جائے۔ لہٰذا ہم یہ تجویز کریں گے کہ کسی فارمولے کی کوئی ضرورت نہیں اور ہر تنظیم اپنی اپنی اہلیت کی بنیاد پر کام کرے۔

نمبر دو کے ضمن میں مَیں یہ کہتا ہوں کہ لیگ کی ذمہ داری کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چونکہ آپ کو اس تعلق میں موجودہ حکومت کی تشکیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس لئے کوئی حل طلب سوال موجود نہیں۔

نمبر تین کے ضمن میں میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس نوعیت کی کوئی آسامی خالی ہوئی تو پوری کابینہ اس سوال پر غور کرے گی کہ اسے کیسے پُر کیا جائے اور فیصلہ کے مطابق وائسرائے کو مشورہ دے دیا جائے۔ لیگ کے ساتھ ان اقلیتوں کی نمائندگی کے بارے میں صلاح مشورہ کا سوال اٹھتا ہے اور نہ لیگ کا یہ حق ہے۔

نمبر چار کے تعلق میں آپ کی وفاقی عدالت کے بارے میں تجویز قابل عمل نہیں۔ جو امور کابینہ کے سامنے غور و فکر کے لئے آتے ہیں انہیں عدالت میں پیش کرنے کا مواد نہیں بنایا جا سکتا۔ ہم آپس میں بحث و تمحیص کے بعد متفقہ تجویز کے طور پر کابینہ کے سامنے لائیں گے۔ اگر متفقہ فیصلہ کرنے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو ہم اپنی پسند کی ثالثی کرالیں گے۔ تاہم ہمیں امید ہے

کہ ہم باہمی اعتماد، تحمل اور دوستی کے انداز میں کام کریں گے کہ اس نوع کی ثالثی کرانے کی نوبت ہی نہ آئے۔

نمبر پانچ کے ضمن میں نائب صدارت کے عہدے کو باری باری رکھنے کا سوال خارج از بحث ہے۔ [البتہ] آپ کی خواہش ہو تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ کابینہ کی رابطہ کمیٹی کا ایک اضافی نائب چیئرمین ہو جو وقتاً فوقتاً کمیٹی کے جلسوں کی صدارت کرتا رہے۔

میں توقع کر رہا ہوں کہ اگر آپ کی کمیٹی لیگ کے قومی کابینہ میں شمولیت کے بارے میں فیصلہ کرے تو وہ ساتھ ہی مجلس دستور ساز میں شامل ہونے کا فیصلہ بھی کر دے یا آپ کی کونسل کو اس امر کی سفارش کر دے۔

مجھے یہ کہنے کی احتیاج نہیں کہ جب ہمارے مابین ایک سمجھوتہ طے پا جائے گا تو اسے باہمی اتفاق رائے سے ہی توڑا جا سکے گا، کسی اور طریقے سے نہیں۔"

مکتوب منجانب مسٹر ایم اے جناح بنام پنڈت جواہر لال نہرو
مرقومہ ۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"مجھے آپ کا مکتوب مرقومہ ۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء موصول ہو گیا ہے اور میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے اپنے مکتوب کے پیراگراف نمبر ا میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں انہیں سراہتا ہوں اور ان کا اعادہ کرتا ہوں۔ آپ کے مکتوب کے دوسرے پیراگراف کے لحاظ سے نکتہ نمبر ا فارمولہ، اسے مسٹر گاندھی اور میں نے قبول کر لیا تھا اور اسی کی بنیاد پر ہماری ملاقات کا اہتمام کیا گیا تھا تاکہ عبوری حکومت کی از سر نو تشکیل کے ضمن میں جو دو چار نکتے باقی رہ گئے ہیں ان پر بات چیت کر کے طے کر لئے جائیں۔ فارمولہ حسب ذیل ہے:

'کانگرس چیلنج نہیں کرتی اور اس امر کو قبول کرتی ہے کہ اب مسلم لیگ مسلمانان ہند کی عظیم اکثریت کی بااختیار اور نمائندہ (تنظیم) ہے اور جمہوری اصولوں کے مطابق آج انہیں [مسلم لیگ] ہی یہ قطعی اختیار ہے کہ وہ مسلمانان ہند کی نیابت کریں۔ لیکن کانگرس اس امر سے اتفاق نہیں کر سکتی کہ اس پر اپنے اراکین میں سے جنہیں مناسب سمجھے اپنے نمائندے چننے پر کوئی پابندی یا قدغن لگائی جائے۔

اور اب آپ نے اپنے زیر جواب مکتوب میں نہ صرف اس میں کچھ تبدیلیاں کر دی ہیں بلکہ آپ سمجھتے ہیں کہ فارمولے کی ضرورت ہی نہیں! مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی زبان یا اس میں کسی اور طرح کی تبدیلی قبول نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہی تو ہمارے دیگر نکات پر تبادلہ خیال کی

متفقہ بنیاد تھی- نہ ہی میں آپ سے اس امر پر اتفاق کر سکتا ہوں کہ کسی فارمولے کی ضرورت نہیں- اس پر مسٹر گاندھی نے دستخط کئے تھے اور میں نے اسے قبول کیا تھا-

چونکہ دیگر امور پر ہماری گفتگو کی تمام تر بنیاد اس فارمولے پر تھی جس سے مسٹر گاندھی نے اتفاق کیا' میں نہیں سمجھتا کہ جب تک آپ اسے آئندہ گفتگو کے لئے بنیاد کے طور پر قبول نہ کر لیں ہمارے درمیان کوئی مزید پیش رفت ہو سکتی ہے اور ہم ان دیگر امور پر گفت و شنید کر سکتے ہیں جن پر ہم نے اپنی بات چیت کے دوران زبانی گفتگو کی اور اب میں ان متعدد نکات کی نقل ملفوف کر رہا ہوں جو میں نے تحریری طور پر آپ کے سامنے رکھے تھے- نکتہ نمبر ا کو چھوڑ کر جس سے میں پہلے ہی اوپر نمٹ چکا ہوں باقی ماندہ چار نکتوں سے بھی آپ اتفاق نہیں کرتے- میں اب بھی اس امر کے لئے تیار ہوں کہ فارمولے کے آپ کی قبولیت کی بنیاد دیگر نکات پر تبادلہ خیالات کر لیں تاکہ پیراگراف نمبر ا میں آپ نے جن جذبات کا اظہار کیا ان کی روح کے پیش نظر انہیں طے کر لیا جائے- میں مضطرب ہوں کہ ہم بلا کسی ناروا تاخیر کے خود اپنی مفاہمت کر لیں-

ملفوف ۹ نکات

ا- مجلس عاملہ کے اراکین کی کل تعداد ۱۴

۲- کانگرس کے چھ نامزد اراکین میں اچھوتوں کا ایک نمائندہ شامل ہو گا لیکن یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مسلم لیگ نے اچھوتوں کے نمائندے کے انتخاب سے اتفاق کر لیا یا اسے منظور کر لیا- اس ضمن میں حتمی ذمہ داری گورنر جنرل اور وائسرائے کی ہی ہو گی-

۳- کانگرس کو اپنے کوٹے کے باقی ماندہ پانچ اراکین میں اپنی پسند کے مسلمان کو شامل نہیں کرنا چاہیے-

۴- تحفظ : یہ کہ یہ ایک روایت بن جائے کہ بڑے فرقہ وارانہ مسائل پر اگر مجلس عاملہ (ایگزیکٹیو کونسل) کے ہندو اراکین یا مسلم اراکین کی اکثریت مخالفت کرے تو کوئی فیصلہ نہ کیا جائے-

۵- متبادل یا باری باری نائب صدر مقرر کرنا دونوں بڑے فرقوں کے لئے منصفانہ بات ہو گی جیسا کہ اقوام متحدہ کی تنظیم کی کانفرنس میں کیا جاتا-

۶- تین اقلیتی نمائندوں یعنی سکھ' ہندی عیسائی اور پارسی کے انتخاب میں مسلم لیگ سے صلاح مشورہ نہیں کیا گیا- اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مسلم لیگ اس انتخاب کو جو کیا گیا ہے منظور کرتی ہے- لیکن آئندہ اگر موت' استعفیٰ یا کسی اور وجہ سے کوئی آسامی خالی ہو تو ان اقلیتوں کے نمائندوں کو چننے سے قبل دو بڑی جماعتوں — مسلم لیگ اور کانگرس سے صلاح مشورہ کیا جائے-

۷- بہت اہم قلمدانوں کو مساوی سطح پر دو بڑی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس میں تقسیم ہونا چاہیے-

۸- یہ کہ اس انتظام میں کوئی تبدیلی یا ترمیم اس وقت تک نہیں ہونی چاہیے جب تک کہ دونوں بڑی جماعتیں مسلم لیگ اور کانگرس اس سے اتفاق نہ کر لیں-

۹- طویل المدت منصوبہ فی الحال جوں کا توں رہے' تاآنکہ ایک بہتر اور ساز گار ماحول جنم لے اور متذکرہ بالا نکات پر مفاہمت ہو جائے اور عبوری حکومت میں اصلاح ہو کر وہ حتمی طور پر قائم ہو جائے-"

مکتوب منجانب پنڈت جواہرلال نہرو بنام مسٹر ایم- اے- جناح

مرقومہ ۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"آپ کا مکتوب مورخہ ۷ اکتوبر مجھے اس وقت ملا جب میں آپ سے ملاقات کی غرض سے بڑودہ ہاؤس جانے کے لئے نکل رہا تھا- میں نے عجلت میں اس پر نظر ڈالی اور یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ یہ مجھے گذشتہ روز کی بات چیت کی فضا سے مختلف محسوس ہوا- بعدازاں ہم نے مختلف نکات پر تبادلہ خیال کیا اور بدقسمتی سے ایک دوسرے کو قائل نہ کر سکے-

واپسی پر میں نے آپ کے خط کو زیادہ احتیاط سے پڑھا اور اپنے کچھ رفقائے کار سے مشورہ بھی کیا' وہ لوگ بھی پریشان ہو گئے نہ صرف خط کے متن سے بلکہ نکات کی اس فہرست سے بھی جو اس کے ساتھ منسلک تھی- اس سے پہلے نہ یہ فہرست ہماری نظر سے گزری اور نہ ہی ہم نے اس پر غور کیا- ہماری گفت و شنید کے بعد یہ کچھ بے محل سی ہو جاتی ہے-

ہم نے سارے معاملے پر خلوص کے ساتھ غور کیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے موقف کو اس سے زیادہ واضح طریقے سے بیان کر سکتے ہیں جیسا کہ میں نے اپنے مکتوب مورخہ ۶ اکتوبر میں بیان کیا ہے' ماسوا ان چند تبدیلیوں کے جن کا اظہار میں ذیل میں کرتا ہوں- لہٰذا میں آپ کی توجہ اپنے خط کی جانب مبذول کراؤں گا جو ہمارا عام اور خاص نقطۂ نظر ہے-

جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میرے رفقاء اور میں نے اس فارمولے کو قبول نہیں کیا جس سے گاندھی اور آپ نے اتفاق کیا- آپ کی اور میری ملاقات کا انتظام' جہاں تک مجھے اس کا علم ہے' اس فارمولے کی متفقہ بنیاد پر نہیں کیا گیا- ہمیں اس کا علم ہے' جیسا کہ آپ نے اپنے مکتوب مرقومہ ۶ اکتوبر میں اس کا ذکر کیا اور ہم اس کے مافی الضمیر کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں- فارمولے میں مزید ایک پیرہ اور تھا جس کا آپ نے اپنے مکتوب میں حوالہ نہیں دیا (وہ حسب

ذیل ہے]:

'یہ طے شدہ امر ہے کہ عبوری حکومت کے تمام وزراء سارے ہند کی بہتری کی خاطر ایک ٹیم کی طرح کام کریں گے اور کسی معاملے میں بھی گورنر جنرل کو مداخلت کی دعوت نہیں دیں گے۔'

درآں حالیکہ ہم اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ فارمولے کی عبارت زیادہ موزوں نہیں ہے' تاہم مفاہمت کی خاطر' جس کے ہم اس قدر خلوص سے خواہاں ہیں' ہم اسے پورے فارمولے کو بشمول اس پیرے کے جو آپ کے خط میں رہ گیا تھا قبول کرتے ہیں۔

اس اعتبار سے' میں توقع کرتا ہوں اور آپ اتفاق کریں گے' کہ ہم اپنے موقف کی مزید وضاحت کر دیں کہ یہ بالکل صاف ہے کہ کانگرس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے کوٹے میں سے ایک مسلمان کو نامزد کر دے۔ مزید' جیسا کہ میں نے اپنے گذشتہ خط میں واضح کیا تھا کہ آپ قوم پرست مسلمانوں اور چھوٹی اقلیتوں کے ضمن میں کانگرس کے موقف کو چیلنج نہیں کریں گے۔

میں نے اپنے خط مورخہ ۶ اکتوبر میں نکات نمبر ۲' اور نمبر ۳ اور نمبر ۴ کے تعلق میں اپنی پوزیشن واضح کر دی اور اس میں مزید اضافے کی ضرورت نہیں۔ ہم آپ سے مفاہمت کی غرض سے جتنا آگے جا سکتے تھے' جا چکے ہیں اور مزید آگے جانے سے قاصر ہیں۔ مجھے اعتماد ہے کہ آپ اس پوزیشن کو سراہیں گے۔

نمبر ۵ کے ضمن میں [نائب صدر کا مسئلہ] آپ نے کل ایک تجویز پیش کی کہ نائب صدر اور قائد ایوان [مرکزی مجلس قانون ساز] ایک ہی شخصیت نہ ہو۔ موجودہ حالات میں اس کا مطلب یہ ہے کہ قائد ایوان کابینہ کا مسلم لیگی رکن ہو۔ ہم اس سے اتفاق کر لیں گے۔

میں آپ کو یہ خط جملہ مسائل پر پورے اور محتاط غور و خوض اور اپنے ان رفقائے کار کے ساتھ صلاح مشورے کے بعد لکھ رہا ہوں جو یہاں موجود ہیں۔ میں نے یہ سطور استدلال کو آگے بڑھانے کے جذبے کے تحت قلمبند نہیں کیں' بلکہ آپ کو یہ اشارہ دینے کے لئے کہ ہم مفاہمت کرنے کے لئے پُرخلوص خواہش رکھتے ہیں۔ ہم نے ان امور پر کافی بحث کر لی ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ ہم حتمی فیصلہ کر لیں۔

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح بنام مسٹر جواہر لال نہرو

مرقومہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"مجھے آپ کا خط مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء کل موصول ہوا۔ یہ میرے خط مورخہ ۷ اکتوبر

۱۹۴۶ء کا جواب ہے۔ مجھے اس کا افسوس ہے کہ آپ اور آپ کے رفقاء اس فارمولے کو قبول نہیں کرتے جس پر مسٹر گاندھی اور میں نے اتفاق کر لیا تھا۔

مسٹر گاندھی اور میں نے اس امر پر بھی اتفاق کر لیا تھا کہ اسی بنیاد پر عبوری حکومت کی تشکیل نو کے ضمن میں جو چند نکتے باقی رہ گئے ہیں انہیں طے کرنے کی غرض سے مذاکرات کے لئے میری اور آپ کی ۵ اکتوبر کو ملاقات کا انتظام کیا گیا۔

مجھے اس امر پر تعجب ہوا جب میں نے آپ کے خط میں یہ دیکھا کہ ''ہماری ملاقات' جہاں 'تک آپ کو علم ہے' اس فارمولے کی متفقہ بنیاد پر نہیں ہوئی۔ واحد فارمولہ جس پر مسٹر گاندھی اور میں نے اتفاق کیا تھا' وہی تھا جو میں نے اپنے ۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء کے خط میں رقم کیا تھا۔ میں نے اپنے خط میں وہ کچھ نہیں لکھا تھا جسے آپ پیرا نمبر۲ کہتے ہیں کیونکہ یہ منجملہ دیگر نکات کے ایک نکتہ تھا جس پر میرے اور آپ کے درمیان تبادلہ خیال اور غور ہونا تھا۔ اس انتظام کا درحقیقت ریکارڈ تذکرہ کر دیا گیا تھا۔

۵ اکتوبر کو ہماری پہلی ملاقات کے دوران ہم نے تمام نکات پر گفت و شنید کی اور آپ نے مجھے یہ بتایا کہ اگلے دن ملاقات کا وقت آپ اپنی سہولت کے مطابق بتائیں گے۔ لیکن اگلے روز ملاقات کی بجائے مجھے آپ کا ۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کا خط ملا جس میں آپ نے خود اس فارمولے کا ذکر کیا جو میرے ۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء کے خط میں مذکور ہے اور آپ نے اس رائے کا اظہار کیا کہ فارمولے کی عبارت موزوں نہیں ہے اور اس میں حسب ذیل ترمیم کی تجویز پیش کی:

> 'قرار پایا کہ ویسی ہی وجوہ کی بنا پر لیگ کانگرس کو بااختیار تنظیم تسلیم کرتی ہے جو تمام غیر مسلموں اور ان مسلمانوں کی جو کانگرس میں شامل ہیں' نمائندہ تسلیم کرتی ہے۔'

یا پھر' اگر آپ اس سے اتفاق نہیں کرتے' آپ نے تجویز کیا کہ کسی بھی فارمولے کی احتیاج نہیں۔ آپ جسے پیراگراف نمبر۲ کہتے ہیں اس کا آپ کے مکتوب میں کوئی ذکر نہیں۔ آپ نے اس نکتے کو علیحدہ سے اپنے مکتوب کے افتتاحی پیراگراف میں اس طرح نمٹایا:

''ہم سب اس امر پر متفق ہیں کہ ملک کے لئے اس سے زیادہ خوشگوار اور بہتر بات اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی کہ یہ دو تنظیمیں حسب سابق ایک بار پھر ایک دوسرے کے ساتھ دوستوں کی طرح ملنے لگیں جن کے درمیان کوئی ذہنی تحفظات نہ ہوں اور جو اپنے جملہ اختلافات باہمی مشورے سے حل کر لیں اور کبھی بھی وائسرائے کے توسل سے برطانوی حکومت کی مداخلت کی خواہش کریں اور نہ اس کی اجازت دیں[برطانوی حکومت کو] نہ کسی اور کو یا کسی بیرونی طاقت کو۔''

یہ لب لباب تھا پیراگراف نمبر۲ کا'جس کا آپ نے تذکرہ کیا' جس کا دیگر امور کے ساتھ

جائزہ لیا جانا تھا اور اس پر تبادلہ خیال ہونا تھا۔ میں نے بھی اپنے جواب میں اس بات کا ذکر کیا کہ میں ان جذبات کو سراہتا ہوں اور ان کا اعادہ کرتا ہوں جن کا اظہار آپ نے اپنے ۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کے مکتوب کے پہلے پیراگراف میں کیا۔

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آپ اور آپ کے رفقائے کار میرے ۷ اکتوبر کے خط اور اس کے ساتھ منسلک نکات کی فہرست سے کیوں پریشان ہوئے۔ نکات کی اس فہرست میں ایسی کوئی نئی بات تو نہ تھی جس پر ہم نے اپنی پہلے روز کی ملاقات میں تبادلہ خیال نہ کیا ہو' جیسا کہ آپ کے مکتوب مورخہ ۶ اکتوبر سے واضح ہے جس میں آپ نے خود ان نکات کے ایک ایک نکتے کو نمٹایا جن کا فہرست میں ذکر آتا ہے۔ اجازت دیجئے کہ میں نے تحریری طور پر آپ کو جو فہرست ارسال کی تھی اسے نکتہ وار نمٹا دوں:

(۱)۔ مجموعی تعداد ۱۴ اس پر کوئی تنازعہ نہیں۔ (۲)۔ اچھوتوں کا نمائندہ: یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ لیگ نے اس کے انتخاب سے اتفاق کیا یا اسے منظور کیا۔ اس کا آپ کے مکتوب کے پیراگراف نمبر۲ میں حوالہ آتا ہے۔ (۳)۔ کانگرس کے کوٹے میں سے قوم پرست مسلمان کی نامزدگی۔ اس امر پر تبادلہ خیال ہوا۔ (۴) تحفظ: اس پر تبادلہ خیال ہوا جیسا کہ آپ کے مکتوب کے نکتہ نمبر۴ سے ظاہر ہے۔ (۵) متبادل یا باری باری نائب صدر پر تبادلہ خیال ہوا اور آپ کے خط کے نکتہ نمبر ۵ میں اس کا حوالہ موجود ہے۔ (۶) اقلیتی نمائندوں کی نشستوں میں اگر کوئی جگہ خالی ہوتی ہے۔ اس معاملے پر تبادلہ خیال ہوا اور اس کا حوالہ آپ کے خط کے نکتہ نمبر ۳ میں آتا ہے۔ (۷)۔ قلمدان: اس امر پر تبادلہ خیال ہوا۔ (۸) متفقہ امور کے انتظامات میں دو بڑی جماعتوں کی رضامندی کے بنا کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ اس پر تبادلہ خیال ہوا اور اس کا ذکر آپ کے خط کے آخری پیراگراف میں آتا ہے۔ (۹) طویل المدت سوال: اس پر گفت و شنید ہوئی اور اس کا ذکر آخری سے ایک پہلے پیراگراف میں ہے۔

ان تمام نکات پر ہمارے مابین تبادلہ خیال ہوا جیسا کہ آپ کے مکتوب مورخہ ۶ اکتوبر میں مذکور ہے' ماسوا ان چند تبدیلیوں کے جن کا آپ نے اپنے خط میں اشارہ کیا۔

تبدیلیاں حسب ذیل ہیں اور ان کے ساتھ میرا ردعمل:

۱۔ یہ کہ آپ فارمولے کو قبول کر لیں گے بشرطیکہ پیراگراف نمبر۲ فارمولے میں شامل کر لیا جائے اور اسے اس کا جزو بنا دیا جائے۔ اس سے اصل فارمولے میں بنیادی تغیر ہو جاتا ہے جس کی اساس پر میں نے آپ کے ساتھ تبادلہ خیال پر اتفاق کیا تھا۔ میں اس تبدیلی سے اتفاق نہیں کر سکتا۔

۲۔ بشرطیکہ مسلم لیگ کانگرس کے اس موقف کو چیلنج نہ کرے کہ وہ اقلیتوں اور قوم پرست مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے جس کا آپ کے مکتوب مورخہ ۶ اکتوبر میں اظہار کیا گیا اور آپ کے مکتوب زیر جواب میں بھی اس کا حوالہ ہے۔

یہ بھی متفقہ فارمولے سے سنگین حد تک تجاوز کرتا ہے۔ مزید برآں اس کا متعلقہ اقلیتوں کے ساتھ تعلق ہے۔

آپ نے اپنے ۶ اکتوبر کے خط میں نکات ۲، ۳ اور چار کے بارے میں جو کچھ کہا ہے میں نے اسے نوٹ کر لیا ہے۔ یعنی اچھوتوں کا نمائندہ، اور دیگر اقلیتوں کے بارے میں اور آئندہ پیدا ہونے والی خالی آسامیوں کے ضمن میں اور بڑے فرقہ وارانہ مسائل کے بارے میں طریقہ کار کے تعلق میں۔ ان نکات کے سلسلے میں بھی ہمارے مابین کوئی اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ جہاں تک کہ نکتہ نمبر ۵، نائب صدارت کا تعلق ہے، آپ نے جو کہا میں نے اسے نوٹ کر لیا۔

جیسا کہ آپ نے اپنا موقف تمام مسائل پر پورے اور محتاط غور و خوض اور اپنے رفقاء کے ساتھ مشورے کے بعد بیان کیا ہے، میں گمان کرتا ہوں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ آپ کا حتمی موقف ہے۔ مجھے اس امر پر بہت افسوس ہے کہ ہم اپنے تئیں ایک ایسی آبرومندانہ مفاہمت پر پہنچنے میں ناکام ہو گئے جو دونوں فریقوں کے لئے اطمینان بخش ہوتی۔"

مکتوب منجانب مسٹر جواہر لال نہرو بنام مسٹر ایم اے۔ جناح

مرقومہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"میں آپ کے مکتوب مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس خط میں متعدد غلط بیانیاں ہیں۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ ہماری بات چیت یا گذشتہ دو چار دنوں کے دوران جو کچھ ہوا اس کے بارے میں میرے حافظے سے مطابقت نہیں رکھتا۔ تاہم اب مجھے اس معاملے میں مزید تردد کی چنداں ضرورت نہیں کہ وائسرائے نے مجھے اطلاع دی ہے کہ مسلم لیگ نے اپنی طرف سے عبوری حکومت کے لئے پانچ شخصیتوں کو نامزد کرنے سے اتفاق کر لیا ہے۔"

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح بنام مسٹر جواہر لال نہرو

مرقومہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء موصول ہو گیا ہے اور میں اس کے لئے آپ کا شکرگزار ہوں۔

اخبارات میں ہماری گفت و شنید کے بارے میں کافی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں اور

ہمارے مذاکرات کے ضمن میں اور ان کے ختم ہو جانے کے تعلق میں طرح طرح کی چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں۔ لہٰذا میں تجویز کرتا ہوں کہ اس خط و کتابت کو جاری کر دیا جائے' جو آپ کے اور میرے مابین ہوئی۔ جس کا آغاز آپ کے مکتوب مورخہ ۶ اکتوبر اور اختتام ۱۳ اکتوبر کے خط پر ہوا۔

(دی ڈان' ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

۱۱۷۔ اراکین شیڈولڈ کاسٹس فیڈریشن سے خطاب

نئی دہلی ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء

"میں آپ کا دوست ہوں اور ہمیشہ دوست رہوں گا" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے اپنی قیام گاہ پر اراکین شیڈولڈ کاسٹس فیڈریشن کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میں نے اچھوتوں کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کیں۔ یہ بہت آسان بات ہے کہ وعدے کئے جائیں اور انہیں بھلا دیا جائے۔ میں عمل کا قائل ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی مدد کرنے کے لئے جو کچھ بھی میرے بس میں ہے میں کبھی بھی اس سے گریز نہیں کروں گا۔"

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

۱۱۸۔ نواکھالی میں فسادات پر بیان

نئی دہلی' ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں ملک میں برپا ہونے والے فسادات کی مذمت کرتے ہوئے لوگوں سے صبر و تحمل سے کام لینے کی اپیل کی۔

مسٹر جناح نے کہا: "میں نواکھالی کے فسادات کے بارے میں لائق اعتماد خبریں حاصل کرنے کے لئے بے چین تھا' لیکن مجھے یہ معلوم ہو کر سکون پہنچا کہ خبر رساں اداروں نے فسادات کے بارے میں جو خبریں ارسال کیں ان میں اس درجہ مبالغہ آرائی کی کوئی بنیاد نہیں تھی اور ان میں سنگین ردعمل کی اطلاعات بھی شامل تھیں۔ تاہم میں فسادات اور بدنظمی کی مذمت کرتا ہوں جو اتلاف جان اور املاک کی تباہی کی شکل میں ظاہر ہوا اور وحشیانہ طریقے استعمال کئے گئے۔

نیک نامی کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ

میں پورے خلوص سے ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں سے اور دیگر فرقوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس فتنہ و فساد کو بند کر دیں۔ یہ دو عظیم قوموں' ہندوؤں اور مسلمانوں کی نیک نامی کی

پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے جن کی پرانی تہذیب لائق احترام ہے اور جن کا ماضی عظیم ہے۔

دنیا کی نظروں میں تو ہم پہلے ہی گر گئے ہیں کہ یہ فسادات نہ صرف بنگال میں ہوئے بلکہ دیگر صوبوں میں بھی مثلاً بہار، یوپی، مدراس اور بمبئی۔ ہمیں صورت حال کا استحصال نہیں کرنا چاہیے اور وزارتوں کو ان المناک واقعات کو جو سارے ہند میں رونما ہو رہے ہیں، چڑھا بنا کر ادھر سے ادھر پھینکنا نہیں چاہیے۔

کمزور کی حفاظت کیجئے

لڑائی جھگڑے کے لئے دو کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ دونوں فرقوں کے رہنماؤں پر منحصر ہے کہ وہ انسانیت کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے، اسے ختم کریں۔ ہمارے سیاسی جھگڑے، اعتقادات اور نظریات، ہم انہیں لڑجھگڑ کر طے کر لیں گے، لیکن ان دہشت ناک اور نفرت انگیز طریقوں سے نہیں۔ میں مسلمانوں سے بالعموم اور ہر لیگی سے بالخصوص، وہ جہاں کہیں بھی ہوں، اسلام کے اصولوں کی پیروی میں کہوں گا، کمزور کا دفاع اور اس کی حفاظت کریں۔ مکمل رواداری کا مظاہرہ کریں اور ہر طرح سے امن و امان اور اسلام کی نیک نامی بحال کرنے میں امداد دیں۔ اسی سانس میں مَیں ہر ہندو سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ غیر مشروط طور پر پورے خلوص کے ساتھ اس رواداری کا جواب دے۔ (اے۔ پی۔ آئی، دی ڈان، ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

۱۱۹۔ کشمیر مسلم کانفرنس کے نام پیغام

نئی دہلی، ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء

قائداعظم مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے آل جموں اور کشمیر مسلم کانفرنس کے ۱۵ ویں سالانہ اجلاس کے موقع پر حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

"میرا پیغام اور کشمیر کی مسلم قیادت سے میری مخلصانہ اپیل یہ ہے کہ اپنے لوگوں کو تعلیمی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے منظم کرے اور قومی تعمیر کے حقیقی پروگرام کو اپنے ہاتھ میں لے۔

"متحد رہیے، بے لوث، جانفشانی، محنت اور منظم طریقے سے کام کیجئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو آزاد کشمیر اور آپ کے منصفانہ اور جائز حقوق کے حصول سے نہیں روک سکتی۔ آپ کی جدوجہد میں ہماری تمام تر ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ میں آپ کے اجلاس کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں"

[اے۔ پی۔ آئی، دی ڈان، ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء]

۱۲۰- وزیرستان کے آزاد قبائل پر بمباری کے خلاف تحریک پر گفتگو

نئی دہلی، ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء

جناب صدر! آنریبل رکن مسٹر تمیز الدین خان کے نام پر ایک تحریک اور ہے۔ وہ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں:

"وزیرستان میں آزاد قبائل پر حالیہ فضائی بمباری اور اس کی وجہ سے اتلاف جان و مال"

اس کے لئے گورنر جنرل کی رضا کی ضرورت ہے، جو ابھی تک موصول نہیں ہوئی جیسا کہ فاضل رکن ان کی رضا حاصل کرنے کے لئے تحریک کر چکے ہیں، ہمیں اس تحریک کو ملتوی کرنا ہو گا تاآنکہ رضا موصول ہو جائے۔

آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو: گورنر جنرل اپنی رضا عطا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

صدر: فاضل قائد ایوان اطلاع دیتے ہیں کہ گورنر جنرل اپنی رضا عطا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو: مجھے سر جارج اسپنس نے ابھی ابھی اس تعلق میں اطلاع دی ہے۔ انہیں کی سند پر میں نے یہ بات کہی کہ انہیں گورنر جنرل کا یہ پیغام موصول ہوا ہے کہ وہ اپنی رضا عطا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سیٹھ یوسف عبداللہ ہارون: (سندھ مسلم دیہی) کیا فاضل قائد ایوان کو رضا موصول ہو گئی ہے؟

آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو: مجھے رسمی رضا موصول نہیں ہوئی۔

مسٹر عبدالرحمان صدیقی: فاضل قائد ایوان کا بیان سنی سنائی بات پر مبنی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں نے مجھ سے کہا کہ اجازت کے عطا ہونے کا امکان ہے۔

صدر: بہرکیف میں اس تحریک پر بحث کے لئے آج شام چار بجے کا وقت مقرر کر دیتا ہوں اور اس اثناء میں ہم رضا کی رسمی وصولی کا انتظام کر لیں گے۔

آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو: میں نے محض آپ کو جو کچھ مجھے بتایا گیا اس کے مطابق اطلاع دی، لیکن اس سے قطع نظر اس مرحلے پر یہ سوال کس طرح پیدا ہوتا ہے، یہ بات زیادہ واضح نہیں۔ میرے سامنے یہ تحریک موجود نہیں۔ میں نے صرف آپ سے سنا ہے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: (مسلم بمبئی شہری) جب تک کہ آپ کو گورنر جنرل کی رضا موصول نہ ہو جائے اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ اس تحریک کو نمٹا نہیں سکتے تاآنکہ آپ کو رضا موصول نہ ہو جائے۔

صدر : میں یہ تجویز کر رہا ہوں کہ اس معاملہ کو چار بجے لے لیا جائے اگر اس اثناء میں رضا موصول ہو جائے۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : آپ ایسا نہیں کر سکتے تا آنکہ آپ تحریک کو منظور نہ کر لیں۔ لہٰذا آپ جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ اسے موخر کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

صدر : میں اس معاملے کو ملتوی کر دیتا ہوں۔ اور اس پر رضا موصول ہو جانے کے بعد غور کروں گا اور اس وقت فیصلہ کروں گا کہ اس کی اجازت دیتا ہوں یا نہیں۔ اسے غور کے لیے کل لیا جا سکتا ہے۔ (مباحث مجلس قانون ساز بابت ۱۹۴۶ء جلد نمبر ۷ صفحہ ۱۰۵)

۱۲۱۔ عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت کے بارے میں وائسرائے سے خط و کتابت

نئی دہلی ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء

[مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ اور لارڈ ویول وائسرائے اور گورنر جنرل ہند کے مابین حالیہ مذاکرات کے دوران حسب ذیل خطوط کا تبادلہ ہوا جو صدر مسلم لیگ نے اشاعت کی غرض سے اخبارات کو جاری کر دیئے :]

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح بنام وائسرائے ہند

مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیر لارڈ ویول' ۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ہماری آخری ملاقات کے اختتام کے وقت یہ قرار پایا تھا کہ میں ان متعدد تجاویز کو آپ کے سامنے (تحریراً) آپ کے غور اور جواب کی غرض سے پیش کر دوں جو ہماری گفت و شنید کے دوران سامنے آئیں۔ چنانچہ میں اس کے مطابق مختلف تجاویز' جنہیں میں نے مرتب کیا' ملفوف کر رہا ہوں۔ آپ کا مخلص' ایم۔ اے۔ جناح

ملفوفہ تجاویز :

۱۔ مجلس عاملہ (ایگزیکٹو کونسل) کے اراکین کی کل تعداد ۱۴ ہو گی۔

۲۔ کانگرس کے چھ نامزد اراکین میں اچھوتوں کا ایک نمائندہ ہو گا لیکن یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مسلم لیگ نے اچھوتوں کے نمائندے کے انتخاب سے اتفاق لیا یا اسے منظور کیا۔ اس ضمن میں حتمی ذمہ داری گورنر جنرل اور وائسرائے کی ہی ہو گی۔

۳۔ کانگرس کو اپنے باقی ماندہ پانچ کے کوٹے میں سے اپنی پسند کے ایک مسلمان کو نامزد نہیں کرنا ہو گا۔

۴- تحفظ : ایسی روایت بنانی ہو گی کہ اگر کسی بڑے فرقہ وارانہ مسئلے پر مجلس عاملہ کے ہندو یا مسلم اراکین کی اکثریت مخالف ہو تو کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔

۵- متبادل یا باری باری نائب صدر کا تقرر' یہ دونوں بڑے فرقوں کے لئے منصفانہ بات ہو گی جیسا کہ اقوام متحدہ کی کانفرنس میں طریقہ اپنایا گیا۔

۶- تین اقلیتی نمائندوں سکھ' ہندی عیسائی اور پارسی کے انتخاب میں مسلم لیگ سے صلاح مشورہ نہیں کیا گیا۔ چنانچہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مسلم لیگ اس انتخاب کو' جو کیا گیا' منظور کرتی ہے۔ لیکن آئندہ جب کبھی ان اقلیتی نمائندوں میں سے کوئی جگہ خالی ہو' موت' استعفیٰ یا کسی اور وجہ سے تو نمائندے کا انتخاب دو بڑی جماعتوں' مسلم لیگ اور کانگرس کے ساتھ مشورے سے کیا جائے۔

۷- قلمدان وزارت: بہت اہم وزارتی قلمدان مساوی طور پر بڑی جماعتوں۔ مسلم لیگ اور کانگرس میں تقسیم کئے جائیں۔

۸- یہ کہ مندرجہ بالا انتظام میں دونوں بڑی جماعتوں ـــ مسلم لیگ اور کانگرس کی رضامندی کے بغیر کوئی رد و بدل یا ترمیم نہ کی جائے۔

۹- طویل المدت منصوبے کو فی الحال التواء میں رکھا جائے تاآنکہ زیادہ ساز گار ماحول جنم لے اور مذکورہ بالا نکات پر اتفاق رائے ہو اور عبوری حکومت کی از سر نو ترتیب عمل میں آئے اور اس کی حتمی تشکیل ہو جائے۔

مکتوب منجانب وائسرائے ہند بنام مسٹر ایم۔ اے۔ مسٹر جناح

مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیر مسٹر جناح' آپ کے کل کے خط کا شکریہ۔ آپ کے نو نکات کے بارے میں میرے جوابات حسب ذیل ہیں :

۱- اس سے اتفاق ہے۔

۲- آپ جو کچھ کہتے ہیں' میں نے اسے نوٹ کر لیا ہے اور اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ذمہ داری میری ہے۔

۳- میں اس سے اتفاق کرنے سے قاصر ہوں۔ ہر جماعت کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔

۴- ایک مخلوط حکومت میں حکمت عملی کے اہم امور پر فیصلہ کرنا ناممکن ہوتا ہے' جب مخلوط حکومت کی ایک بڑی جماعت کسی مجوزہ لائحہ عمل کی سخت مخالف ہو۔ میرے موجودہ رفقائے کار

اور میں اس امر پر متفق ہیں کہ اہم فرقہ وارانہ مسائل کا کابینہ میں رائے شماری کے ذریعہ فیصلہ کرنا مہلک ہو گا۔ عبوری حکومت کی کارکردگی اور وقار کا انحصار اس پر ہو گا کہ اختلافات کابینہ کے اجلاس سے قبل دوستانہ تبادلہ خیال کے ذریعہ حل کر لئے جائیں۔ ایک مخلوط حکومت یا تو باہمی لین دین کے ذریعہ سے چلتی ہے یا بالکل نہیں چلتی۔

۵۔ متبادل یا باری باری نائب صدور کے تقرر میں عملی دشواری حائل ہو گی اور میں اسے قابل عمل نہیں سمجھتا۔ تاہم میں یہ اہتمام کر دوں گا کہ گورنر جنرل اور نائب صدر کی غیر موجودگی میں ایک مسلم لیگی رکن کابینے کے اجلاس کی صدارت کرے۔

میں ایک مسلم لیگی رکن کو کابینے کی رابطہ کمیٹی کا وائس چیرمین نامزد کروں جو بہت اہم عہدہ ہے۔ میں اس کمیٹی کا چیرمین ہوں' اور ماضی میں مَیں نے کم و بیش ہر اجلاس کی صدارت کی لیکن مستقبل میں مَیں شاید خاص خاص موقعوں پر ہی ایسا کر سکوں۔

۶۔ میں اسے قبول کرتا ہوں کہ ان تین نشستوں میں خالی ہونے والی جگہ کو دونوں بڑی جماعتوں سے مشورے کے بعد پُر کیا جائے۔

۷۔ موجودہ حالات میں کابینے کے تمام قلمدان عظیم اہمیت کے حامل ہیں۔ اب یہ اپنی اپنی رائے کی بات ہے کہ کون سے بہت اہم ہیں' اور اقلیتی نمائندوں کو بھی اہم قلمدانوں سے بالکل محروم نہیں کیا جا سکتا' اور یہ مناسب بات ہو گی کہ لیبر کا قلمدان مسٹر جگ جیون رام کے پاس ہی رہے لیکن اس کے علاوہ باقی بہت اہم قلمدان کانگرس اور مسلم لیگ کے مابین مساوی طور پر تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ تفصیلات مذاکرات کی بات ہوں گی۔

۸۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔

۹۔ چونکہ کابینہ میں شمولیت کی اساس ۱۶ مئی کے بیان کی قبولیت پر منحصر ہو گی' میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد بمبئی پر دوبارہ غور و خوض کے لئے لیگ کونسل کا اجلاس کسی بہت قریبی تاریخ میں طلب کیا جا سکے گا۔

آپ کا مخلص ویول

[کابینے کی رابطہ کمیٹی کے بارے میں وائسرائے نے جو نوٹ منسلک کیا وہ حسب ذیل ہے:]

یہ کمیٹی اکتوبر ۱۹۴۵ء میں قائم کی گئی تھی۔ اس میں وسائل جنگ کمیٹی اور تعمیر نو کمیٹی کو ضم کر دیا گیا تھا۔ ابتدائی مراحل میں اسے بنیادی طور سے جنگ سے امن کی جانب رجوع سے متعلق مسائل ہی سے سروکار ہوتا تھا اور ایسے خصوصی قلیل المدت اقدامات سے جن کا مقصد اقتصادی بے نظمی یا اذیّت کو روکنا ہو۔

آج کل اس کا زیادہ سابقہ معیشی اور صنعتی مسائل سے پڑتا ہے اور ان شعبوں میں بہت

سے اہم امور کو نمٹاتی ہے جن کا حکومت ہند کے ایک سے زیادہ محکموں سے تعلق ہوتا ہے۔ یہ ان امور کو بھی نمٹاتی ہے جن کا تعلق حکومت کے طریقہ کار اور عام رابطے کی مشینری اور روبہ ترقی انتظامی اقدامات سے ہوتا ہے۔ اگرچہ کابینہ کے ایک رکن کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ جس معاملے کو چاہے کابینہ کے اجلاس میں پیش کرا سکے۔ حتمی فیصلے عام طور سے رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں بھیجے جاتے ہیں۔ ماضی میں گورنر جنرل نے تقریباً ہر اجلاس کی صدارت کی لیکن مستقبل میں ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ خاص خاص موقعوں پر صدارت کریں' جب انہیں خصوصیت سے کسی معاملے میں دلچسپی ہو۔

مکتوب منجانب وائسرائے ہند بنام مسٹر ایم۔ اے۔ جناح

مرقومہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیر مسٹر جناح' آج شام میں نے جو کچھ آپ کو بتایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کابینے کی نشستوں کے اپنے کوٹے میں سے جسے چاہے نامزد کر دے۔ اگرچہ ہر مجوزہ شخص کے ضمن میں میری اور ملک معظم کی قبولیت اس کی تقرری سے قبل ضروری ہو گی۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ جب مسلم لیگ اور کانگرس کی جانب سے تمام نام موصول ہو جائیں تو انہیں کون کون سے قلمدان سونپے جائیں اس بارے میں تبادلہ خیال ہو جائے گا۔ آپ کا مخلص ویول

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے جناح بنام وائسرائے ہند

مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیر لارڈ ویول' مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ نے سارے معاملے پر پورا غور و خوض کیا اور اب مجھے یہ کہنے کا اختیار ہے کہ عبوری حکومت کے قیام کی بنیاد اور اسکیم کو منظور نہیں کرتی جس کا آپ نے غالباً ملک معظم کی حکومت کے عطا کردہ اختیار سے فیصلہ کیا۔

لہٰذا مجلس عاملہ اس فیصلہ کو نہ قبول کرتی ہے اور نہ کر سکتی ہے جو آپ پہلے ہی کر چکے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں اور اس کے قائل ہیں کہ اس فیصلے کا نفاذ ۸ اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان کے خلاف ہے۔ لیکن چونکہ آپ کے فیصلے کے مطابق ہمیں مسلم لیگ کی جانب سے [آپ کی] مجلس عاملہ کے لئے ۵ ارکان کی نامزدگی کا حق حاصل ہے' چنانچہ میری مجلس مختلف وجوہات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مسلمانوں اور دیگر فرقوں کے مفاد میں یہ مہلک ہو گا کہ مرکزی حکومت کا سارا انتظامی شعبہ کانگرس کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا جائے۔ مزید برآں' آپ اپنی عبوری حکومت میں

ایسے مسلمانوں کو شامل کرنے پر مجبور ہو جائیں جنہیں مسلم ہند کا احترام اور اعتماد حاصل نہ ہو اور جو بہت سنگین عواقب پر منتج ہو۔ اور اخیر میں ان دیگر بہت وزنی اسباب کی بنا پر جو بدیہی تو ہیں لیکن ان کا ذکر ضروری نہیں' ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم آپ کے ۲۴ اگست ۱۹۴۶ء کے نشریئے اور آپ کے ۴ اور ۱۲ اکتوبر کے میرے نام دو خطوں' جن میں آپ کی وضاحتیں اور یقین دہانیاں موجود ہیں' کی بنیاد پر مسلم لیگ کی طرف سے ۵ ارکان نامزد کر دیں۔

آپ کا مخلص ایم۔ اے۔ جناح

(۵)

مکتوب منجانب وائسرائے ہند بنام مسٹر ایم۔ اے۔ جناح

مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

آپ کے مکتوب امروز کا شکریہ۔ مجھے یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شمولیت کا فیصلہ کر لیا۔ کیا آپ ازراہ عنایت ۵ نمائندوں کے نام ارسال کر دیں گے کیونکہ مجھے یہ نام منظوری کے لئے ملک معظم کو بھیجنے ہیں اور یہ کہ میں چاہوں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو حکومت کو دوبارہ تشکیل دے دیا جائے۔

آپ نے کل وعدہ کیا تھا کہ آپ آج نام دے دیں گے۔

آپ کا مخلص' ویول

مکتوب منجانب مسٹر ایم۔ اے۔ جناح بنام وائسرائے ہند

مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیر لارڈ ویول' میں آپ کے مکتوب مرقومہ ۱۳ اکتوبر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اب میں آپ کو مسلم لیگ کی جانب سے نامزد کردہ پانچ نام ارسال کر رہا ہوں جیسا کہ کل ہماری ملاقات میں طے پایا تھا۔

۱۔ مسٹر لیاقت علی خاں' آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ' ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی)

۲۔ مسٹر آئی۔ آئی۔ چندریگر ایم۔ ایل۔ اے (بمبئی) قائد مسلم لیگ پارٹی بمبئی مجلس قانون ساز اور صدر بمبئی صوبہ مسلم لیگ

۳۔ مسٹر عبدالرب نشتر ایڈووکیٹ (صوبہ سرحد) رکن مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ' مجلس عمل اور کونسل۔

۴۔ مسٹر غضنفر علی خاں ایم۔ ایل۔ اے (پنجاب) رکن' کونسل آل انڈیا مسلم لیگ' کونسل صوبہ

مسلم لیگ، اور رکن مجلس عاملہ پنجاب مسلم لیگ۔

۵۔ مسٹر جوگندر ناتھ منڈل ایڈووکیٹ [بنگال] موجودہ وزیر حکومت بنگال

آپ کا مخلص، ایم۔ اے۔ جناح

مکتوب منجانب وائسرائے ہند بنام مسٹر ایم۔ اے۔ جناح

مورخہ ۲۵ اکتوبر

ڈیر مسٹر جناح، میں عبوری حکومت میں مسلم لیگ کو حسب ذیل قلمدان وزارت پیش کر سکتا ہوں:

خزانہ۔ تجارت۔ ڈاکخانہ جات اور فضائیہ، صحت اور قانون سازی۔

میں آپ کا شکرگزار ہوں گا اگر آپ مجھے یہ بتا دیں گے کہ آپ انہیں کابینہ میں مسلم لیگی نمائندوں میں کس طرح تقسیم کریں گے۔

میں آج رات کو اس کا اعلان کرانا چاہتا ہوں اور ان کی رسم حلف وفاداری کی ادائیگی، اور کل میں ان کا پرتپاک خیر مقدم کروں گا۔

آپ کا مخلص، ویول

مکتوب منجانب مسٹر جناح بنام وائسرائے ہند

مورخہ ۲۵ اکتوبر

ڈیر لارڈ ویول مجھے آپ کا ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء کا خط موصول ہو گیا جس میں آپ نے وزارتوں کے قلمدانوں کی تقسیم کے بارے میں اپنے فیصلے کی اطلاع دی۔

مجھے افسوس ہے کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ مساویانہ تقسیم ہے لیکن ہم نے اس کے حسن و قبح پر پوری طرح غور کیا اور چونکہ آپ نے حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ اب مجھے اس معاملے کے تعلق میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

میں ذیل میں مسلم لیگ کے نامزد اصحاب کے نام درج کر رہا ہوں اور یہ کہ ان کے درمیان یہ قلمدان کس طرح تقسیم کئے جائیں۔

خزانہ: مسٹر لیاقت علی خاں

تجارت: مسٹر آئی۔ آئی۔ چندریگر

ڈاکخانہ جات اور فضائیہ مسٹر اے۔ آر نشتر

صحت: مسٹر غضنفر علی خاں

قانون سازی: مسٹر جوگندر ناتھ منڈل۔

آپ کا مخلص، ایم۔ اے۔ جناح

۱۲۲- امور کشمیر کے بارے میں بیان

نئی دہلی' ۲ نومبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے حسب ذیل بیان بغرض اشاعت اخبارات کو جاری کیا:

"مجھے آل جموں اور کشمیر مسلم کانفرنس کے ایک وفد سے ملاقات کا موقع ملا- مجھے بہت افسوس ہے کہ حکومت کشمیر نے کانفرنس کے سالانہ اجلاس پر پابندی عائد کرنا مناسب سمجھا۔

"یہ حریت کے ابتدائی اصولوں کے خلاف بات ہے- عوام الناس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پُرامن طور سے اکٹھے ہوں' اظہار خیال کریں اور اپنی شکایات کے حوالے سے بات کریں اور کسی بھی مہذب حکومت کی حکمت عملی اور اس کے اقدامات پر تنقید کریں۔

یہ افسوسناک امر ہے کہ کانفرنس کے ممتاز ترین رہنما کو گرفتار کیا جائے اور انہیں بغیر مقدمہ چلائے پابند سلاسل کر دیا جائے- اور مجھے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وزیراعظم مسٹر کاک اور حکومت انتخابات سے قبل آزاد اظہار رائے کو دبانے کی حکمت عملی پر گامزن ہیں اور دہشت گردی کے ذریعے آزادیِ رائے کا گلا گھونٹنے کے ناروا ہتھ کنڈے استعمال کر رہے ہیں۔

لہٰذا میں مہاراجہ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں فی الفور مداخلت کریں اور اجازت دیں کہ متوقع انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں- جملہ نظربندوں کو رہا کر دیا جائے اور یہ اہتمام کریں کہ انہوں نے جو اصلاحات نافذ کی ہیں انہیں ان کی روح اور الفاظ کے مطابق جامہ عمل پہنایا جائے۔

کوئی راست اقدام نہیں ہو گا

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میں نے وفد کے اراکین سے تمام معاملے پر کمال احتیاط سے تبادلہ خیال کیا اور مجھے ان سے معلوم ہوا ہے کہ ان کا راست اقدام یا غیر قانونی طریقے اختیار کرنے کا کوئی ارادہ نہیں- وہ مضطرب ہیں اور آنے والے انتخابات میں مسلم نشستوں پر انتخاب لڑنے کے متمنی ہیں- حکومت عوام الناس کو جملہ سہولتیں فراہم کرے- سرکاری اہلکاروں کی جانب سے کوئی مداخلت نہ ہو اور مکمل آزادی' انصاف اور غیر جانبداری کی ضمانت دی جائے۔

"وفد کو اعتماد ہے کہ اگر یہ حالات پیدا ہو جائیں تو وہ بھاری اکثریت سے انتخابات جیت لیں گے

اور یہ ثابت کر دیں گے کہ آل جموں اور کشمیر مسلم کانفرنس ہی ریاست کے مسلمانوں کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔"

اپنا بیان ختم کرتے ہوئے مسٹر جناح نے مسلمانان کشمیر سے اپیل کی کہ وہ اپنے مسلّمہ رہنما چودھری غلام عباس کی رہنمائی سے استفادہ کریں جو آج کل نظربند ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں چودھری حمیداللہ خاں کی قیادت کو قبول کریں جنہیں چودھری صاحب نے مسلم کانفرنس کا قائم مقام صدر مقرر کیا ہے۔"

[اورینٹ پریس آف انڈیا' دی ڈان' ۳ نومبر ۱۹۴۶ء]

۲۲۳۔ اقلیتی صوبوں میں قتل و غارتگری پر بیان

نئی دہلی' ۳ نومبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے حسب ذیل بیان اخبارات کو جاری کیا:
"مجھے مسلم اقلیتی صوبوں جیسے بہار' یو پی' مدراس اور بمبئی سے قتل و غارتگری اور املاک کے اتلاف کی بہت سنگین اور تشویشناک اطلاعات موصول ہو رہی ہیں اور میں اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میری خاموشی کی وجہ لاتعلقی یا غفلت ہرگز نہیں۔ معاملہ پر میری نہایت محتاط توجہ مرکوز ہے اور یہ زیر غور ہے۔

لیگ کی جانب سے تحقیقات

یہ اہتمام کیا گیا کہ عبوری مرکزی حکومت کے چار ارکان کو پٹنہ جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلم لیگ پارٹی نے مسٹر محمد نعمان ایم۔ ایل۔ اے [مرکزی] کو بہار بھیجا ہے اور یو پی' سی پی' بہار' مدراس اور بمبئی کے ان علاقوں کے بارے میں تحقیقات کی جا رہی ہے جہاں فسادات رونما ہوئے۔ ان علاقوں میں مشرقی بنگال اور کلکتہ شامل ہیں۔
"میں اپنے نمائندوں مسٹر لیاقت علی خاں اور سردار عبدالرب نشتر کی یہاں واپسی پر ان کی اطلاعات کا انتظار کروں گا۔ فطری طور پر مجھے وحشیانہ اور غضبناک واقعات کا سن کر بہت دکھ ہوا ہے۔ فی الوقت میں مسلمانوں سے صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ پُرسکون اور پُرامن رہیں اور دوسرے لوگوں کا رویہ خواہ کتنا بھی جارحانہ اور اشتعال انگیز کیوں نہ ہو' اسے صبر و تحمل سے برداشت کریں۔

[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۴ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۲۴- مسلم طالبات اور خواتین سے خطاب

دہلی، ۳ نومبر ۱۹۴۶ء

[قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم طالبات اور خواتین کے پُر ہجوم جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں تلقین کی کہ وہ مسلم ہند کی عظیم سیاسی جدوجہد میں اپنا پورا کردار ادا کریں۔ جلسہ حلقہ دریا گنج خواتین مسلم لیگ کے زیر اہتمام اینگلو عربک کالج ہال میں منعقد ہوا تھا۔ بیگم شائستہ سہروردی کرسی صدارت پر رونق افروز تھیں۔]

زبردست جوش و خروش جلسہ کی کارروائی کا طرہ امتیاز تھا۔ پاکستان زندہ باد' کے فلک بوس نعرے قائداعظم کی تقریر کے دوران گونجتے رہے۔ پہلے تو قائداعظم نے اردو زبان میں اجتماع سے خطاب کیا بعد میں طالبات کی استدعا پر انہوں نے انگریزی میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔]

ملک میں موجود سیاسی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: "یہ ایک نازک لمحہ ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ کس قدر خوفناک واقعات ہو رہے ہیں۔ اب آپ یہ محسوس کر رہی ہوں گی کہ آپ کی کمزوریاں کیا ہیں اور آپ کی طاقت کیا ہے۔"

مسلمانوں کے کرنے کا کام

"اب جو کام آپ کے کرنے کے لئے باقی ہے وہ یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کو ایک طاقتور قوم بنانے کی کوشش کریں جو دنیا کی طاقت ور ترین قوت کا مقابلہ کر سکے۔" قائداعظم نے کہا: "ہمیں جنگ یا تصادم مطلوب نہیں۔ ہم امن سے رہنا چاہتے ہیں' لیکن تصادم سے بچنے کے لئے بھی ہمیں زبردست قوت جمع کرنا ہو گی تاکہ دوسرے لوگ یہ محسوس کر سکیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی تو ان کے نقصانات بھی بہت زیادہ ہوں گے اور ایسی جنگ جارح کے لئے مفید نہ ہو گی۔"

قائداعظم نے اس بات پر بار بار زور دیا کہ مسلمان جارحیت کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتے لیکن امن کے مفاد میں انہیں ہر امکان کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح سے تیار رہنا ہو گا۔

اتحاد ــــ نصب العین

قائداعظم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ متحد رہیں۔ انہوں نے کہا: "شیعہ' سنی اور وہابی کے تخیل کو خیرباد کہہ دیجئے۔ اتحاد ہمارا مطمح نظر ہونا چاہیے۔ انہوں نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ صوبہ پرستی سے بھی نجات حاصل کر لیں۔ انہوں نے کہا: "کچھ کہتے ہیں ہم پنجابی ہیں' کچھ کہتے

ہیں کہ ہم بنگالی ہیں یا دلّی والے۔" یہ رویّہ بھی مسلمانوں کے لئے مہلک ہے۔ ہم صرف خدام اسلام ہیں۔"

مسلم خواتین کا کردار

خواتین کے کردار کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: "اپنی زندگی کے ابتدائی ایام سے جب میں طالب علم تھا تو میرا یہ عقیدہ تھا اور اب بھی ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ مرد اور خواتین مساوات کی بنیاد پر ساتھ ساتھ نہ چلیں۔ ہر اس شخص کا یہ فرض ہے جو اپنی قوم اور اپنے ملک سے محبت کرتا ہے اور ترقی کرنے پر یقین رکھتا ہے کہ وہ جدوجہد پاکستان میں خواتین کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ انہوں نے کہا: "کچھ ایسے کام ہیں جنہیں صرف مرد کر سکتے ہیں اور کچھ ایسے جو صرف خواتین ہی کر سکتی ہیں۔ لیکن جب دونوں اکٹھے ہوں تو ہر کام سرانجام دے سکتے ہیں۔"

قائداعظم نے کہا کہ سب سے زیادہ اہم کام جو خواتین کو کرنا چاہیے' وہ یہ ہے کہ وہ جہالت کی تاریکی کو دُور کر دیں اور مسلمانوں کی نئی نسلوں کو اس طرح سے پروان چڑھائیں کہ وہ ملّت کے دلیر اور بے لوث خادم بن سکیں۔

قائداعظم نے کہا کہ خواتین کو گھریلو دستکاری کی تعمیر میں بھی مدد دینی چاہیے۔ انہیں پیسے کا مناسب استعمال سیکھنا چاہیے اور اپنی غریب تر بہنوں اور بھائیوں اور قوم کے غریب حلقوں کی اعانت کرنا چاہیے۔

غلط رسوم کو ترک کر دیجئے

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے قائداعظم نے کہا: "کچھ غلط رسوم نے مسلم معاشرے میں راہ پا لی ہے اور اس کے سیاسی جسد کے اہم حصوں کو چبا رہی ہیں۔" "ان رسوم کو نہ تو اسلام کی حمایت حاصل ہے اور نہ ہی معمولی سی سوجھ بوجھ انہیں جواز عطا کر سکتی ہے۔" انہوں نے مسلم خواتین کو تلقین کی کہ وہ ان رسوم کو ترک کر دیں۔

قائداعظم نے کہا کہ "اسلام نے عورت کو بلند ترین مقام عطا کیا ہے اور میں تو خواتین کی نجات کا قائل ہوں۔" طالبات کو اوّلین مہم جُو اور اسلام کی سپاہ' قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا:

"آگے بڑھیے۔ لیکن آہستہ خرام' اسلام کے شاندار ورثے اور روایات کو فراموش نہ کیجئے۔"

(دی ڈان' ۴ نومبر ۱۹۴۶ء)

۴۲۵۔ عید ملن تقریب سے الیتہ بہار کے حوالے سے خطاب

نئی دہلی' ۵ نومبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے ایک عید ملن تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "بہار کی نازک صورت حال کے پیش نظر انہوں نے اپنا دیگر پروگرام منسوخ کر دیا ہے جس میں اس ہفتے تعطیل منانے کی خاطر باغپت جانا بھی شامل ہے اور اب وہ دہلی میں ہی قیام پذیر رہیں گے۔ جونہی انہوں نے یہ محسوس کیا کہ بہار میں ان کی موجودگی سُودمند ہوگی' وہ فوراً ہوائی جہاز کے ذریعہ وہاں چلے جائیں گے۔"

"بلاشبہ یہ ایک پُر مسرت موقع ہے لیکن ہم اسے گہرے بادلوں کے سائے میں منا رہے ہیں۔ میں الفاظ میں اپنے دکھ کا اظہار نہیں کر سکتا۔ یہ ہر اعتبار سے لڑکھڑا دینے والی کیفیت ہے۔ میں نہ کوئی فیصلہ صادر کرنا چاہتا ہوں' نہ کسی کو الزام دیتا ہوں' لیکن جو کچھ ہو رہا ہے اس میں بہت سے سبق پنہاں ہیں۔ یہ گفتار کے غازی بننے کا وقت نہیں۔ اس سے نہ کچھ حاصل ہو گا نہ وصول۔

"مجھے علم ہے کہ مسلمان بہادر لوگ ہیں۔ لیکن وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے گھر پر بھی نظر ڈال لیں۔ کیا آپ کا گھر ٹھیک ٹھاک ہے؟ آپ خود نظر ڈالیں اور خود ہی اس سوال کا جواب دیں۔ ان قرنوں کے دوران آپ نے کیا کیا؟ میں جہاں کہیں بھی جاتا ہوں' مَیں ایک ہی نعرہ سنتا ہوں۔ "قائداعظم ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔" مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ قائداعظم آپ کو اس وقت تک حکم نہیں دیں گے جب تک کہ انہیں یہ علم نہ ہو کہ آپ تیار ہیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ جرنیل نہیں ایک مجرم ہوں گے۔ لہٰذا مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اپنا گھر درست کریں۔ دیر ہو گئی ہے' لیکن اتنی بھی دیر نہیں ہوئی۔

"ہم نے گذشتہ پانچ برسوں کے دوران بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ ہم نے ہند کے طول و عرض میں مسلمانوں کو ایک قوم بنا دیا ہے۔ لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اپنی کمزوریوں کا پتہ چلائیں۔ اپنی کوتاہیوں کا سراغ لگائیں۔ اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ دیکھیں آپ نے کیا نظرانداز کیا اور کیسے نظرانداز کیا۔ متحد رہیے اور نظم و ضبط پیدا کیجئے۔ آپ کو معاشرے کے ہر کونے کھدرے پر نظر ڈالنا ہو گی' پھر فیصلہ کیجئے کہ آپ کو کیا کرنا ہے۔ طاقتور بننے کی تیاری کے اس عمل میں جملہ طبقوں کو شرکت کرنا ہو گی۔ ہم میں جوہر قابل کا فقدان نہیں' لیکن ہم نے انفرادی زندگی بسر کی ہے۔ ہم نے عام آدمی کی فکر ہی نہیں کی۔ جس شے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی پوری ذہنیت اور اس کے نقطہ نظر میں انقلاب برپا کر دیا جائے۔ مخلص ہو جائیے۔ سنجیدہ ہو جائیے۔

صاحب فکر ہو جائیے۔

"بہار میں خوفناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ میں اس کے بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتا' کیونکہ یہ ایک نازک کیفیت ہے۔ طبیعت اور تربیت کے اعتبار سے میں ایک منطقی ہوں۔ جیسے ہی مجھے پہلا موقع میسر آیا' جب میں نے یہ سمجھا کہ میرا بہار جانا سودمند ہو گا' میں فی الفور پرواز کر جاؤں گا۔ اگر میں نے سمجھا کہ یہ ضروری ہے تو میں کل پرواز کر جاؤں گا۔ میں بانپت جا رہا تھا لیکن بہار کے واقعات کی بنا پر میں نے اسے منسوخ کر دیا۔ میں دہلی میں ہی قیام پذیر اور انتظار کر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔"

"سارے ہند میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ رات دن میرے ذہن میں ہے۔ میں ہر تنقید کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ جتنی آپ تنقید کرتے ہیں' اتنی ہی یہ مجھے بھاتی ہے۔ یہ آپ کا حق ہے۔ میں ہر خط کا جو مجھے موصول ہوتا ہے ایک ایک لفظ پڑھتا ہوں' میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ پڑھنے' سننے اور مطالعہ کرنے میں گزارتا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ میں نے خود کو مسلم قوم کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ اللہ میری نصرت فرمائے' میں آپ کو ناکامی کا منہ نہیں دکھاؤں گا۔"

مسٹر جوگندر ناتھ منڈل رکن عبوری حکومت کی طرف دیکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میں تہہ دل سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ کے فرقے کو ہر ممکنہ امداد کی ضرورت ہے' جو کوئی بھی شخص آپ کو دے سکتا ہے۔ یہ شرم کی بات ہے کہ چھ کروڑ لوگوں کو اچھوت بنا کر چھوڑ دیا جائے۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مَیں مسلمانوں کے لئے اتنا نہیں لڑا جتنا کہ مَیں آپ کے فرقے کے لئے لڑا۔"

"وائسرائے کے نام اپنے خطوط میں مَیں آپ کے فرقے کے لئے زیادہ لڑا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے فرقے سے اس لئے بے وفائی کی گئی کہ آپ کمزور تھے۔ آپ کانگرس اور مسٹر گاندھی کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے۔ عظیم مسلم قوم یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی نہیں رہ سکتی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ وقت باتوں کا نہیں عمل کا ہے' یہ کہ ہم آپ کی اعانت اور حمایت کرنے کے خواہشمند تھے۔" (دی ڈان' ۷ نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۲۶۔ "بہار ریلیف فنڈ میں عطیات دیجئے" مسلمانوں سے اپیل

نئی دہلی' ۶ نومبر ۱۹۴۶ء

"بہار میں زبردست اور ہولناک المیّہ اور ہند کے دیگر حصوں میں سنگین واقعات کا رونما ہونا اور وحشیانہ قتل و غارتگری اور غضبناک اتلاف املاک کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہزاروں لوگ جو بچ گئے

ہیں، وہ معذور، زخمی اور بے گھر بے در مرد، اور عورتیں اور بچے مختلف سمتوں میں بھاگ رہے ہیں۔ مجھے اس ابتلا کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس لمحے میں ہماری تمام تر مساعی امن و آشتی کے قیام پر مرکوز ہونی چاہئیں۔"

"اس اثناء میں ہزاروں مصیبت زدہ بھائیوں اور بہنوں کی امداد ہونی چاہیے اور ہر ممکن کوشش ہونی چاہیے کہ ان کی دستگیری کی جائے جو ضروری ہے۔ پس انسانیت کے نام پر میں ہر شخص سے اپیل کرتا ہوں کہ اس امدادی کام کے لئے بلاتاخیر مجھے اپنے عطیات ارسال کر دیں۔ بہار کا المیہ بدترین اور ہولناک المیہ ہے۔ میں فوری طور پر ایک ذمہ دار امدادی کمیٹی مقرر کرنے کی تجویز کر رہا ہوں جو مہاجروں اور بے گھر لوگوں کو بچانے، ان کی حفاظت کرنے اور ان کے لئے جملہ انتظامات کرنے کا کام سنبھال لے گی۔ مجھے اس کام کی فوری ضرورت پر زور دینے کی چنداں حاجت نہیں۔

"لہٰذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ میں ہند گیر سطح پر عطیات کے لئے اپیل کروں کیونکہ کوئی بھی تنہا صوبہ یا ہند کے کسی حصہ کے لئے انفرادی یا اجتماعی مساعی کے باوصف اس قدر زبردست کام کا جو ہمیں درپیش ہے اکیلے سنبھالنا ممکن نہیں، میں نے ایجنٹ حبیب بنک چاندنی چوک دہلی میں ۵ ہزار روپے کے اپنے ذاتی حقیر چندے کے ساتھ حساب کھول دیا ہے۔

"میں نہایت خلوص کے ساتھ ہر شخص سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنا چندہ نقد، چیک، منی آرڈر، پوسٹل آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ کے ذریعہ براہ راست ایجنٹ حبیب بنک لیمٹڈ، چاندنی چوک دہلی کے نام بھیج دیں اور باقاعدہ رسید حاصل کر لیں۔ میں اس فنڈ کی نگرانی کروں گا اور ضروری رقوم کمیٹی یا کمیٹیوں کے حوالے کروں گا، جو آگے اپنے قابل اعتبار بھروسے والے نمائندے مقرر کر دیں گی۔ میں اس بات کو دہراتا ہوں کہ جملہ عطیات براہ راست ایجنٹ حبیب بنک لیمٹڈ چاندنی چوک دہلی کے نام بلا تاخیر ارسال کئے جائیں۔" [اے۔ پی۔ اے، دی ڈان، ۷ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۲۷۔ مسٹر شکلا کے بیان کا جواب

نئی دہلی، ۹ نومبر ۱۹۴۶ء

"میں نے اخبارات میں پنڈت روی شنکر شکلا وزیراعظم سی۔ پی کا بیان پڑھا۔ میری شکایت لائق اعتماد اور ذمہ دار ذرائع اطلاعات پر مبنی ہیں اور اس کا مقصد جیسا کہ مسٹر شکلا اظہار کی کوشش کر رہے ہیں، پروپاگنڈا مقاصد کے لئے نہیں ہے۔ بدقسمتی سے مسٹر شکلا اور کچھ اور کانگرسی رہنما دوسروں کو بھی اپنے ہی معیار پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے

کہ جو کچھ ان کے صوبے میں ہو رہا ہے یا تو وہ اس سے بے خبر ہیں یا لاتعلق۔ میں اتنا گرنا نہیں چاہتا کہ اہانت آمیز اور جارحانہ رویہ اختیار کروں جو انہوں نے اپنے بیان میں اختیار کیا۔ میں ان کی توجہ خصوصیت سے ان واقعات کی جانب مبذول کرا سکتا ہوں جو جبل پور' امراوتی' بدنورا اور کٹنی میں رونما ہو چکے ہیں۔ جبل پور کے ڈپٹی کمشنر اور امراوتی کے حکام کو اطلاع دی گئی کہ غیر مسلح لوگوں پر حملہ کیا گیا۔ یہ محض پریشان کن معاملہ نہیں تھا۔ بلکہ اس میں کچھ اموات ہوئیں اور کچھ لوگ زخمی ہوئے۔"

(دی ڈان' ۷ نومبر۱۹۴۶ء)

۱۲۸۔ نمائندہ عرب نیوز ایجنسی سے ملاقات

نئی دہلی' ۷ نومبر۱۹۴۶ء

"عنقریب نئی دہلی میں ایک کانفرنس کے انعقاد کا امکان ہے جس میں جملہ مسلم ممالک کے ممتاز رہنما شرکت کریں گے۔" اس توقع کا اظہار ہند کے نو کروڑ مسلمانوں کے قائد مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے عرب نیوز ایجنسی کے نامہ نگار خصوصی سے ایک ملاقات کے دوران کیا۔

مسٹر جناح نے یاد دلایا کہ اس نوعیت کی کانفرنس کے انعقاد کا خیال دراصل قاہرہ میں پیدا ہوا جس کا مسلم لیگ نے خیر مقدم کیا۔ انہوں نے کہا کہ "اس اجتماع کا مقصد ہند کے مسلمان رہنماؤں کی مصر' عراق' سعودی عرب' ایران' لیوانت اور ان دیگر ممالک کے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلم رہنماؤں سے ملاقات ہو جائے۔ ان تمام لوگوں میں بہت سے مفادات مشترک ہوں گے اور اس اجتماع سے روابط کے جو مواقع میسر آئیں گے اس سے باہمی ثقافتی اور نظریاتی موقف کو سمجھنے اور اسے ترقی کی راہ پر لگانے میں مدد ملے گی۔

"اس کانفرنس کی اس اعتبار سے تو کوئی سیاسی نوعیت نہیں ہو گی جس اعتبار سے بلاونڈن کانفرنس کی تھی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی گفتگو ناگزیر ہو گی۔ سیاسی مسائل پر تبادلہ خیال ہو گا اور ہمارے لئے یہ اچھی بات ہو گی کہ ہمیں دیگر ممالک کے سیاسی مسائل کو سننے اور سمجھنے کا موقع ہاتھ آئے گا۔

"ہم سب کے اپنے اپنے مسائل ہیں۔ اور کس نے اپنے کس مسئلہ کو کس طریقہ سے حل کیا یہ معلومات ہمارے لئے بھی اور دوسروں کے لئے مفید ہو گی کہ ہم ملتے جلتے مسئلہ کو کیسے حل کر سکتے ہیں۔ اس زاویہ نگاہ سے بھی یہ کانفرنس سودمند ہو گی۔

مشرق وسطیٰ سے گہرے روابط

"کانفرنس کے موثر ہونے کے لئے یہ ضروری ہو گا کہ شریک ممالک کے صاحبان اثر و رسوخ شرکت کریں۔ اس وقت ابتدائی تبادلہ خیال ہو رہا ہے کہ کیا آج کل کے دنوں میں ـــــ موسم سرما جب ہند میں اپنے جوبن پر ہوتا ہے اس کانفرنس کا طلب کرنا مناسب ہو گا۔"

مسٹر جناح نے اس بات پر زور دیا کہ "مسلم ہند اور مشرق وسطیٰ میں گہرے روابط ایک پسندیدہ امر ہو گا' بالخصوص اس مرحلے پر جب مسلم لیگ نے ہند کی عبوری حکومت میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔"

"مسلم لیگ عبوری حکومت میں اس لئے شامل ہوئی ہے تاکہ وہ مسلمانوں اور دیگر فرقوں کے مفادات کا تحفظ کر سکے۔ چونکہ وائسرائے نے عبوری حکومت ہماری شمولیت سے پہلے قائم کر لی تھی اس وجہ سے ہند کا سارا نظم و نسق کلیتاً" کانگرس کے ہاتھ میں چلا گیا جس میں اونچی ذات ہندوؤں کا غلبہ ہے اور مسلم قوم کی اونچی ذات ہندوؤں کے ساتھ کوئی شے ـــــ مطلقاً کوئی شے ـــــ مشترک نہیں۔

"نہ صرف یہ کہ مسلمان اور ہندو میں کوئی قدر مشترک نہیں بلکہ ہماری انفرادی اور اجتماعی فلاح کے بہت سے اہم عناصر کے تعلق میں ہندو مسلمانوں کے مخالف ہیں۔ ان حالات میں ہم نے یہ سمجھا کہ مرکزی حکومت کے تحت پورے نظم و نسق کے سارے شعبہ کو کانگرس کے ہاتھ میں چھوڑ دینا ہمارے لئے مہلک ہو گا۔

"مزید برآں ایک وجہ اور بھی تھی کہ مسلم لیگ کے نمائندوں کی غیر موجودگی میں مرکزی ہندو حکومت اور وائسرائے ایسے مسلمان کو حکومت میں شامل کر لیتے جنہیں نہ مسلم ہند کا احترام حاصل ہوتا نہ اعتماد۔ یہ خطرناک نتائج پر منتج ہو سکتا تھا ـــــ جیسا کہ درحقیقت یہ ہوا۔

دو قومیں

"اس کی وجہ سے ہند کے طول و عرض میں کشیدگی پیدا ہو گئی جس کی بدولت ایسے حالات رونما ہوئے جو فرقہ وارانہ فسادات پر منتج ہوئے۔ ان ہنگاموں میں ہزاروں لوگ یا لقمہ اجل ہوئے یا زخمی ہوئے۔ یہ سلسلہ ہند کے مختلف حصوں میں اب بھی جاری ہے۔

"جدید حالات میں ایک حکومت کا رسوخ اور اس کی سرگرمیاں ہماری زندگیوں کے ہر پہلو پر اثر انداز اور محیط ہوتی ہیں۔ لہٰذا یہ از بس ضروری ہے کہ حکومت کو سارے لوگوں کی ترقی سے دلچسپی ہو۔

اونچی ذات ہندوؤں کو مسلمانوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ تاریخ' روایات' مذہب غرضیکہ ہر

اعتبا سے ہندو مسلمان سے کیلیتا" مختلف لوگ ہیں۔ پس اگر مسلم قوم کو ترقی کی اس راہ پر گامزن رہنا ہے جو چھ سات برس پیشتر اس کی بیداری کے جلو میں آئی۔ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ یہ اہم بات ہے کہ ہمیں عبوری حکومت میں اپنے نمائندے نامزد کر دینا چاہئیں۔ انہوں نے اپنے عہدے سنبھال لئے ہیں اور خزانہ' تجارت' ڈاک اور فضائیہ' صحت اور قانون سازی کے قلمدان ان کی تحویل میں ہیں۔

"یہ کیفیت آج ہے۔ مستقبل کے بارے میں میں کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا۔ میری رائے میں مسلمان اور ہندو اس سے زیادہ تعاون نہیں کر سکتے --- یا اشتراک عمل کے نقطہ نظر سے اس سے قریب تر آ سکتے ہیں جتنا وہ اب تک کر چکے ہیں۔ میرے خیال میں وہ دونوں الگ الگ قومیں ہیں جنہیں دو الگ قوموں کی حیثیت سے ہی اپنا مستقبل بنانا اور سنوارنا ہو گا۔"

[گلوب' دی ڈان' ۸ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۲۹۔ بہار کے لئے پنجاب میڈیکل ریلیف ٹیم سے خطاب

نئی دہلی' ۸ نومبر ۱۹۴۶ء

"میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں" یہ بات مسٹر ایم جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے بہار میں فسادات میں زخمی ہونے والوں کو طبی امداد پہنچانے کے لئے بہار جانے والی پنجاب میڈیکل ریلیف ٹیم سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا "آپ پوری مستعدی کے ساتھ اپنا کام شروع کر دیجئے اور آپ کا واحد مقصد انسانیت کی خدمت ہونا چاہیے۔ اگر آپ وہاں میری ضرورت محسوس کریں تو میں ہوائی جہاز کے ذریعے فی الفور بہار پہنچ جاؤں گا۔ میں نے امدادی فنڈ قائم کر دیا ہے اور آپ کے کام میں آپ کی امداد کے لئے مجھ سے جو کچھ بن پڑے گا کروں گا۔"

(دی ڈان' ۱۰ نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۳۰۔ "کرسچین سائنس مانیٹر" کی مس کمنگس سے ملاقات

نئی دہلی' ۹ نومبر ۱۹۴۶ء

"مسلم لیگ نے عبوری حکومت کی اسکیم کی بنیاد سے اتفاق نہیں کیا۔ اسے وائسرائے نے ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے مسلط کیا ہے۔" یہ ہے وہ اعلان جو مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مس کمنگس نامہ نگار خصوصی "کرسچین سائنس مانیٹر" کے ساتھ نئی دہلی میں ایک ملاقات کے دوران کیا۔ ملاقات کی روئیداد اورینٹ پریس آف انڈیا کی وساطت سے

ہند میں جاری کی گئی۔

مسٹر جناح نے کہا: "کانگرس عبوری حکومت میں شامل ہوئی اور اس نے یہ چال چلی کہ برطانوی حکومت سے مسلم لیگ کو نظر انداز کرا دیا اور اس سے پہلوتہی کرادی اور ہمارے مفادات کے لئے یہ بالکل مہلک ہوتا اگر ہم انہیں اجازت دے دیتے کہ نظم و نسق کلیتاً ان کی تحویل میں رہے۔ لہٰذا ہم مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کے مفادات کی نگرانی کے لئے پانچ نگہبان مقرر کر دیں۔"

مسٹر جناح نے کہا: "مسلم لیگ نے فیصلہ کیا کہ وہ اس انتظام میں حصہ لے جو برطانوی حکومت کے فیصلہ کے تحت قائم کیا گیا تاکہ موجودہ دستور کے تحت جو ۱۹۱۹ء میں وضع کیا گیا تھا اور جس کے تحت گورنر جنرل کی موجودہ مجلس عاملہ کام کر رہی ہے، روز مرہ کے نظم و نسق میں اپنے مفادات کا تحفظ کر سکے۔"

اپنے اس یقین کا اظہار کرتے ہوئے کہ "ہند کے مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے" مسٹر جناح نے کہا کہ "حل یہ ہے کہ ہند کو دو عظیم آزاد ملکوں پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے اور مسلم ہند کو ہندو ہند سے علاحدہ کر دیا جائے۔"

انہوں نے کہا: "ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی حصے مسلمانوں کے وطن ہیں جہاں مسلمانوں کی ۷۰ فی صد سے زیادہ بھاری اکثریت ہے۔ جب کہ جنوب مغرب میں جہاں اونچی ذات ہندوؤں کی لگ بھگ ساٹھ فی صد اکثریت ہے، ہندو ہند ہے۔" مسٹر جناح نے کہا: "پاکستان اس برصغیر اور اس کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کی آزادی اور خودمختاری کی سیدھی سچی راہ ہے۔"

(دی ڈان، ۱۰ نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۳۱۔ بہار کی بہیمیت پر بیان

نئی دہلی، ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء

"یہ وقت نہیں کہ میں ان باتوں میں مزید کچھ اضافہ کروں جو پہلے ہی سے ہر دیانتدارانہ سوچ کے مالک اور ذہین لوگوں پر بالکل عیاں ہے۔ جو کچھ ہند کے مختلف حصوں میں ہو رہا ہے اس کا سارا الزام مسلم لیگ اور مسلمانوں کے سر تھوپنے کی خاطر جھوٹے پروپاگنڈہ کی تو حد ہی باقی نہیں رہی۔ مسلم لیگ کے خلاف اندھا دھند الزام طرازی کی نہ کوئی بنیاد ہے نہ جواز، لیکن یہ وہ لمحہ نہیں کہ میں ان سے نمٹوں یا ان کے بارے میں کسی رائے کا اظہار کروں۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے بہار میں ہونے والے بہیمانہ واقعات کے بارے میں ایک بیان کے دوران کہی۔

"مجھے علم ہے کہ مسلمانوں نے بہت زیادہ نقصان اٹھایا ہے اور اٹھا رہے ہیں۔ لیکن بہار کے المیے" نے ان سب کو گہنا دیا ہے۔ دیگر مقامات پر جو کچھ ہو رہا ہے' وہ المیہ بہار کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے دکھتے ہیں۔ میں وحشیانہ پن کی مذمت کرتا ہوں۔ خواہ وہ کسی شکل یا صورت میں ہو لیکن ملک کے مختلف حصوں میں مسلم اقلیت کا ہندو اکثریت نے جس بے دردی سے قتل عام کیا ہے اس کے ریکارڈ میں المیہ بہار کی نہ کوئی مثال ہے نہ نظیر۔

"اگرچہ میرے لئے یہ بات قابل فہم ہے کہ ہند کے مسلمانوں میں زبردست اشتعال اور غم و غصہ موجود ہے' تاہم میں انہیں متنبہ کر دینا چاہتا ہوں کہ بہار میں جو کچھ ہوا مسلم اکثریتی صوبوں میں اس کا بدلہ چکانا یا انتقام لینا اخلاقی اور سیاسی دونوں اعتبار سے بہت خوفناک تباہی اور زبردست غلطی ہو گی۔ اور ہم محض اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوں گے۔"

پاکستان کا دعویٰ

"اگر آپ حقیقتاً پاکستان حاصل کرنا چاہتے ہیں' تو میں اللہ سے دعا کر سکتا ہوں کہ مسلمانوں کی عزت و ناموس انسانیت سوز پستی اور بہیمانہ واقعات سے محفوظ رہے' جیسے کہ بہار میں رونما ہوئے۔ تہذیب' اخلاقیات اور انسانیت کی میزان میں ہمارا پلڑا نیچے نہیں جانا چاہیے۔ اگرچہ اس ابتلا پر ہمارے دل خون کے آنسو روتے ہیں' تاہم دیگر مقامات پر جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ہم بے گناہ لوگوں کے اس بزدلانہ اور انسانیت سوز قتل عام کی اجازت نہیں دے سکتے۔

"ہمیں یہ ثابت کرنا ہو گا کہ سیاسی لحاظ سے ہم بہادر' فیاض اور قابل اعتماد ہیں۔ یہ کہ پاکستان کے علاقوں میں اقلیتیں جان و مال' عزت و آبرو کے پورے تحفظ سے اتنا ہی بہرہ مند ہوں گے جتنا کہ خود مسلمان۔ نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

"اگر مسلمان اپنا توازن کھو دیتے ہیں اور بدلے اور انتقام کو راہ دے دیتے ہیں اور اپنے عظیم دین اسلام کے ارفع ترین اخلاقی ضابطے اور تعلیمات کی نفی کر دیتے ہیں' تو نہ صرف آپ پاکستان کے دعوے پر اپنا حق گنوا دیں گے بلکہ اس سے خونریزی اور ظلم کا بہت بڑا چکر شروع ہو جائے گا جو فوراً ہماری آزادی کے دن کو موخر کر دے گا اور اس طرح ہم صرف اپنے عرصہ غلامی اور پابندی کو طوالت بخشنے میں اعانت کر رہے ہوں گے۔

مسلمانوں کی فیاضی

"مجھے خوشی ہے کہ مسلم اکثریتی صوبے پُرامن ہیں اور بہیمیت کے اس متعدی آزار سے محفوظ و مامون ہیں' اور مجھے امید اور بھروسہ ہے کہ وہ اپنا توازن ہاتھ سے نہ جانے دیں گے' خواہ

وہ ان دلخراش واقعات بالخصوص بہار کے بارے میں جو کچھ بھی پڑھیں یا سنیں اور دل کی گہرائیوں میں جو کچھ بھی کیوں نہ محسوس کریں' مگر وہ تعصب' انتقام اور بدلے کے جذبہ تک نہیں گریں گے۔

لہٰذا میں پوری متانت اور خلوص دل سے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں' وہ جہاں کہیں بھی اکثریت میں ہیں' غیر مسلموں کی حفاظت اور ان کے دفاع کی غرض سے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں اور جو کچھ ان کے بس میں ہے غیر مسلم اقلیتوں میں مکمل احساس تحفظ و اعتماد پیدا کرنے میں صرف کریں۔

اقلیتی صوبوں میں مسلمانوں پر جو بپتا پڑی اور جس ہلاکت اور خونریزی کا انہیں سامنا کرنا پڑا' وہ ہرگز رائگاں نہیں جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس قربانی سے مسلمانوں کا پاکستان کے لئے دعویٰ کو ثبوت اور جواز میسر آجائے گا۔ جو مر گئے یا زخمی ہوئے اور املاک کی تباہی کا نقصان اٹھایا وہ اس امر کا کچھ سکون اور طمانیت حاصل کر سکتے ہیں کہ انہوں نے ہماری آزادی اور حصول پاکستان میں اپنا نذرانہ پیش کر دیا۔[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۱۲ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۳۲۔ پریس کانفرنس سے خطاب

نئی دہلی ۱۴ نومبر ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اعلان کیا کہ "ان کی رائے میں ہند کی موجودہ فرقہ وارانہ کیفیت کا واحد حل پاکستان اور ہندوستان ہے اور کہا کہ ان کی مراد ہے 'مطلق پاکستان'— کوئی اور چیز مصنوعی اور غیر قدرتی ہو گی۔"

انہوں نے غیر ملکی اخبارات کے نمائندوں کو بتایا "جونہی پاکستان حاصل ہو جائے گا' یہ کشیدگی جو موجود ہے اور جاری رہے گی کہ ایک قوم دوسری پر حکمرانی کرے گی— ختم ہو جائے گی۔ یہ اقلیتیں تب یہ سمجھ لیں گی کہ وہ اقلیتیں ہیں اور وہ اسی طور پر رہ سکتی ہیں اور غالب حسد کے طور پر نہیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ انہوں نے اس پریس کانفرنس کا اہتمام اس لئے کیا کہ بیرونی ممالک کے نمائندوں کی جانب سے متعدد انفرادی درخواستیں کی جا رہی تھیں۔"

"اس وقت کیفیت یہ ہے کہ مسلم منطقوں میں اقلیتیں قدرتی طور پر پاکستان کی خواہاں نہیں ہیں چونکہ وہ کل ہند کے ہندوؤں کی شہہ پر حوصلہ پا کر مسلم اکثریتوں پر مسلط ہو رہی ہیں۔ ایک بار انہیں یہ احساس ہو گیا کہ انہیں اقلیتوں کے طور پر رہنا ہے تب' میں سمجھتا ہوں' کہ پاکستان

اور ہندوستان میں حقیقی مستحکم اور مضبوط حکومتیں قائم ہو جائیں گی۔ پھر قومی جھگڑا کیوں ہو گا؟ اس وقت کیفیت بہت چھوٹی سی سطح پر آجائے گی' یعنی دونوں ملکوں میں کس طرح بہترین طریقے سے اقلیتوں کی حفاظت اور ان کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔

"اگر آپ یہ نہیں کہتے کہ ہم درندگی کی سطح پر اتر آئے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ایسی کوئی معقول وجہ ہے کہ پاکستان میں اکثریت اقلیتوں کے ساتھ فیاضی کا سلوک نہیں کرے گی۔"

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ لیگ کونسل کا اجلاس کب طلب کیا جائے گا تو مسٹر جناح نے کہا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جب ان پر مزید زور دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں ریاستی وجوہات کی بنا پر اس وقت اس معاملہ پر تبادلہ خیال نہیں کر سکتا۔ اس وقت یہ معاملہ مفاد عامہ کے حق میں نہیں۔"

قرارداد بمبئی

"جب تک کہ مسلم لیگ کی قرار داد بمبئی جس میں کابینہ مشن کے منصوبے کی منظوری واپس لے لی گئی تھی کالعدم قرار نہ دی جائے اس وقت تک مجلس دستور ساز' جس کا اجلاس ۹ دسمبر سے شروع ہونے والا ہے' کا مقاطعہ برقرار ہے۔

عبوری حکومت کے بارے میں مسٹر جناح نے کہا کہ وہاں مسلم وزراء نگہبانوں کے طور پر ہیں' جو حکومت کے روزمرہ کے نظم و نسق میں مسلمانوں کے مفادات کی نگرانی کریں گے۔"

انہوں نے اس رائے کا بھی اظہار کیا کہ اس حکومت کو روایت یا روایتوں کے طور پر کوئی ایسا انتظامی اقدام کرنے کی اجازت نہیں ہونا چاہیے جو کسی انداز سے بھی ہند کے آئندہ دستور کے مسئلے پر اثر انداز ہو یا اسے کسی طریقے سے مضرت پہنچا سکے۔ اور ہم ہر اس کوشش کی مزاحمت کریں گے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمارے مطالبہ پاکستان کے خلاف تعصب پیدا کرے یا اسے نقصان پہنچائے۔

ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا عبوری حکومت کو خیرباد کہنے کے حق میں ہیں' تو مسٹر جناح نے جواب دیا "میں نے کہا ہے کہ یہ ہم پر مسلط کی گئی ہے' میں موجودہ انتظام کو پسند نہیں کرتا۔"

لیبر حکومت کی فاش غلطی

انہوں نے واضح طور پر کہا کہ "برطانوی لیبر حکومت پہلے ہی فاش قسم کی سنگین غلطی کا ارتکاب کر چکی ہے' اور غلطی کئے جا رہی ہے۔ وہ جس حکمت عملی پر کاربند ہیں اسے دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ خوابوں کی دنیا میں بس رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ غلطیاں ان سے نیک

نیتی سے سرزد ہو رہی ہوں۔ برطانوی حکومت اندھیرے میں ٹاک ٹوئیاں مار رہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید کوئی اور سہل حل ہو۔" مسٹر جناح نے پان اسلام ازم کے نظریہ کو فرسودہ نظریہ قرار دیتے ہوئے کہا "دوسرے لوگ جو چاہیں سو کہیں میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان' ہندوستان کی یہ دو ریاستیں متصل ہونے اور باہمی مفادات کی بنا پر اس برصغیر میں دوست ہوں گی۔ خطرے کے وقت وہ ایک دوسرے کی مدد کو پہنچیں گی اور ہم دیگر اقوام سے یہ کہہ سکیں گے "دور ہٹو۔" پھر ہمارے سامنے موزرو نظریہ ہو گا جو امریکہ سے زیادہ ٹھوس ہو گا۔

جب میں پاکستان کا مطالبہ کرتا ہوں تو باور کیجئے کہ میں مسلمانوں کے لئے نہیں لڑ رہا ہوتا ہوں' صرف پاکستان اور ہندوستان کا مطلب ہو گا ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے آزادی۔

پاکستان کا منصوبہ ایک مقبول عام نمائندہ حکومت کا تقاضا کرتا ہے جس میں ہر بچے کو قطع نظر اس کی ذات پات رنگ اور مطمع نظر کے مساوی حقوق ہوں گے۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آئندہ چھ ماہ یا سال بھر میں کانگرس اور مسلم لیگ ملک کی تقسیم پر متفق نہ ہو سکیں تو کیا ہو گا؟ مسٹر جناح نے جواب دیا' وہی ہو گا جو آپ دیکھتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں جو کچھ ہو رہا ہے۔

تبادلہ آبادی

مسٹر جناح نے موجودہ فسادات کا براہ راست ذکر کرتے ہوئے کہا "آبادیوں کے تبادلے کے سوال پر خصوصیت سے البتہ بہار کے بعد' نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہو گا جہاں تک ممکن العمل ہو گا۔

ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ عبوری حکومت نہ کابینہ ہے نہ مخلوط ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل ہے جو قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۱۹ء کے تحت قائم کی گئی۔

مسٹر جناح نے کہا کہ "ایک مخلوط حکومت جیسا کہ میں اسے سمجھتا ہوں صرف اس صورت میں بنائی جا سکتی ہے' جب پارلیمان خود مختار ادارہ ہو' جو دو یا دو سے زیادہ جماعتوں پر مشتمل ہو' جو خود کو سیاسی جماعت کی شکل دے لیں' ایسی حکمت عملی ترتیب دیں جو ان کے نزدیک قومی مفاد میں ہو' بیرونی اور داخلی طور پر دونوں اعتبار سے اور جب کوئی قومی ہنگامی کیفیت پیدا ہو' یہ جماعتیں ان مسائل پر اپنی توجہ مبذول کریں جو عوام الناس کے قومی مفادات کے لئے خطرے کا باعث بن رہے ہوں۔

بلاشبہ اس نوع کی مخلوط [حکومت] میں مشترکہ اور اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ عبوری

طور پر اکٹھے کام کرتی ہیں تاآنکہ وہ بحران یا خطرہ ٹل جائے۔ آئینی نقطہ نظر سے اسے دیکھنے کے لئے یہ میرا نقطہ نظر ہے۔

نہرو کا مرتبہ

مسٹر جناح نے کہا غیر ملکی اخبارات میں کہا گیا ہے کہ پنڈت نہرو وزیراعظم ہیں اور یہ کہ یہ پنڈت نہرو کی حکومت ہے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ پنڈت نہرو کو نائب صدر بیان کیا گیا۔ ۱۹۱۹ء سے موجودہ دستور کے تحت نائب صدور مقرر کئے جا رہے ہیں۔ موجودہ دستور کے تحت وائسرائے کو ایک نائب صدر مقرر کرنا ہوتا ہے اور اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ایگزیکٹو کونسل کے اجلاس کی صدارت کرے جب وائسرائے صدارت کرنے سے قاصر ہوں۔

جب ہندی ریاستوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو مسٹر جناح نے کہا پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کا مطالبہ صرف برطانوی ہند تک محدود ہے لیکن بعد کے مرحلے میں ریاستیں پاکستان یا ہندوستان میں سے کسی ایک میں شمولیت کے لئے آزاد ہوں گی۔

میرا اپنا خیال یہ ہے کہ ان ریاستوں کو خود ترقی دے لینے دیجئے۔ اب یہ فرمانروا اور رعایا کے مابین معاملہ ہے۔ ریاستوں کو بلاشبہ ترقی کرنا ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، شاید ہماری توقع سے جلد تر برطانوی ہند میں رونما ہونے والے واقعات کے سبب سے ریاستوں میں مکمل خود مختار حکومتیں قائم ہو جائیں گی۔

ڈان کی حیثیت کی وضاحت

جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ اس بیان سے اتفاق کرتے ہیں جو ڈان میں شائع ہوا، تو مسٹر جناح نے جواب دیا: ''اکثر و بیشتر یہ کہا جاتا ہے کہ 'ڈان' میرا اخبار ہے اور بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ 'ڈان' جو کچھ کہتا ہے وہ میری یا مسلم لیگ تنظیم کی تحریک پر کہتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ بالکل نادرست ہے۔ بے شک 'ڈان' مسلم لیگ کی حکمت عملی پر کار بند ہے۔ یہ مسلم لیگ کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ ایک وقف ہے اور ایک واقف کی حیثیت سے میں وقف کا انتظام کرتا ہوں اور اس کی رہنمائی کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک واقف کی حیثیت سے یا کسی اور طریقے سے میں نے کبھی بھی اپنے ایڈیٹر کے کام میں مداخلت نہیں کی۔ اگر مسلم لیگ کی حکمت عملی سے کوئی سنگین یا بنیادی انحراف ہو تو قدرتی طور پر میں مداخلت کروں گا۔''

(دی ڈان، ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۳۳- جامعہ ملیہ اسلامیہ کی سلور جوبلی تقریب میں تقریر

نئی دہلی' ۱۷ نومبر ۱۹۴۶ء

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی سلور جوبلی کی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے ڈاکٹر ذاکر حسین خان اور ان کے رفقائے کار کو ان کی ہمت' مستقل مزاجی اور ان کے جذبہ ایثار کو' زبردست خراج تحسین پیش کیا' جس کا انہوں نے اس وقت مظاہرہ کیا جب جامعہ ملیہ اسلامیہ کٹھن وقت اور آزمائش کے دور سے گزر رہا تھا۔

قائداعظم نے کہا کہ "مسلم ہند نے جامعہ کی جانب دست اعانت بڑھا کر اسے اپنا لیا تھا۔ اب جامعہ کے کارکنوں کو پیسہ کی کمی کی وجہ سے بے خواب راتیں بسر نہیں کرنا پڑیں گی' چونکہ مجھے یقین ہے کہ مسلمانوں کا تعاون اور ان کی امداد آپ کے شامل حال ہو گی۔

انہوں نے کہا کہ جامعہ پھولتا پھلتا ادارہ ہے اور بلاشبہ یہ ایک قومی مسلم یونیورسٹی ہے اور مسلمانوں کی قومی تعلیم کا ہراول دستہ جس کی ہند کے دیگر حصوں میں تقلید کی جا سکتی ہے۔

انوکھا ادارہ

ڈاکٹر ذاکر حسین سے مخاطب ہوتے ہوئے قائداعظم نے کہا: آپ نے اس ادارے کی ایسے تعمیر کی کہ یہ ایک انوکھا اور منفرد ادارہ بن گیا اور اب دوسروں کو یہ راہ دکھا سکتا ہے کہ بچوں کو درست تعلیم دینے کا طریقہ کیا ہے۔ مجھے مسرت ہے کہ آپ [مالی] بحران سے بچ نکلے جس سے جامعہ کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور آج مسلمان آپ کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔

قائداعظم نے کہا: "لیکن مجھے آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ ماضی میں جامعہ کے بارے میں کچھ شکوک اور شبہات پیدا ہو گئے تھے اور تعصبات اور غلط فہمیاں دور ہونے میں وقت لگتا ہے۔ آپ کے سامنے ایک ہی راہ ہے کہ آپ اپنے عمل سے ثابت کریں کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں تھے۔"

قائداعظم نے کہا: "بدقسمتی سے مسلم ہند مردہ ہو گیا تھا لیکن اب ایک عظیم بیداری مسلم قوم پر چھا گئی ہے جس کا احساس اور ادراک بہت کم لوگوں کو ہے۔ ہمیں تعلیم کی اہمیت کا احساس ہو گیا ہے جس کے بغیر کوئی قوم عظمت کی بلندیوں کو چھو نہیں سکتی۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ مسلم قوم کی ضرورت کو پورا کریں گے۔"

(دی ڈان' ۱۸ نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۳۴۔ ۱۶ مئی کے بیان کو قبول کرنے کے بارے میں وائسرائے کی مسٹر جناح سے مراسلت

نئی دہلی ۲۱ نومبر ۱۹۴۶ء

وائسرائے کا مکتوب بنام مسٹر ایم۔ اے۔ جناح

۵ نومبر ۱۹۴۶ء

مائی ڈیر مسٹر جناح' بنگال اور بہار کے دورے پر جانے سے قبل میں نے آپ سے اپنی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کی بات کی تھی تاکہ وہ ۱۶ مئی کے بیان کو قبول کر سکے۔ مجھے امید ہے کہ آپ قریبی تاریخ میں اس کا اہتمام کر لیں گے۔ مجھے اس باب میں شک ہے کہ مزید تبادلہ خیال کا کوئی فائدہ ہو گا۔ لیکن اگر آپ کو یقین ہے کہ کوئی یقین دہانی از بس ضروری ہے تو ازراہ عنایت مجھے بتا دیجئے کہ وہ کیا بات ہے؟ میری تجویز ہے کہ آپ کے لئے یہ اچھی بات ہو گی اگر آپ کی سر بی۔ این۔ راؤ سے ایک مرتبہ اور بات چیت ہو جائے۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے مسرت ہو گی۔ (آپ کا مخلص' ویول)

مکتوب از مسٹر جناح بنام وائسرائے

۱۷ نومبر ۱۹۴۶ء

مائی ڈیر لارڈ ویول' مجھے آپ کا مکتوب محررہ ۵ نومبر ۱۹۴۶ء موصول ہو گیا تھا اور میں اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہار میں نہایت سنگین صورت حال پیدا کی جانے کی وجہ سے میرے لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ میں اپنے ایسے ساتھیوں سے یا اپنی مجلس عمل سے بھی مشورہ کر سکوں جو دہلی میں دستیاب تھے۔ اپنے جواب میں مزید تاخیر سے بچنے کے لئے میں نے کچھ لوگوں سے مشورہ کیا اور آپ کو یہ اطلاع دینے کی اجازت چاہتا ہوں کہ شروع ہی سے کانگرس نے ۱۶ مئی کے بیان کو قبول نہیں کیا۔ چند سرکاری دستاویزات کا حوالہ دیتے ہوئے ایک تو صدر کانگرس کا مکتوب ہے' مورخہ ۲۵ جون' کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد ہے' مورخہ ۲۶ جون اس کے بعد کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد وارد ھا مورخہ ۱۰ اگست' یہ نہایت واضح طریقے سے یہ ظاہر کرتی ہے کہ کانگرس نے نہ پہلے کبھی اور نہ اب ۱۶ مئی کے بیان کو قبول کیا ہے۔

نہرو کا مکتوب بنام باردولائی

حال ہی میں مسٹر گوپی ناتھ باردولائی وزیراعظم آسام کے نام ایک مکتوب میں جو ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء کو شائع ہوا [مجلس قانون ساز آسام کے مجلس دستور ساز میں اپنے نمائندوں کو یہ واضح ہدایت دینے کے بعد کہ وہ ۱۶ مئی کے بیان کی بنیادی شرائط کی خلاف ورزی کریں] پنڈت جواہر لال نہرو کہتے ہیں:

"میں حلقوں یا گروپ کے ضمن میں آسام میں آپ کے احساس کو پوری طرح سراہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا موقف آپ کے جذبے کا مکمل طور پر تحفظ کرے گا۔ ۱۶ مئی کی دستاویز کو قبول کر لینے کے بعد بدیہی طور پر ہمیں گروپوں میں جانا بھی قبول کرنا ہو گا' لیکن سوال یہ ہے ہم گروپوں میں کس طرح سے کام کریں گے۔ آپ نے بجا طور پر کہا کہ میں نے اپنی نشری تقریر میں اس معاملے کو نہیں چھیڑا کیونکہ میں وہاں متنازعہ فیہ معاملات کو چھیڑنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن ہمارا موقف واضح ہے کہ صوبائی خود مختاری کو برقرار رکھا جائے اور ایک صوبے کو دونوں باتوں کا فیصلہ کرنا چاہیے' گروپ کے بارے میں اور اس کے اپنے دستور کے سلسلے میں۔

یہ درست ہے کہ ہم نے تعبیر کے ضمن میں وفاقی عدالت کا فیصلہ قبول کر لیا ہے اور ہمیں اپنے اس فیصلے کا پاس کرنا چاہیے۔ لیکن کسی صورت میں بھی ہم اس بات سے اتفاق نہیں کریں گے کہ آسام جیسے صوبے کو اس کی مرضی کے خلاف کچھ کرنے پر مجبور کیا جائے۔

مجلس دستور ساز دسمبر تک ملتوی ہو گئی اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس وقت تک کیا کچھ ہو جائے گا۔ جو کچھ بھی ہو اگر آسام کافی مضبوط ہے تو آسام کو وہ کچھ نہیں ہو گا جو اسے پسند نہیں۔"

اگلی بات یہ کہ مسٹر گاندھی نے بالکل حال ہی میں [۲۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء] اپنے اعلانات میں سے ایک میں کہا:

"مجلس دستور ساز کی اساس ایک سرکاری دستاویز پر استوار ہے۔ اس دستاویز نے پاکستان کے تخیل کو سرد خانے میں رکھ دیا ہے۔ اس نے گروپ بنانے کی سفارش کی ہے جس کی تعبیر کانگرس نے ایک طرح سے کی' مسلم لیگ نے دوسری طرح سے' اور کابینہ مشن نے تیسری طرح سے۔ کوئی قانون دینے والا اپنے ہی قانون کی مستند تعبیر نہیں دے سکتا۔"

اولاً تو ۱۶ مئی کے بیان میں عدالت کا کوئی اہتمام موجود نہیں کہ وہ یہ فیصلہ کر سکے کہ دستاویز کی صحیح تعبیر کیا ہے۔ مزید برآں اس دستاویز کا اساسی اور بنیادی اصول نہ انصاف کا معاملہ ہیں اور

نہ ہی بن سکتے ہیں۔ ۱۶ مئی کے بیان میں جو تجاویز شامل ہیں وہ کابینہ کے وفد اور آپ کی سفارشات ہیں جن پر اسی صورت میں عمل درآمد ہو سکتا ہے جب دونوں بڑی جماعتیں بنیادی اصولوں سے پوری طرح سے متفق ہوں' بالکل واضح طریقے سے اور بغیر کسی اعتراض کے۔

میں اس بات کو خوب سراہتا ہوں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ مزید تبادلہ خیال سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اور آپ نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ کانگرس اس موقف سے انحراف کرے جو وہ اپنا چکی ہے۔ ان حالات میں' مجھے امید ہے' آپ اس بات کو سراہیں گے' یہ بات میرے لئے بے سود ہو گی کہ میں اب آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کروں۔

اصل سوال

آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ حقیقتاً وہ کیا بات ہے جس کے ضمن میں یقین دہانیاں ضروری ہوں گی۔ سوال یہ نہیں جیسا کہ آپ نے کیا ہے کہ اگر کچھ یقین دہانیاں ازبس ضروری ہیں تو میں آپ کو بتادوں کہ وہ اصلاً کیا ہیں؟ اصل سوال یہ ہے کہ پہلے تو کانگرس سے واضح ترین زبان میں بنیادی امور [۱۶ مئی کے بیان کے ضمن میں] کو قبول کرایا جائے' پھر ایسے طور طریقے تیار کئے جائیں کہ اگر کوئی پیمان شکنی کرے تو ملک معظم کی حکومت تجاویز کو رو بہ عمل لا سکے اور نافذ کر سکے۔

اس ناممکن موقف سے قطع نظر جو کانگرس نے اس تمام عرصے کے دوران اختیار کیا اور اب تک اختیار کئے ہوئے ہے' اب ہمیں بہار کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کے سوچے سمجھے اور بے رحمانہ قتل عام کا سامنا ہے۔ بہار میں کانگرس حکومت' انتظامیہ اور پولیس کی عین ناک کے نیچے جو بھدّے اور بھیانک طریقے اختیار کئے گئے' ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کانگرس معصوم لوگوں کی جان و مال کے تحفظ میں سراسر ناکام ہو گئی۔ ان واقعات کا تو ذکر ہی کیا جن میں چھوٹے پیمانے پر قتل و غارتگری اور املاک کی تباہی و بربادی ہو رہی ہے' ملک کے دیگر حصوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔

اس بہت زیادہ دھماکہ خیز ماحول میں مجوزہ مجلس دستور ساز کے بارے میں سوچنا اور اس ضمن میں بات کرنا' جب ہمارا حال دو متحارب کیمپوں کا سا ہے جس کا نتیجہ قتل و غارتگری' املاک کی تباہی و بربادی ہو' نہ ہی مناسب ہے اور نہ ممکن' یہ صرف موجودہ صورت حال کو شدید تر کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔

میں آپ پر بے حد خلوص سے زور دیتا ہوں کہ پہلے تمام تر توجہ ان اقدامات پر مرکوز کر دیجئے جو پہلے جان و مال کی حفاظت کے سلسلے میں بلاتاخیر اختیار کئے جائیں گے۔ حکومت کی انتظامیہ کی ساری مشینری کو فوری طور پر امن و امان قائم کرنے پر توجہ دینی چاہیے اور ان لوگوں کی فوری امداد کا انتظام ہونا چاہیے جو بے گھر' بے در' بے خوراک' بے لباس' اور جنہیں طبی امداد کی ضرورت ہے اور جو ہزاروں کی تعداد میں بہار میں گھوم رہے ہیں—— تازہ ترین لائق اعتماد اندازہ جو اس وقت دستیاب ہے وہ ہے تیس ہزار انسان مارے گئے اور ایک لاکھ پچاس ہزار جائے پناہ کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور مزید برآں ہر طرح سے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آئندہ انسانی قتل و غارتگری سے کس طرح بچا جائے اور کس طرح اسے روکا جا سکتا ہے۔

یہ آپ کا مقدس فریضہ ہے اور مجھے امید اور اعتماد ہے کہ آپ فوراً ملک معظم کی حکومت کے یہ بات ذہن نشین کرا دیں گے کہ اس فوری کام کو ہاتھ میں لے لیا جائے۔

لہٰذا' میرے خیال میں' مناسب یہ ہے کہ آپ فی الفور مجلس دستور ساز کے غیر معینہ مدت کے لئے التواء کا اعلان کر دیں گے اور ہمیں اپنی توانائی کا ہر قطرہ پہلے امن و امان کی بحالی پر مرکوز کر دینا چاہیے۔ (آپ کا مخلص' ایم۔ اے۔ جناح)

۱۳۵۔ مسلم لیگی نمائندوں کو مجلس دستور ساز کے اجلاس میں شرکت نہ کرنے کی ہدایت

نئی دہلی' ۲۱ نومبر ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہا: "مجھے بہت افسوس ہے کہ وائسرائے اور ملک معظم کی حکومت نے ۹ دسمبر کو مجلس دستور ساز کا اجلاس طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔ میری رائے میں یہ ایک اور غلطی ہے جس کی نوعیت بہت بھاری اور سنگین ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ وائسرائے نے موجودہ سنگین صورت حال اور حقائق کی طرف سے جو انہیں درپیش ہیں' آنکھیں موند رکھی ہیں اور وہ "کیلتا" کانگرس کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں' اور مسلم لیگ' دیگر تنظیموں اور ملک کی قومی زندگی کے عناصر کو نظرانداز کرتے ہوئے کانگرس کی چاپلوسی میں لگے ہوئے ہیں۔

ان حالات میں یہ طے ہے کہ مسلم لیگ کا کوئی نمائندہ مجلس دستور ساز میں شامل نہیں ہو گا اور قرارداد بمبئی جو مسلم لیگ کونسل نے ۲۹ جولائی کو منظور کی تھی' برقرار ہے۔ مجلس دستور ساز

کے اس اجلاس کو طلب کر کے معاملے کو مزید اشتعال انگیز بنایا جا رہا ہے اور وہ کیفیت پیدا کی جا رہی ہے، جو سنگین نتائج پر منتج ہو گی۔

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کا کوئی نمائندہ مجلس دستور ساز کے اس اجلاس میں شرکت نہ کرے جو ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء کو طلب کیا گیا ہے۔

[اے۔ پی۔ آئی، دی ڈان، ۲۲ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۳۶۔ مرکزی مسلم لیگ امدادی کمیٹی کے قیام کا اعلان

نئی دہلی، ۲۳ نومبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے بہار کے مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لئے ایک مرکزی مسلم لیگ امدادی کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا: "میں نے مرکزی مسلم لیگ امدادی کمیٹی قائم کر دی ہے جو خواجہ ناظم الدین، ملک فیروز خاں نون، آنریبل مسٹر حسین امام، مسٹر جعفر امام ایم۔ ایل۔ اے (بہار) اور مسٹر محمد یونس پر مشتمل ہو گی، اور وہ رقوم ان کی تحویل میں دے دی ہیں جو فی الوقت دستیاب ہیں اور میں کمیٹی کی مالی لحاظ سے اور دیگر طریقوں سے ممکنہ طور پر امداد کرتا رہوں گا۔

"مجھے علم ہے کہ مختلف ادارے مہاجروں کی امداد کر رہے ہیں۔ ان میں خصوصیت سے بہار صوبہ مسلم لیگ شامل ہے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں باہمی ربط ہو اور یہ کام مرکزی کمیٹی کی مساعی سے انجام پا سکتا ہے۔

"اس کمیٹی کا مقصد مہاجروں کو خوراک، کپڑے، سایہ اور طبی امداد کی شکل میں امداد فراہم کرنا ہو گا۔ لہٰذا میں بہار کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مرکزی ادارے کے ساتھ مکمل تعاون سے کام کریں۔ مجھے امید ہے کہ حکام ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کریں گے کیونکہ یہ کام خالصتاً انسانیت کی بنیاد پر کیا جائے گا، اور یہ کہ وہ کمیٹی کو اس کے کام میں ہر ممکن امداد اور سہولت بہم پہنچائیں گے۔

زبردست کام

"مجھے جو لائق اعتماد ذمہ دار ذرائع سے اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق مہاجروں اور دیگر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد اور بحالی کا کام اس قدر زبردست ہے کہ نجی افراد کے لئے انفرادی اور اجتماعی طور پر یا غیر سرکاری تنظیم کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اسے نمٹا سکے۔

"لہٰذا مرکزی اور صوبائی حکام کو فوراً اس جہت میں اقدام کرنا چاہیے اور سرکاری مشینری کو سرگرم عمل کر دینا ہو گا۔ میں پرزور طریقے سے وائسرائے سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بہار میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مسلم مہاجروں کی امداد اور بحالی کے لئے مؤثر اقدام کریں۔

"میری خواہش تھی کہ میں خود بہار چلا جاتا لیکن محتاط سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس موقع پر میرا ایسا کرنا قرین مصلحت نہیں ہو گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسلمانان بہار اور دیگر اقلیتی صوبوں کے مسلمان مجھے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ لیکن انہیں یہ یقین رکھنا چاہیے کہ مسلم لیگ اور میں اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو بے یارومددگار نہیں چھوڑیں گے اور جو کچھ ہمارے بس میں ہو گا جب کبھی اور جہاں کہیں بھی کر سکیں گے ' ان کی مدد کریں گے۔"

[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان ۲۴ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۳۷۔ تبادلہ آبادی فوری غور و فکر کا متقاضی ہے

کراچی' ۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء

ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہا: "ہند کے مختلف حصوں میں خوفناک خونریزی کے پیش نظر میری یہ رائے ہے کہ مرکزی اور صوبائی دونوں حکام تبادلہ آبادی کے سوال پر فوراً غور کریں' تاکہ اس وحشیانہ معاملے کا اعادہ نہ ہو پائے کہ بھاری اکثریت نے چھوٹی اقلیت کو تہہ تیغ کر دیا۔" مسٹر جناح نے یہ بیان اس سوال کے جواب میں دیا کہ ہند میں پرامن ماحول کی بحالی کے لیے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔

انہوں نے کہا "وائسرائے — چونکہ تنہا وہ ہی یہ کچھ کر سکتے ہیں — تاج کے نمائندے اور گورنر جنرل کی حیثیت سے انہیں جو اختیارات حاصل ہیں انہیں بروئے کار لا کر سب سے پہلے امن و امان کی بحالی کے لئے اقدام کرنا چاہیے۔

"موجودہ حالات میں استدلال ' ذہانت اور منصفانہ کارروائی کی تو گنجائش ہی نہیں' اس لئے ان حالات میں مذاکرات کے ثمر آور نتائج بر آمد ہونا مشکل امر ہے' چہ جائیکہ ایسی مفاہمت ہو جائے جو دونوں فریقوں کے لئے اطمینان بخش ہو۔

ایک سوال کے جواب میں کہ کیا مسلم لیگ کے عبوری حکومت میں شمولیت کے ضمن میں طویل المدت منصوبہ کی قبولیت لازمی شرط تھی' جیسا کہ وائسرائے نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں لکھا تھا' مسٹر جناح نے کہا:

"یہ بالکل عیاں ہے جیسا کہ میں نے اس سے پہلے کہا کہ کانگرس نے کابینہ مشن کے بیان مجریہ ۱۶ مئی جس کی انہوں نے ۲۵ مئی کو توضیح کی' مذکور طویل المدت منصوبے کو کبھی بھی منظور نہیں کیا۔ جیسا کہ خود پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے مکتوب بنام مسٹر گوپی ناتھ باردولی میں واضح طور پر کہا اور جس کا میں نے وائسرائے کے نام اپنے خط میں حوالہ دیا۔ اسی طرح مسٹر گاندھی نے بھی کہا۔ یہ اعلانات حال ہی میں یعنی ۳۰ ستمبر اور ۲۳ اکتوبر کو کئے گئے۔

"مزید یہ کہ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی وائسرائے کو کسی قسم کی کوئی ضمانت نہیں دی' ماسوا اس امر کے کہ طویل المدت منصوبے پر غور و خوض اور فیصلہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ہی کر سکتی ہے۔

"بالکل آغاز کار ہی سے اور تا آنکہ ہم نے اپنے پانچ نمائندے نامزد کئے' میں نے وائسرائے کو یہ بتایا کہ طویل المدت منصوبے پر مفاہمت کے معاملے کو اسی وقت چھیڑا جا سکتا ہے جب دونوں بڑی جماعتوں کے مابین مناسب اور دوستانہ ماحول پیدا ہو جائے۔"

کانگرس کی ہٹ دھرمی

"کانگرس اپنے موقف سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہ ہوئی اور وائسرائے نے بار بار مجھ پر یہ بات واضح کی کہ اس معاملے پر مزید تبادلہ خیال اس توقع کے ساتھ کہ کانگرس طویل المدت منصوبے کو جیسا کہ وہ ۱۶ مئی اور ۲۵ مئی کے بیانات میں مذکور ہے' غیر مبہم طور پر قبول کرے گی' بالکل بے سُود ہے۔"

جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ مسلم لیگ مجلس دستور ساز کے ضمن میں کیا کرے گی؟ تو مسٹر جناح نے جواب دیا: "ہمیں امید ہے کہ ہم زندہ رہ سکیں گے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی بھی ان حالات میں مجلس دستور ساز کے تخیل پر کس طرح مُصِر رہ سکتا ہے' بالخصوص اس زبردست دھماکہ خیز ماحول میں جو ملک کے مختلف حصوں میں اور خصوصاً بہار میں تھوک کے حساب سے قتل عام کے باعث پیدا ہوا۔

"یہ محض ناعاقبت اندیشانہ اور احمقانہ بات ہے کہ کوئی بھی اس راہ پر گامزن رہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ کانگرسی رہنماؤں اور کانگرس کے سالانہ اجلاس منعقدہ میرٹھ نے جلتی پر تیل چھڑکنے کی بہترین کوشش کی۔

مسٹر جناح نے میرٹھ میں منعقدہ سالانہ اجلاس میں کی جانے والی تقریروں کا حوالہ دیا اور کہا کہ پنڈت جواہر لال نہرو کی مسلم لیگ کے خلاف حالیہ پھوں پھاں اور رکیک الزامات میں نہ کوئی

صداقت ہے نہ ان کی کوئی بنیاد ہے۔

نہرو کے حلف

"پنڈت نہرو نے اپنا عہدہ سنبھالتے وقت دو حلف اٹھائے۔ ان میں سے ایک ملک معظم کی وفاداری کا تھا۔ دراصل جب انہوں نے ہمیں شاہ کی پارٹی کا خطاب عطا کیا اور الزام لگایا کہ ہم سامراجی برطانوی حکومت کی امداد کر رہے ہیں تو انہوں نے صحافیوں سے سستی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ یہ [الزام] سراسر نادرست ہے۔

"ثانیاً ایک معمولی سوجھ بوجھ کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ انہوں نے غیر مبہم انداز میں گورنر جنرل کی مجلس عاملہ [ایگزیکٹو کونسل] کے رکن کی حیثیت سے حلف اٹھایا' یہ واضح اور عیاں ہے۔ اور اس کی بار بار وضاحت کی گئی' بالخصوص وائسرائے کی ۲ ستمبر کی نشری تقریر میں جس میں انہوں نے کہا کہ انہوں نے موجودہ دستور کے تحت عبوری حکومت قائم کی ہے' یعنی قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۱۹ء جو نافذالعمل ہے۔

"انہوں [وائسرائے] نے یہ بھی واضح کیا کہ وہ ایگزیکٹو کونسل کے اراکین کو روزمرہ کے نظم و نسق میں زیادہ سے زیادہ آزادی دیں گے۔ یہ محض تخیل کی کارفرمائی یا خیال آفرینی اور افسانہ طرازی ہے کہ اسے کابینہ' ایک قومی حکومت یا مخلوط ہی کہا جائے۔

"کانگرس کی مجلس عاملہ کو کابینہ کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات میں نے یہ دیکھا ہے بعض حلقوں میں مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو بھی کابینہ کہا گیا۔ نام دے دینے سے آپ اسے آئینی یا قانونی اعتبار سے کابینہ تو نہیں بنا دیتے۔ نہ ہی آپ افسانہ یا خیالی کہانی اور خیال آفرینی کے ذریعہ اسے ایک حقیقی کابینہ کے اختیارات سے لیس کر سکتے ہیں۔

"یہ بھی بدیہی امر ہے کہ ایگزیکٹو کونسل کے اراکین کو فرقوں کی مناسبت سے چنا گیا ہے۔ جہاں تک روزمرہ کے انتظامی امور کا تعلق ہے یہ صرف قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۱۹ء کے احاطہ کار میں رہتے ہوئے کام کر سکتے ہیں۔ ایسے محدود اختیارات اور مواقع کو بھی عام طور سے عامتہ الناس کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور ہم اسی مقصد کے حصول کی غرض سے اس میں شامل ہوئے ہیں۔ لیکن اب بات آجاتی ہے پنڈت جواہر لال نہرو کی خیالی پلاؤ پکانے کی آرزو کی' وہ شترمرغ کی طرح اپنی آنکھیں بند کر کے سوچتے ہیں۔ گویا قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۱۹ء معرض وجود میں نہیں ہے۔ وہ اپنی خیال آفرینی کے بل پر یہ سوچتے ہیں کہ یہ واقعی ایک قومی حکومت ہے جو عوام اور رائے دہندگان کے سامنے جواب دہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ سوچتے

ہیں کہ وہ خود اس طرح سے کام کر سکتے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی توقع کرتے ہیں کہ وہ بھی یہی کچھ کریں۔

"امر واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ آسمان سے زمین پر اتر آئیں اور ٹھنڈے دل اور سکون سے غور کریں تو انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ نہ تو وہ وزیراعظم ہیں اور نہ ہی یہ نہرو حکومت ہے۔ وہ محض رکن امور خارجہ اور محکمہ دولت مشترکہ ہیں۔

لیگ کو مزاحمت کرنا ہو گی

"جب تک پنڈت نہرو اور کانگرس یہ سوچتے رہیں گے کہ عبوری حکومت کی تحویل میں جو اختیارات ہیں یہ اپنی اکثریت اور چالوں اور چالبازیوں کے بل پر مطالبہ پاکستان پر تارپیڈو مار سکتے ہیں یا آہستہ آہستہ اس کے خلاف یا مخالفانہ انداز میں اثر ڈالنے یا ملک کے آئندہ دستور کے تعلق میں مخالفانہ اثر انداز ہونے کی کوشش کر سکتے ہیں ' ایسی ہر کوشش اور اقدام کی مسلم لیگ کی جانب سے مزاحمت کرنا ہو گی' ایسے اقدام جو آئندہ دستور کے بارے میں مفاہمت کو دشوار سے دشوار تر بنا دیں۔

"پنڈت نہرو اور کانگرس یہ توقع کرتے ہیں کہ مسلم لیگ کے نامزد اراکین ان کے تابع فرمان ہوں یا مسلم لیگ ایک ماتحت ادارے کی حیثیت سے ان کے احکام بجا لائے۔ یہ بھی ایسی کیفیت ہے جسے قبول کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ہم پنڈت نہرو یا کانگرس کے احکام نہیں سنیں گے اور جب تک کانگرس اس حکمت عملی پر کاربند ہے کہ ایگزیکٹو کونسل کے اندر اور باہر اس طور سے کام کیا جائے کہ مطالبہ پاکستان کو تارپیڈو کر دیں اور جب تک کانگرس مسلم لیگ کو کلیتا" مساوی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتی' ہمارے لیے اول کی مزاحمت نہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہو گا۔ جہاں تک دوم کا تعلق ہے یعنی کانگرس کی ماتحتی تو یہ توقع عبث ہے کہ ہم کانگرس کے ماتحت یا اس کی ذیلی حیثیت قبول کر لیں گے۔

کابینہ کا کیا مطلب ہے

جب ان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی گئی کہ خود وائسرائے نے اپنی سرکاری خط و کتابت میں اسے کابینہ کا نام دیا' تو مسٹر جناح نے کہا: "جی ہاں' وائسرائے پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ اسے عبوری حکومت کہنے کا کوئی فائدہ نہیں اور پنڈت نہرو اپنے لفظ 'کابینہ' کے شائق تھے۔ چنانچہ وائسرائے کو اس میں کوئی بڑا اعتراض نظر نہ آیا' اگر اس سے عہدے سنبھالتے وقت پنڈت نہرو خوش ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں چھوٹے ذہنوں کو خوش کر دیتی ہیں۔ لیکن آپ ایک

گدھے کو ہاتھی کہہ کر ہاتھی تو نہیں بنا سکتے۔"

جب ایک اخبار نویس نے میرٹھ کے اجلاس میں سردار پٹیل کی تقریر پر ان کا ردعمل معلوم کرنا چاہا تو مسٹر جناح نے کہا: "سردار پٹیل مرد آہن ہیں' جیسا کہ وہ انہیں کہتے ہیں' لہٰذا وہ آہنی زبان استعمال کرتے ہیں' لیکن الفاظ سے ہڈیاں نہیں ٹوٹتیں۔ اگر وہ شمشیر کا مقابلہ شمشیر سے کیا جائے گا' کا محاورہ استعمال کر کے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ اکثریت سارے ہند میں اقلیتوں کو تہ تیغ کر دیں' تو یہ ایک ڈراؤنا خواب ہے۔ میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ جو شخص اس طرح کی بات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے وہ ہر فرقے کا عظیم ترین دشمن ہے۔

"سردار پٹیل کی تلوار کہاں ہے؟ کانگرسی وزارتیں اور وہ لوگ جو ایگزیکٹو کونسل میں براجمان ہیں اگر انہیں انگریز کی سنگین کا سایہ میسر نہ ہو' کام ہی نہ کر سکیں گے۔

سندھ کا مسئلہ

مسٹر جناح نے کہا "میرے سندھ آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں یہ انتخابات لڑنے میں مسلم لیگ کی ہر طرح سے مدد کروں جس طرح سے بھی مجھ سے بن پڑے۔ میں ابھی ابھی یہاں پہنچا ہوں اور ابھی تک میں اپنے پروگرام کے بارے میں بھی فیصلہ نہیں کر پایا' لیکن ہم نے ہر نشست جیتنے کا عزم کر رکھا ہے۔ صد فی صد ہمارا ہدف ہے اور یہ نتیجہ حاصل کرنے کے لئے جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا ہم کریں گے۔

"محض اسی صورت میں آپ سندھ میں مستحکم حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ یہ نہ صرف غیر دانشمندانہ بلکہ خطرناک بات ہے کہ اس صوبے میں مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور کٹھ پتلی مسلم وزیراعظم اور وزراء کی حکومت قائم کر دی جائے' جو ہندوؤں کی ابروئے چشم کے اشارے پر کٹھ پتلیوں کی طرح رقص کریں اور جن کے ووٹوں کی حمایت ہی انہیں اقتدار کے تخت پر متمکن رکھ سکتی ہے۔

"میں دوسرے فرقوں کے ہر سمجھدار شخص سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں میں مختلف حربوں سے انتشار پھیلانے کی اس کوشش کی ہمت افزائی نہ کرے۔

گفتگو ختم کرنے سے قبل مسٹر جناح نے اقلیتوں کے ساتھ مسلم لیگ کے رویے کے بارے میں کہا:

"میں اس بات کو دُہرانا چاہتا ہوں کہ ہم مسلم لیگ کے اس بنیادی اصول سے ہرگز انحراف نہیں کریں گے کہ اقلیتوں کو ہر حفاظت اور تحفظ فراہم کیا جائے اور میں خود سندھ میں

اور دیگر مقامات پر اقلیتوں کے ساتھ حددرجہ منصفانہ سلوک روا رکھیں گے۔

"میں ہر شخص کو تلقین کروں گا کہ اگر آپ سندھ کو خوشحالی سے ہم کنار دیکھنا چاہتے ہیں اور اگر آپ سندھ میں جملہ فرقوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے خواہاں ہیں تو اس کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ عدل کیجئے' تعاون اور ہم آہنگی کا جذبہ پیدا کیجئے تاکہ اکٹھے ہو کر اس عام آدمی کی بہبود کے کام کر سکیں جسے اکثر فراموش کر دیا جاتا ہے۔"

[اے۔ پی۔ آئی' ڈی ڈان' ۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۳۸۔ پیغام مسلمانان سندھ کے نام

کراچی' ۲۹ نومبر ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانان سندھ کے نام ایک پیغام میں کہا ہے: "اپنی صفوں کو درست کیجئے اور مضبوطی کے ساتھ مسلم لیگ کی حمایت میں کھڑے ہو جایئے۔"

"مسلم لیگ کے سرکاری امیدوار کو ووٹ دیجئے اور اسی کی حمایت کیجئے۔" قائداعظم نے تنبیہہ کی کہ کسی ایسے شخص سے گمراہ مت ہو جایئے جو مسلم لیگی ہونے کا دم بھرے' جو مسلم لیگ کے نظم و ضبط کی خلاف ورزی کرے اور مسلم لیگ کے سرکاری امیدواروں کے خلاف انتخاب لڑے۔"

پیغام کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

"پروگرام کے مطابق میرا مقصد تو یہ تھا کہ سندھ میں اپنے قیام کے دوران صوبے کے طول و عرض میں گھومتا' اور جتنا ممکن ہوتا لیگ کے سرکاری امیدواروں کی مقدور بھر مدد کرتا' لیکن اچانک کچھ نئے اور اہم واقعات رونما ہوئے جن کی نوعیت نہایت اہمیت کی حامل ہے' جنہوں نے مجھے اپنا سندھ پروگرام منسوخ کر دینے پر مجبور کر دیا اور ملک معظم کی حکومت کی دعوت پر لندن جانا پڑ رہا ہے۔ میری یکم دسمبر کو لندن کے لیے روانگی ہوگی جہاں ہم مسلم ہند کے تعلق میں سنگین مسائل سے نبرد آزما ہوں گے۔

"مجھے افسوس ہے کہ اب میں ان انتخابات کے دوران صوبے کے دیہی علاقوں میں نہ جا سکوں گا۔ ان حالات میں میرا مسلمانان سندھ سے بالعموم اور ہر حلقے کے رائے دہندگان حضرات کے نام بالخصوص یہ پیغام ہے کہ انہیں صرف مسلم لیگ کے امیدواروں کی حمایت کرنا چاہیے کسی اور کی نہیں۔ سندھ کی تقدیر ہوا میں معلّق ہے۔ پس اپنی صفوں کو درست کیجئے اور مضبوطی کے

ساتھ مسلم لیگ کی حمایت میں کھڑے ہو جایئے۔ مسلم لیگ کے سرکاری امیدواروں کو ووٹ دیجئے اور انہی کی حمایت کیجئے۔ کسی ایسے شخص سے گمراہ مت ہو جایئے جو مسلم لیگی ہونے کا دم بھرے، جو مسلم لیگ کے نظم و ضبط کی خلاف ورزی کرے اور مسلم لیگ کے سرکاری امیدوار کے خلاف انتخاب لڑے۔ ایسے لوگ مسلم لیگ اور مسلم ہند کے دشمن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ مسلمانان سندھ ان سے خبردار رہیں۔

"اگر ہم ناکام ہو گئے تو اس کے نتائج نہایت تباہ کن ہوں گے۔ اس کا مطلب ہو گا ہماری محبوب منزل۔ پاکستان کے حصول کی جدوجہد میں پسپائی۔ مسلم لیگ کے حق میں بھرپور طریقے سے ووٹ دیجئے۔ ہمیں ایک مستحکم حکومت قائم کرنا اور صد فی صد مسلم نشستیں حاصل کرنا ہوں گی۔ مجھے علم ہے کہ آپ مجھے ناکام اور مایوس نہیں کریں گے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

[دی ڈان، ۳۰ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۳۹۔ لندن روانگی سے قبل جلسہ عام سے خطاب

کراچی، ۲۹ نومبر ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک کثیر الاجتماع جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں اہم سیاسی واقعات رونما ہونے کے پیش نظر انہیں لندن جانا پڑ رہا ہے جہاں وہ مسلم ہند کے نازک مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

انہوں نے مسلمانان سندھ پر زور دیا کہ وہ یک جہتی کے لیے کام کریں اور لیگ کے ۳۵ کے ۳۵ امیدواروں کو مجلس قانون ساز سندھ میں پہنچا کر مسلم لیگ کی تائید کریں۔ انہوں نے انہیں تاکید کی کہ انہیں اس وقت جو طاقت حاصل ہے اس سے خود کو محروم نہ کریں اور غیر مسلم لیگی مسلمانوں سے پرامن لڑائی لڑیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ ہندوؤں کے لیے یہ نامنصفانہ بات ہوگی کہ وہ قابل اعتراض حربے استعمال کریں اور لیگ کی صفوں میں انتشار پھیلا دیں۔ جو لوگ لیگ کے خلاف لڑ رہے ہیں وہ ان کے دشمن ہیں اور مسلمانان سندھ کو ان سے خبردار رہنا چاہیے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ اسلام نے انہیں کمزور کے ساتھ زیادتی کرنے کا درس نہیں دیا۔ لہٰذا یہ ان کا فرض ہے کہ وہ سندھ میں اقلیتی فرقے کا تحفظ کریں۔

[دی ڈان، ۳۰ نومبر ۱۹۴۶ء]

۱۴۰- قاہرہ میں رائٹر کے نمائندے سے ملاقات

قاہرہ' یکم دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے قاہرہ میں رائٹر کو بتایا کہ وہ برطانوی وزیراعظم مسٹر کلی میسٹ ایٹلی کی اس یقین دہانی پر لندن جا رہے ہیں کہ "ایک گول میز کانفرنس میں ہند کی مکمل صورت حال پر غور کیا جائے گا-" انہوں نے کہا کہ "میں ہند کے نو کروڑ مسلمانوں کی آزادی کے لیے لڑوں گا اور کسی صورت میں بھی ایسے دستور کو قبول نہیں کروں گا جو ہندوؤں کی غلامی کا جوا مسلمانوں کے کندھوں پر دھر دے-"

مسٹر جناح نے اس الزام کی صحت سے انکار کیا کہ مسلم لیگ ہند کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے ضمن میں برطانوی سامراج کی اعانت کر رہی ہے- صاف گوئی سے انہوں نے کہا کہ "کیا ہم برطانوی راج کی غلامی سے ہندو راج کی غلامی میں منتقل ہو رہے ہیں؟ جواب ہے' نہیں- ہند کے مسئلہ کا واحد حل ہے' پاکستان-"

[دی ڈان' ۲ دسمبر ۱۹۴۶ء]

۱۴۱- شاہ فاروق اور عظام پاشا سے ملاقات پر بیان

لندن' ۴ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے قاہرہ میں فرمانروائے مصر شاہ فاروق اور عرب لیگ کے جنرل سیکرٹری عظام پاشا سے ملاقات پر مسرت کا اظہار کیا- انہوں نے عظام پاشا سے ہند میں مسلم لیگ کی حکمت عملی کے بارے میں تفصیل سے تبادلہ خیال کیا- انہیں اس مظاہرہ پر بھی بہت خوشی ہوئی جو بصرہ میں ان کے اعزاز میں ہوا-

[دی ایسٹرن ٹائمز' ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء]

۱۴۲- جنوبی افریقہ میں اقوام متحدہ کی جانب سے ہندیوں کی حمایت پر بیان

لندن' ۴ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر مسلم لیگ نے جو آئین سے متعلق ہندی رہنماؤں کے مذاکرات کے ضمن میں لندن میں تشریف رکھتے ہیں رائٹر کے سیاسی نامہ نگار سے اقوام متحدہ کے اس فیصلے کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جس میں اقوام متحدہ نے جنوبی افریقہ میں مقیم ہندیوں کے موقف کی حمایت کی-

انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ "وہ پُرسکون رہیں، میرے مشورے پر عمل کریں اور جن صوبوں میں اور مقامات پر وہ اکثریت میں ہیں وہاں ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کی حفاظت کریں۔"

دراز قد، خوش اسلوب اور خوش وضع لباس میں ملبوس قائداعظم جناح نے کلیرجیز ہوٹل میں ایک خصوصی ملاقات کے دوران مجھے یاد دلایا کہ یہ وہ لائحہ عمل ہے جس پر میں نے اپنے پیروکاروں کو عمل پیرا ہونے کی بار بار تلقین کی ہے۔

انہوں نے کہا "ہمارا کاز بالکل درست ہے۔ ہم ہند میں اپنی آزادی کے خواہاں ہیں، ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کی آزادی کے بھی، لہٰذا ہم اپنی محبوب منزل--- پاکستان کے حصول میں ناکام نہیں ہوسکتے۔

ہند میں موجود صورت حال پر گفتگو کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "وہ بہت سنگین کیفیت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ملک، معظم کی حکومت نہایت تیزی سے رونما ہونے والے نئے واقعات سے نمٹنے کے لیے کیا کرے گی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر ملک معظم کی حکومت اس کیفیت سے جو بہت خطرناک ہے نبرد آزما ہونے کے لیے ایک مضبوط، واضح اور قطعی حکمت عملی کا تعین نہیں کرتی تو معاملات ہاتھ سے نکل جائیں گے اور بہت تباہ کُن نتائج پر منتج ہوں گے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ "وہ وقت آن پہنچا ہے جب پیوند کاری سے کام نہیں چلے گا۔ غیر فیصلہ کُن رویّے اور حقائق کی طرف سے اپنی آنکھیں موند لینے کا ثمر اور نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا۔"

مجھے یقین ہے کہ ہند کے مسئلے کا واحد حل پاکستان ہے، جس کا مطلب ہے آزادی اور خودمختاری نہ صرف مسلم ہند میں، بلکہ مساوی طور پر ہندو ہند میں بھی۔

مسٹر جناح سمجھتے ہیں وحدانی یا متحدہ ہند یا وفاقی مرکزی حکومت کو چلانا ناممکن ہوگا، اگر یہ دس کروڑ مسلمانوں پر زبردستی مسلط کی گئی۔

اونچی ذات ہندو راج

انہوں نے زور دیا "چونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو برطانوی غلامی سے اونچی ذات کے ہندوؤں کی غلامی میں منتقل کر دیا جائے کیونکہ انہیں بھاری اکثریت حاصل ہوگی--- سیاسی اکثریت نہیں--- تین اور ایک کا تناسب (۳:۱) فرقہ وارانہ مذہبی اکثریت، جو ایک دائمی اکثریت ہوگی، جس سے وہ ہر بار مسلمانوں کے اکثریتی ہی نہیں بلکہ متفقہ فیصلے کو بھی مسترد کرسکے گی۔"

قائداعظم جناح نے کہا کہ انہیں توقع ہے کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران جو کچھ ہوا ہے اس کی

روشنی میں ملک معظم کی حکومت نے باور کر لیا ہوگا اور واضح فیصلہ کر لے گی کیونکہ صرف اسی طریقے سے دو آزاد ملکوں --- پاکستان اور ہندوستان میں مضبوط اور مستحکم حکومت قائم ہو سکتی ہیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ انہیں اس امر میں کوئی شک یا شبہ نہیں کہ یہ دونوں دوست ملکوں کی طرح زندگی بسر کریں گے' ایک تو باہمی مفادات کی خاطر [متصل ہونے کی وجہ سے] دوم پورے برصغیر ہند کے تحفظ کی وجہ سے۔ [رائٹر' دی ڈان' ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء]

۱۴۳۔ اے۔بی۔سی لندن کے ذریعہ امریکیوں کے نام پیغام

لندن' ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء

"مجھے علم ہے کہ امریکی قوم کو ہند سے گہری دلچسپی ہے۔ مَیں مسلم ہند کی جانب سے آپ کی خدمت میں پُرتپاک سلام پیش کرتا ہوں۔ مَیں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کی نیک تمنائیں ہمارے شامل حال ہیں' جیساکہ آپ جانتے ہیں کہ طویل و عریض برصغیر ہند میں بہت سی نسلیں' عقائد اور مذاہب آباد ہیں۔ ان میں دو بڑی قومیں --- ہندو اور مسلمان ہیں۔ دس کروڑ مسلمانوں کو ایک اقلیت کا نام تو نہیں دیا جاسکتا۔ ہم ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں سات کروڑ کے لگ بھگ ہیں' اور ہمارے ان اوطان میں ہمیں اونچی ذات ہندوؤں کے مقابلے میں ۷۰ فی صد کی اکثریت حاصل ہے۔

"ہم ہند کو ہندوستان اور پاکستان میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں' کیونکہ یہ واحد عملی حل ہے جس کی بدولت ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو آزادی حاصل ہو جائے گی اور ہندوستان اور پاکستان دونوں کو مستحکم اور پائیدار حکومتیں مل جائیں گی۔ جن کے بارے میں مجھے بھروسہ ہے کہ دوستوں اور ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کر سکیں گے جیسے ریاست ہائے متحدہ اور کینیڈا اور دیگر خود مختار ممالک امریکہ کے شمال اور جنوب دونوں سمتوں میں آباد ہیں۔

"ہندو ہند اور مسلم ہند دونوں کو الگ الگ ہونا چاہیے۔ چونکہ دونوں قومیں ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور بعض معاملات میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اجازت دیجئے کہ میں آپ کو کچھ اختلافات کے بارے میں بتا دوں۔ ہم ان سے تاریخ' ثقافت' زبان' فن تعمیر' موسیقی' قوانین' اصول قانون اور ہمارا سادا معاشرتی تانا بانا اور ضابطہ حیات میں مختلف ہیں۔

ایک ہند کا حصول ناممکن ہے کیونکہ بدیہی طور پر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم انگریز کی محکومی سے اونچی ذات ہندو کی محکومی میں چلے جائیں۔ یہ ایسی کیفیت ہے جسے مسلمان ہرگز قبول نہیں

کریں گے۔ کُل ہند اقلیت کی حیثیت سے ہم دائی ہندو اکثریت کی محکومی میں ہوں گے جس کا تناسب تین اور ایک [۳:۱] جس کا دراصل مطلب یہ ہوگا کہ ایک قوم دوسری قوم پر دوٹوں کے ڈبے کے ذریعہ حکمرانی کرے گی۔ ایسی حکومت کے حکم اور فرمان کو نہ احترام حاصل ہوگا نہ قبولیت' لہٰذا ایسی حکومت ناممکن ہوگی۔ یہ قوت کے بل پر تو حکمرانی کر سکیں گی' لیکن اسے دس کروڑ مسلمانوں کی رضامندی کے ساتھ منظوری حاصل نہ ہوگی۔ جب تک برطانوی حکومت کو مسئلے کے اس پہلو کی اہمیت کا احساس نہیں ہوگا اور اسے صاف گوئی اور جرأت کے ساتھ نہیں نمٹائے گی' بدامنی ناگزیر ہوگی جس کے سنگین عواقب ہوں گے جو امن عالم کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔

تقسیم ہند کی ہماری اسکیم سے ہندوؤں کو ملک کا تین چوتھائی حصہ ملتا ہے اور مسلمانوں کو باقی ماندہ ہند کے [ایک چوتھائی] میں آواز غالب ہوگی اور وہ صدا بہ صحرا نہیں ہوگی۔ اس طرح دونوں قوموں کو یہ موقع میسر آ جائے گا کہ وہ اپنی ثقافت اور اپنے نظریے کے مطابق ترقی کر سکیں اور دنیا کے امن اور اس کی ترقی میں اپنا اپنا کردار ادا کر سکیں۔

مسلمان کسی اور کے مقابلے میں آزادی کے زیادہ خواہاں ہیں کیونکہ آزادی کے لیے محبت' بھائی چارہ اور حُریت تو ان کے وجود کا ناگزیر جزو ہے۔ لیکن آزادی کا مطلب آزادی ہی ہونا چاہیے' انگریزوں کے استحصال اور ہندوؤں کے تسلط دونوں سے آزادی۔ دس کروڑ مسلمان آقاؤں کی تبدیلی کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ [دستاویزات قائداعظم فائل ر ۲۱ صفحات ۷۸ تا ۸۰]

۱۴۴۔ مسلم لیگ شاخ برطانیہ کے زیر اہتمام جلسہ عام سے خطاب

لندن' ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء

[شروع میں مسٹر جناح آہستہ اور رک رک کر بولے۔ چنانچہ ان کے ابتدائی جملے اچھی طرح سے سنے نہ جا سکے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ مائیکروفون کا صحیح طرح سے کام نہ کرنا ہو۔]

"مجھے مسرت ہے کہ انگریز قوم تھوڑی تھوڑی بیدار ہو گئی ہے۔ انگریزوں کی روایت یہ ہے کہ وہ اس وقت بیدار ہوتے ہیں جب خطرہ ان کے سر پر منڈلانے لگے۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ شاخ برطانیہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

"کابینہ مشن مارچ میں ہند آیا اور وہاں موجود کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ بہت سی بات چیت اور تبادلہ خیال کے بعد انہوں نے دو اسکیمیں پیش کیں۔ ایک کو طویل المدت اسکیم کا نام دیا اور دوسری کو قلیل المدت۔ واقعتاً کانگرس نے طویل المدت اسکیم کو قبول نہیں کیا۔ انہوں

نے اپنی شرائط پر اور اپنی ہی تاویلات کے ساتھ اسے "قبول" کیا۔ انہوں نے گروپ بندی کی دفعہ کے بنیادی اور اساسی اصول کی اپنی تعبیر کی۔ کابینہ مشن کے جس رویے سے ہمیں مایوسی ہوئی اسے اور کچھ نہیں تو کم سے کم 'بے حد حیرت انگیز' تو کہا ہی جا سکتا ہے۔ ان کی قبولیت کو میں تو ناقابل قبول قرار دوں گا۔ انہوں نے اس کا ساری دنیا کے سامنے اظہار کیا اور فی الحقیقت برطانوی پارلیمان کو گمراہ کیا کہ کانگرس نے طویل المدت اسکیم کو منظور کر لیا ہے۔

"انہوں [کابینہ مشن اور وائسرائے] نے کہا کہ فی الحقیقت ہماری اصل تجویز تھی ۲-۵-۵ لیکن اب ہمیں اسے ۵:۵:۳ کرنا ہو گا یعنی پانچ مسلمان، پانچ ہندو، ایک سکھ، ایک مسیحی اور ایک پارسی۔ درحقیقت اس کا مقصد کانگرس کی چاپلوسی کرنا تھا۔ ایک اوسط درجے کے انگریز کے لیے اس معمے کو سمجھنا مشکل امر ہو گا اگر وہ کافی عرصہ ہند میں نہیں رہا۔ کابینہ مشن اور وائسرائے نے بظاہر یہ سمجھا کہ اگر ایک نشست پارسی کو دے دی جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس سے کانگرس خوش ہو جائے کیونکہ اغلب امکان اس کا تھا کہ پارسی کانگرس کی حمایت کریں گے۔ جب یہ تجویز کانگرس کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے اسے دوبارہ مسترد کر دیا۔ پھر ہمیں بتایا گیا کہ کابینہ مشن اور وائسرائے اپنی تجاویز پیش کریں گے۔ ان کا ۱۶ جون کو اعلان کیا گیا اور انہیں قلیل المدت اسکیم کا نام دیا گیا۔ ہم سے کہا گیا کہ یہ حتمی تجویز ہے اور یہ کانگرس پر منحصر ہے کہ وہ اسے منظور کرتی ہے یا نہیں کرتی، اور یہی بات مسلم لیگ کے ساتھ ہو گی۔

"خواتین و حضرات! آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ کانگرس نے اسے قبول نہیں کیا۔ جب ناموں کا اعلان کیا گیا تو کانگرس نے کہا ہم ان نامزد صاحبوں کو قبول نہیں کرتے جو آپ نے چنے ہیں۔ ان کی بجائے اور ہونے چاہیں۔ اور ان کی بجائے اور لوگ نامزد کئے گئے۔

"کانگرس نے یہ بھی کہا ہم یہ منظور نہیں کرتے کہ مسلمانوں کے لئے کچھ تحفظات ہوں، جہاں تک کسی بڑے فرقہ وارانہ سوال کا تعلق ہے ایک ضمانت دی گئی ——— اور اس کا اطلاق دونوں پر ہوتا تھا صرف مسلمانوں پر ہی نہیں ——— کہ اگر کوئی بڑا فرقہ وارانہ سوال زیر غور ہو گا اور اس پر اختلاف ہو جائے اور اگر مسلمانوں کی اکثریت یا ہندوؤں کی اکثریت اس کی مخالف ہو تو اسے زبردستی مسلط نہ کیا جائے۔

"انہوں (کانگرس) نے کہا ہم اسے مختلف وجوہ کی بنا پر منظور نہیں کرتے۔ آپ نے ساری دنیا کے سامنے اسے حتمی قلیل المدت اسکیم قرار دیا جسے انہوں نے ۲۵ جون کو مسترد کر دیا۔ ہم نے اسے اسی دن قبول کر لیا۔

"پھر ایک اور حیرت انگیز حقیقت ہے۔ آپ لوگ ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکے ہوں گے کہ

وہ کون سا اثر و رسوخ تھا جس نے کابینہ وفد کو خود اپنی تجاویز کو کالعدم قرار دینے پر مجبور کیا جو میری رائے میں اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے غیر جانبدار لوگوں کی بھی یہی رائے ہے کہ یہ پیراگراف نمبر۸ کے معنوں کی سراسر غلط تعبیر ہے۔

"انہوں نے کہا: "اب ہم از سر نو آغاز کریں گے' جب ہم نے شکوہ کیا کہ یہ از حد غیر عادلانہ اور غیر منصفانہ ہے اور کہا کہ اس صورت میں طویل المدت منصوبے کو بھی ملتوی کر دیجئے تو کابینہ وفد نے جواب دیا 'نہیں —— تیاریاں کافی حد تک آگے جا چکی ہیں اور اب انہیں جاری ہی رہنا چاہیے۔ یہ ایسی تعبیر تھی جو عقل سلیم کے لئے نامرغوب اور مکروہ تھی۔ اس بنیاد پر کانگرس نے طویل المدت منصوبے کو منظور اور قلیل المدت منصوبے کو نامنظور کر دیا۔

ان کا رویہ یہ تھا کہ ہم اسے تو ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیں اور نئے سرے سے آغاز کار کریں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات سمجھ لیں کہ کانگرس نے طویل المدت منصوبہ بھی قبول نہیں کیا تاہم اس نے جو کچھ فیصلہ کیا اسے اس کی منظوری قرار دے دی گئی۔ یہ میرے لئے بہت دشوار امر ہے کہ میں آج شام آپ سے اپنی زبان میں گفتگو کروں۔ یہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کے ساتھ بے وفائی تھی —— بے وفائی۔ پھر اس کے بعد ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اسے ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ تاہم مجلس دستور ساز کے لئے تیاریاں جاری رہنا تھیں۔ قدرتی طور پر ہم نے احتجاج کیا۔ ہم نے بیانات جاری کئے لیکن ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ یہاں آپ تک پہنچے یا نہیں۔ لیکن ہم نے اپنے فیصلے واضح طور پر کر لئے۔

صدا بہ صحرا

"جولائی کے اختتام کے قریب عبوری حکومت کی ایک تجویز بھیجی گئی —— ایک تازہ تجویز۔ میں اس کی تفصیلات بتا کر آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ بنیادی طور پر اور بالکل مختلف تھی۔ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے یہ اوپر سے نیچے گرنے کا عمل تھا' ترقی معکوس اور اس کی نوعیت ایسی تھی کہ جسے ہم قبول نہ کر سکے۔

"اس اثناء میں ہم یہ واضح کرتے رہے کہ کانگرس نے طویل المدت منصوبہ قبول نہیں کیا' لیکن ہماری آواز گویا صدا بہ صحرا تھی۔

"۱۸ جولائی کو آپ کی پارلیمان کا اجلاس ہوا اور دارالعوام میں جو بیان دیا گیا اس میں نصف صداقت تھی اور یہ گمراہ کن تھا۔ اس میں اصل صورت حال کو چھپایا گیا لیکن کچھ بھی نہ ہوا' نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

"ہمیں اس نہایت سنگین کیفیت پر' جو ہمیں درپیش تھی' غور کرنا پڑا۔ ہم نے آل انڈیا

مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کیا جو ۲۹ جولائی کو منعقد ہوا۔ اس اثناء میں کانگرسی رہنماؤں کے بیانات عام ہوئے۔ ان میں بدترین بیان پنڈت جواہر لال نہرو کا تھا۔ انہوں نے کہا: "ہم خود مختار مجلس دستور ساز میں جا رہے ہیں۔ ہم جو مناسب سمجھیں گے فیصلہ کریں گے۔ مجوزہ یونین کا احاطہ کار تین امور پر مشتمل تھا' وہ تھے امور خارجہ' دفاع اور مواصلات۔ لیکن پنڈت جواہر لال نہرو نے واضح طور پر کہا کہ یہ مجلس دستور ساز کا کام ہو گا کہ وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔ ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ ہم نے ۶ جون کو جو منظوری عطا کی تھی اسے واپس لے لیں۔ لیکن ہم نے یہ بھی کہا کہ ہم عبوری حکومت کے فارمولے میں تبدیلی اور ۱۶ جون کے بیان میں مذکور تجاویز کی' جو کابینہ مشن اور وائسرائے کی حتمی تجاویز تھیں' ہماری جانب سے منظوری پر دوبارہ غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ استدلال' ذہانت یا منصفانہ رویے کی کوئی گنجائش نہیں۔"

اپنے دونوں شانے اُچکاتے ہوئے' جو مایوسی کی خصوصی علامت ہے' مسٹر جناح نے کہا: "مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ آپ کے وفد نے اس پورے دورانئے میں ہر نازک مرحلے میں اس طرح کام کیا گویا وہ کانگرس کی آزردگی سے خائف ہوں۔ کیوں؟ اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "چونکہ کانگرس نے یہ بنیادی حکمت عملی بنا لی تھی کہ وہ وقتاً" فوقتاً" ہر نازک مرحلے پر یہ دھمکی دے دیتے تھے کہ وہ کسی بھی لمحے جب ضروری سمجھیں گے عام سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دیں گے۔ ہم نے رعائتوں پر رعائتیں دیں اور ان اسباب کی بنا پر بہت کچھ دے دیا۔

"اور باور کیجئے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک خوشگوار اور پُر امن مفاہمت بدرجہا بہتر ہے" خواہ اس کی خاطر ہمیں کسی اہم شے کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔
[اس بیان پر پُرزور تالیاں بجائی گئیں۔]

مسٹر جناح نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: "ہم نے سمجھا کہ ہم سب کے لئے آزادی حاصل کر کے قربان گاہ پر اپنی بھینٹ چڑھا دیں گے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ کانگرس اپنی ہٹ دھرمی پر قائم تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹی [شرم کے نعرے] یہ ہمارے ملک اور ہمارے لوگوں کی بدقسمتی تھی۔ وہ راہ جنوں پر سر کے بل رواں دواں تھے۔" [چند لمحوں کا وقفہ آ گیا جب کسی نے ہیر ہیر کا نعرہ لگایا]

مسٹر جناح نے کہا کہ "ہند کے لوگوں کی آزادی کی راہ میں روڑے اٹکانے کی ذمہ دار کانگرس ہے۔" انہوں نے سوال کیا' "ہم چاہتے کیا ہیں؟ ہمارے زیادہ سے زیادہ مطالبات کیا ہیں؟

جواب ہے پاکستان۔" [سامعین کی طرف سے زندہ باد کے نعرے]۔ مسٹر جناح نے تشریح کی کہ پاکستان سے ان کا مطلب کیا ہے۔ پاکستان کیا ہے؟ اس میں ایسی کون سی خوفناک چیز ہے؟ کس طرح سے یہ ہندوؤں کو نقصان پہنچا سکتا ہے یا ان کے لئے مضرت رساں ہو سکتا ہے۔

پاکستان کا مطلب کیا؟

"ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں جو ہمارے وطن ہیں اور جہاں ہماری اونچی ذات ہندوؤں کے مقابلے میں ستر فی صد اکثریت ہے ہم وہاں اپنی علاحدہ ریاست کے قیام کے خواہشمند ہیں۔ جہاں ہم اپنے نظریات حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اختلافات اس قدر بنیادی ہیں کہ پھر زندگی میں ایسی کوئی اہم چیز باقی ہی نہیں رہ جاتی جس پر ہم اتفاق کر سکیں۔

"تاریخ کے ہر طالب علم کو اس امر کا علم ہے کہ ہمارے ہیرو' ہماری ثقافت' ہماری زبان' ہماری موسیقی' ہمارا فن تعمیر' ہمارا اصول قانون' ہماری معاشرتی زندگی کلی طور پر مختلف اور ممیز ہیں۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ عرصہ دراز سے ہند ایک ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ نام نہاد ایک ہند ساختہ برطانیہ ہے۔ یہ شمشیر کے زور پر ایک بنایا گیا اور شمشیر کے بل پر ہی ایک رکھا جا سکتا ہے جیسا کہ اب تک رکھا گیا۔ آپ کسی ایسے شخص سے گمراہ نہ ہوں جو یہ کہتا ہو کہ ہند ایک ہے اور پھر یہ کیوں ایک کی حیثیت سے' جاری نہیں رہ سکتا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم پاکستان چاہتے ہیں اور پاکستان یہ پہلے سے فرض کرتا ہے ہندوستان کو بھی ایک آزاد ملک ہونا چاہیے۔

ہندوؤں کو کیا فائدہ

"ہندوؤں کو کیا نقصان ہو گا؟ نقشے پر نظر ڈالئے۔ انہیں ہند کا تین چوتھائی حصہ مل جائے گا۔ انہیں بہترین حصے ملیں گے۔ ان کی آبادی تقریباً بیس کروڑ ہو گی۔ پاکستان یقیناً ہند کا بہترین حصہ نہیں ہے۔ ہماری آبادی دس کروڑ ہونی چاہیے ـــــ سب مسلمان۔ ہماری ان تجاویز پر اعتراض کیا ہے؟ ہمیں آزاد ہونا چاہیے۔ یہ بڑی ریاستیں ہوں گی۔ اس دنیا میں کتنی ریاستیں ہیں جن کی آبادی دس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ آپ دیکھیں یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ آیئے ہم ہندوؤں کے ساتھ اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی گزاریں جیسے امریکہ کینیڈا کے ساتھ دوستانہ انداز میں رہتا ہے اور شمال اور جنوب میں دیگر ملکوں کے ساتھ رہتا ہے۔

"بدقسمتی سے یوروپ نے اس جذبے کا مظاہرہ نہیں کیا' لیکن تاہم یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں کہ یہ تجویز پیش کی جائے' سارا یوروپ ایک ہو جائے اور وہاں ایک حکومت ہو؟ میں ایسے مثالیت پسندوں کو جانتا ہوں جن کی یہ خواہش ہے۔ بلکہ وہ تو یہ بھی چاہتے ہیں کہ ساری دنیا ایک

ہو اور ایک ہی حکومت ہو۔

"یہ بہت اعلیٰ و ارفع تخیل ہے' لیکن اس نوع کے تخیلات آسانی سے حاصل نہیں ہو جاتے۔ پھر میں کہتا ہوں پاکستان پر کیا اعتراض ہے؟ اعتراض صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کو سارا چاہیے۔ اگر انہیں سارا دینے پر اتفاق ہو جائے تو ہم محض ایک اقلیت بن کر رہ جائیں گے۔

"لہٰذا مسئلہ یہ ہے کہ کیا انگریز اپنی سنگینیں لے کر کھڑا ہو جائے گا اور اقتدار ہندو اکثریت کے حوالے کر دے گا۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو آپ وقار کا ہر ذرہ گنوا بیٹھیں گے اور رواداری اور انصاف کا جنازہ نکل چکا ہو گا۔

"جمہوریت ہندو معاشرے کے لئے اجنبی ہے۔ میں کسی اور معاشرے کے لئے بے احترامی کا اظہار نہیں کرنا چاہتا۔ ہندو معاشرے پر ذات پات چھائی ہوئی ہے' اور وہ ذات پات کا اسیر ہے۔ اچھوتوں کا معاشرتی' اقتصادی اعتبار سے یا کسی بھی لحاظ سے کوئی مقام نہیں۔

"جمہوریت مسلمانوں کے خون میں رچی بسی ہے جو آدمیت کو مکمل مساوات کے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ اکثر و بیشتر جب میں مسجد جاتا ہوں تو میرا شوفر [ڈرائیور] میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ مسلمان بھائی چارہ' مساوات اور حریت پر یقین رکھتے ہیں۔

"ایک اقلیت اکثریت کے سامنے کس طرح بند باندھ سکتی ہے؟ یہ لغو بات ہے۔ ہم کسی اکثریت کے سامنے بند نہیں باندھ رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنی حکومت قائم کرنے کا حق ہے۔

"جتنا جلد برطانوی حکومت اور برطانیہ کے عوام کو صداقت اور ہند کے اصل حالات کا احساس ہو گا اتنا ہی نہ صرف آپ کی قوم کے لئے بہتر ہو گا بلکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے بھی بہتر ہو گا۔ لہٰذا یہ برطانوی حکومت کا کام ہے کہ وہ حق سے اجتناب نہ برتے بلکہ مسئلہ کا جرات اور کھلے دل سے سامنا کرے۔ اگر آپ اسی روش پر گامزن رہے تو ہو سکتا ہے کہ ایسی خوفناک تباہی آپ کو آئے' جس پر قابو پانا بھی دشوار ہو گا۔

"پوری کیفیت کا جائزہ لے لیجئے۔ اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ اِلّا یہ کہ آپ ہزاروں زندگیوں سے کھیل کر اپنی فتح کا جشن منانا چاہیں۔ تقسیم ہند کے سوا کوئی اور راستہ نہیں۔ مسلمانوں کو ان کا وطن دے دیجئے اور ہندوؤں کو ہندوستان۔

کابینہ مشن

"ہم مسلسل تبادلہ خیال اور مذاکرات کے چکر میں ہیں۔ استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔ ہر بار کانگرس میں سے کسی نے کہا: "نہیں' فوری طور پر کچھ اور کرنے کی ضرورت ہے۔" ان حالات میں انہوں نے سوچا کہ ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی طریقہ کار نہیں کہ ہم کٹھن

سیاست کی راہ اختیار کریں۔ ۱۹۰۶ء سے اب تک پہلی بار مسلم لیگ کونسل نے ایک مختلف حکمت عملی اپنانے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے جو کچھ کہا وائسرائے نے اس میں سے کسی بات کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ مجھے علم نہیں کہ اس کے لئے کون ذمہ دار ہے؟

لیگ کو نظرانداز کیا گیا

"اگلا قدم یہ تھا کہ مسلم لیگ سے پہلوتہی کی گئی اور اسے جان بوجھ کر نظرانداز کیا گیا اور پنڈت جواہر لال نہرو کو عبوری حکومت تشکیل دینے کے لئے طلب کیا گیا۔ ہم سے پہلوتہی اور ہمیں نظرانداز کرنا جاری تھا کہ حکومت بن گئی۔ اپنی نشری تقریر میں وائسرائے نے کہا: "میں سمجھتا ہوں کہ ایک شکایت میرے حکومت تشکیل دینے کے ضمن میں وقت اور طریقہ کار کی بھی ہے۔"
یہ صرف شکایت ہی کی بات نہیں، یہ ایک خطرناک راہ ہے جو انہوں نے اختیار کی۔ انہوں نے ایک اپیل جاری کی، جب انہوں نے ہم سے کہا: "آپ کے لئے پانچ نشستیں موجود ہیں اگر آپ آنا چاہیں۔" آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مسلم لیگیوں کے دلوں پر کیا بیتی ہو گی، جب پنڈت جواہر لال نہرو کو ایسی عبوری حکومت کو تشکیل دینے کے لئے طلب کیا گیا ہو گا۔ سارے ہند میں بڑی بڑی سرخیوں سے اس کا اعلان کیا گیا —— میں آپ کو بتاتا چلوں کہ دس میں سے نو اخبار ہندو کانگرس کے ہیں —— اس طریقے سے جو ہر کس و ناکس کو مشتعل کرنے کے لئے کافی تھا۔ لیکن ۲۷ جولائی کو ہم نے فیصلہ کیا کہ اپنی حکمت عملی تبدیل کر دی جائے اور راست اقدام کے طریقے کو اپنا لیا جائے —— حکمت عملی میں ایک زبردست تبدیلی! اور ہم نے فیصلہ کیا کہ ۱۶ اگست کے دن اپنے لوگوں کے سامنے اس حکمت عملی کی وضاحت کر دی جائے۔

"جس وقت یہ اعلان کیا، وائسرائے کے محل میں ایک جلسہ ہوا، پنڈت نہرو کو طلب کیا گیا، اور حیرتناک بات یہ ہے کہ کلکتہ کے سوا اور کہیں کچھ نہ ہوا۔ اخبارات اور نشریوں کے ذریعے بیانات جاری کئے گئے کہ مسلم لیگ کا مقصد محض اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کی وضاحت کرنا ہے۔ لیکن کلکتہ اور ایک اور مقام پر ۱۶ اگست سے قبل خونریزی ہوئی۔

"مسلم لیگ کلکتہ کی کل آبادی کا صرف ۲۶ فی صد ہے۔ چنانچہ اگر ہم خونریزی کے خواہشمند ہوتے تو کلکتہ اس مقصد کے لیے ہرگز کوئی مثالی مقام نہ تھا۔ یہ کیوں ہوا؟ کمیٹی اس بارے میں اپنا فیصلہ صادر کرے گی۔ لیکن میں اتنا آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ ۱۶ اگست کے چند روز بعد مسلم لیگ نے کلکتہ میں بہت سے جلسے منعقد کئے اور بنگال کے رہنماؤں نے اس فتنے کو سر اٹھاتے ہی کچل دیا۔

"ہم صورت حال پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے یہاں آئے۔ جب پنڈت نہرو یہاں آئے تو

ہند میں کانگرس کے مستقبل کے بارے میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور وہ صرف اس لئے آئے کہ وہ وائسرائے کے ارشاد کی تعمیل کر رہے تھے۔ درآں حالیکہ یہ تو موقف ہے۔ انگریز یہ کہہ سکتا ہے، بلکہ کہتا ہے کہ اب بحث و تمحیص اور مذاکرات کی گنجائش ہی کیا رہ گئی جب ایک فریق نے مستقبل کے ضمن میں اپنی راہ متعین کر لی ہے۔ برطانوی [حکومت کے] بیان کی کیا کیفیت ہے۔ برطانوی کابینہ مشن [کے اراکین] ان تجاویز کے مصنف تھے اور انہیں اپنے الفاظ کی پاسداری کرنا چاہیے تھی۔"

الجھاؤ

"یہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ کانگرس اس سارے معاملے کو وفاقی عدالت [ہند کی اعلیٰ ترین عدالت فیڈرل کورٹ] کے روبرو پیش کر دے۔ بادی النظر میں پنڈت نہرو اور مسلم لیگ کی ہند سے آمد بے سود سی لگتی ہے۔ ایک بار پھر لوگ الجھاؤ کے اسیر ہو گئے ہیں۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ کوئی کارروائی نہیں ہونا چاہیے کہ ابھی ہم مذاکرات کے مرحلے میں ہیں۔ اور ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں، اس سے مفاہمت کا معاملہ خراب ہو سکتا ہے۔

"کانگرس آگے بڑھ رہی ہے اور مجلس دستور ساز کو خود مختار ادارے کے طور پر برت رہی ہے۔ اب انگریز کیا چاہتا ہے کہ مسلم لیگ کیا کرے؟ ہم ممکنہ طور پر کیا کر سکتے ہیں۔ آپ گمراہ نہ ہو جیئے، جب یہ صورت حال ہو کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔ تو یہ بھی عیاں ہے کہ ہم ایسی کیفیت میں ہیں جہاں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔" (رائٹر، دی ڈان، ۱۵ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۴۵۔ پریس کانفرنس سے خطاب

لندن، ۱۴ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اشارۃً" کہا کہ "اگر کانگرس کابینہ مشن کی ہند کے لئے آئینی تجاویز کی گروہ بندی کی شق کی برطانوی حکومت کی تاویل کو غیر مبہم طریقے سے قبول کر لے تب انہیں یقیناً اپنی کونسل طلب کرنا ہو گی۔ لیکن وثوق سے یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ کونسل [مسلم لیگ] مجلس دستور ساز میں شامل ہونے کا فیصلہ کرے گی یا نہیں۔" وہ یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر جناح نے دوبارہ توثیق کی کہ پاکستان ہی مسلم لیگ کی منزل مقصود ہے۔ انہوں نے قدامت پسند رہنما مسٹر چرچل کی اس پیش گوئی سے اتفاق کیا کہ اگر برطانیہ نے جرأت مندی اور صفائی قلب سے قدم نہ اٹھایا تو ہند کے حالات بدتر ہو جائیں گے۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ اس ہفتے دارالعوام میں ہند پر دو روزہ بحث کے بارے میں ان کے تاثرات کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: بحث کے بارے میں میرا عام تاثر یہ ہے کہ پہلے جو زبردست گھپلے ہوئے ان پر کچھ روشنی پڑ رہی ہے' اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض حقائق کے بارے میں اب پارلیمان بہتر کیفیت کی حال ہے بہ نسبت اس سے جیسا کہ وہ گذشتہ چند مہینوں کے دوران تھی۔

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا مسلم لیگ کا نصب العین مکمل آزادی ہے؟ تو مسٹر جناح نے جواب دیا۔ "آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم اور کس چیز کے لئے لڑ رہے ہیں؟ مکمل آزادی کی منزل پاکستان ہے—— یقیناً۔"

ایک اور سوال کرنے والے نے مسٹر جناح سے دریافت کیا—— کہ برطانوی حکومت کے ۶ دسمبر کے اس بیان کے بارے میں ان کا کیا ردعمل ہے کہ وہ [حکومت برطانیہ] ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ اقلیتوں پر کوئی ایسا دستور مسلط کر دے جس کے وضع کرنے میں ان کا کوئی نمائندہ شریک نہ ہو۔ مسٹر جناح نے اپنا رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا: "فرض کیجئے وفاقی عدالت ملک معظم کی حکومت کی تاویل کے خلاف اپنا فیصلہ صادر کرتی ہے تب ملک معظم کی حکومت مجلس دستور ساز کے بارے میں کیا کرے گی؟ کیا وہ وفاقی عدالت کی تاویل کی اساس پر' جو ملک معظم کی حکومت کے خلاف ہو گی' کارروائی جاری رکھے گی۔ اس صورت میں مسلم لیگ اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی۔

ایک اخبار نویس نے کہا کہ لندن میں یہ احساس ہے کہ مسلم لیگ اس مسئلہ کو وفاقی عدالت میں پیش کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔ یعنی فریقین کو الگ الگ کر دیا جائے۔

تجاویز کیا ہیں

اگر آپ مجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہم اس نکتے کو وفاقی عدالت میں لے جانے کے سلسلے میں فریق بننے کی کیوں ہمیشہ مخالف کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خود مصنفین [برطانوی کابینہ مشن اور حکومت] کو جاننا چاہیے کہ تجاویز کیا ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عدالت میں لے جانے والا معاملہ نہیں۔ ایک شفیع کو جو تجویز پیش کر رہا ہے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا مفہوم کیا ہے اور اسے یہ کہنا چاہیے کہ اگر کسی کے ذہن میں کوئی شبہ ہے تو وہ اسے دور کر دے گا۔" مزید برآں' مسٹر جناح نے کہا کہ یہ تو ایک بنیادی اور اساسی نکتہ ہے اور اسکیم کی بنیاد ہے۔ انہوں نے کہا یہ کوئی ایسا نکتہ نہیں جس پر انصاف کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ اس نوع کے نکتے پر فیصلہ کرانے کے ضمن میں مَیں کسی عدالت پر بھروسہ نہیں کروں گا۔

ایک صحافی نے بیک وقت دو سوال کئے' اگر کانگرس نے برطانوی حکومت کی پیش کردہ تجاویز کو قبول کر لیا تو کیا مسلم لیگ مجلس دستور ساز میں شرکت پر تیار ہو جائے گی اور کیا وہ کانگرس کے اس موقف سے اتفاق کرلے گی کہ مجلس دستور ساز خودمختار ادارہ ہے اور اس پر کوئی قوت اثرانداز نہیں ہو سکتی۔ مسٹر جناح نے پہلے حصے کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر کانگرس ملک معظم کی حکومت کی ۶ دسمبر کی تاویل کو غیر مبہم انداز میں قبول کر لیتی ہے تو انہیں کونسل کو طلب کرنا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسلم لیگ کونسل کے فیصلے کے بارے میں کوئی پیش بینی نہیں کر سکتے۔

ظالمانہ اکثریت

مسٹر جناح نے سوال کرنے والے صحافی کا ان کے سوال کے دوسرے حصے پر ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ "یہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں مجلس دستور ساز کی حیثیت کے بارے میں گفتگو کرنا بہت خوب ہے۔ لیکن یہ بات بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ کانگرس کو یقیناً ظالمانہ اکثریت حاصل ہے۔ ان کے حامیوں کی تعداد ۲۹۲ کے قریب ہو گی' دو چار کم۔ جب کہ مسلمانوں کی تعداد ۷۹ ہے۔ لوگ جمہوریت سے یہی کچھ سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جمہوریت نام کی کوئی شے نہیں۔ یہ ایک قوم کی اکثریت ہے جو کسی دوسری قوم کے متفقہ فیصلے کو بھی مسترد کر سکتی ہے چونکہ ایک کے نمائندوں کی تعداد ۷۹ ہے اور کانگرسیوں کی تعداد ۲۹۲۔

"اس خطرناک کیفیت میں جس میں مسلمان ہوں گے ہم کسی بیرونی مداخلت کے خواہاں نہیں۔ ان معنوں میں کہ کوئی ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کر سکے لیکن بنفسہٖ اسکیم میں کوئی ایسا اہتمام ہونا چاہیے کہ ظالمانہ اکثریت کو ہمارے گوشت کے لوتھڑے کو منہ میں دبا کر دوڑ جانے سے باز رکھ سکے۔ لیکن مجلس دستور ساز کو خودمختاری کا رتبہ دے دینا کہ وہ فیصلے پر فیصلہ کرے اور بے چاری مسلم قوم پر مسلط کرتی جائے' ایسا ہے گویا برطانوی حکومت اور دنیا کے سامنے اسے تکمیل شدہ امر کے طور پر پیش کر دیا جائے — یہ ہے حقیقی خطرہ۔"

ایک اخبار نویس نے سوال کیا کہ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم فرقہ ترقی کی راہ مسدود کرنے کے لئے ایک ویٹو مسلسل اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہے؟

مسٹر جناح نے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا "یہ اکثر کہا جاتا ہے اور یہ ایک لغو بات ہے تاآنکہ ایک قوم کی اکثریت جو چاہے فیصلہ کرے اور جیسے ہی آپ اس سے اتفاق نہ کریں تو کہا جائے کہ آپ ویٹو استعمال کر رہے ہیں اور آپ ہٹ دھرم ہیں۔ اس صورت میں اکثریت اقلیت کو مکمل طور پر پیس کر رکھ دے گی اور اقلیت کے پاس اس درد کا کوئی درماں نہ ہو گا۔

اتفاق ناگزیر ہے

مسٹر جناح نے اپنے سامعین سے سوال کیا کہ ساری دنیا میں کہیں اور کبھی بھی ایسا ہوا ہے کہ کوئی دستور کامیابی کے ساتھ چلا ہو جس کے وضع کرنے میں اس دیس کے بسنے والوں کے اہم عناصر کی آمادگی کے ساتھ رضا شامل نہ ہو۔ "انتظامی مشینری بھی اس وقت تک نہیں چلے گی جب تک کہ اس کی حمایت میں لوگوں کی خیرسگالی' تعاون اور دیانت دارانہ خواہش موجود نہ ہو۔

"جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اکثریت کی ترقی پر قدغن [ویٹو] لگا رہے ہیں' تو مسٹر جناح نے دریافت کیا' آپ کی مراد کس اکثریت سے ہے؟ اگر آپ کی مراد ہندوؤں سے ہے تو ہم ان کے لئے دعاگو ہیں' آگے بڑھیے اپنا ہندوستان قائم کیجئے' ہندوؤں کے لئے اپنا دستور ترتیب دیجئے۔ ہمیں تنہا چھوڑ دیجئے اور پاکستان کے لئے ہم خود اپنا دستور وضع کر لیں گے۔"

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا وہ پاکستان کے لئے علیحدہ مجلس دستور ساز کی وکالت کر رہے ہیں' تو مسٹر جناح نے جواب دیا کہ انہوں نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے۔

موجودہ عبوری حکومت میں کانگرس اور مسلم لیگ کی شمولیت کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ کانگرس نے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا ہے کہ دستور خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو وہ ایک کابینہ کے طور پر کام کریں گے جس کی مشترکہ اور اجتماعی ذمہ داری ہو گی۔ اور وہ صرف مقننہ کے سامنے جواب دہ ہو گی جس میں ان کی بھاری اکثریت ہے کسی اور بیرونی حاکم کے سامنے نہیں۔ مسٹر جناح نے کہا "جب ہم کہتے ہیں کہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے تو ہم پر نکتہ چینی کی جاتی ہے اور ہمیں بادشاہ کی پارٹی کا نام اور برطانوی سامراج کے ایجنٹوں کا طعنہ دیا جاتا ہے۔

درآنحالیکہ مستقبل کے دستور کا معاملہ ابھی طے نہیں ہو پایا۔ نئی مرکزی حکومت اس نوع کے اقدامات کر سکتی ہے جو ہمارے پاکستان اور علاحدگی کے مطالبے کو مکمل طور پر تارپیڈو کر دیں۔

مسٹر جناح نے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ حکومت کے ۶ دسمبر کے بیان میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر ہند کی سیاسی جماعتیں بڑے متنازعہ نکات کو وفاقی عدالت میں لے جانا چاہیں تب یہ معقول بات ہو گی کہ مجلس دستور ساز کے سب حصوں کے جلسے اس وقت تک ملتوی کر دیئے جائیں جب تک کہ وفاقی عدالت کا فیصلہ معلوم ہو۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ انہیں علم نہیں کہ کانگرس مجلس دستور ساز کے اپنے حصوں کے جلسوں کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دینے کو معقول گردانیں گی جب تک وفاقی عدالت کا فیصلہ ہو یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تو کیفیت یہ ہے کہ ہم معلق لٹکے ہوئے ہیں۔

(رائٹر' دی ڈان ۱۵ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۴۶۔ وطن واپسی سے قبل ہوائی اڈے پر بیان

لندن، ۱۵ دسمبر ۱۹۴۶ء

ہوائی جہاز میں سوار ہونے سے قبل قائداعظم محمد علی جناح نے کہا "ہم وزیراعظم سمیت سب لوگوں کی ان کی عظیم شفقت اور مہمان نوازی کے لئے شکرگزار ہیں جن سے ہمارا رابطہ ہوا۔ ملک معظم کی حکومت جس حکمت عملی پر کاربند ہے اس سے ہمارے اختلافات کتنے ہی سنگین اور شدید کیوں نہ ہوں ہم ان کی شفقت، حسن اخلاق اور مہمان نوازی کا شکریے کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں۔ سرکاری وفد اور وائسرائے نے صاف گوئی کے ساتھ ہم سے تبادلہ خیال کیا، اور یہی کچھ وزیراعظم نے بھی کیا۔ ہم نے انہیں ہند کی صورت حال کو سمجھانے اور اس کی سنگینی کا احساس دلانے کی کوشش کی۔"

آل انڈیا مسلم لیگ کے نمائندوں کی حیثیت سے جو ہند کے مسلمانوں کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے، ہم نے سب کو اپنا مشورہ دیا۔ میری یہاں مسلم لیگ کی شاخ کے بہت سے ممتاز اراکین سے ملاقات ہوئی جن میں عہدے دار بھی شامل تھے اور مجھے ان سے مل کر مسرت ہوئی وہ سب اپنی سی کوشش کر رہے ہیں، میں ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔ ان کے لئے صرف ایک لفظ ہے ـــــ اتحاد۔"

(دی ڈان، ۱۶ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۴۷۔ قاہرہ پہنچنے پر بیان

قاہرہ، ۱۶ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے لندن سے قاہرہ پہنچنے پر یہ اعلان کیا کہ "مسلمانان ہند کے لئے پاکستان کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔" انہوں نے کہا کہ "حالیہ واقعات سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ کانگرس کا مقصد یہ ہے کہ وہ جائز یا ناجائز کسی بھی طریقے سے اپنی غلامی کا جوا ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کے کاندھوں پر رکھ دے۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ انہوں نے کانفرنس میں پیش کی جانے والی جملہ تجاویز کو مسترد کر دیا۔ مجھے پہلے کی نسبت زیادہ یقین ہو چلا ہے کہ ہمارے سامنے حصول پاکستان کے سوا اور کوئی در وا نہیں یا ہندو کی غلامی کے سامنے سر تسلیم کر دیں۔

ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہند برطانیہ کے ساتھ اپنا تعلق منقطع کر لے گا؟ مسٹر جناح نے جواب دیا: "یہ وہ سوال ہے جس کا فیصلہ مسلمانان ہند کو کرنا ہو گا۔ ہمیں اس امر کی پوری آزادی

ہو گی کہ ہم برطانوی دولت مشترکہ میں شامل رہتے ہیں یا نہیں۔" انہوں نے کہا کہ اس مرحلے پر وہ مسلمانوں کے حتمی فیصلے کے بارے میں کوئی پیش گوئی کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم صرف ایک نقطہ نظر سے اس امر کا جائزہ لیں گے کہ کیا ایسا کرنا ہمارے مفاد میں بہتر ہو گا۔

انہوں نے ہند میں موجودہ صورت حال کو 'خطرناک' قرار دیا۔ مسٹر جناح نے قاہرہ میں پیش کی جانے والی اس تجویز کا خیر مقدم کیا کہ مشرق وسطیٰ کے ملکوں کی ایک کانفرنس طلب کی جانی چاہیے۔

"میں بے قرار ہوں کہ مصر کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلم ہند کس امر کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے۔ یہ مصر کے لئے بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ہندیوں کے لئے۔ اگر ہم حصول پاکستان میں کامیاب ہو گئے تو یہ مصر کے لئے اچھا ہو گا" انہوں نے کہا کہ کانگرس کے پروپانگنڈا سے مصری گمراہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ان [مصریوں] سے اپیل کی کہ وہ مسلم ہند کے معاملات میں زیادہ دلچسپی لیں اور ہند کے آئندہ دستور کے مسائل کا مطالعہ کریں۔

مسٹر جناح نے رائٹر کو بتایا کہ لندن کے مذاکرات میں حصہ لینے کے بعد وہ اس یقین کے ساتھ ہند واپس جا رہے ہیں' حالیہ مذاکرات سے ان کا یہ یقین پختہ تر ہو گیا ہے کہ مسلمانان ہند پاکستان حاصل کر لیں گے۔

مسٹر جناح قاہرہ میں تین روز صرف کر رہے ہیں' یہ آگاہی حاصل کرنے کے لئے بالخصوص مصر کی انگریزوں کے ساتھ معاہدے کے مذاکرات کے تعلق میں کہ مصر کس دور سے گزر رہا ہے۔

مسٹر جناح نے مزید کہا کہ میں اس امر کے لئے حد درجہ بے قرار ہوں' کہ مصر کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمانان ہند کی جدوجہد کا مقصد کیا ہے اور یہ مصر کے لئے بھی کس قدر اہم ہے کہ ہم پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور یہ کتنا خطرناک ہو گا اگر ہم ناکام ہو جاتے ہیں۔

جب ان سے کہا گیا کہ وہ اپنے اس بیان کی وضاحت کر دیں تو مسٹر جناح نے کہا کہ "جب پاکستان قائم ہو جائے گا تب ہی ہم [مراد ہندی اور مصری مسلمان] حقیقتاً آزاد ہوں گے۔ وگرنہ ہندو سامراجی راج کی لعنت اپنے پنجے مشرق وسطیٰ کے اس پار تک پھیلا دے گی۔

(دی ڈان' ۱۸ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۴۸- ریڈیو قاہرہ کے نمائندے سے ملاقات

قاہرہ، ۱۸ دسمبر ۱۹۴۶ء

قاہرہ ریڈیو نے اپنے نمائندے کے حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح کی مصر کے دارالحکومت میں تشریف آوری کے ضمن میں عربی زبان میں خبر نشر کی، جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

اس وقت مسٹر محمد علی جناح عرب لیگ کی دعوت پر مصر میں تشریف فرما ہیں۔ اس ملک میں مصریوں کے لئے مسلمانان ہند کے معاملات سے آگاہی کے مواقع بہت تھوڑے ہیں۔ چنانچہ مصر کی سرکاری نشریاتی سروس نے مسٹر احمد عبدالغفار کو زحمت دی کہ وہ ہندی رہنما سے ملاقات کریں اور ان سے ہند میں آباد مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں گفتگو کریں۔ ہمارے نمائندے کی ہندی قائد سے ملاقات کی روئیداد پیش خدمت ہے۔

مسلمانان ہند کے قائد..... تاہم وہ نہایت زود فہم اور سریع الحس ہیں۔ وہ اپنے اظہار کے لئے جو لفظ چنتے ہیں انہیں بہترین طریقے سے استعمال میں لاتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے نپے تلے انداز میں گفتگو کی۔ ان کی موجودگی میں مجھے ان کے زبردست سیاسی کردار کی گرم جوشی کا احساس ہوا۔ جیسے جیسے وہ مجھ سے باتیں کر رہے تھے، میرے دل میں ان کے مقصد کی عظمت جاگزیں ہو رہی تھی۔ یہ بات نہایت آسانی سے میری سمجھ میں آگئی تھی کہ وہ ہند میں اپنے ہم مذہبوں کے حقوق کی حفاظت کی خاطر بڑی دلیری اور بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ میں نے ان سے ان کے مقصد[مشن] کے بارے میں دریافت کیا۔ پہلے تو وہ چند ثانیوں کے لئے خاموش رہے۔ پھر ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا اور انگلیوں سے اپنے سفید بالوں میں کنگھی سی کی، سگریٹ کا کش لگایا اور گھمبیر آواز میں یوں گویا ہوئے: "ہند ایک وسیع و عریض برعظیم ہے۔ اس کے ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ ہند میں کبھی بھی ایک مرکزی حکومت قائم نہ ہو سکی۔ مختلف خانوادے جنہوں نے وقتاً" فوقتاً" ہند میں زمام اقتدار سنبھالی کبھی بھی اس برعظیم میں آباد مختلف فرقوں اور نسلوں کو اتحاد کی لڑی میں پرونے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ انگریزوں نے ہندیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ایک مرکزی حکومت قائم کریں جس کا دارالحکومت دہلی ہو۔ لیکن مسلمان اس اقدام کو شک و شبہہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر متحدہ ہند کی حکمت عملی نے ایک حقیقت کا روپ دھار لیا تو یہ اس ملک میں آباد دس کروڑ مسلمانوں کے لئے پیغام فنا ہو گا۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ "ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ ہند کے شمال اور مشرق میں آزاد مملکتیں قائم کی جائیں جن پر مسلم اکثریت حکومت کرے۔ ہم اسے پاکستان کہتے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہند کے ان حصوں میں دو مسلم مملکتیں قائم کریں۔ پاکستان کے منطقوں میں دوسروں کی مداخلت کے بغیر' اسلام کے ورثے اور اپنی ثقافت اور تہذیب کا تحفظ کر سکیں گے۔ باقی ماندہ ہند ہندوؤں کے زیر نگیں ہو گا اور وہ ان علاقوں میں اپنی مرضی و منشا کے مطابق حکومت کرنے میں آزاد ہوں گے اور اپنی ثقافت اور تہذیب کے تقاضوں کو پورا کر سکیں گے۔ مسلمان اور ہندو ہند کی دو بڑی قومیں ہیں' جو ایک دوسری سے بالکل مختلف ہیں۔

"ہند میں مسلمانوں کے اپنے تہذیبی' اخلاقی' معاشرتی اور زندگی کے جملہ شعبوں کے لئے ضابطے ہیں جو ایک قوم کو دوسروں سے ممیز و ممتاز کرتے ہیں۔ ہمارا اپنا قانون ہے اپنی ثقافت اور موسیقی اور اپنا مذہب ہے۔ اگر ہند غیر منقسم رہتا ہے' تو اس کا مطلب ہو گا ہندو اکثریت جس کا مطلب ہو گا ایک [مسلمان] کے مقابلے میں تین [ہندو]۔ ہندو اکثریت کچھ ہی عرصے کے بعد مسلم ثقافت اور اسلامی تہذیب کو مٹا دے گی' جسے ہند کے مسلمانوں نے کمال احتیاط کے ساتھ مختلف ادوار میں برقرار رکھا ہے۔"

مسٹر جناح نے مزید کہا: "مسئلہ پاکستان مسلمانان ہند کے لئے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ یہ حیات اور موت کا سوال ہے۔ ہندو ذات پات اور گروہوں میں منقسم ہیں۔ جو جس مخصوص ذات پات سے متعلق ہو گا اسی کے ساتھ زندگی بسر کر سکے گا۔ اونچی ذات کے ہندو مسلمانوں کو ملیچھ تصور کرتے ہیں اور اپنے برابر کا نہیں سمجھتے۔ ہندو جو خود کو جمہوریت کا علمبردار کہتے ہیں اچھوتوں کے ساتھ زمانہ قدیم سے اپنی بدسلوکی کی کوئی وضاحت پیش نہیں کر سکتے۔ اچھوت اونچی ذات کے ہندوؤں کی فرمانروائی کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔" (دی ڈان' ۲۸ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۴۹۔ اگر ہم ڈوبے تو سب ڈوب جائیں گے' ایک ضیافت میں تقریر

قاہرہ' ۱۸ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے قاہرہ میں چائے کی ایک ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "اگر ہند میں ہندو سلطنت قائم ہو گئی تو اس کا مطلب ہو گا ہند میں اسلام کا خاتمہ اور دیگر مسلم ممالک میں بھی۔"

چائے کی یہ ضیافت لبرل دستوری پارٹی کے سیکرٹری نے مسٹر جناح کے اعزاز میں ترتیب دی

تھی۔

مسٹر جناح نے کہا کہ "اس باب میں کوئی شک نہیں کہ روحانی اور مذہبی رشتے ہمیں مصر سے منسلک کرتے ہیں، اگر ہم ڈوبے تو سب ڈوب جائیں گے۔" (دی ڈان، ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۵۰۔ مصری ریڈیو سے نشریاتی تقریر

قاہرہ، ۱۹ دسمبر ۱۹۴۶ء

"ہم حصول پاکستان کی غرض سے لڑ رہے ہیں۔ بلاشبہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ پاکستان [کا مطلب] کیا ہے اور ہم نے اس کے قیام کا کیوں عزم کر رکھا ہے۔ ہند ایک وسیع و عریض برعظیم ہے اور اس کی ساری تاریخ شاہد ہے کہ اس میں کبھی بھی ایک حکومت نہیں تھی۔ یہ ایک ملک ہے جو بہت سی قوموں پر مشتمل ہے۔ یہ کبھی متحد نہیں ہو سکتا، نہ ہی اس کے لوگ ایک قوم تشکیل دے سکتے ہیں۔ انگریز ہند کے لوگوں کو اختیارات حکمرانی منتقل کرنے پر آمادگی ظاہر کر چکا ہے۔ اس پر مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور یہ سوچنے لگے کہ ان کا کیا بنے گا؟ وہاں مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ کے قریب ہے۔ پاکستان سے ہمارا مطلب ہے ہند کے شمال مغربی اور مشرقی منطقے، ہمارے اوطان، جہاں ہماری تعداد سات کروڑ کے لگ بھگ ہے اور غیر مسلموں کی تعداد تقریباً تین کروڑ، اور جہاں ہم صدیوں سے آباد ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان دو منطقوں کو جہاں جہاں ممکن ہو علیحدہ کر دیا جائے، جہاں ایک مسلم حکومت اپنے علاقوں پر فرمانروائی کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کریں اور ان تمام اقدار کا تحفظ کریں جن کا اسلام علمبردار ہے۔ اس کے معنی ہیں ملک کا ایک چوتھائی حصہ مسلمانوں کو اور تین چوتھائی ہندوؤں کو مل جائے گا جہاں وہ بھی ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے ہندوستانی رسم و رواج پر مبنی اپنے فلسفے، اپنے تمدن اور معاشرتی نظم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

ہند میں مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں۔ وہ ان ناگزیر عناصر کے تعلق سے، ہر اس شے پر اثرانداز ہوتے ہیں جو زندگی میں ذرا بھی اہمیت رکھتی ہے، کلی طور پر ایک دوسرے سے مختلف اور نمایاں ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہم ایک دوسرے سے مختلف اور نمایاں ہیں بلکہ بعض اوقات ہم ایک دوسرے کی ضد بھی ہیں۔ ہم مسلمانوں کی اپنی تاریخ، ثقافت، زبان، قوانین، اصول قوانین، موسیقی، فن تعمیر، تقویم، معاشرتی اور تعلیمی زندگی ہے جو ہندوؤں سے بالکل مختلف ہے۔

ایک ہند یا متحدہ ہند کے معنی ہیں ایک بہت بڑے ہند کا قیام جہاں ہندوؤں کی مرضی و منشاء ہو، جنہیں ایک کے مقابلے میں تین کی اکثریت حاصل ہو گی، غلبہ حاصل ہو گا اور وہ مسلم قوم پر

حکومت کریں گے۔ اس کا مطلب ہو گا کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا ہند میں مسلمانوں کے وجود کا گلا گھٹتا جائے گا۔ بحیثیت ایک قوم فنا ہماری تقدیر ہو گی۔ لہٰذا یہ دس کروڑ مسلمانوں کی موت اور حیات کا معاملہ ہے۔ ہم اپنی بقا کی خاطر جدوجہد کر رہے ہیں' اور ان دو منطقوں میں جہاں مسلمانوں کی ٹھوس اکثریت ہے آزاد اور علاحدہ مملکت کے خواہاں ہیں۔

ہندوؤں کے فلسفہ زندگی' ان کی ثقافت اور معاشرتی زندگی کی ساری اساس ذات پات کے نظام پر استوار ہے۔ ایک شخص جس ذات میں پیدا ہوتا ہے اسی ذات میں مرجاتا ہے۔ یہ بے حد منفرد قسم کے لوگ ہیں۔ کوئی شخص نیچی ذات سے اونچی ذات میں داخل نہیں ہو سکتا' یا معاشرتی اور معیشی مساوات کا سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ اونچی ذات کے ہندو مسلمانوں کو ملیچھ [ناپاک] تصور کرتے ہیں۔ پھر چھ کروڑ اچھوت ہیں جو ہندو ہونے کے دعویدار ہیں لیکن ہندوؤں کی اعلیٰ ذات کے معاشرے میں ان کا داخلہ ممنوع ہے۔ ان کے ساتھ معیشی اور معاشرتی شعبوں میں غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ جمہوریت ہندو معاشرے کے لئے بالکل اجنبی ہے۔ یہ اچھوت ذات پات کے نظام کا شکار ہیں اور کسی اور ذات میں نہ وہ داخل ہو سکتے ہیں اور نہ انہیں شامل کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا معاملہ اس سے بھی بدتر ہے۔ چونکہ انہیں تاریخ' ثقافت اور اقتصادیات کے اعتبار سے عجیب و غریب مخلوق سمجھا جاتا ہے' جیسا کہ مسلمان بنی نوع انسان کی مساوات' اخوت اور حریت کے ناگزیر اصولوں کے قائل ہیں اور انہی پر عمل پیرا ہیں۔ چونکہ وہ بنیادی طور پر جمہوری قوم ہیں' اس لیے ایسا کوئی مشترکہ میدان نہیں جس میں زندگی کی اہم قدروں کے حوالے سے ہندو اور مسلمان مل بیٹھ سکیں۔ یہ دونوں بالکل مختلف قومیں ہیں اور مستقبل بعید میں بھی اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ یہ دونوں یک رنگ یا متحد ہو سکیں۔

ہم وہاں ہزار برس سے رہ رہے ہیں اور یہ نام نہاد ایک ہند صرف برطانوی تسلّط اور برطانوی حکمرانی کا ایک ذریعہ ہے جو امن و امان اور معاشرتی نظم کو برقرار رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ یہ ناقابل فہم بات ہے کہ یہ دو قومیں جو ہر اعتبار سے ایک دوسری سے مختلف ہیں ایک حکومتی نظم و نسق میں شمولیت اختیار کر سکیں جس میں مسلمانوں کی ایک ووٹ کے مقابلے میں ہندوؤں کی تین ووٹیں ہوں گی۔

حکومت کے مقبول عام اور جمہوری نظریے کا مطلب یہ ہے کہ عوام الناس کی حمایت اس کی پشت پر ہے۔ ایسی حکومت جو ہندوؤں اور مسلمانوں پر مشتمل ہو مصنوعی اور غیر فطری ہو گی' اور جسے نہ کبھی عوام کا احترام' اور اعتماد حاصل ہو سکے گا اور نہ ہی ان کی تسلیم و رضا یا عزت حاصل ہو پائے گی۔ اگر قانون سازی اور نظم و نسق چلانے کے ضمن میں دونوں سے فیصلہ ہونا ہے

تو یہ تباہ کُن ہو گا۔ چونکہ یہ [مخلوط حکومت] آزمائش اور امتحان کی الجھن کا سامنا نہ کر سکے گی۔ دو قوموں کی متوں اختلافی آراء انہیں تقسیم کر دیں گی' کیونکہ انہیں مصنوعی طریقے سے ایسی حکومت میں یکجا کر دیا گیا تھا جس کا پورے برعظیم پر غلبہ تھا۔ لہٰذا واحد حل یہ ہے کہ مسلم ہند کو ہندو ہند سے الگ کر دیا جائے اور ہر ایک کے لئے الگ الگ حکومت قائم کر دی جائے تاکہ یہ اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔

لہٰذا ہند کے اس سوال کو حل کرنے کا سیدھا طریقہ پاکستان اور ہندوستان قائم کرنا ہے۔ ہماری اسکیم ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو آزادی عطا کرتی ہے۔ ایک ایسی اسکیم جو ہند پر انگریز کے تسلط کو بسرعت ختم کر دے گی۔ جبکہ ہندوؤں کا متحدہ ہند کی خواہش اور خواب کا مطلب' جہاں تک ہمارا تعلق ہے' یہ ہے کہ انگریزی استعمار کی غلامی سے ہندو سامراج کی غلامی میں چلے جائیں۔ یہ ایسی کیفیت ہے جسے مسلمان نہ قبول کر سکتے ہیں نہ ہی کریں گے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہندو دو تہائی ہند کی بجائے سارے کا سارا اور پورا ہند چاہتے ہیں۔ دو تہائی ہند بھی ایک طاقتور ملک ہو گا جس کی آبادی بیس کروڑ نفوس پر مشتمل ہو گی اور جس میں ہندوؤں کو پچاسی سے نوے فی صد تک اکثریت حاصل ہو گی۔ اتنی بڑی آبادی اور رقبہ شاید چین کے سوا کسی اور آزاد ملک میں نہ ہو گی۔ جب کہ مسلم ہند کی کل آبادی ایک چوتھائی کے لگ بھگ ہو گی جس میں مسلمانوں کی اکثریت صرف ستر فی صد ہو گی۔ لہٰذا ہماری اسکیم دونوں کے لئے زیادہ منصفانہ ہے' جبکہ ہندو اسکیم کا مطلب ہے دس کروڑ مسلمانوں کا سیاسی' معاشرتی اور معیشتی اعتبار سے فنا کے گھاٹ اترنا اور ہر اس معاملے کے لحاظ سے جو زندگی میں کچھ بھی اہمیت رکھتا ہے اور ان جملہ اقدار کے لحاظ سے جن کا اسلام علمبردار ہے۔

(دستاویزات قائداعظم فائل ۸۵۷' صفحات ۲۰۲' ۲۰۰)

۱۵۱۔ قاہرہ میں پریس کانفرنس سے خطاب

قاہرہ' ۱۹ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے اس یقین کا اعادہ کیا کہ ہند میں حصول پاکستان کی جدوجہد میں ناکامی کا مطلب ہو گا کہ مشرق وسطیٰ میں بھی مسلمان اور عربوں کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

انہوں نے کہا ''اگر ہند پر ہندو سامراجی قوتوں کی حکمرانی ہوئی تو یہ مستقبل کے لئے اگر اس سے زیادہ نہیں تو اتنا ہی بڑا خطرہ ہو گا جتنا بڑا خطرہ برطانوی استعمار سے ماضی میں تھا۔ لہٰذا میں

سمجھتا ہوں کہ پورا مشرق وسطیٰ آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک جائے گا۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک آزادی اور خودمختاری چاہتے ہیں اور اثر و رسوخ کے کسی حلقہ کی اسیری کے خواہشمند نہیں۔

مسٹر جناح نے کہا "میں مسلمانوں کے نصب العین ــــ پاکستان ــــ کے حصول کی خاطر کسی تکیہ نہیں کرتا' نہ برطانیہ پر اور نہ ہی کانگرس کے ساتھ کسی مفاہمت پر۔"

جب دریافت کیا گیا کہ اگر پاکستان قائم ہو گیا تو برطانیہ اور پاکستان کے تعلقات کی نوعیت کیا ہو گی؟ "پاکستان برطانیہ کی زیر حفاظت قائم نہیں ہو سکتا۔ پاکستان آزاد ہو گا" انہوں نے کہا "تاہم یہ فیصلہ کرنا مسلمانان ہند کا کام ہے کہ آیا پاکستان برطانوی دولت مشترکہ کا جزو ہو گا یا نہیں۔"

جب ان سے مصر کے حکام اور مسلم رہنماؤں کے ساتھ ان کے مذاکرات کے بارے میں سوال کیا گیا تو مسٹر جناح نے جواب دیا کہ "وہ ہندو' مسلم صورت حال کو سمجھنے کے بہت مشتاق تھے اور انہوں نے مسلم کاز کے بارے میں اپنی ہمدردی کا اظہار کیا۔"

"میں نے انہیں ہندو سلطنت کے قیام میں مشرق وسطیٰ کے لئے مضمر خطرات سے آگاہ کیا اور یقین دلایا کہ پاکستان ان تمام اقوام کو بلا تمیز رنگ و نسل اپنا تعاون پیش کرے گا جو حصول آزادی کی غرض سے جدوجہد کر رہی ہیں۔"

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ مصر کے سوڈان کے ساتھ اتحاد کے مطالبے کے بارے میں ان کے تاثرات کیا ہیں جب اس کا ہندو مسلم مسئلہ سے موازنہ کیا جائے' تو مسٹر جناح نے کہا "ان دو باتوں میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔" (دی ڈان' ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۵۲۔ کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب

کراچی' ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک کانگرس ملک معظم کی حکومت کی ۶ دسمبر کی تاویل کو غیر مبہم انداز میں قبول نہیں کرتی' میرے لئے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کروں تاکہ وہ اپنے پچھلے فیصلے پر نظرثانی کر سکے۔

مسٹر جناح نے یہ بیان اس سوال کے جواب میں دیا کہ جس میں ان کی توجہ سر اسٹیفورڈ کرپس کی اس بات کی جانب مبذول کرائی گئی تھی جو انہوں نے دارالعوام میں بحث کے دوران کہی کہ مسٹر جناح اس امر کے لئے تیار تھے کہ وہ یہ معلوم کرنے کے لئے مسلم لیگ کونسل کے سامنے معاملہ پیش کر دیں کہ کیا مسلم لیگ ۶ دسمبر کے بیان کی بنیاد پر مجلس دستور ساز میں شامل ہونے پر

آمادہ ہے۔

مسٹر جناح نے کہا: "اگر یہ بیان کیا گیا ہے کہ سر اسٹیفورڈ کرپس نے [دارالعوام میں] بحث کے دوران یہ بات کہی' ۶ دسمبر کے بیان کے بعد مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کرے گی' تو یہ ٹھیک وہ بات نہیں جو انہوں نے کہی تھی۔ لیکن میں نے برطانوی حکومت کے ساتھ بحث و تمحیص کے دوران اور اپنی پریس کانفرنس میں جو میری لندن سے روانگی سے دو چار روز قبل منعقد ہوئی' دونوں مواقع پر یہ واضح کر دیا تھا کہ جب تک کانگرس غیر مبہم طور سے اس حتمی اور قطعی تاویل کو قبول نہ کرلے جو ۱۶ مئی کے بیان کی' کی گئی ہے میرے لئے اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں کونسل کا اجلاس طلب کروں۔ جب تک کہ کانگرس ۱۶ مئی اور ۶ دسمبر کے بیانات سے اتفاق نہ کرلے' میں کونسل کے سامنے کیا پیش کروں گا؟ اگر کانگرس ۱۶ مئی اور ۶ دسمبر کے بیانات کو قبول کرلیتی ہے تب کونسل کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

مسٹر جناح نے کہا کہ یہ درست نہیں کہ برطانوی وزیراعظم کے میرے اور پنڈت جواہر لال نہرو کو سنانے کے بعد ۶ دسمبر کے بیان میں کوئی تبدیلی کی گئی۔ "یہ درست نہیں ہے کہ بعد میں کوئی اضافہ کیا گیا۔" انہوں نے کہا "یہ عین ممکن ہے کہ پنڈت نہرو نے آخری حصہ صحیح طور سے نہ سنا ہو۔"

جب ان سے کہا گیا کہ آسام کو مہاتما گاندھی کے اس مشورے پر اپنے ردعمل کا اظہار کریں کہ آسام اس وقت مجلس دستور ساز سے باہر آجائے جب مجلس مختلف ٹکڑوں میں منقسم ہو کر کام شروع کرے تو مسٹر جناح نے کہا: "مسٹر گاندھی مختلف موقعوں پر مختلف باتیں کرتے ہیں۔ بلاشبہ اس وقت ان پر ناقابل گزر تاریکی مسلط ہے اور کسی کو یہ پتہ نہیں کہ وہ وقتاً" فوقتاً" جو بات کرتے ہیں اسے کس طرح سمجھا جائے۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے مسٹر گاندھی پر نکتہ چینی کرنی پڑی۔ لیکن اس امر کا خود انہوں نے اعتراف کیا تھا' جب میں دہلی میں پنڈت نہرو سے مذاکرات کر رہا تھا' تو وہ اس سے پھر گئے تھے۔ وجہ یہ بیان کی تھی کہ ان سے زبردست غلطی کا ارتکاب ہو گیا تھا اور یہ کہ وہ کمزور ہو رہے ہیں۔ اب یہ دشوار امر ہے کہ وہ جو کچھ کہیں اسے کوئی اہمیت دی جائے۔"

سوال : کیا 'ب اور 'ج' گروپوں میں اقلیتی نمائندوں کو اپنے مفادات کے تحفظ کے ضمن میں وہی سہولتیں اور حقوق حاصل ہوں گے جو یونین کا دستور مرتب کرتے وقت مسلمانوں کو حاصل ہوں گے؟ گروپ دستور وضع کرتے وقت صوبائی وحدتوں کی کیا حیثیت ہو گی؟

مسٹر جناح : "تاویل و تعبیر کرنا میرا کام نہیں۔ ۱۶ مئی کا بیان موجود ہے اور اس کی تاویل

کے لئے ۶ دسمبر کا بیان بھی۔

برطانیہ الوداع

جب مسٹر جناح سے دریافت کیا گیا کہ اس نکتے پر عدم مفاہمت کی صورت میں وہ کیا حل تجویز کریں گے' تو انہوں نے کہا: "میری ذاتی رائے تو یہ ہے کہ ہند کے مسئلے کا واحد حل پاکستان ہے جو ہمیں پاکستان اور ہندوستان میں مستحکم اور آزاد حکومتوں کے قیام کا موقع عطا کرے گا اور مجھے بھروسہ ہے کہ ہم اس وقت ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو اچھے اور دوست ہمسایوں کی طرح رہنے میں ممد و معاون ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں ہم جلد سے جلد برطانیہ کو الوداع کہہ سکیں گے اور پھر ہماری کیفیت یہ ہو گی کہ ہم جارح کو' خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو' للکار سکیں گے "ہند سے دور ہٹو۔" یہ میری رائے رہی ہے اور آج بھی یہی میری رائے ہے۔"

لندن کانفرنس کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "آخر کار صداقت برطانوی مدبروں' عوام اور اخبارات پر منکشف ہو رہی ہے۔"

مصر میں خیر مقدم

مسٹر جناح نے کہا کہ ان کا دورہ قاہرہ اس اعتبار سے سیاسی نوعیت کا تھا کہ وہ یہ سمجھنا چاہتے تھے کہ مصر میں کیا ہو رہا ہے اور وہ رائے عامہ کے قائدین کے ساتھ تبادلہ خیال کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ان رہنماؤں کو یہ سمجھانے کی بھی کوشش کی کہ ہند میں کیا ہو رہا ہے۔

انہیں مصر کے جملہ مکاتب فکر اور سیاسی جماعتوں نے گرم جوشی اور خلوص و شفقت کے ساتھ خوش آمدید کہا۔ انگریزوں کے مصر کے ساتھ معاہدہ کے مذاکرات کے بارے میں مسٹر جناح نے کہا: "ان کی ذاتی ہمدردیاں' جیسا کہ ہر صحیح الخیال شخص کی ہوں گی' مصر کی موافقت میں ہوں گی۔"

انہوں نے کہا کہ میں اس امر کے لئے بے قرار ہوں کہ مصر ایسا سمجھوتہ کرنے میں کامیاب ہو جائے جو اس کے مفاد میں ہو۔ میں اس مرحلے پر کچھ زیادہ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا کیونکہ مذاکرات جاری ہیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ مصریوں میں مسلمانان ہند کے مقاصد اور ان کی امنگوں کی حمایت اور ان کے ساتھ گہری ہمدردی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

[اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۲ دسمبر ۱۹۴۶ء]

۱۵۳- ۷۱ ویں سالگرہ کے موقعہ پر پیغام

کراچی' ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو ہند کے گوشے گوشے سے مسلم لیگی رہنماؤں کی جانب سے برقیے موصول ہوئے جن میں ۷۱ ویں سالگرہ کی مبارکباد کے ساتھ اس دن کی بار بار آمد کی دعائیں کی گئی تھیں- مسٹر جناح نے اپنی سالگرہ کا دن نہایت خاموشی سے گزارا اور تکان کے باعث ظہرانے کی اس تقریب میں بھی شرکت نہ کر سکے' جس کا اہتمام وزیر اعظم سندھ مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ نے اس کے اعزاز میں کیا تھا-

شام کو ایک استقبالیہ منعقد ہوا جس میں ہزاروں مسلمانوں نے اپنے قائد کو خراج تحسین پیش کیا- مسلم نیشنل گارڈز کے رضاکاروں نے ان کی قیام گاہ کے سامنے پریڈ کی-

مسٹر جناح نے ان لوگوں کو بالکنی سے خطاب کرتے ہوئے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ وہ اس وقت ان سے ملاقات کرنے سے قاصر ہیں کہ وہ بے حد تھکے ہوئے ہیں- لیکن امید ہے کہ وہ ان سے بہت جلد ملاقات کریں گے- انہوں نے ان سے اپیل کی کہ مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد ہو جائیں اور پاکستان حاصل کریں-

مسٹر جناح نے حسب ذیل پیغام جاری کیا:

"میں ان پیغامات کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں جن میں میری سالگرہ کا دن بار بار آنے کی دعا کی گئی- میں اہالیان کراچی کا بھی شکر گزار ہوں' جہاں میں آج موجود ہوں' جنہوں نے مختلف طریقوں سے میرے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا-"

میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں: "مسلمانو' اتحاد اور نظم و ضبط برقرار رکھو' اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی- اور میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم اپنی محبوب منزل پاکستان تک پہنچ جائیں گے-"

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۵۴- پیغام کشمیری مسلمانوں کے نام

کراچی' ۲۶ دسمبر ۱۹۴۶ء

چودھری حمیداللہ خاں قائم مقام صدر کشمیر مسلم کانفرنس نے قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے ملاقات کی اور انہیں ریاستی مجلس قانون ساز کے متوقع انتخابات کے ضمن میں ریاست میں موجود صورت حال سے آگاہ کیا-

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک بیان میں انتخابات میں مسلم کانفرنس کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "مجھے علم ہے کہ آپ دشواریوں اور بہت سی مشکلات اور ان قوتوں کا دلیری اور پامردی سے مقابلہ کر رہے ہیں جو آپ کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ صرف منظم اور متحدہ مساعی ہی آپ کو کامیابی سے ہم کنار کر سکتی ہیں۔

"لہٰذا میں مسلمانان جموں و کشمیر سے اپیل کرتا ہوں کہ متحد ہو جائیں اور ٹھوس طریقے سے مسلم کانفرنس کے ہر امیدوار کی مدد کریں اور اس کے حق میں ووٹ ڈالیں۔"

(دی ڈان' ۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۱۹۴۷ء

۱۵۵۔ جمہوریہ ویت نام کے نام پیغام

کراچی' یکم جنوری ۱۹۴۷ء

"آپ کی جدوجہد میں مسلم ہند کو گہری ہمدردی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کی امنگیں اور آزادی کی خواہش کامیابی سے ہمکنار ہوں۔" یہ ہے وہ پیغام جو مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے جمہوریہ ویت نام کے نام ارسال کیا۔

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲ جنوری ۱۹۴۷ء)

۱۵۶۔ سندھ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی سے خطاب

کراچی' ۳ جنوری ۱۹۴۷ء

سندھ اسمبلی مسلم لیگ پارٹی کا ایک جلسہ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کی جائے قیام پر منعقد ہوا۔ مسٹر جناح نے پارٹی کے اراکین کو مطلع کیا کہ گذشتہ آٹھ دس روز کے دوران انہوں نے عامتہ الناس کے جملہ طبقوں اور گروہوں سے ملاقاتیں کیں اور سب کی عام خواہش یہ تھی کہ ہم میں مکمل یک جہتی' ہم آہنگی اور تعاون ہونا چاہیے۔ اور انہیں یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ تبادلہ خیال اور بحث و تمحیص کے بعد انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ سندھ اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کی قیادت کے لئے کوئی مقابلہ نہیں۔ لہٰذا پارٹی کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کو پارٹی کا قائد اور مسٹر ایم۔ اے۔ کھوڑو کو نائب قائد مقرر کر لے۔

مسٹر جناح کے اس بیان پر متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کو پارٹی کا

قائد اور مسٹر ایم- اے- کھوڑو کو نائب قائد ہونا چاہیے- پارٹی نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ موجودہ وزارت کے اراکین کو ان کے عہدوں پر جوں کا توں برقرار رکھا جائے-

[اے- پی- آئی' دی ڈان' ۴ جنوری ۱۹۴۷ء]

۱۵۷- یوم فتح کی تقریب کے جلسہ عام کے لئے پیغام

کراچی' ۶ جنوری ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک پیغام میں یوم فتح کی تقریب کے سلسلے میں منعقد ہونے والے جلسہ عام میں شرکت نہ کر سکنے پر بہت افسوس کا اظہار کیا- انہوں نے اپنے پیغام میں کہا:

"اگرچہ میری خواہش تھی کہ میں اس جلسے میں شرکت کروں لیکن علالت طبع کے باعث شرکت سے قاصر ہوں- میں سو اور ایک سو ایک درجہ حرارت کے باوصف کام کرتا رہا- لیکن آج مجھے بہت دکھ ہے کہ میں اس جلسہ میں شریک ہونے سے قاصر ہوں-"

"میں مسلمانان سندھ کو حالیہ انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا- اگر آپ اسی طرح متحد اور منظم رہے اور اسی جذبے سے کام جاری رکھا تو ہم بہت سے لوگوں کی توقع سے جلد تر پاکستان حاصل کرلیں گے-" (دی ایسٹرن ٹائمز' ۷ جنوری ۱۹۴۷ء)

۱۵۸- برما کے جنرل آنگ سان سے ملاقات پر بیان

کراچی' ۸ جنوری ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم- اے- جناح نے ایک بیان میں برما کے جنرل آنگ سان کے ساتھ اپنی ملاقات پر اظہار مسرت کیا- انہوں نے کہا کہ "ہند اور برما سے متعلق مختلف مسائل پر ان کے ساتھ آزادی اور صاف گوئی کے ساتھ تبادلہ خیال ہوا اور میں اس مشن کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں جس پر وہ انگلستان جا رہے ہیں-"

"مسلم لیگ کی حکمت عملی بالکل واضح رہی ہے- ہند میں ہندی ریاستوں کے معاملات میں ہماری مداخلت کی کوئی تمنا نہیں- ہمارا سروکار محض برطانوی ہند سے ہے اور میں برما کے عوام الناس کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلم لیگ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں کہ وہ مونگ دا کے پاکستان میں الحاق کے سوال کو اٹھائے- مسلم لیگ نے کبھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی ہم ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں- لہٰذا میں اپیل کرتا ہوں کہ اس معاملے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم سمجھا جائے اور

مسلمانوں اور برمی عوام میں خوشگوار اور دوستانہ تعلقات بلا کسی کی بیشی کے برقرار رہیں جن کا مقصد ایک دوسرے کی امداد کرنا ہو۔" (دی کرانیکل' ۹ جنوری ۱۹۴۷ء)

۱۵۹۔ سندھ مدرسہ گرلز ہائی اسکول کے سنگ بنیاد کی تقریب

کراچی' ۱۲ جنوری ۱۹۴۷ء

"دوسرے لوگ جو غلطیاں کرتے ہیں ان کی نقالی ہرگز نہ کیجئے۔ اپنی رائے قائم کیجئے اور خود سے دریافت کیجئے کہ کیا ایسی غلطیوں کی نقالی باوقار کام ہے؟ کیا یہ انصاف پر مبنی ہے؟ اگر آپ کا ضمیر آپ سے یہ کہے کہ یہ غلط ہے تو پھر آپ کسی بھی حال میں اس غلطی کا ارتکاب نہ کیجئے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے کہی۔ وہ پیرالٰہی بخش صدر سندھ مدرسہ بورڈ کے سپاسنامے کا جواب دے رہے تھے۔ پیر الٰہی بخش نے یہ سپاسنامہ سندھ مدرسہ گرلز ہائی اسکول کے سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب کے موقع پر پیش کیا۔ سنگ بنیاد مس فاطمہ جناح نے رکھا۔ اس تقریب میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی جن میں شیخ غلام حسین ہدایت اللہ وزیرِاعظم سندھ' مسٹر یوسف ہارون اور مسز حسن علی عبد الرحمان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مسٹر جناح نے کہا "تعلیم ہر قوم کی اساس ہوتی ہے اور یہ بہت افسوسناک امر ہے کہ تعلیم کے شعبے میں سندھ سارے ملک میں سب سے زیادہ پسماندہ صوبہ ہے۔ انہوں نے اس امر پر مسرت کا اظہار کیا کہ اب کچھ بیداری نظر آ رہی ہے" انہوں نے زور دیا کہ "صوبے بھر میں خواندگی کی مہم چلائی جائے جو جملہ فرقوں پر محیط ہو۔

مسٹر جناح نے کہا "آج کا مسلمان بہت ست الوجود واقع ہوا ہے۔ اور یہ صرف محنت مشقت اور مستقل مزاجی ہے جس کے ذریعے ہی کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔"

مسٹر جناح نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ خود دیانتداری' ایمانداری' فرض شناسی' ذمہ داری اور انصاف کا اعلیٰ ترین شعور پیدا کریں۔

اس سے قبل پیرالٰہی بخش نے ایک سپاسنامہ پڑھا جس میں مسٹر جناح کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا گیا "مسٹر جناح اس برصغیر کے دس کروڑ مسلمانوں کے واحد نمائندہ ہیں' وہ ان کی سیاسی امنگوں کے واحد ترجمان ہیں اور ان کے واحد مرشد اور رہنما ہیں۔ ان کے نقش پا تاریخ رقم کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر ایک عظیم اور تاریخی قوم کی تقدیر کا انحصار ہوتا ہے۔

سپاسنامہ میں جسے بورڈ کے صدر نے بورڈ کی جانب سے پیش کیا مزید کہا گیا کہ "مسٹر جناح کافی عرصے سے ہماری وزارت اور اسمبلی میں اکثریت کو استحکام اور تقویت بخشنے کے لئے ہمارے

صوبے میں قیام پذیر ہیں۔"

مسٹر اور مس جناح کو ہار پہنائے گئے اور ان کا شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے تعلیم کے کاز میں اس قدر دلچسپی کا اظہار کیا۔ (دی سندھ آبزرور' ۱۴ جنوری ۱۹۴۷)

۱۶۰- پنجاب میں مسلم لیگی رہنماؤں کی گرفتاری پر بیان

کراچی' ۲۶ جنوری ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان میں کہا کہ "مجھے اخبارات میں یہ اطلاعات پڑھ کر سخت صدمہ پہنچا کہ حکومت پنجاب نے مسلم نیشنل گارڈز کی تنظیم کو خلاف قانون جماعت قرار دینے کا فیصلہ کر لیا- بہانہ یہ تراشا گیا کہ حکومت نجی فوجوں کے قیام کی اجازت نہیں دے سکتی- اس بات میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں کہ مسلم نیشنل گارڈز کی اساس نجی فوج کی نہج پر استوار کی گئی اور اس بات کی مسٹر لیاقت علی خان نے اپنے کل کے بیان میں نہایت تفصیل کے ساتھ وضاحت کر دی ہے- حکومت پنجاب نے نہ کبھی کوئی شکایت کی نہ ہی نیشنل گارڈز کی انتظامیہ صوبائی مسلم لیگ یا آل انڈیا مسلم لیگ کو کوئی انتباہ کیا گیا' نہ ہی مسلم نیشنل گارڈز کی کسی کارروائی کو خلاف ضابطہ بتایا گیا' یا کسی ایسی کوشش کی نشاندہی کی گئی جو خلاف قانون ہو-

"اس طرح اچانک مسلم نیشنل گارڈز تنظیم پر جھپٹ پڑنا اور اسے قانون فوجداری کی دفعہ ۱۶ کے تحت خلاف قانون جماعت قرار دینا بے حد ظالمانہ اور غیر پسندیدہ اقدام ہے اور اس اقدام سے ایک اہم اور بنیادی معاملے کی جڑ بنیاد' شہری آزادیوں پر کاری ضرب لگتی ہے- پھر اس اعلان کے جلو میں دہشت گردی کے طریقوں سے مسلم نیشنل گارڈز کے دفاتر پر چھاپے مارے گئے اور مسلم لیگیوں کو گرفتار کیا گیا- مسلم لیگ کو دبانے اور اس پر ظلم کرنے کی حکمت عملی سے نہایت خطرناک ایشوع سامنے آتے ہیں-

"یہ بات واضح نہیں ہے کہ یہ حکمت عملی اور کارروائی جو حکومت پنجاب کی جانب سے کی گئی وزارت کی طرف سے کی گئی یا گورنر کی جانب سے یا دونوں طرف سے- پنجاب کے وزیراعظم سے جو پنجاب میں فوجی اکادمی کے قیام کے سلسلہ میں وائسرائے کے ساتھ تبادلہ خیال کے لئے دہلی آئے ہوئے تھے' جب پوچھا گیا کہ اس کارروائی کے ضمن میں جو حکومت پنجاب کی جانب سے کی گئی انہیں کیا کہنا ہے تو میری تو حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب انہوں نے یہ جواب دیا کہ وہ جب تک لاہور نہیں پہنچ جاتے اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتے- بدیہی طور پر یہ فیصلہ ان کی غیر

حاضری اور ان کے علم کے بغیر کیا گیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس معاملے کے بارے میں بلاکسی مزید تاخیر کے اپنی پوزیشن کی وضاحت کر دیں گے۔

حکومت پنجاب کی طرف سے مسلم لیگ کے خلاف ایک اور پاگل پن اور دشمنانہ کارروائی کا مسلم ہند پر خطرناک نتیجہ مرتب ہو گا اور میں وائسرائے سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر مداخلت کریں اور صورت حال کو سنگین موڑ پر جانے سے بچالیں ورنہ اس کی تمام تر ذمہ داری وائسرائے اور ملک معظم کی حکومت پر ہو گی۔

مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ۲۹ جنوری کو کراچی میں منعقد ہو رہا ہے جس میں تمام معاملے پر غور کیا جائے گا اور یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ حکومت پنجاب کی اس جارحانہ اور غیر پسندیدہ حکمت عملی کے بارے میں کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جو ایسے بے حد نازک وقت میں اختیار کی گئی' جب تمام ہند میں پہلے ہی سے بہت زیادہ گڑبڑ اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۷ جنوری ۱۹۴۷ء)

۱۶۱۔ پنجاب کی صورت حال کے بارے میں بیان

کراچی' ۲ فروری ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے پنجاب کی صورتحال کے بارے میں ایک بیان میں کہا: "میں ایک بار پھر حکومت پنجاب' گورنر اور وائسرائے کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراتا ہوں کہ وہ پنجاب کی صورت حال سے دلیری اور صاف گوئی سے نمٹیں اور بہانہ بازی میں نہ الجھیں اور پنجاب کے عوام الناس کی شہری آزادیوں کو بحال کر دیں۔"

مسٹر جناح نے مسلمانوں سے اور بالخصوص پنجاب کے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ فرقہ وارانہ جھگڑوں سے احتراز کریں اور اپنی تحریک کو بالکل پُرامن رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ایشوع کے بارے میں جدوجہد کر رہے ہیں جو بالکل منصفانہ اور درست ہے اور ان کی قربانیاں رائگاں نہیں جائیں گی۔

بیان کا پورا متن حسب ذیل ہے۔

"مجھے توقع ہے کہ مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم نے یکم فروری کو جو قرارداد منظور کی ہے' مسلمانان پنجاب کو اس کی ایک نقل مل جائے گی۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ پنجاب کے اخبارات پر سنسر لگ گیا اور حکومت پنجاب کی انتظامیہ کے احکام کے تحت خبر کی اشاعت روک دی گئی۔

"حکومت پنجاب کی حکمت عملی اور اس کے تحت کارروائی واضح طور پر نقص امن یا کسی فرقہ وارانہ تصادم کے خوف سے عمل میں نہیں لائی گئی۔ مسلمانان پنجاب غیر معمولی اور خیالی قوانین کا ہدف بنے جن سے وزارت پنجاب لیس ہے اور جو مسلمانوں کے خلاف بالعموم اور مسلم لیگیوں کے خلاف بالخصوص استعمال کئے جا رہے ہیں تاکہ اس بودی اور متزلزل وزارت کو برقرار رکھا جا سکے۔

"یہ بالکل نادرست ہے کہ مسلم لیگ قوت کے بل پر موجودہ وزارت کو توڑنا چاہتی ہے یا خلاف قانون سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہتی ہے۔

"پنجاب کے وزیراعظم ملک سرخضرحیات ٹوانہ نے ایک ابتدائی تجویز کا اعلان کیا ہے کہ برسراقتدار وزارت کو توڑنے یا شکست دینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ حزب اختلاف ایوان میں اکثریت حاصل کرے۔ اور وہ جمہوریت کی بات اس انداز سے کرتے ہیں گویا شیطان کتاب مقدس کا حوالہ دے رہا ہو۔

"جب سے مارچ ۱۹۴۶ء کے اخیر سے یہ وزارت معرض وجود میں آئی ہے' اب تقریباً سال ہونے کو آیا' اس نے اسمبلی کا صرف ایک بار سامنا کیا اور وہ بھی چند روز کے لئے صرف اہم سرکاری امور سرانجام دینے کے لئے اور کسی بھی غیر سرکاری کام کا کوئی موقع نہیں دیا گیا۔

لغو ہنگامی قانون

"یہ بالکل واضح ہے اور نتیجہ بہت سادہ کہ یہ لوگ اپنی مشکوک ذرا سی اکثریت اور گروہوں کے غیر فطری اتحاد سے' جس کی بنیاد لیگ دشمنی پر استوار ہے' خوفزدہ ہیں۔ لہٰذا حزب اختلاف کو ایوان میں تنقید یا حکومت کی قوت کو چیلنج کرنے کا کوئی موقع فراہم نہیں کیا گیا۔ ایوان سے باہر دفعہ ۱۴۴ اور دیگر طریقوں سے جلسوں جلوسوں پر پابندی لگا کر رائے عامہ کے اظہار اور حکومت پر تنقید کی راہ مسدود کر دی گئی اور پنجاب پبلک سیفٹی کا ہنگامی قانون نافذ کر کے جو بالکل لغو ہے اظہار رائے کی آزادی' حق تنقید کا جو شہریوں کے ابتدائی حقوق میں ہے' گلا گھونٹ کر شہری آزادیوں کے شائبہ تک کو تباہ کر دیا ہے اور اخبارات کو مختلف طریقوں سے کلوروفارم سنگھا دیا ہے۔

"یہ حالات تھے جن کی وجہ سے طویل ابتلا کا شکار مسلم لیگ پارٹی اور مسلمانوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ وزارت نے مسلم نیشنل گارڈز کی تنظیم کو' جو آل انڈیا مسلم لیگ کا جزو ہے' خلاف قانون قرار دے کر جارحیت کا آغاز کیا۔ اس مرتبہ بھی ضابطہ فوجداری کے ترمیمی قانون کو استعمال کر کے غیر معمولی حربہ بغیر پہلے کوئی شکایت یا انتباہ کے اختیار کیا۔ میں نے یہ نوٹ کیا ہے

کہ حکومت کے نامنصفانہ اور غیر پسندیدہ عمل کی مسلم نیشنل گارڈز کے خلاف پابندی ہٹا کر ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"لیکن ابھی تک موجودہ وزارت کی حکمت عملی اور اس کے اظہار رائے اور حکومت پر تنقید کی آزادی کو کچلنے اور جائز' دستوری طریقوں سے حکومت کو بے نقاب کرنے کے حق کو دبانے کا سوچا سمجھا پروگرام باقی ہے۔ اس حکمت عملی کو ظالمانہ اور انتظامیہ کے غیر معمولی اختیارات مثلاً پنجاب پبلک سیفٹی کا ہنگامی قانون کے نفاذ کے ذریعہ روبہ عمل لایا جا رہا ہے اور یہ احکام اور طریقے عدالتوں کے احاطہ کار سے ماوراء ہیں۔ مسلم لیگ اس حکمت عملی اور پروگرام اور ان حالات کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے۔

"میں ایک بار پھر حکومت پنجاب' گورنر اور وائسرائے کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراتا ہوں کہ وہ بہانہ بازی کو چھوڑے اور صورت حال سے دلیری اور صاف گوئی سے نمٹے اور صوبے کے عوام کی شہری آزادیوں کو بحال کر دے۔

"لہذا میں مسلمانان پنجاب سے بالعموم اور مسلم نوجوانوں سے بالخصوص یہ اپیل کرتا ہوں اور انہیں تلقین کرتا ہوں کہ وہ حسب ذیل امور پر سختی کے ساتھ کاربند رہیں:

۱۔ یہ کہ آپ کی تحریک بالکل پُرامن رہنی چاہیے۔

۲۔ یہ کہ آپ کسی حالت میں بھی فرقہ وارانہ تصادم یا جھگڑے میں فریق نہ بنیں۔ اشتعال خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو یہ فرقہ وارانہ لڑائی بالکل نہیں ہے۔ پنجاب کے ہر شہری کو خواہ اس کا تعلق کسی بھی فرقے سے کیوں نہ ہو مسلم لیگ کی اس جدوجہد میں اس کی حمایت کرنی چاہیے کیونکہ وہ جس چیز کے لئے لڑ رہی ہے وہ سب پر اثرانداز ہوتی ہے یعنی شہری آزادیوں کی بحالی۔

۳۔ یہ کہ آپ مکمل اتحاد اور نظم و ضبط کو برقرار رکھیں۔

"آپ لوگ ایسے ایشوع کے لئے برسرپیکار ہیں جو انصاف پر مبنی اور درست ہے اور جس ابتلا سے آپ کو گزرنا پڑے اور جو قربانیاں آپ کو پیش کرنا پڑیں وہ ہرگز رائیگاں نہیں جائیں گی۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ سارے مسلم ہند کو آپ کی جدوجہد اور اس ایشوع سے پوری ہمدردی ہے جس کے لئے آپ لڑ رہے ہیں۔ جو کچھ مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی قرارداد میں پہلے ہی کہا ہے میں اسے دُہرانے پر اکتفا کروں گا کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور اس کی مرکزی تنظیم 'جو کچھ اس کے اختیار میں ہو گا' اپنے جائز مطالبات اور اس کے لئے اس کی درست جدوجہد کے ضمن میں آپ کی پوری امداد کرے گی۔"

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۳ فروری ۱۹۴۷)

۱۶۲- مسلمانان ملیر کے کثیرالاجتماع جلسے سے خطاب

کراچی' ۲۱ فروری ۱۹۴۷ء

"دیہات میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے' جو انتہائی غربت اور غیر حفظان صحت حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں' ترقی کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ کیلیتا" اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت خود کو منظم کریں' مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کریں اور اپنی فلاح و بہبود کا پروگرام تشکیل دیں-" یہ بات مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کراچی روانگی سے قبل مسلمانان ملیر کے ایک کثیرالاجتماع جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی-

مسٹر جناح نے دیہی علاقوں میں حالات کا ذکر کرتے ہوئے دریافت کیا: کہ انہوں نے گاؤں میں اصلاح احوال اور زندگی کی سہولتیں فراہم کرنے کے ضمن میں کیا کیا؟ وزارت کو موردالزام ٹھیرانا بے سود ہے- ہر گاؤں میں مسلمان باشندے خود کو منظم کریں- منصوبے بنائیں اور پھر انہیں جامہ عمل پہنانے کی کوشش کریں- جب تک کہ اجزائے ترکیبی [گاؤں گوٹھ] صحیح انداز میں کام نہیں کریں گے مجموعی طور پر صورت حال کے بہتر ہونے کی امید نہیں کی جا سکتی-

صرف گاؤں کی سطح پر مناسب ترقی کے ذریعے ہی مسلمان اپنے صوبے اور اپنے ملک کی ترقی کا اہتمام کر سکتے ہیں- لہٰذا مسٹر جناح نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ خود کفالت کے فن کو ترقی دیں' متحد اور منظم ہو کر یہ دیکھیں کہ ہر گاؤں میں ان کے گھر درست ہو گئے ہیں-

مسٹر جناح نے کہا کہ گذشتہ دس برس سندھ کے لئے باعث شرم و ندامت تھے- مسلمان مستحکم وزارت قائم نہ کر سکے اور ہندو چند غدار مسلمانوں کی اعانت سے وزارتوں کو قائم کرنے اور ان کی شکست وریخت میں مصروف رہے- دس برس کے بعد مسلمانوں نے دوبارہ طاقت حاصل کی اور اب لیگی وزارت نے آٹھ نکاتی پروگرام ترتیب دیا ہے-

انہیں ان لوگوں سے کوئی زیادہ سروکار نہیں جو اس پروگرام کو جامہ عمل پہنائیں گے جتنا کی نفسِ پروگرام اور اس کے ماحصل سے ہے- مسلم لیگ کی ہائی کمان اس امر کی نگرانی کرے گی کہ اس پروگرام کو جامہ عمل پہنایا جائے اور مسلمانان سندھ بھی وزارت کی عامۃ الناس کی جانب ذمہ داریوں اور ان کی ادائیگی پر محتاط اور کڑی نظر رکھیں گے- انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کی قوت میں ترقی ہوئی اور طاقت میں بھی جو تنظیم اپنے اراکین کو عطا کرتی ہے-

مسٹر جناح نے کہا ایک سال قبل مسلم لیگ نے خطابات واپس کرنے کا فیصلہ کیا [اس سے قبل] کوئی یہ جسارت نہ کر سکتا تھا اور اس پر اس کے نتائج و عواقب کے تصور سے ہی لرزہ طاری

ہو جاتا تھا۔ لیکن جب لیگ نے فیصلہ کر دیا اسی وقت ہزاروں نے خطابات واپس کر دیئے اور وزیراعظم غلام حسین ہدایت اللہ نے سب سے پہلے اپنے سر کا خطاب واپس کیا۔

تقریر کے اختتام پر مسٹر جناح نے مسلمانان ملیر سے اپیل کی کہ وہ متحد اور منظم ہو جائیں۔

(اے۔ پی۔ آئی۔ دی ڈان' ۲۲ فروری ۱۹۴۷ء)

۱۴۳۔ سندھ صوبائی مسلم لیگ کونسل سے خطاب

کراچی ۲۳ فروری ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے سندھ صوبائی مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے گزشتہ دس برس کی تاریخ کا تذکرہ کیا جب مسلمان ہند میں بالعموم اور سندھ میں بالخصوص سیاسی طور پر پسماندہ تھے اور کہا: "لیکن اس قلیل مدت میں ہی ہم مسلمانوں میں بیداری پھیلانے میں کامیاب رہے۔ ہماری کامیابیوں میں ایک یہ ہے کہ آج یہاں ہماری اپنی مستحکم اکثریتی حکومت ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس حکومت پر قابو رکھیں اور اسے صحیح معنوں میں ذمہ دار بنا سکیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ "اگرچہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آٹھ نکاتی پروگرام وضع کیا جا چکا ہے تاہم یہ کافی نہیں ہے۔ ہم ابھی خود کو اس کٹھن کام کے لئے غیر تیار پاتے ہیں جو ہمارا منتظر ہے۔ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ ابھی ہمیں کافی فاصلہ طے کرنا ہے۔ ہمیں [اپنی صفوں میں] اتحاد نظم و ضبط اور یقین محکم پیدا کرنا ہے۔ ہمارے عوام تعلیم یافتہ اور منظم ہونے چاہئیں تب ہی ہم صحیح معنوں میں ایک عظیم قوم بن سکیں گے اور اقوام عالم میں ایک باوقار مقام حاصل کر سکیں گے۔

"ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم اس راہ سے انحراف نہ کریں جو عظیم ترین پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے متعین کی تھی۔ آپ کو یہ یاد رکھنا ہو گا کہ ہم دنیا میں اپنا مقام صرف اس وجہ سے کھو بیٹھے کہ ہم نے کسی نہ کسی وجہ سے آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے نقش پا پر چلنا چھوڑ دیا۔"

(اے۔ پی۔ آئی' اورینٹ پریس آف انڈیا' دی پاکستان ٹائمز' ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء)

۱۴۴۔ مہاجر کیمپ میں بہاری مسلمانوں کے ایک گروہ سے خطاب

کراچی' ۲۳ فروری ۱۹۴۷ء

"مسلم لیگ اپنے مطالبہ پاکستان کے ضمن میں ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔" یہ ہے وہ

اعلان جو مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مہاجر کیمپ میں بہاری مسلمانوں کے ایک گروہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا: "ہندو جو چاہیں سو کریں ہم ہمیشہ فیاضی اور سب کے ساتھ بھلائی کا سلوک کریں گے۔ ہمارا مطالبہ منصفانہ ہے اور ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کو آزاد کرانے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ مسلمانوں نے بہار اور دیگر مقامات پر جو مصیبتیں جھیلیں وہ زیادہ واضح طور پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ہماری علیحدہ ریاست [ملک] پاکستان ہونا چاہیے۔"

مسٹر جناح نے کہا: "قومیں قربانیوں کے ذریعہ ہی تعمیر کی جاتی ہیں اور فی الحقیقت مجھے مسلمانان بہار پر فخر ہے جنہوں نے اتنا کچھ قربان کر دیا۔ ان کی قربانیاں ہرگز رائگاں نہیں جائیں گی وہ یقینی طور پر ہماری منزل پاکستان کو قریب تر لے آئے ہیں اور یہ ظاہر کر دیا ہے کہ اس [پاکستان] کے حصول کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔"

مسٹر جناح نے بہاریوں سے تو صرف چند منٹ خطاب کیا لیکن بعد میں ان کے کیمپوں کے دورے اور لوگوں سے بات چیت کرنے میں نصف گھنٹہ لگایا انہوں نے ان کے قیام کے بارے میں استفسار کیا اور انہیں یقین دلایا کہ مسلم لیگ روپے پیسے' خوراک اور کپڑے اور طبی امداد کے معاملے میں ممکنہ طور پر جو کچھ اس سے بن پڑے گا ان کی مدد کرے گی۔

مسٹر جناح نے بہاری مسلمانوں کی امداد کے لئے پانچ ہزار روپیہ پیش کیا۔

(دی پاکستان ٹائمز' ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء)

۲۶۵۔ حکومت پنجاب اور صوبائی مسلم لیگ میں مفاہمت کے امکان پر بیان

کراچی' ۲۴ فروری ۱۹۴۷ء

ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مولانا داؤد غزنوی قائم مقام صدر پنجاب مسلم لیگ کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران پنجاب کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا اور فریقین ـــــ حکومت پنجاب اور پنجاب مسلم لیگ ـــــ کے لئے باوقار مفاہمت کے امکان کا جائزہ لیا۔

جب مسٹر جناح سے دریافت کیا گیا کہ کیا مولانا داؤد غزنوی جن کے ساتھ حکومت پنجاب مفاہمت کی غرض سے بات چیت کر رہی ہے' مجلس عمل پنجاب مسلم لیگ کی جانب سے آپ سے مشورے کے لئے کراچی آئے تھے' تو مسٹر جناح نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا انہوں نے مجھے تفصیل سے بتایا کہ وہاں کیا کیفیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چار نکتے ہیں:

۱- عام جلسوں پر عاید پابندی ہٹالی جائے۔
۲- جلوسوں پر سے پابندی ہٹالی جائے۔
۳- پنجاب پبلک سیفٹی ہنگامی قانون بمعہ ترامیم اگر کوئی ہوں، مجلس قانون ساز پنجاب کے آئندہ اجلاس میں پیش کر دیا جائے تاکہ ایوان اس ضمن میں جو مناسب سمجھے فیصلہ کر سکے اور
۴- یہ کہ ان تمام لوگوں کو جنہیں اس تحریک کے آغاز سے اب تک گرفتار کیا گیا یا جنہیں سزائیں سنائی گئیں سب کو رہا کر دیا جائے۔

"میں سمجھتا ہوں کہ سمجھوتے کی خاطر اور مفاہمت کے طور پر پنجاب مسلم لیگی رہنما جلوسوں سے فوری طور پر پابندی ہٹانے پر اصرار نہیں کر رہے، اگرچہ ان کی رائے ہے کہ یہ عوام کا حق ہے جس میں مداخلت نہیں ہونا چاہیے، اور میں اس رائے سے متفق ہوں۔

اسیروں کی رہائی

لہٰذا تین نکتے باقی رہ جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب جلسوں سے پابندی ہٹانے اور ان تمام لوگوں کو جنہیں اس تحریک کے آغاز سے گرفتار کیا گیا یا سزائیں دی گئیں (جن کا نکتہ نمبر۴ میں تذکرہ ہے) رہا کرنے کے لئے آمادہ ہے۔

واحد سوال جو رہ جاتا ہے وہ ہے پنجاب پبلک سیفٹی کے بارے میں ہنگامی قانون کو مجلس قانون میں پیش کرنا۔ دوسرے صوبوں میں ایسا کیا جا چکا ہے اور یہ آئینی نظیر کے عین مطابق بھی ہے اور ایک عوامی آئینی حکومت کا فریضہ بھی کیونکہ ہنگامی قانون ہنگامی اقدام کے طور پر نافذ کیا گیا جب مجلس قانون ساز اجلاس میں نہیں تھی۔

مسلم لیگ چھوٹ نہیں دے سکتی

یہ ہر جمہوری اور آئینی حکومت کا فریضہ ہے کہ ہنگامی اقدام کے طور پر جو ہنگامی قوانین نافذ کئے جائیں انہیں پہلی فرصت میں مجلس قانون ساز کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ پنجاب کے گورنر اور وزارت یہ محسوس کریں گے کہ مسلم لیگ یہ چھوٹ نہیں دے سکتی یا اس بات سے اتفاق نہیں کر سکتی کہ مجلس قانون ساز کو نظرانداز کرتے ہوئے ہنگامی قانون کو جاری رکھا جائے، جس کا اجلاس عنقریب ہونے والا بھی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ ہمارے اصرار کو سراہیں گے اور جو راہ ہم نے تجویز کی ہے اسے اختیار کر لیں گے اور اسے انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے یا کسی اور سبب کو اثرانداز نہیں ہونے دیں گے بلکہ ایک آئینی عوامی اور جمہوری حکومت کا کردار ادا کریں گے۔ میری رائے میں اس سے ان کے وقار میں اضافہ ہو گا۔

گفتگو ختم ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کا ایسا کوئی

ارادہ نہیں کہ وہ سمجھوتے کے بہانے سے نمبر جیتنے کی کوشش کرے۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ دونوں فریقوں کے قبول کرنے کے لئے منصفانہ اور باوقار بات ہے۔

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء)

۱۶۶۔ عزم بمبئی سے قبل اے۔ پی۔ آئی سے ملاقات

کراچی' ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء

آج مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے بمبئی کے لئے روانگی سے قبل ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران اقلیتوں کے بارے میں مسلم لیگی رویہ کی توضیح کی۔ مسٹر جناح بحری جہاز کے ذریعے بمبئی تشریف لے گئے۔

مسٹر جناح نے کہا: "ایک نہایت اہم اصول جس پر میں نے عمل کیا اور آئندہ بھی اس پر کاربند رہوں گا' یہ ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ' خواہ ان کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو' عادلانہ اور منصفانہ سلوک ہونا چاہیے۔ اکثریتی فرقہ کو اس امر کی امکان بھر کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ان میں تحفظ کا شعور اور اعتماد پیدا کر دے۔ یہی وہ حکمت عملی ہے جس پر ہم سندھ میں عمل کریں گے کہ وہاں پہلی بار اکثریتی فرقے کو وہ اختیارات حاصل ہو رہے ہیں جو موجودہ دستور کے تحت انہیں تفویض کئے گئے ہیں اور سندھ میں پہلی بار ان کے کاندھوں پر کچھ ذمہ داریاں بھی آن پڑی ہیں۔

اس حکمت عملی کو رو بہ عمل لانے کے ضمن میں جس پر ہم قطعی طور پر عمل کریں گے حزب اختلاف کو بھی ایک ذمہ دار حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا ہو گا۔

بے کار ہندو اخبارات

مسٹر جناح نے کہا "بدقسمتی سے ہندو رائے عامہ مجلس قانون ساز کے اندر اور باہر دونوں جگہ امداد و اعانت سے قاصر ہے' خصوصیت سے ہندو اخبارات اسی پر یقین رکھتے ہیں اور اسی حکمت عملی پر کاربند ہیں۔ میں یہ بات اپنے علم کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ میں گذشتہ تین ماہ کے دوران جب سے میں سندھ میں آیا ہوں ہندو اخبارات ہی پڑھ رہا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ منظم مخالفت اور مسلم لیگ اور مسلم لیگی زعماء صوبائی' اور مرکزی دونوں کی غلط ترجمانی کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے صرف ایک ناپسندیدہ ماحول جنم لیتا ہے اور لوگوں کے غیر جانبدارانہ انداز میں سوچنے اور عمل کرنے کی راہ مسدود کرتا ہے اور وہ احساس پیدا کر دیتا ہے جو ان لوگوں کے سامنے رکاوٹ کھڑی کر دیتا ہے جو موجودہ دستور کے تحت سندھ کے عوام الناس کی فلاح و بہبود کی خاطر زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کے خواہش مند اور بے چین ہیں اور اس طریقے سے جو نہ

صرف منصفانہ اور عادلانہ ہے بلکہ سندھ کے لئے وجہ افتخار بن سکتا ہے۔

مسٹر جناح نے توقع ظاہر کی کہ مسلم لیگ پارٹی اور وزارت اپنے انتظامی اور قانون سازی کے فرائض اس طور سے نبھائے گی جو فرض اور سندھ کے عوام الناس کے سامنے ذمہ داری کی ادائیگی کے ضمن میں قابل تعریف بات بن جائے گی۔

حزب اختلاف کو ایک مشورہ

انہوں نے کہا کہ مجھے بھروسہ ہے کہ ہندو مخالفین اور دیگر اقلیتیں ذمہ دار حزب اختلاف کا کردار ادا کریں گی اور مستقبل قریب میں ٹھوس نتائج حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔ انہوں نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کے کراچی کے قیام کے دوران میزبان کی حیثیت سے ان کی تواضع کی اور ان سے شفقت کا اظہار کیا۔ مسٹر جناح نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ صوبے اور سندھ کے عامتہ الناس پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ وہ ان کی فلاح و بہبود کے لئے پوری کوشش کریں گے اور کہا کہ امید ہے کہ وہ آئندہ ماضی کے مقابلے میں زیادہ تواتر کے ساتھ سندھ کا چکر لگایا کریں گے۔

مسٹر جناح نے [برطانوی وزیراعظم] مسٹر اٹلی کے بیان یا کانگرس۔ لیگ مفاہمت کے امکان کے بارے میں بحث میں پڑنے سے انکار کر دیا۔ جب ان سے پنجاب کی صورت حال کے متعلق استفسار کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ امید ہے کہ ان کے حالیہ بیان سے فضا صاف ہو جائے گی اور اس صوبے میں مفاہمت کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ رہے گی۔

(دی ڈان' ۲۶ فروری سہ ۱۹۴۷ء)

۱۶۷۔ ملک خضر حیات ٹوانہ کے استعفیٰ پر بیان

بمبئی ۳ مارچ ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے پنجاب کی وزارت کے مستعفی ہو جانے کے بارے میں صحافیوں سے ایک ملاقات کے دوران اپیل کی کہ مسلمان اپنی صفوں میں مکمل اتحاد قائم رکھیں۔ انہوں نے کہا اگر ہم آپس میں مکمل اتحاد' تعاون اور یک جہتی قائم کر لیں گے تو پھر دوسرے فرقوں یا جماعتوں اور برطانوی حکومت سے معاملہ طے کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ مسٹر جناح کے بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

"مجھے آج صبح یہ خبر معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ ملک سر خضر حیات نے اپنی کابینہ کا استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جلد ازجلد خان صاحب بھی

اس مثال کی پیروی کریں گے۔

"اس نازک لمحے میں اور اس سنگین صورت حال کے پیش نظر جو مسلم قوم کو درپیش ہے یہ از بس ضروری ہے کہ ہماری صفوں میں مکمل اتحاد ہو۔ روئے زمین پر ایسی کوئی طاقت نہیں ہے جو ہمیں اپنی منزل۔ پاکستان کے حصول سے روک سکے' بشرطیکہ مسلمان مستحکم طریقے سے مسلم لیگ کے پیچھے کھڑے ہوں۔

آئندہ نسلوں سے تعریف وصول کیجئے

"اگر ہم ناکام ہو گئے تو قصور ہمارا اپنا ہو گا۔ تاریخ اور آئندہ نسلوں کو یہ موقع نہ دیجئے کہ وہ ہماری مذمت کریں اور یہ کہہ سکیں کہ اس [موجودہ] نسل کے لوگ اس وقت بھی چھوٹے چھوٹے اختلافات اور ذاتی جھگڑوں سے بلند تر نہ ہو سکے جب بدیہی طور پر ہمیں اپنے قومی کاز اور محبوب منزل مقصود پاکستان کی خاطر اپنی صفوں میں مکمل اتحاد کی ضرورت تھی۔

"ہمیں بہت سی دشواریوں کے باوصف جدوجہد کرنی ہے اور ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے' لیکن ہمیں یہ کہنے کا موقع تو فراہم نہیں کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنی حماقت کی وجہ سے اپنی صفوں میں تفرقہ پیدا کیا اور اسے جاری و ساری رکھ کر اپنے مقصد کے حصول میں ناکامی کے جرم کا ارتکاب کیا۔ آیئے ہم کامل اتحاد اور وحدت فکر و عمل کا مظاہرہ کریں اور اگر ہم آپس میں مکمل اتحاد' تعاون اور یک جہتی پیدا کر لیں تو دیگر فرقوں یا جماعتوں اور برطانوی حکومت سے معاملہ کرنے میں مشکل پیش نہیں آئے گی۔

"لہٰذا میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ غیر مشروط طور پر مسلم لیگ کے پرچم تلے کھڑے ہو جائے۔ اور آیئے ہم اپنی قوم کے سچے سپاہیوں کی طرح قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھیں' پھر ہم ہرگز ناکام نہ ہوں گے۔ (اے۔ پی۔ آئی' ڈی ڈان' ۴ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۶۸۔ ہند کے جملہ فرقوں سے تشدّد سے احتراز کی مشترکہ اپیل

نئی دہلی' ۱۱ مارچ ۱۹۴۷ء

ایک مشترکہ اعلان میں صدر آل انڈیا مسلم لیگ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح اور مسٹر ایم۔ کے۔ گاندھی نے ہند کے جملہ فرقوں پر زور دیا ہے کہ وہ تشدد اور بدنظمی کے تمام اقدامات سے احتراز کریں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سیاسی مقاصد کے حصول کی غرض سے طاقت کے استعمال کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ یہ اعلان وائسرائے ہاؤس سے جاری ہونے والے ایک بیان کے ذریعے نشر کیا گیا۔

بیان میں کہا گیا ہے کہ "ہزایکسی لینسی وائسرائے ہند کی تحریک اور خصوصی درخواست پر مسٹر

ایم- کے- گاندھی اور مسٹر ایم- اے- جناح نے حسب ذیل اعلان پر دستخط کئے اور اس کی اشاعت کی اجازت عطا کی:

مشترکہ بیان میں کہا گیا: "ہم حالیہ ابتری اور تشدد کے واقعات کی سخت مذمت کرتے ہیں جو بے حد شرمناک تھے اور معصوم لوگوں کے لئے زبردست مصیبت کا باعث بنے' قطع نظر اس بات سے کہ جارح کون تھے اور ظلم کا نشانہ کون بنے-"

بیان میں مزید کہا گیا: "ہم سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے طاقت کے استعمال کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے علانیہ مذمت کرتے ہیں اور ہند کے تمام فرقوں پر ان کا تعلق خواہ کسی سے بھی کیوں نہ ہو' زور دیتے ہیں کہ وہ نہ صرف تشدد اور بدامنی کے اقدامات سے احتراز کریں بلکہ ایسے اقدامات پر اکسانے والی تقریروں اور تحریروں سے بھی اجتناب برتیں-" بیان کے نیچے مسٹر ایم- اے- جناح اور مسٹر ایم- کے گاندھی نے برابر دستخط ثبت کئے-

(اے- پی- اے' دی ڈان' ۱۶ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۶۹- بمبئی کے مسلمان صحافیوں کی جانب سے ضیافت میں تقریر

بمبئی' ۱۲ مارچ ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم-اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہا کہ پاکستان کے سوا ایسا اور کوئی حل نہیں جو ہند کے کروڑوں مسلمانوں کے لئے آبرومندانہ ہو اور ان کے لئے عزت و وقار کا باعث بن سکے-" صوبہ بمبئی مسلم جرنلسٹس ایسوسی ایشن کی جانب سے ان کے اعزاز میں دی گئی ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "ہمارے سامنے کوئی اور راستہ موجود نہیں- ہمیں اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اپنی تنظیم کرنا ہو گی- صحافت کو ہماری قومی زندگی میں نہایت اہم کردار ادا کرنا ہے- بسااوقات یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں اہل مسلمان صحافی نہیں ملتے-"

مسٹر جناح نے مسلمان صحافیوں کو اپنی [علاحدہ] تنظیم قائم کرنے پر مبارکباد پیش کی اور کہا: "ہمیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے- ہمارا تصور' ہماری منزل' ہمارے بنیادی اصول اور پروگرام نہ صرف ہندو تنظیموں سے مختلف ہیں بلکہ متصادم بھی ہیں-

"لہٰذا یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ دونوں کو یکجا کر کے کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا- تعاون اور خوش اسلوبی کے ساتھ کام کرنے کے لئے کوئی مشترک میدان موجود نہیں ہے-

"میں کم و بیش دس برس سے اس کا پرچار کر رہا ہوں- ایک وقت تھا' کہا جاتا تھا کہ میرے تصورات عجیب و غریب قسم کے ہیں- ایک وقت تھا جب پاکستان کے تخیل کو مضحکہ خیز قرار دیا جاتا

تھا۔ لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ اور کوئی حل ہے ہی نہیں جو ہمارے لوگوں کے لئے عزت اور وقار کا باعث بن سکے۔"

مسٹر جناح نے کہا "دوسری جانب کوششیں یہ کی جا رہی ہیں کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کیا جائے اور حصول پاکستان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں۔ لیکن کافی حد تک ان رکاوٹوں کے غبارے میں سے ہوا نکالی جا چکی ہے۔"

اخبارات کی قوت

صحافت کے پیشے کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "آپ عظیم قوت کے حامل ہیں۔ آپ لوگوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں اور انہیں گمراہ بھی کر سکتے ہیں۔ آپ بڑی سے بڑی شخصیت کو بنا بھی سکتے ہیں اور بگاڑ بھی سکتے ہیں۔ اخبارات کی قوت عظیم ہے' لیکن آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قوت جسے آپ استعمال کر رہے ہیں ایک امانت ہے۔ آپ اسے ایک عظیم امانت تصور کریں اور یہ یاد رکھیں کہ آپ اپنی قوم کی ترقی اور فلاح و بہبود کے ضمن میں دیانتداری اور خلوص کے ساتھ رہنمائی کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ مکمل طور پر نڈر ہوں گے۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ وہ "تنقید کا خیرمقدم کرتے ہیں۔ اگر میں غلطی کا ارتکاب کروں یا مسلم لیگ اپنی حکمت عملی اور پروگرام کے ضمن میں کسی جہت میں غلط روی کا شکار ہو تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر دوست کی حیثیت سے دیانتداری کے ساتھ تنقید کریں' فی الحقیقت ایک اس شخص کی طرح سے جس کا دل مسلم قوم کے ساتھ دھڑک رہا ہو۔"

صدر مسلم لیگ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی قوت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہے' قطع نظر اس سے کہ اس کی راہ میں کیا آتا ہے۔ شروع شروع میں برف کو پگلانا ایک کار دشوار تھا لیکن ایک دفعہ یہ پگل گئی تو آپ آزاد انسانوں کی طرح سمندر میں تیر سکتے ہیں۔ آیئے ہم آگے بڑھیں' اور اکٹھے ہو کر آگے بڑھیں اور انشاء اللہ ہم پاکستان لے کر رہیں گے۔"

مسٹر عزیز بیگ صدر بمبئی صوبائی مسلم جرنلسٹس ایسوسی ایشن نے مسٹر جناح کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ اس ایسوسی ایشن کے قیام کے اسباب و عوامل وہی ہیں جو آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام اور مطالبہ پاکستان کے ذمہ دار تھے۔ (اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۱۳ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۷۰۔ پنجاب مسلم لیگ بحالی امن کے لئے انتظامیہ سے تعاون

بمبئی ۱۷ مارچ ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے پنجاب صوبائی مسلم لیگ کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوبے میں فوری طور پر امن و امان کی بحالی کے سلسلے میں اپنا غیر مشروط اور دلی تعاون انتظامیہ کو پیش کر دیں۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب کو یہ بھی یاد دلایا کہ ان کے درمیان اقلیتوں کے جو لوگ رہ رہے ہیں ان کی حفاظت کرنا ان کا مقدس فریضہ ہے۔ اس امر کا انکشاف میاں ممتاز دولتانہ، جنرل سکرٹری پنجاب صوبائی مسلم لیگ نے کیا۔

میاں ممتاز دولتانہ نے، جنہیں پنجاب صوبائی مسلم لیگ نے مسٹر ایم۔ اے۔ جناح سے بمبئی میں ملاقات کے لئے بھیجا تھا، اپنی لاہور روانگی سے قبل ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کے نامہ نگار کے ساتھ ملاقات کے دوران یہ انکشاف کرتے ہوئے کہا:

میں مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کو پنجاب کی نہایت خوفناک صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے یہاں آیا تھا۔ میں ان کے دو حکم ساتھ لے کر واپس جا رہا ہوں۔

"اول: صوبے میں فوری طور پر امن کی بحالی کی خاطر مسلم لیگ کو پنجاب میں انتظامیہ کو اپنا غیر مشروط اور پوری دلجمعی کے ساتھ تعاون پیش کرنا چاہیے۔ ہمیں پورا اور غیر مشروط تعاون ہر اس جماعت اور فرقے کو بھی پیش کرنا چاہیے جس کے پیش نظر یہ مقصد ہو اور ہمیں اس صوبے میں ہر اس شخص کی امداد طلب کرنا چاہیے جو جذبہ خیرسگالی کا حامل ہو۔

دوم: یہ مسلمانان پنجاب کا مقدس فریضہ ہے کہ وہ ان اقلیتوں کی حفاظت کریں جو ان کے درمیان رہتی ہوں۔" (اے۔ پی۔ آئی، دی ڈان، ۱۸ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۷۱۔ کھیلوں کے دوسرے سالانہ مقابلے پر خطاب

بمبئی، ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے دوسرے سالانہ کھیلوں کے موقع پر مسلم نیشنل گارڈز سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"اس ملک کے ہر باشندے کے یہ بات ذہن نشین کرا دینی چاہتا ہوں کہ اسے زیادہ سے زیادہ کھیلوں میں حصہ لینا چاہیے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

ہمارے لوگوں کو جسمانی ورزشوں میں حصہ لینا چاہیے اور میں چاہتا ہوں کہ لوگوں میں یہ جذبہ فروغ پائے۔ مسٹر جناح نے کہا: "یہ درست ہے کہ آپ کے ذہن اور ذہنی صلاحیتیں ترقی

کریں لیکن جسمانی بہبود کو بھی ترقی دینی چاہیے۔"

آج میں آپ کے طریقہ ضبط اور شعور نظم دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ میں آپ پر زور دیتا ہوں، آپ یہ دیکھیں کہ یہ چستی و ہوشیاری اور نظم کا شعور ہمارے لوگوں میں بھی کھیلوں اور جسمانی ورزشوں میں روز افزوں حصہ لینے کے ذریعہ سے فروغ پائے۔

مسٹر جناح تشریف لائے تو کوایریج پویلین میں موجود بہت بڑے اجتماع نے ان کا زبردست خیرمقدم کیا۔ انہوں نے مسلم نیشنل گارڈز کا مارچ پاسٹ دیکھا اور سلامی لی۔ بعدازاں انہوں نے جیتنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے۔ (اے۔ پی۔ آئی، ڈی ڈان، ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۷۲۔ یوم پاکستان کے موقع پر پیغام

بمبئی ۲۲ مارچ ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے 'یوم پاکستان' کی مناسبت سے ایک پیغام میں مسلمانوں سے کہا ہے کہ ہند کی مضطرب صورت حال کے پیش نظر یوم پاکستان کی تقریبات کو حد درجہ پُرامن طریقے سے منائیں، حکام کے ساتھ بھرپور تعاون کریں اور امن و امان کو برقرار رکھیں۔ مسٹر جناح نے کہا: "میں ہند کے طول و عرض میں جملہ مسلمانوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ نہ تو جلوس نکالنے پر اور نہ جلسہ عام منعقد کرنے پر اصرار کریں۔ لیکن ہر مسلمان مرد اور عورت کو وہ جہاں کہیں بھی ہو اس دن کو منانا چاہیے اور وہ حصول منزل پاکستان کے ضمن میں اپنے عزم بالجزم کی تجدید کرے۔"

مسٹر جناح کے پیغام کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

"یہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی بات ہے جب آل انڈیا مسلم لیگ نے قطعی طور پر قیام پاکستان کو مسلم ہند کی منزل مقصود قرار دیا۔ اس منزل کو حاصل کرنے کے تعلق میں یہ ہماری جدوجہد کا ساتواں برس ہے۔

قابل تعریف اتحاد

"ہر سال مسلم لیگ نے قدم آگے بڑھایا اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ مسلم ہند نے اپنے امتحانات اور آزمائشوں میں قابل تعریف اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ پاکستان قریب سے قریب تر آ رہا ہے اور ہم اس تک رسائی اور اس کے حصول کے ضمن میں تیزی کے ساتھ اس سے نزدیک سے نزدیک تر ہوتے جا رہے ہیں۔

"ہند کے موجودہ حالات پُرامن نہیں ہیں اور ہر سُو زبردست کشیدگی اور بے چینی پائی جاتی

ہے۔ لہٰذا ہمیں اس دن کو قطعی طور پر پُرامن طریقے سے منانا چاہیے' انتظامیہ سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے اور امن و امان کو برقرار رکھنا چاہیے۔ میں ہند کے طول و عرض میں جملہ مسلمانوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ جلوس نکالنے یا عام جلسے منعقد کرنے پر اصرار نہ کریں۔ لیکن ہر مسلمان مرد' عورت کو یہ دن ضرور منانا چاہیے خواہ وہ کہیں بھی کیوں نہ ہو' اور اپنی منزل مقصود کے حصول کے تعلق میں اپنے عزم بالجزم کی تجدید کرنی چاہیے۔

مسٹر جناح نے کہا : پاکستان' ہند کے دستوری مسئلے کا واحد حل ہے۔ صرف پاکستان ہی ہندوستان اور پاکستان میں مضبوط اور مستحکم حکومتوں کے قیام کی جانب رہنمائی کر سکتا ہے۔ اور پاکستان بلکہ صرف پاکستان ہی اس وسیع و عریض برصغیر میں بسنے والوں کی حقیقی ترقی' فلاح و بہبود اور مسرت و شادمانی کی ضمانت دے گا۔

ایک ہند —— ایک ناممکن بات

پاکستان کا مطلب ہے اپنے اپنے اوطان میں جہاں انہیں غالب اکثریت حاصل ہے ہندو ہند اور مسلم ہند کو مکمل آزادی اور خودمختاری۔ ایک ہند ایک ناممکن بات ہے کہ اس کے معنی صرف ہندو راج کا قیام ہو سکتا ہے اور ہو گا —— اور مسلمانوں کے لئے یہ برطانوی استبداد سے اونچی ذات ہندو استعمار کے تحت منتقلی ہو گی۔

"ایک ایسا دستور اور ایسی حکومت جس کا مقصد کل ہند مرکزی حکومت کا قیام اور دس کروڑ مسلمانوں کو کل ہند اقلیت بنا دینا ہو' ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ زبردست تباہیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔ چونکہ اس کے معنی ہوں گے ایک قوم کی اپنی ظالمانہ اکثریت کے بل پر دس کروڑ نفوس کی دوسری قوم پر دائمی حکمرانی۔

"مفاہمت کے لئے واحد مشترکہ میدان اور بنیاد پاکستان ہے اور مجھے امید واثق ہے کہ ہمیں بھی اس بنیاد پر ایک پُرامن اور خوشگوار حل دستیاب ہو سکتا ہے۔

"لیکن ایک چیز بالکل ناگزیر ہے۔ مسلم ہند کی تاریخ کے اس نازک لمحے میں ہمیں مکمل طور پر متحد رہنا ہو گا۔ خواہ جو کچھ بھی ہو' ہمیں اپنی جدوجہد کو اس انداز سے چلانا ہو گا کہ ہم ان تمام خطرات اور رکاوٹوں کا [مردانہ وار] مقابلہ کرتے جائیں جو ہماری منزل مقصود پاکستان کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

"میں ایک بار پھر از حد خلوص سے ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس لمحے میں مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائے' جو مسلم ہند کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔

"ہمیں کم سے کم اس وقت اپنے داخلی اور ذاتی اختلافات کو بھول جانا ہو گا' انہیں ہم

بعدازاں خود حل کر سکتے ہیں لیکن بنیادی مسئلہ پر مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ ہم میں کوئی اختلاف رائے نہیں اور قیام پاکستان کی خاطر ایک ایک مسلمان چٹان کی طرح ڈٹا ہوا ہے۔"

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۳ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۷۴۔ میمن ایوان تجارت کے استقبالیے میں تقریر

بمبئی' ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء

صدر ایوان تجارت کی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ آنے والے دنوں میں پاکستان میں کوئی بحران نہیں ہو گا۔

"میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ یہ بہت دور کی بات ہے۔ آپ کی حکومت اس شعبے میں جسے معاشرتی انصاف کہتے ہیں' زبردست کردار ادا کرے گی۔ یا اسے عمرانی حکومت کہا جا سکتا ہے۔ معاشرتی انصاف اسلام کی مبادیات میں شامل ہے۔ یہ ہر مملکت کے فرائض کا حصہ ہے اور اسے دنیا کو یہ دکھا دینا چاہیے کہ وہ اقتصادی اور معاشرتی انصاف کی قائل ہے۔

مسٹر جناح نے کہا "اس قدر جھوٹا پروگنڈا ہو رہا ہے اور دیگر فرقوں کی جانب سے بالخصوص ہندوؤں کی طرف سے اتنی غلط فہمیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ہمارے خلاف اتنا زہر پھیلا دیا گیا ہے کہ ہم ان کے خلاف دشمنانہ عزائم رکھتے ہیں۔ یہ بالکل نادرست ہے کہ ہمارے ایسے عزائم ہیں۔ پاکستان نہ صرف مسلمانوں کے لئے حاصل کیا جائے گا' پاکستان کا مطلب ہے آزادی سب کے لئے' ایک فرقے کے لئے نہیں۔ پاکستان کے معنی ہیں آزادی دونوں کے لئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں عظیم ہندو فرقے کے لئے احترام ہے اور اس سب کچھ کے لئے بھی جس کے وہ علمبردار ہیں۔ ان کے اپنے عقائد ہیں' اپنی عظیم ثقافت ہے' بعینہ مسلمانوں کی بھی اپنی عظیم ثقافت ہے لیکن یہ دو مختلف (قومیں) ہیں۔"

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میں پاکستان کے لئے لڑ رہا ہوں۔ جس کا مطلب ہے کہ میں ہند کی آزادی کی خاطر لڑ رہا ہوں۔ میں پاکستان کے لئے اس لیے برسرپیکار ہوں کہ یہ مسئلہ کو سلجھانے کا واحد عملی حل ہے۔ اس کا دوسرا حل ـــــ متحدہ ہند اور پارلیمانی نظام حکومت' یہ ایک بے سود خواب ہے اور ناممکنات میں سے ہے۔ ہند نہ ایک ملک ہے اور نہ ایک قوم ہے' بلکہ یہ متعدد قوموں پر مشتمل ہے۔

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ یہ تصور ہمارے ذہنوں پر کس نے مسلط کیا؟ یہ برطانیہ ہے۔ برطانیہ کو اس سے کیا غرض کہ ہند تقسیم ہوتا ہے یا تقسیم نہیں ہوتا۔ برطانیہ کیوں پریشان ہوتا

ہے؟ وہ توقعات کے برخلاف توقعات کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے اور ملک کی قیادت کو پیش کشیں کئے جا رہا ہے۔ برطانیہ جا رہا ہے اور اسے جانا ہی ہے۔ لیکن وہ متحدہ ہند کی رٹ کیوں لگا رہا ہے؟ چونکہ انہیں اس بات کا ہندوستانیوں سے بہتر علم ہے کہ ان (برطانیہ) کی نجات اسی میں پنہاں ہے۔ کیونکہ جب تک اس پر اصرار ہوتا رہے گا کہ ہند ایک ہے' انہیں معلوم ہے' کہ بربادی اور خونریزی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ یہ ہے خیال برطانیہ کا' اور جاتے جاتے برطانیہ مسلح جتھے بندی کی ہمت افزائی کر رہا ہے۔"

میں مسلمانوں' ہندوؤں اور دوسرے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کیفیت کا جائزہ لیں۔ خوابوں کے چکر میں نہ آئیں۔ آیئے ہم عملی انسانوں کا کردار اپنا لیں' آیئے ہم تقسیم پر اتفاق کر لیں۔ ہم پاکستان میں رہیں گے' آپ ہندوستان میں۔ ہم ہمسائے ہوں گے۔ ہم دوستی کے طریقے سے رہنا چاہتے ہیں۔ تجارت اور بیوپار کے میدان میں دوست اور دو بھائیوں کی طرح۔ یہ ہے پاکستان۔

مسلمان متحد ہیں

"اب یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ مسلمانوں میں خلفشار اور افتراق پھیلانے پر کس قدر دولت صرف کی جا رہی ہے۔ ہمیں امتحانات اور جملہ آزمائشوں کا سامنا کرتے ہوئے اب دس برس ہونے کو آتے ہیں۔ آج مسلمان متحد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے کھڑے ہیں اور پاکستان کی خاطر کوئی بھی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اسے قائم کر کے رہیں گے۔ کوئی دوسرا رستہ نہیں ہے۔ پاکستان قریب سے قریب تر آ رہا ہے۔

لہٰذا آیئے اب ہم جنگ بند کر دیں اور پاکستان کی تجویز پر اتفاق کر لیں۔ یہ بہتر ہے کہ تقسیم کر لیں اور آسودگی سے ہم کنار ہو جائیں' بہ نسبت اس کے کہ متحد رہیں' غلام بن جائیں اور ہر چیز تباہ ہو جائے۔ کوئی اور متبادل موجود نہیں' متحدہ ہند صرف تباہی پر منتج ہو گا۔

"جواب بہت سہل ہے۔ متحدہ ہند کا صرف ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم پر حکمرانی کرے۔ متحدہ ہند کے معنی ہیں ہندوؤں کے تین ووٹ اور مسلمانوں کا ایک ووٹ۔ لہٰذا ایک قوم اپنی ظالمانہ اکثریت کی بنا پر دوسری قوم پر فرمانروائی نہیں کر سکتی اور اپنے تصورات دوسری قوم پر مسلط نہیں کر سکتی۔"

مسلمان ایک قوم ہیں

مسٹر جناح نے "بار بار دہرائی جانے والی اس بات کو مضحکہ خیز قرار دیا کہ مسلمان ایک اقلیت ہیں۔ انہوں نے صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی اکثریت کے تناسب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس

پر غور کیا جائے کہ کیا اس نوع کی اکثریت کو کسی اعتبار سے بھی اقلیتی فرقہ کہا جا سکتا ہے۔

"میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر اتحاد [متحدہ ہند] زبردستی مسلّط کیا گیا تو اس کا نتیجہ تصادم کے علاوہ کسی اور شکل میں برآمد ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ منقسم ہند ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے ہندوستان اور پاکستان میں مستحکم اور مضبوط حکومتوں کو جنم دے گا۔"

"مجھے یقین ہے کہ یہ دو عظیم قومیں ہندو اور مسلمان عظیم ملکوں ہندوستان اور پاکستان میں بے حد دوستانہ انداز سے رہیں گے اور دنیا کو یہ دکھا دیں گے کہ ہند صرف ہندیوں کے لئے ہے کسی اور کے لئے نہیں۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ وہ تعلیم، معیشت اور معاشرتی بہبود کے ضمن میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے متعدد منصوبوں پر غور کر رہے ہیں۔

مسلمانوں میں تجار برادری سے مخاطب ہوتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ ان کی ترقی کا کوئی اور راستہ نہیں ماسوا اس کے کہ وہ اقتصادی لحاظ سے اپنی تنظیم کریں۔ انہوں نے بنج بیوپار اور تجارت اور دیگر شعبوں میں شاندار ماضی یاد دلایا اور تاکید کی کہ وہ ٹاٹا کی اولین مساعی کی تقلید کریں اور مسلمانوں کے فائدے اور ان کی معاشرتی، تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی ترقی کے لئے صنعتی اور تعلیمی ادارے قائم کریں۔

"ہمیں اپنی قوم کو منظم کرنا ہو گا۔ دیگر فرقے [بلا سے] برا مانیں۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فرقہ واریت ہے۔ ہند میں فرقے صدیوں سے موجود ہیں اور صدیوں تک رہیں گے۔

"پاکستان ایسی مملکت ہو گی جس میں سب لوگوں کو زندگی کی سہولتوں میں ان کا جائز حصہ ملے گا لہٰذا اپنے مسائل کو اب حل کر لیجئے۔

"پاکستان ایک ایسی ریاست ہے جس میں ذات پات یا عقیدے کا کوئی سوال نہیں ہو گا۔ اگر کوئی فرقہ اپنی معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے لئے کوشاں ہیں تو مجھے اس سے کد کیوں ہو؟ یہ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ یہ فرقہ واریت ہے۔ جس قدر جلد آپ حقائق کا ادراک کر لیں گے اتنا ہی جلد آپ مسائل کو حل کر لیں گے۔

تبادلہ آبادی

"مسٹر جناح نے تبادلہ آبادی کا ذکر کیا جو آج کل ملک میں موضوع گفتگو بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا دو ہفتہ قبل نواکھالی اور تیسپ راہ میں مسٹر گاندھی کے دو سوالوں کے جواب کا تذکرہ کیا۔ مسٹر گاندھی نے کہا کہ انہیں تبادلہ آبادی کی تجویز سے اتفاق ہے۔ جب میں نے یہ تجویز پیش کی

تھی تو اسے ایک جرم گردانا گیا اور اس پر شور و غوغا برپا ہو گیا تھا۔

مسٹر جناح نے ستمبر ۱۹۴۴ء میں مسٹر گاندھی کے ساتھ اپنے مذاکرات اور مراسلت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسٹر گاندھی تھے جنہوں نے اولاً یہ نکتہ اٹھایا۔ بھرپورے غور و خوض کے بعد میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تبادلہ آبادی ضروری ہے اور یہ کرنا ہو گی۔

یہ ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی غیر سرکاری تنظیم نہیں کر سکتی۔ آج کیا کیفیت ہے؟ آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض علامات ہیں۔ مجلس قانون ساز سندھ میں یہ سوال دریافت کیا گیا کہ دو ہندو افسر ہندو اکثریتی صوبوں میں تبادلہ کیوں کرانا چاہتے ہیں؟ آج دونوں جانب ہندوؤں اور مسلمانوں میں جذبات بہت سخت ہیں۔ مسلمان پاکستانی علاقوں میں جانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ ہندو ہندوستانی علاقوں کی جانب کوچ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سے آج کے غیر خوش گوار تعلقات کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر وہ (ہندو) پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی مدد کریں گے۔

"ہم ہندوؤں کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ' عادلانہ اور فیاضی کا سلوک کیا جائے گا۔ اسلام کی پوری تاریخ اس کی شاہد ہے۔ اسلام کی ساری تعلیمات اسی جہت کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔

"یاد رکھیں کہ جن حکومتوں کی بنیاد عوامی اعتماد پر استوار نہیں ہوتی وہ خوشحالی سے ہم کنار نہیں ہوتیں۔ جمہوریت مسلمانوں کے خون میں رواں دواں ہے اور ہم مساوات' اخوت اور حریت کے قائل رہے ہیں اور اس کا کوئی امکان نہیں کہ کوئی شخص اپنی من مانی کر سکے۔

"آپ یقین کیجئے کہ آپ ہمارے نظام حکومت کے تحت زیادہ محفوظ ہوں گے بمقابلہ اس کے کہ آپ ایسی حکومت کے ماتحت ہوں جس کی بنا ایک شخص کی حکومت کی بنیاد پر استوار ہو۔ اگر یہ عمدہ ہے تو یہ اسلام ہے اگر یہ بُری ہے تو اسلام نہیں ہے' اسلام عدل ہے۔"

مسٹر جناح نے تقریر ختم کرتے ہوئے انہیں تلقین کی کہ وہ صورت حال کی سنگینی کو فراموش نہ کریں۔ انہوں نے کہا ہمیں سنگین صورت حال کا سامنا ہے۔ اگر ہم ناکام ہو جاتے ہیں تو نتائج کو یاد رکھیں۔۔۔ میں انہیں بیان نہیں کر سکتا۔۔۔ یہ تباہ کُن ہوں گے۔"

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۷۴- بیگم مولانا محمد علی کی رحلت پر تعزیتی پیغام

بمبئی' ۲۹ مارچ ۱۹۴۷ء

"بیگم مولانا محمد علی کی رحلت بلاشبہ مسلم قوم اور عام طور سے مسلم خواتین کے کاز کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے بیگم مولانا محمد علی کے انتقال پر ایک تعزیتی پیغام میں کہی۔

قائداعظم نے کہا کہ مجھے بیگم مولانا محمد علی کے انتقال کی الناک خبر معلوم ہو کر بہت رنج ہوا۔ وہ ہند کی مسلمان خواتین میں ایک ممتاز مقام کی حامل تھیں اور صحیح معنوں میں مسلم امہ اور اسلام کی خادمہ تھیں۔

"میرا ان سے بڑا قریبی رابطہ تھا۔ چونکہ وہ مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کی رکن تھیں۔ اپنی اس حیثیت کے باعث وہ مجلس کی کارروائیوں اور ان فیصلوں میں جو ہم وقتاً" فوقتاً" کرتے رہتے تھے' وہ بڑی اعانت کرتی تھیں۔

"ان کے مشورے اور خیالات کا مجلس عاملہ پر زبردست اثر ہوتا۔ اور جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے میں ان کی غیر حاضری کو بہت محسوس کروں گا کیونکہ ان کے خیالات بہت وسیع اور ترقی یافتہ تھے اور ہم سب کی دستگیری کرتے تھے۔"

تعزیتی بیان ختم کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ میں "پورے خلوص کے ساتھ ان کے اعزہ اور اقربا سے ان کے اس غم میں اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ ان کی رحلت بلاشبہ مسلم قوم اور بالعموم خواتین کے کاز کے لئے [ناقابل تلافی] نقصان ہے۔ (دی ڈان' ۳۰ مارچ ۱۹۴۷ء)

۱۷۵- جمعیتہ العلماء اور جملہ مسلمانوں سے مسلم لیگ میں شمولیت کی اپیل

نئی دہلی' ۱۲ اپریل ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے جملہ مسلمانوں اور کل ہند جمعیتہ علماء سے اپیل کی ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لیں۔ مسٹر جناح نے یہ اپیل مولانا حفظ الرحمان جنرل سیکرٹری جمعیتہ علماء کی اس تجویز کے جواب میں کی جس میں انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی ساری جماعتوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے جس میں ہندی مسلمانوں کے اتحاد کی اساس پر کوئی مشترکہ لائحہ عمل طے کر لیا جائے۔ مولانا نے کہا کہ ملک معظم کی حکومت کے بیان

مجریہ ۲۰ فروری کے پیش نظر ضروری ہو گیا ہے کہ وہ جون ۱۹۴۸ء تک اقتدار ہندیوں کو منتقل کر دینا چاہتے ہیں- انہوں نے مزید کہا کہ قرآن کریم کے مطابق اس نوع کی مشاورت کے بغیر کسی بھی تنظیم کے فیصلے کو خواہ سیاسی اعتبار سے وہ کتنی بھی مضبوط اور نمائندہ کیوں نہ ہو شرعی یا قانونی فیصلہ قرار نہیں دیا جا سکتا- بیان ختم کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسٹر جناح نے مشاورت کے جو طریقے تجویز کئے ہیں ان میں سے ہر طریقے سے جمعیت تعاون کے لئے تیار ہو گی-

اہم معاملات

مسٹر جناح نے جواباً کہا: "نئی صورت حال کے پیش نظر جو برطانوی حکومت کی جانب سے ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو قرطاس ابیض کی اشاعت سے پیدا ہوئی ہے اور ان اہم امور کا خیال کرتے ہوئے جو ہمیں فوری طور پر درپیش ہیں' میں آپ سے اس امر پر اتفاق کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں مکمل اتفاق و اتحاد از بس ضروری ہے اور میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس بات پر زور دیا ہے' بالخصوص گذشتہ دو تین ہفتوں کے دوران' اور میں نے ہر مسلمان سے اپیل کی ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے-

"یہ وقت وہ نہیں کہ ہم داخلی اختلافات سے متعلق امور کو اچھالیں- یہ ہمارا کام ہو گا کہ ہم منظم ادارے کے طور پر نئے دستور اور قواعد و ضوابط کے مطابق انہیں طے کر لیں- یہ وہ لمحہ نہیں جب ہم اپنے داخلی مسائل کو حل کرنے میں مصروف ہو جائیں جب کہ خارجی خطرہ ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے- لہٰذا میں پورے خلوص کے ساتھ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ بلا کسی تاخیر کے مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور مسلمانوں کے قومی نصب العین' اپنی محبوب منزل —— پاکستان کے حصول میں اپنا کردار ادا کریں- یہ مقصد صرف اس طرح سے ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ ہماری صفوں میں مکمل اتحاد ہو اور کامل وفاداری کے ساتھ مسلم لیگ کی حمایت کی جائے جو مسلمانان ہند کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے-

میں نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی بھی مسلمان جو مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے' ماضی میں اس کے خیالات خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہوں' اس کا خیرمقدم لیا جائے گا- اور میں جمعیت علمائے ہند کے ہر رکن کو خوش آمدید کہوں گا-

مجھے پوری توقع ہے کہ آپ اس پر پورے خلوص سے غور فرمائیں گے کیونکہ مجھے ایسی کوئی دشواری نظر نہیں آتی- [بالخصوص] ان نئے واقعات اور متعدد اہم ہندو تنظیموں کے رویے کے پیش نظر جو آپ کے میری اپیل پر لبیک کہنے میں حائل ہو سکے- جیسا کہ میں نے نوٹ کیا کہ آپ نے اس بات پر زور دیا ہے اور اسے سراہا ہے کہ اس نازک لمحے میں ہماری صفوں میں اتحاد کس

درجہ اہم ہے۔ (دی ڈان' ۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء' ایسٹرن ٹائمز' ۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء)

۱۷۶۔ وائسرائے سے ملاقات کے بعد بیان

نئی دہلی' ۲۴ اپریل ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان کے دوران اس امر کا انکشاف کیا کہ ان کی وائسرائے' لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ ملاقات میں جو تین گھنٹوں پر محیط تھی شمال مغربی سرحدی صوبہ میں موجودہ کیفیت پر تبادلہ خیال ہوا۔

"ہزایکسی لینسی وائسرائے کے ساتھ میری ایک سے زیادہ ملاقاتیں ہوئیں' جن کا نتیجہ یہ نکلا کہ صوبہ سرحد کی حکومت کی جانب سے پہلا قدم اس اعلان کی صورت میں اٹھا لیا گیا کہ [۱] جونہی حالات اجازت دیں گے تمام سیاسی اسیروں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے گا۔[۲] کہ ان کا ایسا کوئی ارادہ نہیں کہ وہ سیاسی آرا کے اظہار کی آزادی میں مداخلت کریں یا پرامن جلسے منعقد کرنے میں کوئی رکاوٹ حائل کریں۔ البتہ جلوسوں اور دھرنوں کی اجازت اس وقت تک نہیں دی جا سکتی جب تک کہ حالات معمول پر نہیں آجاتے۔

"اس کے بعد سے وائسرائے نے میرے ساتھ کل شام اس نازک صورت کے بارے میں تبادلہ خیال کیا جو شمال مغربی صوبہ سرحد میں پیدا ہو گئی ہے۔ اور ان اہم امور کو پس پشت ڈالتے ہوئے جن میں وہ آج کل بے پناہ مصروف ہیں' انہوں نے آئندہ سوموار [پیر] کے دن صوبہ سرحد جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ امر کہ ہزایکسی لینسی بہ نفس نفیس صوبہ سرحد جا رہے ہیں بلاشبہ ان کے اس خلوص کا آئینہ دار ہے کہ وہ صورت حال کا خود جائزہ لینا چاہتے ہیں' صوبے کے رہنماؤں سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اس عزم کا مظاہرہ کرتا ہے کہ وہ صوبے میں پیدا شدہ سنگین گڑبڑ اور کیفیت کی بنیاد کو بیخ و بن سے نکال پھینکنا چاہتے ہیں۔ میری ان سے جو بات چیت ہوئی ہے اس سے میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ وائسرائے عادلانہ کردار ادا کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر میں مسلمانوں سے بالعموم اور مسلم لیگیوں سے بالخصوص یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ امن و امان برقرار رکھیں تاکہ وائسرائے کو اصل کیفیت کو سمجھنے کا موقع مل سکے۔

"مجھے مسرت ہے کہ مسٹر نشتر وہاں پوری طرح سے پہلے ہی سے موجود ہیں اور مجھے اعتماد ہے کہ وہ ہمارے لوگوں کی ہر ممکنہ طریقے سے رہنمائی اور امداد کریں گے۔

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

۱۷۷- اہالیان برما کے نام پیغام

نئی دہلی' ۲۶ اپریل ۱۹۴۷ء

حکومت برما کے دستوری مشیر یوچان ہتون نے مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے ملاقات کی- مسٹر جناح نے انہیں یقین دلایا کہ پاکستان برما کو ہمیشہ ایک عزیز دوست تصور کرے گا-

برمی رہنما نے صحافیوں کو بتایا کہ انہوں نے اخبارات میں شائع ہونے والی اس اطلاع پر مسٹر جناح کے ساتھ تبادلہ خیال کیا کہ اراکان کے دو ضلعوں بوتھی ڈانگ اور مانگ ڈا کے کچھ مسلمان یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ دو ضلعے بھی پاکستان میں شامل ہو رہے ہیں- مسٹر جناح نے انہیں بتایا کہ اس سوال کے بارے میں انہوں نے مسلم لیگ کی پوزیشن کی اس مشترکہ بیان میں وضاحت کر دی ہے جو گذشتہ جنوری میں انہوں نے اور مسٹر اونگ سان نے جاری کیا تھا-

برمی لوگوں کے نام ایک پیغام میں مسٹر جناح نے کہا: براہ کرم میرا یہ پیغام یوانگ سان اور برمی رہنماؤں تک پہنچا دیجئے کہ ان کی جدوجہد آزادی میں میری مکمل حمایت اور نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہیں- ہم ایک ہی کشتی میں سوار ہیں اور آزادی کی خاطر جدوجہد کر رہے ہیں- انشاء اللہ آپ اور ہم بہت جلد آزاد ہو جائیں گے-"

مسٹر جناح نے یوچان ہتون سے یہ بھی کہا کہ میں نے ہمیشہ مسلمانان برما کو یہ تلقین کی ہے کہ حصول آزادی کی جدوجہد میں وہ اپنی شناخت برمیوں کے ساتھ ہی رکھیں- اگر مسلمانوں کو کچھ شکایتیں ہیں تو وہ خوشگوار طریقے سے برمیوں سے مل جل کر حل کر لیں کیونکہ برما ہی ان کا وطن ہے- انہوں نے برمیوں کو بھی تلقین کی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک کریں اور انہیں اپنے اعزہ اور اقربا کا درجہ دیں' کیونکہ یہی اکٹھے رہنے اور خوش و خرم زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ہے-

مسٹر جناح نے یوچان ہتون کو بتایا کہ حصول پاکستان کی منزل قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے' اور کہا کہ بنگال آپ کا ہمسایہ ہو گا- میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ پاکستان ہمیشہ برما کا عزیز دوست رہے گا-" (اے- پی- آئی' دی پاکستان ٹائمز' ۲۷ اپریل ۱۹۴۷ء)

۱۷۸- پنجاب اور بنگال کی تقسیم پر بیان

نئی دہلی' ۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم- اے- جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان کے دوران پنجاب اور بنگال

کی تقسیم کے مطالبے کی مذمت کرتے ہوئے "اسے خبث باطن اور تلخی سے تعبیر کیا۔" انہوں نے کہا "مجھے پوری امید ہے کہ نہ تو وائسرائے اور نہ ملک معظم کی حکومت اس جال میں پھنس کر ایک زبردست غلطی کا ارتکاب کرے گی۔"

مسٹر جناح نے اپنے اس مطالبے کا اعادہ کیا کہ ایک مسلم قومی ریاست تشکیل دی جائے جو چھ صوبوں پر مشتمل ہو۔ "پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو انتقال اقتدار کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ دفاعی افواج کی تقسیم بھی رو بہ عمل لائی جائے۔ یہ صاف اور سیدھی راہ ہے جو ہند کے دستوری مسئلے کا واحد حل ہے۔"

مسٹر جناح نے کہا کہ "تبادلہ آبادی بھی ہو کر رہے گا اور پاکستان اور ہندوستان کی مجالس دستور ساز اس معاملے سے نمٹ سکتی ہیں اور بعد ازآں پاکستان اور ہندوستان کی متعلقہ حکومتیں موثر طریقے سے جہاں جہاں ضروری اور ممکن ہے آبادی کا تبادلہ کر سکتی ہیں۔"

مسٹر جناح کے بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے۔

"مجھے اخباری اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ کانگرس نے اس بات پر زور دینا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے قیام کی صورت میں پنجاب کو تقسیم کیا جائے گا۔ جب کہ ہندو مہاسبھا نے پروپاگنڈے کی زبردست مہم شروع کر رکھی ہے کہ بنگال کو بھی تقسیم کیا جائے۔

اصول تقسیم

"میں اس امر کی نشاندہی کرنی چاہوں گا کہ بہت سا الجھاؤ ایک مقصد کے تحت پیدا کیا جا رہا ہے۔ ہند کی تقسیم کے معاملے کی اساس' جیسا کہ مسلم لیگ نے تجویز کیا ہے' اس بنیادی حقیقت پر استوار ہے کہ ہندو اور مسلمان دو قومیں ہیں اور اس امر میں جو اصول کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے اوطان میں جہاں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے' قومی وطن کے طلب گار ہیں جو پنجاب' صوبہ سرحد' سندھ' بلوچستان' بنگال اور آسام کی وحدتوں پر مشتمل ہو۔

"یہ ہندوؤں کو ان کا قومی وطن اور ان کی قومی مملکت ہندوستان عطا کر دے گی۔ جس کا مطلب ہے برطانوی ہند کا تین چوتھائی حصہ۔

"اب بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا سوال اٹھا دیا گیا ہے' کسی جائز مقصد کی خاطر نہیں' بلکہ خبث باطن کی وجہ سے اور مصیبت کھڑی کرنے کے لئے۔ چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہند کو تقسیم ہونا ہی ہے — اولاً برطانوی حکومت اور وائسرائے کے لئے زیادہ دشواریاں پیدا کرنا اور دوم اس پروپاگنڈے کو بار بار دہرا کر کہ مسلمانوں کو کٹا پھٹا اور کرم خوردہ پاکستان ملے گا' انہیں ہراساں کرنا۔

"یہ شور وغوغا کسی جائز اصول پر مبنی نہیں ' سوائے اس کے کہ پنجاب اور بنگال کی ہندو

اقلیتیں ان صوبوں کو تقسیم کرنا چاہتی ہیں اور خود اپنے لوگوں کو بھی ان صوبوں میں دو ٹکڑوں میں بانٹنا چاہتی ہیں۔

ہندو اوطان

"جیسا کہ میں نے کہا ہندوؤں کو اپنے اوطان مل جائیں گے جو چھ بڑے بڑے صوبوں پر مشتمل ہوں گے۔

"چونکہ محض پاکستانی صوبوں کی اقلیتوں نے یہ رویہ اختیار کیا ہے' برطانوی حکومت کو اسے تسلیم نہیں کر لینا چاہیے کیونکہ اس کا منطقی نتیجہ یہ برآمد ہو گا کہ باقی تمام صوبوں کی بھی اسی طرح کاٹ چھانٹ کرنا ہو گی اور اس پر عمل درآمد خطرناک کیفیت پر منتج ہو گا جس کے باعث متعدد صوبے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے اور یہ حال کے مقابلے میں مستقبل کے لئے زیادہ خطرناک صورت حال کو جنم دے گی۔ اگر ایسا طریق کار اختیار کیا گیا تو صوبوں کی انتظامی' اقتصادی' اور سیاسی زندگی کی جڑ بنیاد پر کاری ضرب لگے گی جو کچھ نہیں تو سو برس سے اس بنیاد پر نشوونما پا رہے ہیں' اور ترقی کر رہے ہیں' اور اسی پر ان کی تعمیر ہو رہی ہے اور موجودہ دستور کے تحت خودمختار صوبوں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

جال سے خبردار رہیے

"مطالبہ پاکستان کے بنیادی اصول کا ہند کے طول و عرض میں صوبوں کی متعدد ٹکڑوں میں کاٹ چھانٹ سے موازنہ کرنا غلط بات ہو گی۔ امید ہے کہ نہ تو وائسرائے اور نہ ہی ملک معظم کی حکومت اس جال میں پھنسے گی اور زبردست غلطی کی مرتکب ہو گی۔

"یہ بدیہی امر ہے کہ اگر پاکستان میں موجود اقلیتیں اپنے اوطان ہندوستان میں منتقل ہونا چاہیں' تو انہیں اس کی آزادی ہو گی اور دوسروں [مسلمانوں] کو بھی یہی حق حاصل ہو گا۔ یعنی اگر مسلمان ہندوستان سے ترک وطن کرنا چاہیں تو وہ بھی ایسا کر سکیں گے اور پاکستان جا سکیں گے: اور جلد یا بدیر آبادی کا تبادلہ ہو کر رہے گا' اور اب پاکستان اور ہندوستان مجالس دستور ساز اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہیں اور بعد ازاں پاکستان اور ہندوستان کی متعلقہ حکومتیں موثر طریقے سے آبادی کا تبادلہ کر سکتی ہیں جہاں جہاں بھی ضروری اور ممکن ہو۔

"کانگرسی پروپاگنڈے کا مقصد ہے خوش گوار حل کو شکست و ریخت سے دو چار کیا جائے اور اس کی راہ میں رکاوٹیں اور دشواریاں حائل کر دی جائیں۔ یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ انہوں نے ہندو مہاسبھا کو بنگال میں اور سکھوں کو پنجاب میں' اور کانگرسی اخبارات سکھوں کو پنجاب میں اشتعال دلا رہے ہیں اور انہیں گمراہ کر رہے ہیں۔

پنجاب کی تقسیم سے سکھوں کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا بلکہ وہ دو ٹکڑوں میں بٹ کر رہ جائیں گے۔ اگر اُن کے تصور کے مطابق پنجاب کو تقسیم کر بھی دیا جائے تب بھی ان کی آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ پاکستان میں رہ جائے گا جبکہ اگر وہ مسلم لیگ کی تجویز کے مطابق پاکستان میں رہتے ہیں تو وہ ایک ٹھوس اقلیت کا ایک بہت بڑا کردار ادا کر سکیں گے۔ ہم نے ہمیشہ ایک معقول انداز میں ان کے مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مزید برآں ۲۰ فروری کے قرطاس ابیض میں یہ کہا گیا ہے کہ اقتدار ایک حاکم یا حکام کو اس طریقے سے منتقل کیا جائے گا جو ہموار ہو اور جس سے کم سے کم دشواری اور گڑ بڑ پیدا ہو۔

سیدھی راہ

"اگر اقتدار مختلف حکومتوں کو منتقل ہونا ہے تو یہ کامیابی کے ساتھ پاکستان گروپ اور ہندوستان گروپ کو تقسیم کیا جا سکتا ہے جس کے ذریعہ مستحکم اور مضبوط حکومتیں معرض وجود میں آجائیں گی اور یہ حکومتیں پُرامن طور پر اور کامیابی کے ساتھ چلائی جا سکیں گی۔

"پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو اقتدار کی منتقلی کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ دفاعی افواج کی مکمل تقسیم بھی عمل میں آجائے اور میرے خیال میں یہ جون ۱۹۴۸ء سے پہلے تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کی مملکتیں بالکل آزاد اور خودمختار بنائی جا سکتی ہیں۔ یہی سیدھی راہ ہے اور ہند کے دستوری مسئلے کا واحد عملی حل بھی۔" [(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' کیم مئی ۱۹۴۷ء)]

۱۷۹۔ گاندھی جناح ملاقات کے بعد بیان

نئی دہلی' ۶ مئی ۱۹۴۷ء

"ہم نے دو معاملوں پر تبادلہ خیال کیا۔ ایک تقسیم ہند' پاکستان اور ہندوستان کی شکل میں۔ مسٹر گاندھی تقسیم کے اصول کو قبول نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ تقسیم ناگزیر نہیں۔ جبکہ میرے خیال میں نہ صرف پاکستان ناگزیر ہے بلکہ یہ ہند کے سیاسی مسئلے کا واحد عملی حل ہے۔

"دوسرا معاملہ جس پر ہم نے گفت و شنید کی وہ' وہ مکتوب تھا جس پر ہم دونوں نے مشترکہ طور پر دستخط کیے' جس میں لوگوں سے اپیل کی گئی کہ وہ امن و امان برقرار رکھیں۔ اور ہم دونوں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمیں اپنے اپنے حلقہ اثر میں یہ دیکھنا ہو گا کہ لوگ ہماری اپیل پر کان دھرتے ہیں اور اس پر عمل درآمد کرتے ہیں اور ہم اس مقصد کی خاطر ہر کوشش کو رُو بہ کار لائیں گے۔"

(دی ڈان' ۷ مئی ۱۹۴۷ء)

۱۸۰۔ شمال مغربی سرحدی صوبے کی صورت حال پر بیان

نئی دہلی، ۷ مئی ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے صوبہ سرحد کی سیاسی صورت حال کے بارے میں ایک ہزار لفظوں پر محیط بیان جاری کیا۔ بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

"مجھے صوبہ سرحد کے مسلم لیگی رہنماؤں کے ساتھ شمال مغربی سرحدی صوبے میں موجودہ صورت حال اور وہاں حال ہی میں رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں تفصیلی تبادلہ خیال کا موقع ملا۔ سرحدی صوبے میں لیگ کی تحریک کا آغاز اس بنا پر ہوا کہ جب سے خان صاحب وزارت کا قیام عمل میں آیا ہے، وزارت صوبے میں عامتہ الناس بالخصوص مسلم لیگیوں اور مسلم لیگ تنظیم کو جائز یا ناجائز، ہتھکنڈوں سے کچلنے پر تلی ہوئی ہے۔ حکومت کی جانب سے انتقامی کارروائی کرنے، ظلم و ستم ڈھانے اور درپے آزار ہونے کی کوئی حد ہی باقی نہیں رہی۔

"شہری آزادیوں کا کوئی شائبہ تک باقی نہیں رہ گیا۔ لوگوں کو سیاسی امور پر اظہار خیال اور وزارت پر تنقید کے حقوق سے محروم کرنے کے لئے ہنگامی قوانین، فرنٹیر کرائمز ریگولیشنز، دفعہ ۱۴۴ اور دیگر ظالمانہ دفعات کا بے محابا استعمال کیا جا رہا ہے۔ صوبے میں یہ کیفیت موجود تھی جب مسلم لیگ کے صف اول کے رہنماؤں کو پابند سلاسل کیا گیا۔ ان کا قصور محض اتنا تھا کہ وہ اپنے بنیادی حقوق کا استعمال چاہتے تھے۔ عوام کی جانب سے رہنماؤں کی گرفتاری پر ردعمل کا اظہار ایک عوامی سول نافرمانی کی تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ قطعی طور پر جھوٹ اور حقائق کی مکمل غلط ترجمانی ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے کبھی بھی عملاً راست اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء کی بمبئی قرارداد محض حکمت عملی میں تبدیلی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ ہم نے یہ اعلان کیا کہ آئندہ ہم دستوری طریقوں تک محدود نہیں رہیں گے، جن کا آل انڈیا مسلم لیگ نے اس وقت تک التزام کے ساتھ پاس کیا۔

"اس کے برعکس کانگرس کا عقیدہ نہ صرف یہ کہ اسے غیر قانونی ذرائع اختیار کرنے کی اجازت عطا کرتا ہے بلکہ تنظیم کا جوہر یہ ہے کہ وہ عوامی سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے میں بالکل آزاد ہے۔ وہ جس وقت بھی چاہے اور یہ سمجھے کہ وقت حصول مقاصد کے لئے جابرانہ طریقے اختیار کرنے کے لئے مناسب اور سازگار ہے، وہ انہیں اختیار کر سکتی ہے۔

ڈیمکالیز کی شمشیر برہنہ

"ڈیمکالیز کی یہ شمشیر برہنہ مسلمانوں اور برطانوی حکومت کے سروں پر مسلسل لٹکتی رہی [

اور ان کے سروں پر یہ خدشہ مستقل منڈلاتا رہا کہ نہ جانے کب کانگرس سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دے } اور کانگرس نے ۱۹۲۱ء میں متعدد بار تحریکیں شروع کیں اور مختلف موقعوں پر سول نافرمانی کے حربے کو آزمایا جس نے ملک میں نازک صورت حال کو جنم دیا۔ آخری بار انہوں نے یہ حربہ ۱۹۴۲ء میں آزمایا اور اس کے تباہ کن نتائج کا ہم سب کو علم ہے۔ کانگرس کی جانب سے جاری کردہ تحریکوں میں متشددانہ کارروائی کرنے والوں کے بارے میں کانگرسی رویے کا مظاہرہ ان کارروائیوں سے ہو جاتا ہے جو کانگرسی وزارتیں اپنے اپنے صوبوں میں دوبارہ اقتدار سنبھالنے کے بعد سے کر رہی ہیں۔ ۱۹۴۲ء کی تحریک کے دوران تشدد کی کارروائی کو ہیروازم اور حب الوطنی کے کارنامے قرار دیا جا رہا ہے۔

"اس حکمت عملی اور کانگرسی ریکارڈ کے برعکس مسلم لیگ نے اپنی ۲۹ جولائی کی قرارداد میں صرف اس امر کو واضح کیا کہ اب مسلم لیگ جب بھی یہ ضروری تصور کیا گیا' سول نافرمانی کی تحریک کا آغاز کرنے میں آزاد ہے۔ ان معنوں میں "راست اقدام" کی ترکیب استعمال کی گئی۔ چنانچہ یہ بدیہی امر ہے کہ "راست اقدام" کی اصطلاح کو جو شرارتاً معنی پہنائے گئے ہیں' یعنی یہ قوت کے اصول' تشدد اور خونریزی پر مبنی ہے' بالکل بے بنیاد اور کلیتاً نادرست ہے۔ "راست اقدام" کا مطلب ہے سماجی دباؤ' ہڑتال یا بغاوت برسراقتدار حاکمیت کے خلاف اخلاقی دباؤ تاکہ وہ ہماری شکایات کا ازالہ کر سکے اور ہمارے مطالبات پورے کر سکے۔

ناقابل برداشت کیفیت

"شمال مغربی سرحدی صوبے میں جو تحریک چل رہی ہے وہ ناقابل برداشت کیفیت کا نتیجہ ہے اور وزارت کو مسلمانوں اور بالخصوص مسلم لیگ تنظیم کو کچلنے کی ظالمانہ حکمت عملی کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ وزارت پر عامتہ الناس کا اعتماد اٹھ چکا تھا اور دفعہ ۹۳ کے اطلاق [گورنر راج] اور نئے انتخابات کے انعقاد کا مطالبہ صوبہ گیر شکل اختیار کر گیا تھا۔ ڈاکٹر خان صاحب اور ان کے وزارتی رفقائے کار کو عوام کی رائے حاصل کرنے کے لئے چیلنج دیا گیا جو اپنی بے انتہا ہٹ دھرمی کے باعث قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔

"ان تمام اطلاعات کی روشنی میں جو مجھے دستیاب ہیں' اور میں نے اس تمام معاملے کا بکمال احتیاط مطالعہ کیا ہے' میں موجود حقائق سے روگردانی نہیں کر سکتا اور صوبہ سرحد کی وزارت نے جو کیفیت پیدا کر رکھی ہے اس کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کی گرفتاری عمل میں آئی' ان کے لئے قید و بند کی مختلف سزائیں تجویز کی گئیں اور فرنٹیر کرائمز ریگولیشنز کے تحت نظر بند' بندی خانوں میں پابند سلاسل کیا گیا۔ ڈاکٹر خان صاحب اور ان کے وزارتی رفقاء کے سامنے واحد آبرومندانہ

راستہ یہ ہے کہ وہ اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں اور تازہ انتخاب لڑیں۔

"میں نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے بعد ازآں ۱۹ اپریل کو ایک اعلانیہ جاری کیا جس میں منجملہ دیگر امور کے یہ بات کہی : "حکومت نے اپنے طور پر فیصلہ کیا ہے کہ جونہی حالات اجازت دیں گے، وہ ان تمام سیاسی اسیروں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیں گے جن پر تشدد کا کوئی الزام نہیں ہے اور حکومت کا سیاسی رائے کے اظہار یا پرامن عام جلسوں کے انعقاد میں مداخلت کا کوئی ارادہ نہیں ہے، لیکن وہ صوبے کے لوگوں پر یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ ماضی میں جلوسوں اور دھرنوں کی وجہ سے بدامنی کے واقعات کو ہوا ملی۔ چنانچہ جب تک حالات معمول پر نہیں لوٹ آتے ان کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔"

"لیکن جڑ بنیاد اب بھی باقی ہے۔ میں نے امید کی تھی، لوگ عقل کے ناخن لیں گے۔ اور اب بھی امید کرتا ہوں کہ متعلقہ لوگ صورت حال کا غیر جانبداری کے ساتھ اس کے اصل پس منظر میں جائزہ لیں گے۔ صوبائی مسلم لیگ نے یکم مئی کو، سرحدی رہنماؤں کے مجھ سے مشورہ کرنے کے لئے دہلی آنے سے قبل یہ اعلان کیا تھا کہ پورے غور و خوض کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے جو اقدام تجویز کئے ہیں، وہ کسی طور سے بھی مسلم لیگ کے مطالبات کو پورا نہیں کرتے، لہٰذا لیگ کے لئے ناقابل قبول ہیں۔

"لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ تحریک کو ختم نہ کیا جائے۔ سرحدی رہنماؤں نے جیل سے رہائی پر بھی اتفاق نہیں کیا، کیونکہ یہ لوگ صرف رہائی حاصل کرنے کے لئے تو جیلوں میں نہیں گئے تھے۔ مجھے ان سے ہمدردی ہے اور انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس سے اختلاف کی گنجائش بھی نہیں پاتا۔ تاہم ہمیں یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ اب صوبہ سرحد کا سارا معاملہ، جملہ پہلوؤں کے ساتھ، فیصلہ کے لئے ملک معظم کی حکومت کے سامنے ہے۔ لارڈ اسمے برطانیہ میں ہیں اور میری رائے میں یہ صرف چند ہفتوں کی بات ہے کہ سارے ہند کے بارے میں فیصلوں کا اعلان کر دیا جائے گا۔ یہ بدیہی امر ہے کہ شمال مغربی سرحدی صوبے کے عوام کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع دینا ہو گا اور ان کی ناراضگی کی جڑ بنیاد کو دُور کرنا ہو گا۔ عوام الناس کا فیصلہ کیا ہو گا؟ مجھے اس باب میں ذرا سا بھی شبہہ نہیں اور اس کے بعد موجودہ وزارت کا برقرار رہنا ممکن نہ رہے گا۔ لہٰذا جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہمیں بہترین کی توقع رکھنا چاہیے اور بدترین کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

کمزور کی حفاظت

"ان حالات میں مَیں پورے خلوص سے ہر مسلمان بالخصوص لیگیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پُرامن رہنے کے لئے جو کچھ بھی ان کے بس میں ہو کر گزریں۔ کسی تحفظ کے بغیر میں کہتا ہوں

کہ ہماری جانب سے تشدد یا قوت کا مطلق استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہو اس کا تحمل کے ساتھ سامنا کرنا چاہیے اور انتہائی اشتعال انگیزی کو بھی صبر سے برداشت کرنا چاہیے۔ ہمیں سختی کے ساتھ امن کی راہ پر گامزن رہنا چاہیے' جس کا ہم عزم کر چکے ہیں۔ کسی صورت میں بھی تحریک کو فرقہ واریت کی شکل اختیار کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہماری لڑائی ہندو یا سکھوں کے خلاف نہیں ہے۔ ہم صوبے کے لوگوں کی صحیح رائے جائز اور آزاد طریقوں سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بات اخلاق' تہذیب اور اسلامی تعلیم کے ہر اصول کے خلاف ہے کہ ہم کمزور کو نقصان پہنچائیں۔ اس کے برعکس ہر مسلمان کا فرض عین یہ ہے کہ وہ اقلیتوں کی حفاظت کرے' خواہ اسے کتنے ہی اشتعال کا سامنا کیوں نہ ہو۔ مجھے علم ہے کہ یہ کہا جائے گا کہ تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے لیکن ہم اپنی طرف سے اپنوں سے' میں کہتا ہوں کہ امن قائم رکھئے خواہ اس کی کوئی بھی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے' اور دوسروں کو میں کہوں گا' مشتعل نہ کیجئے' امن قائم رکھئے۔"

"میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ آئندہ چند ہفتوں کے دوران کہ اتنے میں حتمی اعلان ہو جانبین اس امر کی بھرپور کوشش کریں گے کہ لوگوں کو جانی اور مالی اتلاف سے محفوظ رکھیں۔ جب حتمی اعلان ہو جائے گا تو پھر یہ کلیتاً" ہم پر منحصر ہو گا اور ہم کوئی بھی قدم اٹھانے میں آزاد ہوں گے۔ (اورینٹ پریس آف انڈیا' دی ڈان' ۸ مئی ۱۹۴۷ء)

۱۸۱۔ آل انڈیا مسلم نیوز پیپرز ایسوسی ایشن کی ضیافت میں تقریر

نئی دہلی' ۱۰ مئی ۱۹۴۷ء

"آیئے ہم اکٹھے ہو کر استقامت اور عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھیں' ایسے کہ پائے استقامت میں لغزش نہ آئے۔ (انشاء اللہ) ہم پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔ آپ جس صعوبت اور قربانی کا سامنا کرتے ہیں اسے ہم نظر استحسان سے دیکھتے ہیں۔ آج اس برعظیم کے طول و عرض میں مسلمان متحد اور مضبوط قوم ہیں اور ہم اپنا مقصد ــــ 'پاکستان' ضرور حاصل کریں گے۔" اس امر کا اعلان قائداعظم محمد علی جناح نے ایک پُرہجوم ضیافت میں کیا جس کا اہتمام آل انڈیا مسلم نیوز پیپرز ایسوسی ایشن نے ان کے اعزاز میں ہوٹل امپریل میں کیا تھا۔

قائداعظم نے سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے' جو ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر الطاف حسین نے پیش کیا تھا' کہا: "آپ نے مجھے جو اعزاز بخشا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکرگزار ہوں اور اس موقع کے لئے بھی' جو ہند کے مختلف اخباروں اور خبررساں اداروں کے نمائندوں سے ملاقات

کا آپ نے مجھے فراہم کیا۔ حضرات آپ کو علم ہے کہ تین برس پیشتر ہمارے پاس کسی قسم کا بھی کوئی پریس [اخبارات] موجود نہیں تھا۔ ہماری مثال سمندر میں قطرے کی سی تھی' جہاں ہندوؤں کو پریس کی اجارہ داری حاصل تھی۔ یہ طاقتور ہتھیار جسے بھلائی اور برائی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے کانگرس اور ہندوؤں کی جانب سے ہمارے خلاف ہی استعمال کیا جاتا تھا۔

"ایک وہ وقت تھا جب ایک ایسے مسلمان کو تلاش کرنا کاردشوار تھا جو صحافت کی ابتدائی تربیت سے ہی آراستہ ہو' اور اگر کوئی ایسا ہوتا تو اسے ایسے ڈھونڈنا پڑتا جیسے مچھلی کو پکڑتے ہیں' اور وہ باہر آجاتا تو خود کو ایسا محسوس کرتا جیسے مچھلی بنا پانی کے ہو۔ ہمارے اردگرد ایک حصار بنا ہوا تھا۔ یہ حصار ہمیں پھولنے پھلنے سے روکتا تھا۔ زندگی کے ہر شعبے میں یہی افسوسناک کہانی جاری و ساری تھی۔ مسلمانوں کو قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا تھا اور انہیں اس آہنی حصار کو توڑنا پڑا۔"

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "میں آپ سب لوگوں کو جو آج یہاں موجود ہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ نہ صرف وہ حصار ٹوٹ گیا ہے بلکہ آج آپ ایک ٹھوس وحدت کی طرح متحد ہیں۔ یہ صرف گذشتہ تین برسوں کے دوران ہوا کہ ہمیں حقیقی ترقی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ ہندی زبانوں کے اخبارات اس سے پہلے بھی موجود تھے' لیکن وہ مفلوک الحال تھے۔ اردو ہماری قومی زبان ہو گی۔ لیکن موجودہ حالات میں انگریزی تقریباً ناگزیر ہے۔ چند برس قبل شاید ایک آدھ مسلم ہفت روزہ ہو اور پھر 'ڈان' آیا۔ طلوع کی چھوٹی سی کرن دریا گنج سے پھوٹی ہے۔"

مسٹر جناح نے ایڈیٹر 'ڈان' مسٹر الطاف حسین کو مبارکباد دی کہ انہوں نے کس خوبصورتی سے ڈان کو چلایا کہ وہ جملہ مخالفتوں کے سامنے تن تنہا سینہ سپر ہو گئے۔ اسٹار آف انڈیا بھی تھا۔ اس نے بھی بیش قیمت کام سرانجام دیا۔ پھر 'مارننگ نیوز' آیا۔ پھر پنجاب بیدار ہوا اور صرف دو ماہ قبل لاہور پاکستان کے سنگ میل سے پاکستان ٹائمز نکلا' اور ایک ماہ قبل بمبئی سے مارننگ ہیرالڈ نکلا۔

ہند کی زبانوں کے اخبارات نے بھی خود کو مستحکم کیا۔ قائداعظم نے کہا تین برس قبل سب کچھ [سو فیصد] کانگرس اور ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ اب ہمارے پاس اورینٹ پریس آف انڈیا کے نام سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا ایک خبررساں ادارہ بھی موجود ہے۔" (دی ڈان' ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء)

۱۸۲۔ ایسوسی ایٹیڈ پریس آف امریکہ کو پٹیل کے بیان کا جواب

نئی دہلی' ۱۱ مئی ۱۹۴۷ء

"میری توجہ اس انٹرویو کی جانب مبذول کرائی گئی ہے جو سردار پٹیل نے اے۔ پی۔ اے [

ایسوسی ایٹیڈ پریس آف امریکہ) کو دیا۔ ان کے حل کا یہ مفہوم ہے تمام اقتدار فوری طور پر موجودہ مرکزی حکومت کو منتقل کر دیا جائے۔ پھر ایک مضبوط مرکزی حکومت ملک میں امن و امان قائم کر سکے گی۔ اور وائسرائے اور موجودہ دستور کے تحت مجاز حکام دائرہ اقتدار سے باہر ہو جائیں اور قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کالعدم قرار دے دیا جائے اور پھر مسٹر پٹیل کہتے ہیں کہ "اگر کابینہ میں کسی سوال پر کوئی تصادم ہوا تو کانگرس کی ظالمانہ اکثریت کابینہ اور موجودہ مجلس قانون ساز دونوں میں فرمانروائی کرے گی۔ پھر وہ موجودہ نظم و نسق سے کام چلا لیں گے جو سارے ملک میں ان کے حوالے کر دیا جائے گا بشمول پولیس، مسلح افواج جن میں انگریز فوج شامل ہو گی جو ملک میں دس کروڑ مسلمانوں سمیت ہر شخص کو کچل دیں گے' یہ ہے ان کا نسخہ امن عامہ بحال رکھنے کا!

میں نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ اچانک ان کے دل میں "مرتبہ قلمرو" اور "قلمرو کے اختیارات" کی محبت جاگزیں ہو گئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان قراردادوں کا کیا بنا جو گذشتہ چند ماہ کے دوران کانگرس نے اپنے مختلف جلسوں میں منظور کیں ۔ نہ صرف کانگرس نے بلکہ اس کی ساتھی تنظیموں نے بھی منظور کیں' اور اس مجلس دستور ساز نے بھی جسے کانگرس کی ہیئت اعلیٰ چلاتی ہے' جس میں بڑے طمطراق کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ہند ایک آزاد اور خود مختار' جمہوریہ ہو گا۔" مسلم لیگ ایسی بھیانک تجویز کو ہرگز مقبول نہیں کرے گی جو صرف ان کا خواب ہے۔

"پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر برطانیہ نے ہند کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اقتدار مرکزی حکومت کو منتقل کر دیا جائے اور وائسرائے احیطہ اقتدار سے الگ ہو جائیں اور اپنی مداخلت بند کر دیں۔ اور وہ ایک مضبوط مرکز قائم کر لیں گے جس میں ملک کو درپیش مسائل سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت ہو۔ اس میں نہ کوئی عقل کی بات ہے اور نہ کوئی منطق ہے۔ اگر انگریز یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہند کو تقسیم ہونا ہے' تب یہ امر اس کے جلو میں آتا ہے کہ دفاعی افواج کی تقسیم بھی عمل میں آئے اور اقتدار منقسم حصوں کو منتقل کر دیا جائے۔ مرکزی حکومت کو برخواست کر دیا جائے اور اقتدار ان دو دستور ساز مجلسوں کو منتقل کر دیا جائے جو پاکستان اور ہندوستان کی نیابت کرتی ہوں۔ مسٹر پٹیل کہتے ہیں کہ کانگرس نے ہمیشہ یہ اعلان کیا ہے کہ کانگرس اس گروہ یا علاقے کے ساتھ زبردستی نہیں کرے گی جو ہندوستان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ بات کہنے کا کیا فائدہ کہ کانگرس کسی گروہ یا علاقے کے ساتھ زبردستی نہیں کرے گی جو ہندوستان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے جبکہ ان لوگوں کو جو علاحدگی چاہتے ہیں ہمہ وقت ڈرایا اور دھمکایا جاتا ہے۔ انہیں علاحدگی کے عواقب اور نتائج سے خوف زدہ کیا جاتا ہے اور دوستانہ انداز سے علاحدگی کی راہ میں

رکاوٹیں حائل کی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ دشواریاں کھڑی کی جاتی ہیں۔

یہ بالکل غیر مبہم بات ہے کہ ایک طرف تو مسٹر پٹیل اور کانگرس کہتی ہے کہ وہ کسی گروہ یا علاقے کو ہندوستان میں رہنے پر مجبور نہیں کریں گے' نہ طاقت استعمال کریں گے' لیکن عمل وہ اس کے برعکس کر رہے ہیں۔ پھر متفق کیوں نہیں ہو جاتے؟ لیکن اب انہوں نے ایک نیا کرتب شروع کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ تقسیم چاہتے ہیں تو وہ اسے قبول کر لیں گے لیکن اس کا نتیجہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ یہ ایک اور شرارت آمیز چال ہے اور وہ یہ دھمکی دیتے ہیں کہ اگر غیر مسلموں کو پاکستان میں رہنے پر مجبور کیا گیا تو پھر خانہ جنگی ہو گی۔ مسٹر پٹیل یہ نہیں دیکھ سکتے کہ تقسیم ہند کے مطالبے کی بنا اس بنیادی اصول پر استوار ہے کہ ہمارے اوطان پہلے سے موجود ہیں جہاں ہم قومی ریاست' مملکت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک "کلیتاً" مختلف اصول پر مبنی ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک بیان میں حال ہی میں نشاندہی کی جبکہ کانگرس کے اس نئے کرتب —— تقسیم بنگال و پنجاب—— کا آغاز اس وجہ سے کیا گیا کہ غیر مسلم اقلیتوں کو وہاں [پاکستان میں] منصفانہ سلوک میسر نہ ہو سکے گا کیونکہ وہاں مسلمان اکثریت میں ہوں گے۔ یہی استدلال زیادہ شدت اور قوت کے ساتھ مسلمانوں اور غیر اونچی ذات کے ہندوؤں پر ہندو اکثریتی صوبوں پر وارد ہوتا ہے۔ خصوصیت سے پنجاب اور بنگال میں ہندوؤں کے مقابلے میں ان صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ متعدد صوبوں کے حصے بخرے ہو جائیں گے جس کی اخلاقی نقطہ نظر سے حمایت نہیں کی جا سکتی۔ چونکہ یہ صوبوں کی اقتصادی لحاظ سے ٹوٹ پھوٹ کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی سیاسی اعتبار سے تقسیم نہ صرف حال کے لئے خطرناک ہو گی بلکہ مستقبل کے لئے کچھ زیادہ ہی خطرناک ہو گی۔

جس اگلے نکتے کا مسٹر پٹیل نے حوالہ دیا' وہ یہ تھا کہ جون ۱۹۴۸ء تک ہند کی تقسیم ممکن نہ ہو گی۔ وہ سوچتے ہیں کہ تقسیم کو مؤثر ہونے میں شاید برسابرس لگ جائیں' بالخصوص فوج کی تقسیم پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے باعث تاخیر ہو جائے گی۔ میرے لئے یہ باور کرنا مشکل ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے جون ۱۹۴۸ء کی تاریخ الل ٹپ مقرر کر دی ہو گی۔ تقسیم ہند کا مسئلہ ۱۹۴۰ء سے ہمارے سامنے ہے اور گذشتہ سال مارچ میں دفاع کی تقسیم کے معاملہ پر سیر حاصل بحث ہوئی اور جو ان کی روانگی سے مہینوں قبل تک جاری رہی ہے۔ اس وقت سے ہند کی تقسیم کے متبادل پر ملک معظم کی حکومت اور فوجی حکام کی بھرپور توجہ مرکوز رہی اور جب ۲۰ فروری کے قرطاس ابیض میں ایک متبادل کے طور پر یہ تجویز پیش کی گئی کہ اقتدار صوبوں کو منتقل کر دیا جائے تو اس صورت میں بھی یقیناً انہوں نے دفاع کے سوال کو نظرانداز نہ کیا ہو گا۔ افواج

کو تقسیم کئے بغیر انتقال اقتدار بے معنی بات ہے۔ مزید برآں میں افواج کی پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا۔

آخر میں مسٹر پٹیل یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تو معقولیت کے دیوتا ہیں اور میں نرا شیطان۔ وہ کہتے ہیں: "ہم نے ان [مسٹر جناح] سے کہا کہ اس مسئلہ کو اقوام متحدہ کے حوالے کر دو۔ وہ کہتے ہیں، نہیں اور ہم نے ان سے کہا کہ اس سوال پر ثالثی کرا لو، انہوں نے پھر کہا نہیں۔ یا تو مسٹر پٹیل کا حافظہ اچھا نہیں یا وہ دانستہ طور سے لوگوں کو ہند میں اور بیرون ہند گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ گذشتہ اگست میں مسٹر پٹیل نے مجھے ہٹ دھرمی کا الزام دیا۔ جواب میں میں نے اس امر کی جانب اشارہ کیا کہ مطالبہ پاکستان حق خودارادیت پر مبنی ہے جو مسلمانوں کا پیدائشی حق ہے، اور نہ یہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ اس سوال پر کسی سے انصاف کرا لیا جائے۔ کوئی بھی ذی شعور یہ سمجھ لے گا کہ حق خودارادیت کسی بھی قوم کا ناقابل انتقال حق ہوتا ہے اور اس قوم کے لوگوں کی خودمختاری کو تسلیم کرنا جمہوری طرز عمل سے ہی مناسب ہوتا ہے اور اسے دو قوموں، ہندوؤں اور مسلمانوں، کی رائے شماری کا موضوع نہیں بنایا جا سکتا۔ اور اگر ایسا طریقہ اختیار کر لیا جائے تو اس کا نتیجہ اظہر من الشمس ہو گا۔ چونکہ ہندوؤں کو ایک کے مقابلے میں تین کی بیمانہ اکثریت حاصل ہے۔ نہ ہی اسے کسی بھی حاکم کی ثالثی کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ مسٹر پٹیل کو اس بات کا علم ہے، لیکن وہ اس گانے کو بار بار دہرا رہے ہیں تاکہ وہ غلط ترجمانی کے ذریعہ ملک اور بیرون ملک لوگوں کے ذہنوں میں خلفشار پیدا کر سکیں۔ (دی ڈان، ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء)

۱۸۳۔ مسٹر دون کیمپ بیل نامہ نگار رائٹر سے ملاقات

نئی دہلی، ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء

خبر رساں ادارے رائٹر کے نامہ نگار مسٹر دون کیمپ بیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ان امور پر زور دیا: پاکستان کے مشرقی اور مغربی منطقوں کے درمیان ایک راہداری، ہندوستان اور پاکستان کے مابین دوستی اور باہمی تعلقات، دونوں ملکوں میں ایک فوجی اتحاد، معاہدہ یا میثاق اور پاکستان کے لئے اقوام متحدہ کی رکنیت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

سوالات اور جوابات کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

س: آپ پاکستان اور ہندوستان کے مابین کس نوع کے تعلقات کی توقع کرتے ہیں؟

ج: دوستانہ اور باہمی نوعیت کے جو دونوں کے مفاد میں ہوں۔ یہی سبب ہے کہ میں اس بات پر

زور دے رہا ہوں کہ ہم دوستوں کی طرح جدا ہوں اور اس کے بعد بھی دوست رہیں۔

س: آپ مسلح افواج کو کس طرح تقسیم کریں گے؟ کیا آپ کے پیش نظر پاکستان اور ہندوستان کے مابین کسی دفاعی معاہدے یا کسی اور نوعیت کا فوجی اتحاد ہے؟

ج: تمام مسلح افواج کو مکمل طور سے تقسیم ہونا چاہیے۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ پاکستان اور ہندوستان کے مابین کوئی [فوجی] اتحاد' معاہدہ یا میثاق ہونا چاہیے جو دونوں کے باہمی مفاد میں اور جارح غیر ملکی کے خلاف ہو۔

صوبوں کی تقسیم

س: کیا آپ پنجاب اور بنگال کی تقسیم کی صورت میں بھی پاکستانی صوبوں کے وفاق کی تشکیل کو پسند کریں گے؟

ج: [صوبوں کی] تقسیم کے بارے میں نئے شوشے کا' بنگال میں اونچی ذات ہندوؤں اور پنجاب میں خصوصیت سے سکھوں کی جانب سے' تباہ کن نتیجہ برآمد ہو گا۔ اگر یہ دو صوبے تقسیم ہوئے تو پنجاب میں سکھوں کو زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا۔ بلاشبہ زیر غور مغربی پنجاب میں مسلمان بھی اس کی زد میں آئیں گے لیکن ان لوگوں بالخصوص سکھوں پر' جن کے مفاد میں نیا کرتب شروع کیا جا رہا ہے' زیادہ کاری ضرب لگے گی۔ اسی طرح مغربی بنگال میں اونچی ذات ہندوؤں کو زیادہ نقصان برداشت کرنا ہو گا اور کچھ یہی کیفیت مشرقی پنجاب میں اونچی ذات کے ہندوؤں کی ہو گی۔

ناعاقبت اندیشانہ تصور

"صوبوں کی تقسیم کا یہ تصور نہ صرف بے سوچا سمجھا اور ناعاقبت اندیشانہ ہے بلکہ اگر بدقسمتی سے ملک معظم کی حکومت نے اسے قبول کر لیا تو میرے خیال میں یہ ایک بہت بڑی غلطی ہو گی جو فوری طور پر بھی خطرناک ثابت ہو گی اور اس سے کہیں زیادہ مستقبل کے لیے۔ فوری طور پر تو اس کا نتیجہ مشرقی بنگال اور مغربی بنگال کے مابین تلخی اور غیر دوستانہ رویہ پیدا ہو گا اور یہی کیفیت کٹے پھٹے پنجاب یعنی مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کے درمیان رونما ہو گی۔

"پنجاب اور بنگال کی تقسیم سے' اگر یہ عمل میں آئی' کسی حد تک پاکستان کمزور ہو گا اور ہندوستان مضبوط۔ ہندوستان کی اس مضبوطی سے مضبوط ہندوستان کے لیے اپنی من مانی کرنے کی تحریص پیدا ہو سکتی ہے۔ میں نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ توازن کے اعتبار سے پاکستان ہند کے مقابلے میں کافی مضبوط ہونا چاہیے۔ لہٰذا میں بنگال اور پنجاب کی تقسیم کی بہت سختی سے مخالفت کرتا ہوں اور ہم انچ انچ پر اس کے لیے لڑیں گے۔

س: کیا آپ مشرقی اور مغربی پاکستان کی ریاستوں کو آپس میں ملانے کے لیے ہندوستان کے بیچوں

بیچ سے گزرنے والی ایک راہداری کا مطالبہ کریں گے۔
ج: جی ہاں

مسلم ممالک سے تعلقات

س: کیا قیام پاکستان کے بعد آپ کے تصور میں اسلامی اتحاد پر مبنی ایک ایسی ریاست ہائے ہے جو مشرق بعید سے وسطی اور قریب تک پھیلی ہوئی ہو؟

ج: اسلامی اتحاد پر مبنی ریاست کا نظریہ تو کب کا ختم ہو چکا لیکن ہم یقیناً قیام پاکستان کے بعد مشرق قریب، وسطی اور بعید کے ممالک کی طرف ہمیشہ دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے جو دنیا کی بھلائی اور امن کے مفاد میں ہوگا۔

س: پاکستان میں مرکزی نظم و نسق کی اساس کیا ہو گی؟ اور اس حکومت کا ہندی ریاستوں کی جانب رویہ کیا ہوگا؟

ج: بلاشبہ پاکستان کی مرکزی انتظامیہ اور صوبائی وحدتوں کے بارے میں حتمی فیصلہ تو مجلس دستور ساز پاکستان ہی کرے گی لیکن حکومت پاکستان مقبول، نمائندہ اور جمہوری طرز کی ہی ہو سکتی ہے۔ یہ اور اس کی کابینہ پارلیمان کے سامنے جواب دہ ہو گی اور یہ دونوں رائے دہندگان اور عوام الناس، بلا تمیز رنگ و نسل، عقیدہ، ذات پات یا مسلک کے سامنے جواب دہ ہوں گی جو قطعی اور حتمی حاکم ہوں گے، اور حکومت کی حکمت عملی اور اس کے پروگرام کی تشکیل کے ذمہ دار ہوں گے، جنہیں حکومت وقتاً" فوقتاً" ترتیب دے گی۔

ہندی ریاستیں

"جہاں تک ہندی ریاستوں کے ساتھ ہمارے رویے کا تعلق ہے میں ایک بار پھر اس کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی حکمت عملی یہ رہی ہے اور ہے کہ ہندی ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے۔ لیکن یہ توقع رکھتے ہوئے کہ مختلف ریاستیں اپنی ریاستوں میں جلد سے جلد ذمہ دار حکومتوں کے قیام کے لیے ضروری اقدام کریں گی، بنیادی طور پر یہ حکمران اور رعایا کے درمیان معاملہ ہے۔

جہاں تک ملک معظم کی حکومت کا ہندی ریاستوں کے بارے میں اعلان کا تعلق ہے جو ۲۰ فروری کے قرطاس ابیض میں مذکور ہے، میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ریاستوں کو اس امر کی آزادی حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو کئی ریاستیں مل کر ایک مضبوط کانفیڈریشن تشکیل دے لیں یا ایک سے گروپوں میں شامل ہو کر کانفیڈریشن ترتیب دے لیں یا انفرادی طور پر اپنی اپنی ریاستوں کا وجود قائم رکھیں۔ یہ فیصلہ کرنا ان کا کام ہے۔ یہ عیاں ہے، جیسا کہ میں سمجھ سکتا ہوں" کہ اقتدار

ختم ہونے والا ہے' لہٰذا وہ مکمل طور پر خود مختار اور آزاد ہوں گی۔ اقتدار اعلیٰ کے ساتھ مختلف معاہدوں اور سمجھوتوں کے تحت آنے والے امور کو جس طرح سے چاہیں طے کر لیں۔ انہیں خود کو مکمل طور پر آزاد ریاستیں سمجھنا چاہیے اور اپنے بہترین مفاد کو پیش نظر رکھ کر ہی یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ انہیں مجلس دستور ساز پاکستان میں شرکت کرنی چاہیے یا مجلس دستور ساز ہندوستان میں۔ مجالس دستور ساز کو دو خود مختار مجالس دستور ساز ہونا چاہیے اور ہوں گی پاکستان کی اور ہندوستان کی۔

اقوام متحدہ

س : عموی اعتبار سے پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کیا ہو گی؟ کیا یہ اقوام متحدہ کی رکنیت کے لئے درخواست دے گی۔

ج :پاکستان کی خارجہ حکمت عملی امن پر ہی مبنی ہو سکتی ہے اور جملہ دیگر اقوام کے ساتھ دوستانہ مراسم پر' اور ہم یقیناً اقوام متحدہ کے رکن کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کریں گے۔

س :پاکستان کے جھکاؤ کا امکان کس بڑی قوت کی طرف ہو گا؟

ج : اس بڑی قوت کی طرف جو ہمارے بہترین مفاد میں ہو گی۔ فی الحقیقت یہ کسی قوت کی طرف بھی جھکاؤ کا معاملہ نہیں ہو گا۔ لیکن یقینی طور پر ہم دوستی اور اتحاد قائم کریں گے جو ان سب کے مفاد میں ہوں گے جو یہ دوستانہ مراسم اور اتحاد قائم کریں گے۔

س : آپ کا کیا خیال ہے پاکستان اور برطانیہ کے مابین کس نوع کے مراسم ہوں گے؟

ج : اس کا فیصلہ تو پاکستان کی مجلس دستور ساز ہی کرے گی لیکن جیسا کہ میں صورت حال کو سمجھتا ہوں پاکستان اور برطانیہ کے مابین ایسے تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں جو دراصل دونوں کے لئے سود مند ہوں۔ پاکستان تن تنہا تو نہیں رہ سکتا اور نہ ہی آج کوئی اور قوم ایسا کر سکتی ہے۔ ہمیں اپنے دوستوں کا انتخاب کرنا ہو گا اور مجھے بھروسہ ہے کہ یہ دانشمندی سے کیا جائے گا۔

اقلیتیں

س :پاکستان علاقوں میں اقلیتوں کے تحفظ کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

ج : اس کا ایک ہی جواب ہے۔ اقلیتوں کی حفاظت اور ان کا تحفظ ہونا چاہیے۔ پاکستان میں اقلیتی افراد پاکستان کے شہری ہوں گے اور انہیں شہریت کے جملہ حقوق' مراعات اور فرائض بلا کسی ذات پات' عقیدہ یا مسلک کی تمیز کے حاصل ہوں گے۔ ان کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک ہو گا۔ کاروبار مملکت حکومت کے ہاتھ میں ہو گا اور وہی مجلس قانون ساز کے اقدامات پر نظر رکھے گی۔ پارلیمان کا مجموعی ضمیر اس امر کی ضمانت ہو گا کہ اقلیتوں کو کسی ناانصافی کا خدشہ نہیں ہونا چاہیے۔

مزید برآں اقلیتوں کی حفاظت اور ان کے تحفظ کا اہتمام کیا جائے گا جن کا میری رائے میں دستور میں تذکرہ بھی ہونا چاہیے۔ اس سے شہریوں کے بنیادی حقوق' ہر گروہ کے عقیدے اور مذہب کی حفاظت' آزادی فکر' ان کی ثقافتی اور سماجی زندگی کے تحفظ کے بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

(اے۔ پی۔ آئی' دی ڈان' ۲۲ مئی ۱۹۴۷ء)

۱۸۴۔ انتقال اقتدار' آل انڈیا ریڈیو سے نشری تقریر

دہلی ۳ جون ۱۹۴۷ء

"میرے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ مجھے دہلی سے ریڈیو کے ذریعے آپ سے براہ راست خطاب کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی غیر سرکاری شخصیت کو اس طاقتور ذریعہ ابلاغ کے توسط سے عوام کے ساتھ براہ راست سیاسی امور پر خطاب کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ یہ ایک نیک شگون ہے اور مجھے امید ہے کہ مستقبل میں مجھے اپنے خیالات اور آراء کو براہ راست آپ تک پہنچانے کے لئے زیادہ سہولتیں حاصل ہوں گی۔

ہندوستان کے لوگوں کو اقتدار منتقل کرنے کے منصوبہ پر مشتمل ملک معظم کی حکومت کا بیان پہلے ہی نشر کیا جا چکا ہے۔ یہ بیان اخبارات کو بھی جاری کر دیا جائے گا تاکہ ہندوستان اور بیرون ہند کل صبح شائع کیا جا سکے۔ بیان میں منصوبہ کے خدوخال واضح کر دیئے گئے ہیں تاکہ ہم پوری سنجیدگی سے اس پر غور و خوض کر سکیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں نہایت اہم فیصلے کرنے ہیں اور ان سنگین مسائل کو نمٹانا ہے جن کا ہمیں اس وسیع و عریض برصغیر' جو چار سو ملین انسانوں کا مسکن ہے' کے پیچیدہ سیاسی مسائل کا حل تلاش کرنے کے ضمن میں سامنا ہے۔ ہمیں جس قدر دشوار اور کٹھن کام سرانجام دینا ہے اس کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں۔

ہندوستانی رہنماؤں پر بالخصوص بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ لہٰذا' ہمیں اپنی تمام قوتوں کو مجتمع کرنا اور اس امر پر مرکوز کرنا ہے کہ اقتدار پُر امن اور منظم طریقے سے منتقل ہو جائے۔ میں پورے خلوص سے ہر فرقے اور بالخصوص مسلمانان ہند سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ امن و امان برقرار رکھیں۔ ہمیں منصوبے کی عبارت اور اس کے مضمرات کا کماحقہ' جائزہ لینا چاہیے' نتائج اخذ کرنے چاہئیں اور پھر فیصلے کرنے چاہئیں' میں بارگاہ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ وہ اس نازک مرحلے پر ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں اپنی ذمہ داریاں دانشمندی اور تدبر کے ساتھ نبھانے کی توفیق بخشے۔

یہ بات واضح ہے کہ یہ منصوبہ بعض اہم امور کے اعتبار سے ہمارے تصور پر پورا نہیں اترتا اور نہ ہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں یا محسوس کر سکتے ہیں کہ ہم مطمئن ہیں یا یہ کہ منصوبے میں بعض امور کو جس طرح سے نمٹایا گیا ہے ہم اس سے متفق ہیں۔ اب ہمیں اس بات پر غور کرنا ہو گا کہ کیا ہمیں ملک معظم کی حکومت کی جانب سے پیش کردہ منصوبے کو مفاہمت یا سمجھوتے کے طور پر قبول کر لینا چاہیے۔ اس نکتہ پر میں آل انڈیا مسلم لیگ کے فیصلے سے پہلے اپنی رائے کا اظہار نہیں کرنا چاہتا جس کا اجلاس بروز پیر بتاریخ ۹ جون طلب کیا جا چکا ہے۔ ہمارے آئین' نظائر اور طریقہ کار کے مطابق کونسل ہی حتمی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے' لیکن جہاں تک میں دہلی کے مسلم لیگی حلقوں کے رد عمل سے اندازہ لگا سکا ہوں یہ مجموعی طور پر امید افزا ہے۔ بلاشبہ منصوبے کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنے سے قبل منصوبے کے جملہ اوامر و عواقب کا پوری احتیاط سے جائزہ لینا ہو گا۔

میں ایک بات ضرور کہوں گا' میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وائسرائے نے متعدد قوتوں سے بڑی دلیری کے ساتھ نبرد آزمائی کی ہے اور میرے ذہن پر یہ تاثر چھوڑا ہے کہ وہ انصاف اور غیر جانبداری کے عظیم شعور سے سرشار تھے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم ان کے دشوار فرض کو ذرا سہل کر دیں اور اپنی بساط کے مطابق ان کی مدد کریں تاکہ وہ ہندوستان کے عوام کو پرامن اور باقاعدہ طور پر اقتدار منتقل کرنے کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

نشر شدہ منصوبے کے پیراگراف نمبر۲ کے مطابق شمال مغربی سرحدی صوبے کی موجودہ مجلس قانون ساز کے حلقہ انتخاب کے لئے اس امر کے بارے میں استصواب رائے منعقد کرایا جائے گا کہ وہ پیراگراف نمبر۴ میں متذکرہ دو متبادل راہوں میں سے کون سی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اس استصواب رائے کا اہتمام گورنر جنرل' صوبائی حکومت کے مشورے سے کریں گے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ صوبہ سرحد کے عوام کی رائے اور فیصلہ حاصل کیا جائے کہ آیا وہ پاکستان کی مجلس دستور ساز میں شمولیت چاہتے ہیں یا ہندوستان کی۔ ان حالات میں صوبہ سرحد کی صوبائی مسلم لیگ کے رہنماؤں اور مسلمانوں سے میری گذارش ہے کہ پُرامن سول نافرمانی کی تحریک' جس پر انہیں مجبور کر دیا گیا تھا' اسے ختم کر دیں اور میں مسلم لیگ کے تمام رہنماؤں اور بالعموم مسلمانوں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ہمارے عوام کو حوصلے اور امید کے ساتھ اس استصواب رائے سے عہدہ برآ ہونے کے لئے منظم کریں - مَیں پُراعتماد ہوں کہ سرحد کے عوام بھرپور رائے دہی کے ذریعہ مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت کے حق میں اپنا فیصلہ صادر کریں گے۔

شہری آزادیوں کے حصول کی جدوجہد میں مسلمانوں کے جملہ طبقوں نے جو مصائب برداشت

کئے ہیں اور قربانیاں دیں' بالخصوص صوبہ سرحد کی خواتین نے جو عظیم کردار ادا کیا ہے' میں اسے سراہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں کسی کو الزام دیئے بغیر' چونکہ یہ وقت اس کام کے لئے موزوں نہیں' ان سب لوگوں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں جنہوں نے مصائب برداشت کئے' اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جن کی املاک کو تباہ و برباد کیا گیا۔ مجھے پوری امید ہے کہ صوبہ سرحد میں استصواب رائے پُرامن طریقے سے انجام پائے گا۔ لیکن ہر شخص کو صوبہ سرحد کے عوام کے منصفانہ' آزادانہ اور صحیح فیصلے کے حصول کی فکر ہونی چاہیے۔ میں ایک بار پھر سب لوگوں سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ امن و امان برقرار رکھیں۔ پاکستان زندہ باد!

۱۸۵۔ پاکستان فنڈ میں عطیات دیجئے

نئی دہلی ۲۶ جون ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک بیان میں' جو آج جاری کیا گیا' ہر مسلمان سے اپیل کی کہ "پاکستان فنڈ" میں عطیہ دے۔ یہ فنڈ تقسیم سے متعلق مختلف امور کو سرانجام دینے کے لئے قائم کیا جا رہا ہے۔

"ہمیں بتدریج مختلف اقدام اور اہم امور کا سامنا کرنا ہو گا جو تقسیم ہند کے ضمن میں ۳ جون کے منصوبے کو جامہ عمل پہنانے کے تعلق میں پیدا ہوں گے۔ اولاً تو ہمیں مستقبل قریب میں شمال مغربی سرحدی صوبے میں استصواب رائے عامہ سے نبرد آزما ہونا ہو گا' جو بہت اہم ہے۔ ہمیں بلوچستان اور آسام کے سلہٹ (ڈویژن) میں بھی استصواب رائے عامہ کا سامنا کرنا ہو گا۔

"مزید برآں پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے سلسلے میں جو طریق کار طے کیا گیا ہے اس پر بھی عملدرآمد ہونے والا ہے' جس کے لئے پہلے ہی قطعی تاریخیں مقرر کی جا چکی ہیں۔ ہمیں بہت جلد مجلس دستور ساز پاکستان کی تشکیل کو مکمل کرنا ہو گا اور دستوریہ کو پاکستان کے لئے دستور سازی کے ضمن میں مشورہ دینے کی غرض سے ماہرین کی کمیٹیاں قائم کرنا ہوں گی' جو اس خودمختار مجلس کی امداد کریں گی جس کی تحویل میں حکومت پاکستان کے جملہ اختیارات ہوں گے' تاآنکہ حکومت پاکستان معرض وجود میں آئے اور مجلس دستور ساز پاکستان کے تیار کردہ حتمی دستور کے تحت کام کرنا شروع کر دے۔

"پس ہم رواں دواں ہیں اور ابھی ہمیں مرکزی حکومت کے سارے ساز و سامان اور ذمہ داریوں کو تقسیم کرنا ہے' جن میں دفاع' خزانہ' مواصلات وغیرہ شامل ہیں۔ اس مقصد کے لئے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے اور ہم بجلی کی سی رفتار اور سرعت کے ساتھ

آگے بڑھ رہے ہیں۔

لہٰذا میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے عطیات بلا کسی تاخیر کے ارسال کر دیں۔ روپے پیسے کے بغیر یہ زبردست کام اطمینان بخش طریقے سے سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ ہر مسلمان اس امر کو سراہے اور سمجھے گا کہ اس لمحے میں اس کی فوری امداد کس قدر ضروری ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ بہترین طریقہ کار جو اختیار کیا جا سکتا ہے یہ ہے کہ جو شخص ہماری امداد کرنا چاہے وہ اپنا عطیہ براہ راست حبیب بنک لمیٹڈ' چاندنی چوک' دہلی کو ارسال کر دے۔ یہ فنڈ پاکستان فنڈ کے نام سے موسوم ہو گا اور بنک اس کا الگ کھاتہ رکھے گا۔

اس فنڈ کی رقوم خاص طور سے محولہ بالا مقاصد کے لئے استعمال کی جائیں گی اور عام طور پر اپنی حکومت پاکستان کے قیام سے قبل سرگرمیوں کے مختلف شعبوں میں کاموں پر صرف ہوں گی۔" [اے۔ پی۔ آئی] (دی ڈان' ۱۷ جون ۱۹۴۷ء)

۱۸۶۔ ہدیۂ تبریک پر اظہارِ تشکر

نئی دہلی ۱۷ جون ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک بیان جاری کیا جس میں ان قبائلی علاقوں کے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے انہیں نیک تمناؤں اور مبارکباد کے پیغامات ارسال کئے تھے۔

آپ نے فرمایا' مجھے پورے ہندوستان اور بیرونی ممالک سے مبارکباد اور نیک تمناؤں کے خطوط اور تار موصول ہوئے ہیں' مگر میرے لئے فرداً فرداً ان سب کا جواب دینا ممکن نہیں۔ تاہم میں ان سب کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے مجھے مبارکباد کے یہ پیغامات اور پرخلوص خطوط ارسال کئے ہیں۔ خاص طور پر میں سرحد کے اس پار قبائلی علاقوں کے ان مسلمان بھائیوں کی نیک تمناؤں اور مبارکباد کے پیغامات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو بہت بڑی تعداد میں موصول ہوئے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنے معاملات کو برادرانہ طریقے پر استوار کر لیں گے۔ ہماری ایسی کوئی خواہش نہیں کہ ہم ان کی آزادی میں دخل انداز ہوں۔ ہمیں مسرت ہو گی کہ ہم ان سے ملیں اور ایسا اہتمام کریں جو بالخصوص ہم دونوں اور بالعموم مسلمانوں کے مشترکہ مفاد میں ہو۔

۱۸۷- دیسی ریاستوں سے متعلق بیان

نیو دہلی، ۱۷ جون ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے ایک بیان میں اعلان کیا کہ برطانوی راج کے خاتمے کے بعد ہندوستانی ریاستوں کو اس بات کی آزادی ہو گی کہ وہ ہندوستان کی مجلس دستور ساز میں شامل ہوں یا پاکستان کی مجلس دستور ساز میں رہیں۔

قائداعظم نے مزید فرمایا:

آج کل ہندوستانی ریاستوں کے بارے میں متنازعہ خیالات کا اظہار ہو رہا ہے۔ لہٰذا میرے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ میں اس بارے میں آل انڈیا مسلم لیگ کے نقطہ نظر کی وضاحت کر دوں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ رہے کہ مسلم لیگ کا موقف کیا ہے اور ہندوستانی ریاستوں کے بارے میں ہماری حکمت عملی کیا ہے؟

آئینی اور قانونی اعتبار سے برطانوی راج کے خاتمے پر ہندوستانی ریاستیں آزاد اور خودمختار ہو جائیں گی اور وہ اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے یا اپنے لئے کوئی راہ متعین کرنے میں آزاد ہوں گی۔ ان کے سامنے یہ راستہ کھلا ہے کہ خواہ وہ ہندوستان کی مجلس دستور ساز میں شامل ہوں یا پاکستان کی مجلس دستور ساز میں یا اپنے طور پر آزاد رہنے کا فیصلہ کر لیں۔ موخرالذکر صورت میں وہ اپنی صوابدید کے مطابق ہندوستان یا پاکستان سے معاملات طے کر سکتے ہیں یا تعلق استوار کر سکتے ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی شروع ہی سے بڑی واضح رہی ہے۔ ہم کسی ریاست کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جو بنیادی طور پر ریاست کے فرمانروا اور اس کے عوام کے مابین ہونا چاہیے۔ ایسی ریاستیں جو اپنی مرضی سے مجلس دستور ساز پاکستان میں شامل ہونا چاہیں اور جو ہم سے گفت و شنید اور مذاکرات کی خواہش رکھتی ہوں وہ اس کے لئے ہمیں تیار اور آمادہ پائیں گی۔ اگر وہ آزاد رہنا چاہیں اور پاکستان کے ساتھ گفت و شنید یا کوئی سیاسی مفاہمت اور کسی قسم کا تعلق جیسے تجارتی یا اقتصادی تعلق استوار کرنے کی خواہش مند ہوں تو بھی ہمیں ان کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے اور ایسا تصفیہ کرنے میں مسرت ہو گی جو دونوں کے مفاد میں ہو۔

میری واضح رائے ہے کہ ۱۲ مئی کی کیبنٹ مشن یادداشت جس میں ہندوستانی ریاستوں کے بارے میں ملک معظم کی حکومت کی حکمت عملی کو منضبط کیا گیا ہے کسی طور پر بھی کوئی پابندی عائد نہیں کرتی جیسا کہ اکثر غلط طریقے پر یہ بات دوہرائی جاتی ہے کہ ان کے سامنے اس کے سوا اور

کوئی راستہ نہیں کہ وہ دونوں میں سے ایک مجلس دستور ساز میں شامل ہو جائیں۔ میری رائے میں اگر وہ چاہیں تو آزاد بھی رہ سکتی ہیں اور نہ تو برطانوی حکومت اور نہ ہی برطانوی پارلیمان انہیں اپنی مرضی و منشا کے خلاف کوئی کام کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس ایسا کرنے کے لئے کوئی طاقت یا کسی قسم کا کوئی اختیار موجود ہے۔

برطانوی حکومت نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ کسی حکومت یا حکومتوں یا برطانوی ہند میں قائم ہونے والی کسی اتھارٹی کو اقتدار اعلیٰ منتقل نہیں کیا جائے گا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اقتدار اعلیٰ منتقل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کے خاتمے پر ہندوستانی ریاستوں کی مکمل خودمختار حیثیت ابھر آتی ہے۔

۱۸۸۔ بلوچستان کے مسلمانوں سے اپیل

نئی دہلی، ۲۵ جون ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے حسب ذیل بیان جاری کیا:

اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ بلوچستان میں استصواب رائے کا انعقاد ۳۰ جون کو ہونا چاہیے اور میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت کے حق میں اپنی رائے استعمال کرے نہ کہ مجلس دستور ساز ہندوستان کے حق میں۔

میں توقع کرتا ہوں کہ حلقہ انتخاب کے اراکین، بشمول شاہی جرگے، سوائے ریاست قلات کے نامزد کردہ سردار اور بلدیہ کوئٹہ کے غیر سرکاری ارکان، کو رائے دہی کی دعوت دی جائے گی۔ وہ محسوس کریں گے کہ قطع نظر اس کے کہ بلوچستان سیاسی، جغرافیائی اور اقتصادی اعتبار سے صرف پاکستان کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ یہ بات بلوچستان کے عوام کے مفاد میں بھی ہو گی کہ وہ مجلس دستور ساز پاکستان میں ہی شمولیت اختیار کریں کیونکہ صرف پاکستان ہی ان کی تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی ترقی میں مدد معاون ہو سکتا ہے۔

میں بلوچستان کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام طبقوں اور مفادات سے عادلانہ اور منصفانہ سلوک روا رکھا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں کے پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوں گے جو ایک طبقے کو دوسرے طبقے، اور ایک مخصوص گروہ کو دوسرے گروہ کے خلاف لڑا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی نجات ہمارے مکمل اتحاد، باہمی اتفاق اور نظم و ضبط میں اور اس سے بڑھ کر اس قائد پر بھروسہ اور اعتماد کرنے میں مضمر ہے جس نے گذشتہ دس برس ان کی خدمت کی ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ لوگ' جنہیں یہ فیصلہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے' متفقہ طور پر مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت کے حق میں فیصلہ دیں گے۔

(دی ڈان' ۲۶ جون ۱۹۴۷ء)

۱۸۹۔ مسلمانان سلہٹ سے اپیل

نئی دہلی' ۲۶ جون ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے جاری کردہ بیان میں مسلمانان سلہٹ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اب جبکہ اس بات کا سرکاری طور پر اعلان ہو گیا ہے کہ سلہٹ (آسام) میں استصواب رائے کا انعقاد ۶ اور ۷ جولائی کو ہو گا' میں نے مرزا احمد اصفہانی' جناب معظم الدین حسین اور مسٹر اے ڈبلیو باکزا پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو استصواب میں حصہ لینے کے لئے مسلمانان سلہٹ کو منظم اور ان کی ہر طریقے سے مدد کرے گی۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش کریں گے اور ہر طریقے سے مسلمانان سلہٹ کی امداد کریں گے۔

لہٰذا میں سلہٹ کی مسلم لیگ کے رہنماؤں اور کارکنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کمیٹی سے قریبی رابطہ قائم کریں اور ان کے ساتھ آسام کے متحد اور منظم لوگوں کی حیثیت سے مکمل تعاون اور کامل یک جہتی کے ساتھ کام کریں اور میں ہر مسلمان مرد اور عورت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی رائے اس بات کے حق میں دے کہ ضلع سلہٹ کو نئے صوبہ مشرقی بنگال میں مدغم کر دیا جائے۔

مجھے پوری امید ہے اور میری دعا ہے کہ مسلمانان سلہٹ' جن پر اس فیصلہ کی تمام ذمہ داری ہے' کی رائے سلہٹ کے مشرقی بنگال میں ادغام کے حق میں جائے گی۔ وہاں مسلمانوں کی مضبوط اکثریت ہے' اور اگر وہ اعتماد کے ساتھ رائے دیں' جیسا کہ میں انہیں مشورہ دے رہا ہوں' تو یہ بات نہ صرف مشرقی پاکستان کے لئے تقویت کا باعث ہو گی بلکہ خود مسلمانان سلہٹ کے لئے بھی باعث رحمت ہو گی۔ انہی دو وجوہ کی بنا پر میں ہر مسلمان مرد اور عورت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ سلہٹ کے مشرقی بنگال سے الحاق کے حق میں اپنی رائے دے جس کے ساتھ مسلم اکثریت کے ملحقہ اضلاع کے علاقے بھی مشرقی پاکستان کو منتقل ہو جائیں گے۔

اب رائے دہندگان اور پاکستان کے حامیوں پر ایک اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لمحہ میں جو ہماری تاریخ کا بے حد اہم اور سنگین لمحہ ہے' آپ کو اس بے انتہا اہم مسئلہ کے بارے میں

فیصلہ کرنا ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ آپ کا فیصلہ سلہٹ کے مشرقی بنگال میں ادغام کے حق میں ہی ہو گا۔"

(دی ڈان' ۲۷ جون ۱۹۴۷ء)

۱۹۰۔ کانگرس کے آزاد پٹھان ریاست کے مطالبے پر بیان

نئی دہلی ۲۸ جون ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے شمال مغربی سرحدی صوبے کے بارے میں ایک بیان میں کہا کہ جملہ پختونوں کے لئے ایک آزاد پٹھان ریاست کے قیام کے ضمن میں فرنٹیر کانگرس کی قرارداد' کانگرس کی جانب سے حکومت ملک معظم کے ۳ جون کے منصوبے کی قبولیت کی براہ راست خلاف ورزی ہے۔

سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ سرحد کے مسلمان اس بات کو سمجھ لیں کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور بعد میں پٹھان' اور یہ کہ اگر صوبہ مجلس دستور ساز پاکستان میں شامل نہ ہوا تو تباہی اس کا مقدر ہو گی۔

"اس صوبے کے' پینتیس (۳۵) لاکھ باشندے' جو اقتصادی اعتبار سے خسارے کا صوبہ ہے' چند ماہ بھی اپنے پیروں پر کھڑے نہ رہ سکیں گے اور سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے معدوم ہو جائے گا' آغاز میں تو یہ صوبہ پاکستان کے لئے بھی ایک بوجھ ہو گا' ہر چند کہ یہ امکانات سے مالا مال ہے۔" ان امور کے پیش نظر مسٹر جناح ہر مسلمان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنا ووٹ مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت کے حق میں دے۔

بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

"مجھے افسوس ہے کہ جیسا کہ طے پایا تھا خان عبدالغفار خاں نے مجھے اب تک صوبہ سرحد کی کانگرس کا فیصلہ ارسال نہیں کیا۔ لیکن ان کی قرارداد کا متن اخبارات کو بغرض اشاعت جاری کر دیا گیا جو ۲۳ جون کے اخبارات میں شائع ہوا۔ چنانچہ میں مجبور ہوں کہ میں اس معاملے سے اخباری اطلاعات کے مطابق نمٹوں۔ قرار داد کہتی ہے:

[۱] کہ جملہ پختونوں کے لئے ایک آزاد پٹھان ریاست قائم کی جائے۔

[۲] کہ اس ریاست کا دستور جمہوریت کے اسلامی تصورات' مساوات اور معاشرتی انصاف کے مطابق وضع کیا جائے۔

[۳] یہ جملہ پٹھانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس محبوب منزل کے حصول کے لئے متحد ہو جائیں

اور کسی غیر پختون غلبے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں۔

پُرفریب مطالبہ

یہ قرارداد کانگرس کی جانب سے حکومت ملک معظم کے ۳ جون کے منصوبے کی قبولیت کی براہ راست خلاف ورزی ہے۔ کانگرس نے ۱۵ جون کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں اس منصوبے کو قطعی طور پر منظور کیا اور مسٹر گاندھی نے اس اجلاس میں اپنی تقریر کے دوران نہ صرف اپنی طرف سے اس منصوبے کو حتمی طور پر قبول کیا بلکہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی پر زور دیا کہ وہ بھی اسے قبول کرے۔

"منصوبہ' منجملہ دیگر امور کے' اس سوال پر صوبہ سرحد میں استصواب رائے عامہ کا اہتمام کرتا ہے کہ کیا صوبے کو مجلس دستور ساز پاکستان میں شامل ہونا چاہیے یا وہ بھارت کی مجلس دستور ساز میں شمولیت چاہتا ہے۔ یہ فی الحقیقت اس امر کے بارے میں رائے دہی ہو گی کہ کیا صوبہ سرحد ہندوستان کا حصہ بنا چاہتا ہے یا پاکستان کا۔ اس کے علاوہ کوئی اور صورت ہے ہی نہیں۔

"آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے منصوبے کو قبول کر لینے کے بعد کانگرس کی صوبہ سرحد کی تنظیم اس امر کی پابند تھی کہ وہ کانگرس کی طرف سے اس معاہدے اور قبولیت کا احترام کرے کہ وہ کانگرس کا جزو ہے۔ کانگرس کے سرحدی نمائندے کانگرس کی مجلس عاملہ اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی دونوں جگہ موجود تھے اور حتمی فیصلہ ان کی موجودگی میں ہوا۔

"لہٰذا اس کا اقتضا تو یہ تھا کہ کانگرس اس منصوبے کی شرائط کے احترام کی پابندی کرتی لیکن اس کی بجائے مسٹر گاندھی اس وقت اپنی پرارتھنا کے جلسوں میں ایسے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں جن کا مقصد خان برادران کی حوصلہ افزائی کرنا ہے تاکہ وہ اس منصوبہ کو سبوتاژ کر سکیں' سرحد کے لوگوں میں اشتعال پیدا کر سکیں اور شمال مغربی صوبہ سرحد کے مسلمانوں میں انتشار پھیلا سکیں۔

"اس سے قبل اس نوع کا پُرفریب اور عیارانہ مطالبہ خان برادران یا کسی اور کی جانب سے پیش نہیں کیا گیا کہ سارے پختونوں کے لئے آزاد پٹھان ریاست قائم کی جائے۔ یہ ایک نیا کرتب ہے جسے حال ہی میں شروع کیا گیا ہے اور شمال مغربی صوبہ سرحد کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے نعرے تخلیق کئے جا رہے ہیں۔

"ان کا دوسرا نعرہ دو رنگا ہے اور اس کا مقصد پٹھانوں کو گمراہ کرنا ہے' جب وہ یہ کہتے ہیں کہ مجوزہ پٹھانستان کا دستور جمہوریت کے اسلامی تصورات' مساوات اور معاشرتی انصاف پر مبنی ہو گا' تو ان کا مطلب مجلس دستور ساز پاکستان پر' جو مسلمانوں کی عظیم اکثریت پر مشتمل ہو گی' یہ

بہتان طرازی کرتا ہے کہ وہ جمہوریت کے اسلامی تصورات' مساوات اور معاشرتی انصاف کو نظرانداز کر دے گی۔

"اس میں نہ کوئی صداقت ہے نہ ہی کوئی سبب یا معقول وجہ۔ یہ محض ایک عیارانہ حربہ ہے جس کا مقصد صوبہ شمالی مغربی سرحد کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا ہے۔

"خان برادران بالخصوص عبدالغفار خان کو جو سرحدی گاندھی کہلانے پر فخر کرتے ہیں جمہوریت کے اسلامی تصورات' مساوات اور معاشرتی انصاف پر اجارہ داری حاصل نہیں اور کل تک وہ قوم پرستی' ایک ہندوستانی قوم کے نظریے اور کانگرس کے کل ہند کے لئے ایک مضبوط وفاقی حکومت کے مطالبے کے ساتھ چپکے ہوئے تھے۔

نئی قلابازی

یہ اچانک اور نئی قلابازی خالصتاً سیاسی عیاری اور ایک ایسا حربہ ہے جس کا مقصد خان گٹھ جوڑ کو برسراقتدار رکھنا ہے اور مجھے اس امر پر دکھ ہوتا ہے کہ اسے مسٹر گاندھی کی مہاتمائی حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے جنھوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ بے حد مضطرب ہیں کہ ہر قیمت پر پٹھانوں میں باہمی تصادم سے بچا جائے۔

"کسی بھی سمجھدار انسان کے لئے یہ ایک بدیہی امر ہے کہ مجلس دستور ساز پاکستان' جیسا کہ متعدد بار اس امر کی وضاحت کر چکا ہوں' صرف ایسا دستور وضع کر سکتی ہے جس کے تحت صوبہ سرحد ایک خودمختار وحدت ہو گی۔ چنانچہ اس طرح سرحد کے عوام خود اپنے آقا ہوں گے اور اپنے معاشرتی' ثقافتی اور تعلیمی معاملات اپنی منشا کے مطابق چلا سکیں گے۔ علاوہ ازیں کہ صوبے کا عام نظم و نسق بحیثیت وفاقی حکومت پاکستان کے ایک صوبے یا وحدت کی طرح جیسے ملک کے دیگر صوبے یا وحدت کی مانند چلائیں گے۔

زہریلا نعرہ

لیکن خاں برادران نے اخبارات کے نام اپنے بیانات اور ان سے ملاقاتوں میں ایک اور زہریلا نعرہ بلند کیا ہے کہ مجلس دستور ساز پاکستان شریعت کے بنیادی اصولوں اور قرآنی قوانین کو نظرانداز کر دے گی۔

"یہ بھی بالکل نادرست ہے۔ تیرہ سے زیادہ صدیاں بیت گئیں' مسلمانوں کو اچھے اور برے موسموں کا سامنا کرنے کے باوصف ہم نہ صرف اپنی عظیم اور مقدس کتاب قرآن کریم پر فخر کرتے رہے بلکہ ان تمام ادوار میں جملہ مبادیات کو حرزجاں بنائے رکھا اور اب اچانک یہ نعرہ بلند کر دیا گیا جس میں یہ بہتان تراشا گیا کہ مجلس دستور ساز پاکستان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا' ہر چند کہ وہ

مسلمانوں کی بھاری اکثریت پر مشتمل ہو گی۔

"معلوم نہیں کہ خاں برادران کا ہندو مجلس دستور ساز میں کیا حشر ہوتا جن پر شاہ سے زیادہ وفاداری کے مصداق اچانک اسلام اور قرآنی قوانین کی علمبرداری کا دورہ پڑا ہے' اس مجلس دستور ساز میں جس میں ہندوؤں کی ظالمانہ اکثریت ہے اور جس میں انہوں نے بغیر ناک بھوں چڑھائے اور بہ رضا و رغبت شمولیت قبول کی۔

"میں چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمان واضح طور سے یہ سمجھ لیں کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور بعد میں پٹھان' اور یہ کہ اگر اس نے مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ نہ کیا تو تباہی صوبے کا مقدر ہو گا۔ اس صوبے کے جو خسارے کا صوبہ ہے' ۳۵ لاکھ باشندے چند ماہ بھی اپنے پیروں پر کھڑے نہ رہ سکیں گے اور صوبہ سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے معدوم ہو جائے گا۔

پاکستان کے لئے ایک بوجھ

اگرچہ مستقبل میں شمال مغربی سرحدی صوبہ میں بہت روشن امکانات ہیں کہ وہ پاکستان کے لئے اپنا کردار ادا کر سکے لیکن ابتدا مالی لحاظ سے وہ پاکستان پر ایک بوجھ ہو گا' جسے پاکستان کی دیگر وحدتوں اور صوبوں پنجاب' بنگال اور سندھ کو برداشت کرنا ہو گا تاآنکہ سرحد کے عوام اقتصادی اور معاشرتی طور پر بلند تر سطح تک پہنچ سکیں' دفاع تو دور کی بات ہے۔

"ان تمام امور کے پیش نظر میں صوبہ سرحد کے ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ استحکام پاکستان اور صوبے کے اہم مفاد کی خاطر مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت کی موافقت میں اپنی رائے دے۔

"اخیر میں میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنی کوششوں میں سست روی نہ آنے دیں اور اس خیال خام کو ذہنوں پر سوار نہ ہونے دیں کہ ہمارے مخالفوں نے تو استصواب رائے عامہ کے مقاطع کا فیصلہ کر لیا ہے' بلکہ ہوشیار رہیے اور ہر ووٹ مجلس دستور ساز پاکستان کے حق میں جمع کرائیے۔

خان برادران اخیر دم تک لڑائی کے قائل ہیں اور ہم اس فریب کا پورے طور پر پردہ چاک کر دینا چاہتے ہیں جس میں انہوں نے مسلمانان صوبہ سرحد کو کم و بیش پچھلے دس برس سے مبتلا کر رکھا ہے۔ ماضی میں وہ بیرونی طاقت کانگرس کی شہ پر پٹھانوں کو بانس پر چڑھانے اور انہیں گمراہ کرنے میں کامیاب رہے۔

اپنا فیصلہ صادر کیجئے

ہمیں امید کرنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پٹھانوں کو محروم رکھنے میں کامیاب نہیں

ہوں گے اور آپ لوگ بھاری اکثریت کے ساتھ اپنا واضح فیصلہ مجلس دستور ساز پاکستان کے حق میں صادر کر دیں گے۔

"میں اس موقع پر قبائلی علاقوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجھے نیک تمناؤں اور مبارکباد کے پیغام بھیجے اور میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ اور مجلس دستور ساز پاکستان ان کی آزادی کا ادب و احترام کرے گی اور ان کے ساتھ ایسی برادرانہ مفاہمت کے لئے ہمیشہ تیار رہے گی جو دونوں کے لئے سودمند ہو گی۔

"لہٰذا کسی بھی جھوٹے پروپاگنڈے سے گمراہ نہ ہوں کہ مسلم لیگ وہاں بسنے والے اپنے بھائیوں کی آزادی میں مداخلت کا کوئی ارادہ یا عزم رکھتی ہے جنہوں نے اپنے معاملات میں مداخلت کی جملہ کوششوں کی مزاحمت کی اور اپنی آزادی کو برقرار رکھا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب ہم بھی پاکستان میں آزادی سے ہمکنار ہونے والے ہیں اور ہم وہی کچھ کریں جو دونوں کے مفاد میں بہترین ہو گا۔[اے۔ پی۔ آئی] (دی ڈان' ۲۹ جون ۱۹۴۷ء)

۱۹۱۔ لندن مسلم لیگ کے نام پیغام

نئی دہلی' ۷ جولائی ۱۹۴۷ء

قائداعظم نے صدر مسلم لیگ' لندن' کے نام ایک برقیہ روانہ کیا جو حصول پاکستان کی خوشی منانے کے سلسلے میں ۹ جولائی ۱۹۴۷ء کے عشائیہ میں شرکت کی دعوت کے جواب میں تھا۔

قائداعظم نے فرمایا:

"پاکستان کی تقریب کے سلسلے میں عشائیہ میں شرکت کی دعوت کا بہت بہت شکریہ۔ ابھی تو تعمیر پاکستان کا عظیم تر کام باقی ہے جس کے لئے ہماری تمام تر توانائی کی ضرورت ہو گی۔ لیکن خدا کے فضل سے ہم دنیا میں اس نئی عظیم خودمختار اسلامی ریاست کی مکمل اتحاد' تنظیم اور ایمان کے ساتھ تعمیر کر سکیں گے۔

"مسلمانان ہند پوری صلاحیت سے اپنی ذمہ داری پوری کریں گے اور امن عالم کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔

"میں اس تقریب' جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی' کو منانے کے سلسلے میں دل و جان سے آپ کی مسرت میں شریک ہوں۔"

(دی ڈان' ۸ جولائی ۱۹۴۷ء)

۱۹۲- کشمیری نظربندوں کی رہائی کا مطالبہ

نئی دہلی' ۱۱ جولائی ۱۹۴۷ء

کشمیر کے مسلم رہنماؤں کے ساتھ ایک گھنٹہ کی ملاقات کے بعد قائداعظم نے ایک اخباری بیان میں فرمایا:

جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے رہنماؤں چوہدری حمیداللہ خان اور محمد اسحاق قریشی نے آج مجھ سے ملاقات کی اور انہوں نے مجھے اس صورت حال سے آگاہ کیا جس کی وجہ سے لوگ بے چین ہیں۔ انہوں نے میرے سامنے مسلم کانفرنس کے زعماء کی اسیری کا مسئلہ بھی رکھا جو گذشتہ نو ماہ سے بغیر کسی مقدمے کے جیل میں محبوس ہیں۔ ان کی خطا صرف اتنی ہے کہ انہوں نے حکومت کے امتناعی احکام کے باوجود مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا' لیکن وہ کوئی کارروائی کئے بغیر جلد ہی منتشر ہو گئے۔ صرف ۶ رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا اور اس سلسلے میں بھی کوئی مزاحمت پیش نہیں کی گئی اور سب کچھ پُرامن ماحول میں ہوا۔ اتنی سی فنی خطا پر وہ پہلے ہی نو مہینے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر چکے ہیں اور مجھے ان کی مزید نظربندی کا کوئی جواز نظر نہیں آتا۔

مجھے امید ہے کہ کشمیر کے مہاراجہ اور وزیراعظم' نہایت سرعت سے بدلتے ہوئے حالات کا احساس کریں گے۔ دانشمندی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ۸۰ فی صد مسلمان آبادی کے جذبات اور محسوسات کو نظرانداز نہ کیا جائے چہ جائیکہ انہیں مجروح کیا جائے۔

دوسرا مسئلہ جس پر اس وقت مسلمانان کشمیر کی توجہ مرکوز ہے' وہ یہ ہے کہ کیا کشمیر' مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت اختیار کرے گا۔ میں پہلے ہی ایک سے زیادہ مرتبہ اس امر کی وضاحت کر چکا ہوں کہ ہندوستانی ریاستیں اس امر میں آزاد ہیں کہ وہ چاہیں تو مجلس دستور ساز پاکستان میں شمولیت اختیار کریں یا مجلس دستور ساز ہندوستان میں یا چاہیں تو آزاد رہیں۔ مجھے اس ضمن میں کوئی شبہ نہیں کہ مہاراجہ اور حکومت کشمیر اس معاملہ پر پوری طرح غور کریں گے اور نہ صرف فرمانروا بلکہ عوام کے مفادات کا بھی احساس کریں گے۔ ہم اس امر کی پہلے ہی صراحت کر چکے ہیں کہ فیصلہ کرنے کے سلسلے میں ہم کسی ریاست پر نہ زور دیں گے' نہ ہی کسی کو دھمکائیں گے نہ کوئی دباؤ ڈالیں گے۔ لیکن جو ریاستیں مجلس دستور ساز پاکستان میں شرکت کرنا چاہیں گی وہ ہمیں فریقین کے باہمی مفاد کی خاطر مذاکرات کے لئے تیار پائیں گی۔ اور جو اپنی مکمل آزادی کا اعلان کرنا چاہتی ہیں اس میں بھی دونوں کی بھلائی ہو سکتی ہے اور اس میں بھی باہمی اور دو طرفہ مفاد کا خیال رکھا جا سکتا ہے۔

[اے- پی- آئی' دی سٹار آف انڈیا' ۱۳ جولائی ۱۹۴۷ء]

۱۹۳۔ پاکستان اور اقلیتوں کا تحفظ: پریس کانفرنس میں بیان

نئی دہلی، ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء

پاکستان کے نامزد گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح نے نئی دہلی میں ایک پریس کانفرنس میں مملکت پاکستان کی اقلیتوں کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان میں ان کے مذہب، عقیدے، جان و مال اور ثقافت کو تحفظ حاصل ہو گا۔

قائداعظم نے فرمایا:

اخبارات میں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ مسلم لیگ نے پہلے تو مشترکہ گورنر جنرل کے تقرر پر اتفاق کیا تھا جبکہ بعد میں وہ اس سے منحرف ہو گئی۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس بات میں مطلق کوئی سچائی نہیں۔ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ بعض ذمہ دار لوگ بھی خلاف واقعہ بات کر رہے ہیں اور جھوٹے الزامات لگا رہے ہیں کہ ہم نے جس بات پر اتفاق کر لیا تھا اس سے پھر گئے۔ میں اس بارے میں مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

گورنر جنرل کے انتخاب کے سلسلے میں ایک غلط تصور موجود ہے۔ عام حالات میں گورنر جنرل کا تقرر کابینہ کے وزراء کے مشورہ سے کیا جاتا ہے لیکن خصوصی حالات میں یہ طے پایا کہ نئے حکام کو خود ہی گورنر جنرل کا انتخاب کرنا ہو گا۔ ملک معظم نے اس بات کو قبول کر لیا ہے۔

لہٰذا میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور ہندوستان کے گورنر جنرل کا انتخاب جانشین حاکموں یعنی مسلم لیگ اور کانگرس کو کرنا ہے نہ کہ ان کا تقرر، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، شاہ انگلستان کر رہے ہیں۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ میں اسے واضح کر دینا چاہتا ہوں۔

سوالات۔ جوابات

س: کیا گورنر جنرل، ملک معظم کی خوشنودی تک ہی اپنے عہدے پر متمکن رہے گا؟

ج: (قائداعظم) یہ تو محض ایک رسمی بات ہے۔ رسم سے زیادہ کچھ نہیں۔ گورنر جنرلوں کا انتخاب عوام میں سے ہی ہوا ہے اور اسی لئے میں نے اس اعزاز کو قبول کر لیا ہے۔

س: کیا آپ گورنر جنرل کی حیثیت سے اقلیتوں کے مسئلہ کے بارے میں ایک مختصر سا بیان دے سکتے ہیں؟

ج: اس وقت تو میں صرف نامزد گورنر جنرل ہوں (ایک لمحہ کے لئے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو میں واقعی پاکستان کا گورنر جنرل ہوں گا۔) اس مفروضے کے بعد میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اقلیتوں کے بارے میں، میں نے جو بات بار بار کہی ہے میں اس سے ہرگز پیچھے

نہیں ہوں گا۔ ہر بار جب بھی میں نے اقلیتوں کے بارے میں گفتگو کی تو جو کچھ میرا مطلب تھا وہی میں نے کہا اور جو کچھ میں نے کہا وہی میرا مطلب تھا۔

اقلیتوں کا تحفظ کیا جائے گا' ان کا تعلق خواہ کسی فرقے سے ہو۔ ان کا مذہب یا دین یا عقیدہ محفوظ ہو گا۔ ان کی عبادت کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ انہیں اپنے مذہب' عقیدے' اپنی جان اور اپنے تمدن کا تحفظ حاصل ہو گا۔ وہ بلا امتیاز ذات پات اور عقیدہ' ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے۔ ان کے حقوق ہوں گے اور انہیں مراعات حاصل ہوں گی اور اس کے ساتھ ساتھ بلاشبہ شہریت کے تقاضے بھی ہیں' لہٰذا اقلیتوں کی ذمہ داریاں بھی ہوں گی۔ وہ اس مملکت کے کاروبار میں اپنا کردار بھی ادا کریں گی۔ جب تک کہ اقلیتیں مملکت کی وفادار ہیں اور صحیح معنوں میں ملک کے خیر خواہ رہیں۔ اور جب تک مجھے کوئی اختیار حاصل ہے انہیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔

س : آپ نے کہا ہے کہ اگر پاکستان میں اقلیتیں وفادار ہیں تو ان کے ساتھ فیاضی اور انصاف کا معاملہ کیا جائے گا' کیا ہم یہ سمجھیں کہ اس کا اطلاق ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے؟

ج : اس کا اطلاق دنیا میں کسی بھی جگہ کسی بھی اقلیت پر ہوتا ہے۔ آپ کی ایسی اقلیت تو نہیں ہو سکتی جو غیر وفادار ہو اور مملکت کے لئے تباہ کُن کردار ادا کر رہی ہو۔ ایسی اقلیت تو کسی بھی مملکت میں ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ میں ہندوؤں کو اور مسلمانوں کو اور ہر شہری کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی مملکت کا وفادار رہے۔

س : کیا آپ کی بھارت کے مسلمانوں میں وہ دلچسپی برقرار رہے گی جو آج ہے؟

ج : میری بھارت میں دلچسپی برقرار رہے گی۔ وہاں کے ہر شہری اور بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ۔

س : آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے آپ ہندو صوبوں میں مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کیا اقدامات کریں گے؟

ج : میں جو کچھ توقع کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ بھارت کے مسلمانوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا منصفانہ سلوک روا رکھا جائے گا جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے حکمت عملی کا عام اصول بیان کر دیا ہے' لیکن متعلقہ ریاستوں کی اقلیتوں کے تحفظ اور ان کی سلامتی کا اصل مسئلہ تو مجلس دستور ساز ہی نمٹائے گی۔

س : آپ نے یقیناً یہ رپورٹیں دیکھی ہوں گی کہ ایک یا دو صوبوں میں کانگرسی وزارتوں نے جدا گانہ انتخابات اور تحفظات ختم کر دینے کے ارادوں کا اظہار کیا ہے؟

ج : میں ان تفصیلات میں تو نہیں جا سکتا۔ حفاظت اور سلامتی کے سلسلہ میں اصل دفعات پر بحث

و تمحیص دونوں مجالس دستور ساز ہی میں ہو سکتی ہے جن میں اقلیتوں کی نمائندگی موجود ہے۔

س : کیا ان پر بحث و تمحیص مجالس دستور ساز کے مشترکہ اجلاس میں ہو گی یا علیحدہ؟

ج : میں پیش گوئی تو نہیں کر سکتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ فی الحقیقت اس کا تعلق ہر مجلس دستور ساز کے دائرہ کار سے ہے۔ اقلیتوں کے نمائندے دونوں مجالس دستور ساز میں موجود ہیں۔ وہ بھارت اور پاکستان کی مجالس دستور ساز سے معاملات طے کرنے میں مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ میں تو صرف اس توقع کا اظہار کر سکتا ہوں کہ یہ اس انداز سے طے کئے جائیں گے جو اقلیتوں کو احساس تحفظ اور اعتماد دے سکیں۔ میں تفصیلات سے بحث نہیں کر سکتا۔

س : بعض کانگری لیڈروں نے اپنے حالیہ بیانات اور تقاریر میں یہاں تک کہا ہے کہ اگر پاکستان میں ہندوؤں کے ساتھ بُرا سلوک ہوا تو اس سے بدتر سلوک وہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ کریں گے' اس پر آپ کا تبصرہ؟

ج : میں توقع کرتا ہوں کہ وہ اس جنون پر قابو پالیں گے اور میری تجویز کردہ راہ اختیار کریں گے۔ اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا کہ آپ کچھ بیانات' ایک شخص کے' یہاں سے اٹھا لیں اور دوسرے شخص کے وہاں سے' آپ کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ ہر ملک میں بدمعاش' خبطی بلکہ میں کہوں گا پاگل لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔

س : کیا آپ پسند کریں گے کہ اقلیتیں پاکستان میں رہیں یا آپ آبادی کا تبادلہ کرنا چاہیں گے؟

ج : جہاں تک میں پاکستان کے بارے میں بات کر سکتا ہوں میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے لئے تردد کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ فیصلہ انہیں خود کرنا ہو گا کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔ میں جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسی خدشہ کی کوئی وجہ نہیں۔ یہاں تک تو میں پاکستان کے بارے میں بات کر سکتا ہوں۔ اس کا انہیں فیصلہ کرنا ہو گا۔ میں انہیں حکم تو نہیں دے سکتا۔

س : پاکستان لادینی ریاست ہو گی یا دینی ریاست؟

ج : آپ مجھ سے ایک احمقانہ سوال کر رہے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ دینی ریاست کے معنی کیا ہوتے ہیں؟

[ایک اخبار نویس نے کہا کہ دینی ریاست ایسی ریاست ہوتی ہے جس میں صرف کسی مخصوص مذہب کے لوگ مثلاً مسلمان تو پورے شہری ہو سکتے ہیں اور غیر مسلم پورے شہری نہیں ہو سکتے۔]

ج : پھر مجھے ایسا لگتا ہے کہ پہلے میں نے جو کچھ کہا ہے وہ ایسا ہوا جیسے چکنے گھڑے پر پانی گرا دیا جائے۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں

کیا۔ ہم نے جمہوریت کا سبق تیرہ سو برس پہلے پڑھا تھا۔
س: پاکستان اور ہندوستان کے مابین کس طرح تعلقات ہوں گے؟
ج: میں اس سوال کا جواب بہت پہلے دے چکا ہوں اور اس وقت میں اسے دوہرا دیتا ہوں۔ میں خلوص کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ وہ تعلقات دوستانہ اور مخلصانہ ہوں گے۔ ہم دونوں ملکوں کو بہت کچھ کرنا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم اگر باقی دنیا کے لئے نہیں تو ہمسایہ ہونے کے ناطے ایک دوسرے کے کام تو آسکتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہماری جانب سے آپ کو خیرسگالی کی کمی کا احساس ہو گا۔ میں اخبارات اور خبررساں اداروں سے پُرزور اپیل کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان میں اس بات کا زیادہ احساس دلائیں گے۔
س: آپ کے گورنر جنرل کی حیثیت سے تقرر کے بعد کیا آپ مسلم لیگ کی صدارت سے استعفیٰ دے دیں گے؟
ج: مجھے معلوم نہیں۔ گورنر جنرل کی حیثیت سے میں سیاست کی گہرائیوں میں زیادہ ہی اترتا جا رہا ہوں۔ اب مجھے حقائق سے زیادہ ہی نمٹنا ہو گا۔
س: کیا گورنر جنرل پاکستان کے اختیارات روایتی نوعیت کے ہوں گے جیسے ریاست کے گورنر جنرل کے ہوتے ہیں؟
ج: یہ سب کچھ مسودۂ قانون (مسودہ قانون آزادی ہند) کے الفاظ میں موجود ہے۔ بہتر ہے کہ آپ مسودہ قانون پڑھیں۔ پاکستان کی خارجہ حکمت عملی تمام قوموں کے لئے بہت دوستانہ ہو گی۔ ہم امن عالم کے قائل ہیں۔ ہم حتی الامکان اپنا کردار ادا کریں گے۔
س: کیا پاکستان اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنا چاہے گا اور بیرونی ممالک میں سفارتی نمائندے ہوں گے؟
ج: پہلے مجھے زمام اقتدار سنبھال لینے دیجئے پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ ہم کیا کریں گے۔
س: کیا اس بات کا امکان ہے کہ آپ برطانوی دولت مشترکہ کی رکنیت جاری رکھیں گے؟
ج: ہم وقت آنے پر اس سوال پر غور کریں گے۔
س: کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرارداد لاہور کے مطابق پاکستان کو خود مختار ریاست ہونا چاہیے؟
ج: ہمیں جملہ اختیارات حاصل ہیں، مطلق اور مکمل کہ ہم جو چاہیں سو کریں۔
ج: جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ریاستیں اپنی آزادی کا اعلان کر سکتی ہیں یا دونوں مجالس قانون ساز میں سے جس میں چاہیں شمولیت اختیار کر سکتی ہیں، تو کیا والیان ریاست خود مختاری کا مرتبہ حاصل کریں گے یا عوام؟

ج : (سوال کے پہلے حصے کے حوالے سے) میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں اور اب تو مسٹر اٹیلی نے بھی وضاحت کر دی ہے۔

س : پارٹیشن کونسل جس انداز سے کام کر رہی ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

ج : جی ہاں، اب تک۔ میں زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اب تک تو یہ تسلی بخش ہے۔ مجلس دستور ساز پاکستان کا اجلاس ۱۰ اگست کو کراچی میں ہو گا۔

[قائداعظم نے حکومت پاکستان کے ڈھانچے کے بارے میں گفتگو کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جس کا فیصلہ مجلس دستور ساز کو کرنا تھا۔]

س : آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟

ج : کوئی ذمہ دار شخص، مجلس دستور ساز جیسے اعلیٰ ادارے، جس کا کام ہی دستور سازی ہو، اس کے فیصلے سے پہلے اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کرتا۔

جب ان کی توجہ اس دلچسپی کی جانب مبذول کرائی گئی جو افغانستان، صوبہ سرحد کے بارے میں ظاہر کر رہا ہے تو قائداعظم نے فرمایا : فکر نہ کیجئے۔ صورت حال یہ ہے کہ صوبہ سرحد بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔"

قائداعظم نے اخبارات سے درخواست کی کہ وہ ان کا شکریہ ان لوگوں تک پہنچا دیں جنہوں نے انہیں تہنیت، مبارکباد اور نیک تمناؤں کے پیغامات ہندوستان اور بیرون ہند سے بھیجے۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام پیغامات کا فرداً فرداً جواب دینا عملی طور پر ان کے لئے ممکن نہیں۔

(اے۔ پی۔ آئی، دی ڈان ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء)

۱۹۴۔ انڈونیشیا کی مکمل حمایت کا اعلان

نئی دہلی، ۲۶ جولائی ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نامزد گورنر جنرل پاکستان، نے ڈاکٹر شہریار سے ملاقات کے بعد حسب ذیل بیان جاری فرمایا :

آج مجھے ڈاکٹر شہریار سے ملاقات کر کے بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ مجھے ان سے معلوم ہوا کہ حکومت ہالینڈ اس باضابطہ معاہدہ کی سنگین عہد شکنی کی مرتکب ہوئی ہے جس میں یہ طے پایا تھا کہ اختلاف رائے یا تنازعہ کی صورت میں معاملہ ثالثی کے ذریعے طے کیا جائے گا۔

مجھے یقین ہے کہ حکومت ہالینڈ کا، ثالثی کی شق کو نظرانداز کر کے انڈونیشیا کے خلاف اعلان جنگ کرنا اور مسلح افواج کے ذریعہ حملہ کر دینا، دنیا کی مہذب اقوام کے لئے ناقابل برداشت ہو گا۔

اسلامی ہند اور پاکستان، ہالینڈ کی جانب سے اس فعل کو غیر دوستانہ تصور کرتے ہیں جس کا مقصد سوچ سمجھ کر انڈونیشیا کی مسلمان قوم کی آزادی کو کچلنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی ذی شعور شخص اور آزادی سے محبت کرنے والی قوم بالخصوص امریکہ اور انگلستان کی جمہورتیں حکومت ہالینڈ کے اس بلاجواز عمل کو پسند نہیں کر سکتیں۔

ہماری گہری ہمدردیاں انڈونیشیا کے ساتھ ہیں اور میں نے ڈاکٹر شہریار کو ان کے نمائندے کی حیثیت میں یقین دلایا ہے کہ ہم ان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور ہالینڈ کی مسلح افواج کے انڈونیشیا کے عوام پر بلا ضرورت اور اچانک حملہ کے خلاف ان کی مزاحمت کے لئے جہاں تک ہم سے ممکن ہو سکا ان کی حمایت کریں گے۔

(دی ڈان، ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء)

۱۹۵۔ پنجاب اور بنگال: اسمبلی پارٹیوں کے لیڈر کا تقرر!

نئی دہلی، ۲۸ جولائی ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نامزد گورنر جنرل پاکستان، نے حسب ذیل بیان جاری کیا:

"ایک بہت بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ میں بلاواسطہ یا بالواسطہ پنجاب اور بنگال کی مسلم لیگ پارٹیوں پر لیڈروں کو مسلط کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ غرض مند لوگ میرا نام استعمال کر رہے ہیں کہ اس ضمن میں میری خواہشات کیا ہیں اور یہ کہ لیڈر کون ہو۔

لہٰذا میں اس بات کو پورے طور پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نہ تو میں نے کسی کو ترجیح دی ہے اور نہ ہی میں نے مسلم لیگ اسمبلی پارٹیوں کے لیڈر کے لئے کسی کی حمایت کی کوئی خواہش کی ہے۔ یہ اسمبلی پارٹیوں کی تمام تر اپنی ذمہ داری ہے اور انہیں آزادی اور ایمانداری سے اپنے ان لیڈروں کا انتخاب کرنا چاہیے جنہیں وہ بہترین خیال کرتے ہوں۔

میں جانتا ہوں کہ پارٹی اجلاس کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کو منتخب کریں گے جو ان کی رہنمائی کریں گے اور تہہ دل سے ان کی خدمت کریں گے۔ کسی مقابلہ کے حتمی نتیجہ کے بعد جو بھی لیڈر منتخب ہوتا ہے تو ہارنے والے امیدوار اور ان کے حامیوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کے مفاد، نظم و ضبط اور ایک ٹیم کی حیثیت سے کام کرنے کی خاطر اس لیڈر کے وفادار رہیں۔ ان لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنا پورا تعاون اور اپنی حمایت پیش کرنی چاہیے اور صرف اسی طریقے سے ہم کامیابی کے ساتھ پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین ریاستوں میں سے ایک ریاست بنا سکتے ہیں۔"

(دی ڈان، ۲۹ جولائی ۱۹۴۷ء)

۱۹۶۔ اہل ہند کے نام الوداعی پیغام

نئی دہلی' ۷ اگست ۱۹۴۷ء

قائداعظم نامزد گورنر جنرل پاکستان نے روانگی سے قبل ایک بیان میں فرمایا :

میں اپنے تمام دوستوں اور ان کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے قیام پاکستان کے موقع پر محبت بھرے تہنیت نامے اور نیک تمناؤں کے پیغام ارسال کئے۔ کاش میں فرداً فرداً سب کو جواب دے سکتا لیکن اس امر کے پیش نظر کہ یہ پیغامات ہزاروں کی تعداد میں موصول ہوئے ہیں' میں ایسا کرنے سے قاصر ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے معاف فرمائیں گے۔ ایسا کرنا اس لئے بھی ناممکن تھا کہ ہمیں تقسیم ہند سے متعلق بڑے بڑے معاملات نمٹانے ہیں اور کام کی بہتات کے باعث میرے لئے ہر پیغام کا علیحدہ علیحدہ جواب دینا ممکن نہ تھا۔

میں اہالیان دہلی کو الوداع کہتا ہوں جن میں تمام فرقوں کے میرے بہت سے دوست شامل ہیں اور میں ہر شخص سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم اور تاریخی شہر میں صلح و آشتی سے رہے۔ ماضی کو یکسر فراموش کر دینا چاہیے اور ہمیں چاہیے کہ ہم دو آزاد اور خودمختار مملکتوں کی حیثیت سے از سر نو زندگی کا آغاز کریں۔ میں ہندوستان کے لئے خوشحالی اور امن کی دعا کرتا ہوں۔

(ڈی ڈان' ۸ اگست ۱۹۴۷ء)

۱۹۷۔ مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ کے عشائیے میں تقریر

کراچی' ۹ اگست' ۱۹۴۷ء

"جی ہاں میری پیدائش کراچی میں ہوئی' کراچی کے ریگ زار پر میں نے بچپن میں گولیاں کھیلیں اور کراچی میں ہی میری ابتدائی تعلیم ہوئی۔" یہ بات نہایت فخریہ انداز میں قائداعظم نے فرمائی۔

قائداعظم نے فرمایا "اور پھر میں لندن چلا گیا جہاں قانون پڑھا' قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں ہندوستان واپس آ گیا' لیکن میں یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ پھر قسمت مجھے بمبئی لے گئی' جہاں میں نے کوئی مقدمہ ملنے تک ایک طویل انتظار کیا۔ آخرکار مجھے ایک مقدمہ ملا۔ پھر میں اپنے انداز میں کام کرتا رہا یہ جانے بغیر کہ میری قسمت میں کیا لکھا ہے۔ اب میں خود کو کراچی میں پاتا ہوں اور یہاں آ کر خوش ہوں۔"

قائداعظم نے زور دے کر فرمایا " خودمختار پاکستان عالم وجود میں آ چکا ہے اور یہ امر میرے لئے باعث اطمینان ہے کہ نیا ملک پُرامن طریقے سے ایک قطرہ خون گرائے بغیر حاصل کر لیا گیا۔ اس راہ میں جو صبر آزما جدوجہد ہوئی اس میں فطری طور پر عوام الناس میری اعانت کے لئے آگے بڑھے اور دانش ور طبقہ آخر میں آیا۔

"مجھے اس کامیابی کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ میں نے نئی مملکت کے گورنر جنرل کا عہدہ اس لئے قبول کیا کہ مجھے اس بات کا ادراک تھا کہ میں کسی غیر ملکی طاقت کا ایجنٹ نہیں بلکہ عوام کا ایک منتخب نمائندہ ہوں۔"

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا "آپ کا مقدس فریضہ یہ ہے کہ آپ عوام الناس کی غربت کے مسئلے کو حل کریں۔ میں اس بات کا قائل نہیں کہ امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کر دیا جائے۔ کام دشوار ہے لیکن غریبوں کے مفاد کو آگے بڑھانے کے لئے مخلصانہ کوششیں ہونی چاہئیں۔ تاہم اس عمل میں یہ لازم ہے کہ معاشرے کا توازن بگاڑے بغیر دونوں طبقوں کے ساتھ انصاف کیا جائے۔"

اقلیتوں کے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"میں فارمولے اور کاغذی قراردادوں کا قائل نہیں جن کی الٹی سیدھی تاویل کی جا سکے۔"

نامزد گورنر جنرل نے زور دے کر کہا "ہمیں ایک دوسرے پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ہمیں نتائج سے پرکھنا چاہیے مفروضات پر نہیں' ہمیں ہر طبقہ کی مدد کے ساتھ کام کرنا چاہیے اور میں دیکھ رہا ہوں' اس عظیم الشان اجتماع میں ہر طبقے کا نمائندہ موجود ہے' پاکستان کو حقیقی معنوں میں خوش' حقیقی معنوں میں متحد اور حقیقی معنوں میں طاقتور بنانے کے لئے اگر ضروری ہو تو دو شفٹوں میں بھی کام کرنا چاہیے۔

تقریر ختم کرتے ہوئے قائداعظم نے ممنونیت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کیا کہ تقریب کے میزبان نے اچھے الفاظ کے ساتھ ان کی ہمشیرہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ "مس فاطمہ جناح نے ہمیشہ میری مدد کی اور ہمت افزائی کی۔ آپ نے انکشاف کیا کہ ان دنوں جب میں یہ توقع کر رہا تھا کہ برطانوی حکومت کسی بھی وقت مجھے گرفتار کر لے گی میری بہن نے اس وقت میرا حوصلہ بڑھایا اور اس وقت بھی امید افزا باتیں کیں جب بدلتے ہوئے حالات مجھے دل برداشتہ کر دیتے۔ وہ ہمہ وقت میری صحت کا خیال رکھتی ہیں۔ جناب غلام حسین،نے میری بہن کے بارے میں جو اچھے الفاظ استعمال کئے ہیں ان کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں اور ان کی مہمان نوازی کے لئے بھی۔"

(ڈی ڈان' دی ڈیلی گزٹ۔ ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء)

۱۹۸- مجلس دستور ساز پاکستان کا پہلا صدر منتخب ہونے پر تقریر

کراچی ' ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء

جناب صدر ' خواتین و حضرات!

آپ نے مجھے اپنا پہلا صدر منتخب کر کے جس اعزاز سے نوازا ہے اس کے لئے میں تہہ دل سے اور پورے خلوص کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں- یہ وہ عظیم اعزاز ہے جس سے یہ خودمختار مجلس کسی کو نواز سکتی ہے- میں ان رہنماؤں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی تقریروں میں میری خدمات کو سراہا اور میرے بارے میں ذاتی حوالے دیئے- مجھے امید واثق ہے کہ آپ کی حمایت اور آپ کے تعاون سے ہم اس مجلس کو دنیا کے لئے ایک مثال بنا دیں گے- مجلس دستور ساز کو دو بڑے فریضے سرانجام دینے ہیں- پہلا فریضہ تو بہت کٹھن اور ذمہ داری کا کام ہے یعنی پاکستان کے لیے دستور مرتب کرنا اور دوسرا ایک کامل خود مختار اور پاکستان کے وفاقی قانون ساز ادارے کا کردار ادا کرنا- ہمیں اپنی بہترین مساعی اس امر کے لئے صرف کرنا ہوں گی کہ ہم وفاقی مجلس قانون ساز پاکستان کے لئے ایک عبوری آئین تیار کریں- آپ جانتے ہیں کہ جس بے مثل طوفانی انقلاب کے ذریعہ اس برصغیر میں دو آزاد اور خود مختار مملکتیں معرض وجود میں آئیں' اس پر نہ صرف یہ کہ ہم حیرت زدہ ہیں بلکہ ساری دنیا متحیر ہے- فی الواقع یہ صورت حال بے مثال ہے اور تاریخ عالم میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں تھی- یہ عظیم برصغیر کہ جس میں ہر قسم کے لوگ آباد ہیں ایک ایسے منصوبے کے تحت لایا گیا ہے کہ جو انتہائی نایاب و بے مثال ہے اور اس ضمن میں جو بات سب سے زیادہ اہم ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ پُرامن طریقے سے اور عظیم تر تدریجی ارتقاء سے حاصل کیا ہے-

اس مجلس کے پہلے فریضہ کے بارے میں' مَیں اس وقت کسی سوچی سمجھی بات کا تو اعلان نہیں کر سکتا لیکن ایک دو چیزیں جو میرے ذہن میں آئیں گی آپ کے سامنے پیش کر دوں گا- پہلی اور سب سے زیادہ اہم بات جو میں زور دے کر کہوں گا وہ یہ ہے' یاد رکھئے کہ آپ خودمختار قانون ساز ادارہ ہیں اور آپ کو جملہ اختیارات حاصل ہیں- اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یعنی آپ فیصلے کس طرح کرتے ہیں؟ پہلی بات جو میں کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے اور بلاشبہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ایک حکومت کا پہلا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ امن و امان برقرار رکھے تاکہ مملکت اپنے عوام کی جان و مال اور ان کے مذہبی عقائد کو مکمل طور

پر تحفظ دے سکے۔

دوسری بات جو اس وقت میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت ہندوستان جس بڑی لعنت میں مبتلا ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کے دوسرے ممالک اس سے پاک ہیں' لیکن میں یہ کہوں گا کہ ہماری حالت بہت ہی خراب ہے' وہ رشوت ستانی اور بدعنوانی ہے۔ دراصل یہ ایک زہر ہے۔ ہمیں نہایت سختی سے اس کا قلع قمع کر دینا چاہیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلہ میں مناسب اقدامات کریں گے جتنی جلد اس اسمبلی کے لئے ایسا کرنا ممکن ہو۔

چور بازاری دوسری لعنت ہے۔ مجھے علم ہے کہ چور بازاری کرنے والے اکثر پکڑے جاتے ہیں اور سزا بھی پاتے ہیں۔ عدالتیں ان کے لئے قید کی سزائیں تجویز کرتی ہیں یا بعض اوقات ان پر صرف جرمانے ہی کیے جاتے ہیں۔ اب آپ کو اس لعنت کا بھی خاتمہ کرنا ہو گا۔ موجودہ تکلیف دہ حالات میں جب ہمیں مسلسل خوراک کی قلت یا دیگر ضروری اشیائے صرف کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے' چور بازاری معاشرہ کے خلاف ایک بہت بڑا جرم ہے۔ جب کوئی شہری چور بازاری کرتا ہے تو میرے خیال میں وہ بڑے سے بڑے جرم سے بھی زیادہ گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ چوربازاری کرنے والے لوگ باخبر' ذہین اور عام طور سے ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں اور جب یہ چور بازاری کرتے ہیں تو میرے خیال میں انہیں بہت کڑی سزا ملنی چاہیے کیونکہ یہ لوگ خوراک اور دیگر ضروری اشیائے صرف کی باقاعدہ تقسیم کے نظام کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس طرح فاقہ کشی' احتیاج اور موت تک کا باعث بن جاتے ہیں۔ بات جو فوری طور پر میرے سامنے آتی ہے وہ ہے اقرباپروری اور احباب نوازی' یہ بھی ہمیں ورثے میں ملی' اور بہت سی اچھی بری چیزوں کے ساتھ یہ لعنت بھی ہمارے حصہ میں آئی۔ اس بُرائی کو بھی سختی سے کچل دینا ہو گا۔ یہ واضح کر دوں کہ میں نہ احباب پروری اور اقربانوازی کو برداشت کروں گا اور نہ ہی کسی اثرو رسوخ کو جو مجھ پر بالواسطہ' یا بلاواسطہ ڈالنے کی کوشش کی جائے گی قبول کروں گا۔ جہاں کہیں مجھے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ کار رائج ہے خواہ یہ اعلیٰ سطح پر ہو یا ادنیٰ پر' یقینی طور پر میں اس کو گوارا نہیں کروں گا۔

مجھے علم ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں ہند کی تقسیم اور پنجاب اور بنگال کے بٹوارے سے اتفاق نہیں۔ تقسیم کے خلاف بہت کچھ کہا جا چکا ہے لیکن اب جبکہ اسے تسلیم کیا جا چکا ہے ہم سب کا فرض یہ ہے کہ ہم سب اس کی پابندی کریں۔ عزت مندانہ طریقے سے اس پر عملدرآمد کریں کیونکہ سمجھوتے کے مطابق اب یہ تقسیم قطعی ہے اور اس کا سب پر اطلاق ہو گا۔ لیکن آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے اور جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو زبردست انقلاب رونما ہوا ہے اس کی کوئی اور نظیر نہیں ملتی۔ جہاں کہیں بھی ایک فرقہ اکثریت میں ہے اور دوسرا اقلیت

میں ان دونوں کے مابین جذبات اور محسوسات میں افہام و تفہیم موجود ہوتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو کچھ کیا گیا اس کے علاوہ کوئی اور اقدام ممکن اور قابل عمل تھا؟ تقسیم عمل میں آ چکی ہے۔ سرحد کے دونوں جانب ہندوستان میں بھی اور پاکستان میں بھی ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو اس سے اتفاق نہ کریں اور اسے پسند نہ کریں لیکن میری رائے میں اس مسئلہ کا اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں تھا اور مجھے یقین ہے کہ تاریخ اس کے حق میں فیصلہ صادر کرے گی۔ مزید برآں جوں جوں وقت گزرتا جائے گا تجربے سے یہ بات ثابت ہوتی جائے گی کہ ہند کے دستوری مسئلہ کا صرف یہی واحد حل تھا۔ متحدہ ہند کا تخیل' قابل عمل نہیں تھا اور میری رائے میں یہ ہمیں خوفناک تباہی کے دھانے پر لے جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رائے درست ہو اور یہ بھی کہ درست نہ ہو' لیکن اس کا فیصلہ بھی وقت ہی کرے گا۔ بایں ہمہ اس تقسیم میں کسی ایک مملکت میں یا دوسری مملکت میں اقلیتوں کا وجود ناگزیر تھا۔ اس سے مفر نہیں تھا۔ اس کا بھی کوئی اور حل نہیں تھا۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ اگر ہم مملکت پاکستان کو خوش و خرم اور خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی تمام تر توجہ لوگوں کی فلاح و بہبود پر مرکوز کر دینی چاہیے بالخصوص عامتہ الناس کی اور غریبوں کی جانب اگر آپ ماضی کو اور باہمی تنازعات کو نظر انداز کرتے ہوئے باہمی تعاون کے ساتھ کام کریں گے تو کامیابی یقیناً آپ کے قدم چومے گی۔ اگر آپ اپنا رویہ تبدیل کر لیں اور مل جل کر اس جذبہ سے کام کریں کہ آپ میں سے ہر شخص خواہ وہ اس ملک کا پہلا شہری ہے یا دوسرا یا آخری' سب کے حقوق و مراعات اور فرائض مساوی ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ کس کا کس فرقہ سے تعلق ہے اور ماضی میں اس کے آپ کے ساتھ کس نوعیت کے تعلقات تھے اور اس کا رنگ و نسل یا عقیدہ کیا ہے' تو آپ جس قدر ترقی کریں گے اس کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔

میں اس بات پر بہت زیادہ زور نہیں دے سکتا۔ ہمیں اس جذبہ کے ساتھ کام شروع کر دینا چاہیے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ یہ اکثریت اور اقلیت' ہندو فرقہ اور مسلمان فرقہ کے یہ چند در چند زاویئے معدوم ہو جائیں گے۔ کیونکہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان میں بھی تو پٹھان پنجابی شیعہ اور سنی وغیرہ وغیرہ موجود ہیں' اس طرح ہندوؤں میں بھی برہمن' ویش' کھتری ہیں اور بنگالی اور مدراسی ہیں۔ سچ پوچھیں تو یہی چیزیں ہندوستان کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھیں۔ اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو ہم کب کے آزاد ہو گئے ہوتے۔ کوئی طاقت دوسری قوم کو اپنا غلام نہیں بنا سکتی' بالخصوص اس قوم کو جو چالیس کروڑ انسانوں پر مشتمل ہو' اگر یہ کمزوری نہ ہوتی کوئی اس کو زیر نہیں کر سکتا تھا۔ اور اگر ایسا ہو بھی جاتا تو کوئی آپ پر طویل عرصہ تک حکمرانی نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اب آپ آزاد ہیں۔ اس

مملکت پاکستان میں آپ آزاد ہیں : اپنے مندروں میں جائیں' اپنی مساجد میں جائیں یا کسی اور عبادت گاہ میں- آپ کا کسی مذہب' ذات پات یا عقیدے سے تعلق ہو' کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں- جیسا کہ آپ کو تاریخ کے حوالے سے یہ علم ہو گا کہ انگلستان میں کچھ عرصہ قبل حالات اس سے بھی زیادہ ابتر تھے جیسے کہ آج ہندوستان میں پائے جاتے ہیں- رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ نے ایک دوسرے پر ظلم ڈھائے- آج بھی ایسے ممالک موجود ہیں جہاں ایک مخصوص فرقے سے امتیاز برتا جاتا ہے اور ان پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں- خدا کا شکر ہے کہ ہم نے ایسے حالات میں سفر کا آغاز نہیں کیا ہے- ہم اس زمانے میں یہ ابتدا کر رہے ہیں جب اس طرح کی تفریق روا نہیں رکھی جاتی- دو فرقوں کے مابین کوئی امتیاز نہیں- مختلف ذاتوں اور عقائد میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی- ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب شہری ہیں اور ایک مملکت کے یکساں شہری ہیں- انگلستان کے باشندوں کو وقت کے ساتھ ساتھ آنے والے حقائق کا احساس کرنا پڑا اور ان ذمہ داریوں اور اس بار گراں سے سبکدوش ہونا پڑا جو ان کی حکومت نے ان پر ڈال دیا تھا اور وہ آگ کے اس مرحلے سے بتدریج گزر گئے- آپ بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب وہاں رومن کیتھولک ہیں نہ پروٹسٹنٹ' اب جو چیز موجود ہے وہ یہ کہ ہر فرد ایک شہری ہے اور سب برطانیہ عظمیٰ کے یکساں شہری ہیں- سب کے سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں-

میں سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس بات کو ایک نصب العین کے طور پر اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے اور پھر آپ دیکھیں گے کہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائے گا نہ ہندو' ہندو رہے گا نہ مسلمان' مسلمان' مذہبی اعتبار سے نہیں' کیونکہ یہ ذاتی عقائد کا معاملہ ہے' بلکہ سیاسی اعتبار سے اور مملکت کے شہری کی حیثیت سے- پس حضرات میں آپ کا مزید وقت لینا نہیں چاہتا اور ایک بار پھر اس اعزاز کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے آپ نے مجھے نوازا- میں ہمیشہ عدل اور انصاف کو مشعل راہ بناؤں گا اور جیسا کہ سیاسی زبان میں کہا جاتا ہے تعصب یا بدنیتی دوسرے لفظوں میں جانبداری اور اقرباپروری کو راہ نہ پانے دوں گا- عدل اور مکمل غیر جانبداری میرے رہنما اصول ہوں گے اور میں یقیناً آپ کی حمایت اور تعاون سے دنیا کی عظیم قوموں کی صف میں پاکستان کو دیکھنے کی امید کر سکتا ہوں-

میں جناب والا کو مجلس دستور ساز پاکستان کے صدر کی حیثیت سے ایک پیغام پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں- مجھے یہ پیغام ابھی ابھی وزیر خارجہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جانب سے موصول ہوا ہے :

"مجلس دستور ساز پاکستان کے پہلے اجلاس کے موقع پر میں آپ کی اور مجلس کے اراکین کی خدمت میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت اور اس کے عوام کی جانب سے اس کار عظیم کی کامیابی کے ساتھ تکمیل کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں جس کا آپ آغاز کرنے والے ہیں۔"

۱۹۹۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں ضیافت کے موقع پر تقریر

کراچی، ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء

فضیلت مآب، عزت مآب اور خواتین و حضرات!

میں ملک معظم کی صحت کا جام تجویز کرتے ہوئے بے حد مسرت محسوس کرتا ہوں۔ یہ ایک نہایت اہم اور منفرد موقع ہے۔ آج ہندوستان کے لوگوں کو مکمل اقتدار منتقل ہونے والا ہے اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے مقررہ دن دو آزاد اور خود مختار مملکتیں پاکستان اور ہندوستان معرض وجود میں آجائیں گی۔ ملک معظم کی حکومت کے اس فیصلے سے وہ اعلیٰ و ارفع نصب العین حاصل ہو جائے گا جو دولت مشترکہ کے قیام کا واحد مقصد قرار دیا گیا تھا۔ یعنی برطانوی سلطنت میں شامل جملہ اقوام اور ممالک کو خود مختاری اور آزادی دے دی جائے گی اور کوئی قوم کسی دوسری قوم کی محکوم نہ رہے گی۔ جب ایک عظیم اور نیک ملکہ، ملکہ وکٹوریہ نے ہند کی عنان حکومت سنبھالی اور عنان اقتدار، تاج برطانیہ اور برطانوی پارلیمان کے اختیارات سنبھالنے کے لئے جو فرمان اور قانون نافذ کیا گیا اس میں اس امر کی صراحت کر دی گئی تھی کہ برطانوی قوم کی گہری دلچسپی یہ ہو گی اور اس کا واضح مقصد یہ ہو گا کہ بالآخر ہندوستان کو خود مختار اور آزاد مملکت کی منزل تک پہنچا دیا جائے۔ اس حکمت عملی کو بروئے کار لانے کی کوشش میں میکالے کے عہد سے لے کر اب تک اس اصول پر کبھی حرف گیری نہیں کی گئی، البتہ جو سوال ہمیشہ اٹھتا رہا وہ صرف اتنا تھا کہ "کیسے اور کب"؟ اس عمل اور تاج برطانیہ کی چار نسلوں کی فرمانروائی کے دوران اس سوال پر تبادلہ خیال بھی ہوا اور اختلاف رائے بھی کہ غلامی سے رہائی اور حصول آزادی کی رفتار کیا ہونی چاہیے۔ بہت سے ارتکاب و اجتناب کے افعال سرزد ہوئے مگر ہم یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ برطانوی ذہن اور وہ جنہوں نے ایک صدی سے زیادہ ہندوستان پر حکمرانی کی انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق بہترین انداز سے حکومت کی اور زندگی کے بہت سے شعبوں میں بالخصوص عدلیہ میں اپنے نقوش چھوڑے جس نے عوام کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لئے ایک فصیل اور حفاظتی پشتے کا کام دیا۔

آج یہ خوش بختی شاہ جارج ششم کے حصے میں آئی کہ وہ اس نیک مقصد کو اور اس عہد کو پورا کریں جس کا اظہار ان کی پردادی صاحبہ نے تقریباً ایک صدی قبل اس برصغیر کی عنان حکومت سنبھالتے وقت کیا تھا۔ شاہ جارج ششم کا عہد اس امر کے لئے تاریخ میں ایک یادگار حیثیت اختیار کر لے گا کہ انہیں ہند میں بجا طور پر برطانوی تاج کا سب سے زیادہ درخشندہ ہیرا کہا جاتا تھا' اقتدار رضا کارانہ طور پر منتقل کیا اور دو خودمختار مملکتیں پاکستان اور ہندوستان قائم کر دیں۔ اسی طرح کے رضاکارانہ اور مکمل انتقال اقتدار اور ایک قوم کی دوسری قوم پر حکمرانی کے خاتمہ کی کوئی اور مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ امر دولت مشترکہ کے عظیم نصب العین کے حصول اور مقاصد کی ترجمانی بھی تھی جس نے کہ پاکستان اور ہندوستان دونوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دولت مشترکہ کے رکن رہیں گے' یہ اقدام اس امر کا غماز ہے کہ ہم دولت مشترکہ کے اس نصب العین کو کس قدر سراہتے ہیں جس نے دولت مشترکہ کے سفر میں مشعل راہ کا کام دیا ہے اور مستقبل میں بھی دے گا۔

فضیلت مآب لارڈ ماؤنٹ بیٹن! اس مرحلہ پر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم آپ کی اس بات کو کس قدر سراہتے ہیں کہ آپ نے ۳ جون کے منصوبے کی حکمت عملی اور اصول کو بروئے کار لانے کے لئے پوری تن دہی سے کام کیا اور قانون آزادی ہند کو جسے برطانوی پارلیمان نے منظور کیا اور جس کی ملک معظم نے ۱۰ جولائی کو توثیق فرمائی تمکنت' وقار اور نہایت قابلیت کے ساتھ نافذ کیا۔ آپ ہندوستان کے آخری وائسرائے ہیں لیکن پاکستان اور ہندوستان ہمیشہ آپ کو یاد رکھیں گے اور آپ کا نام نہ صرف ان دونوں مملکتوں کی تاریخ میں محفوظ رہے گا بلکہ تاریخ عالم میں بھی اس شخص کی حیثیت سے ایک مقام حاصل کر لے گا جس نے اپنے فرائض منصبی عظیم الشان طریقے سے سرانجام دیئے۔

اپنی گفتگو ختم کرنے سے پیشتر مجھے اجازت دیجئے کہ وزیراعظم مسٹر اٹیلی' ملک معظم کی حکومت' برطانوی پارلیمان اور سب سے بڑھ کر برطانوی قوم کے لئے کلمات تحسین ادا کروں جس نے پورے جوش و خروش اور کھلے دل سے ملک معظم کی حکومت کی اس حکمت عملی کی اعانت و حمایت کی کہ ہند کے لوگوں کو آزادی ملنا چاہیے اور یہ کہ ہند کے آئینی مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ اسے پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم کر دیا جائے۔

یہ کام اب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے کہ اب ہمارے سامنے ایک نئے باب کا آغاز ہو رہا ہے اور ہماری کوشش یہ ہو گی کہ ہم برطانیہ اور ہمسایہ مملکت ہندوستان اور دیگر برادر اقوام کے ساتھ بھی خیرسگالی اور دوستی کے تعلقات استوار کریں اور انہیں برقرار رکھیں تاکہ ہم سب مل کر امن'

امن عالم اور دنیا کی خوشحالی کے لئے اپنا عظیم ترین کردار ادا کر سکیں۔

اور اب خواتین و حضرات! میں ملک معظم شاہ جارج ششم کی صحت کا جام تجویز کرتا ہوں۔

(اے۔پی۔ آئی' دی ڈیلی گزٹ' ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء)

۲۰۰۔ مجلس دستور ساز پاکستان کے افتتاح کے موقع پر تقریر

کراچی' ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء

فضیلت مآب!

میں مجلس دستور ساز پاکستان اور اپنی جانب سے ملک معظم کا اُن کے مشفقانہ پیغام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ ہمارے سامنے عظیم ذمہ داریاں ہیں' اس لئے قدرتی طور پر مَیں ان کے جذبات کا اعتراف کرتا ہوں اور ہمدردی اور آپ فضیلت مآب' حمایت کا یقین دلانے پر ہم ان کے ممنون ہیں۔ مجھے امید ہے کہ بحیثیت فرمانروا سلطنت برطانیہ کو ہمارے خیر سگالی اور دوستی کے جذبات پہنچائیں گے۔

مَیں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے پاکستان کے مستقبل کے بارے میں خیرسگالی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ ہماری پیہم کوشش یہ ہو گی کہ ہم پاکستان میں آباد تمام گروہوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کریں اور مجھے توقع ہے کہ ہر شخص خدمت خلق کے تصور سے سرشار ہو گا اور وہ جذبہ تعاون سے لیس اور ان سیاسی اور شہری اوصاف سے سرفراز ہوں گے جو کسی قوم کو عظیم بنانے اور اس کی عظمت کو چار چاند لگانے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔

میں ایک بار پھر آپ کی عنایت اور نیک تمناؤں کے لئے آپ کا اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہاں' ہم دوستوں کی طرح جُدا ہو رہے ہیں اور خلوص کے ساتھ توقع کرتے ہیں کہ دوست رہیں گے۔

میں زور دے کر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس جذبے کو سراہتے ہیں جس کے تحت اس وقت سرکاری ملازمت اور مسلح افواج میں موجود اور دیگر اصحاب نے عبوری طور پر بطیب خاطر اور بغیر کسی رد و کد کے پاکستان کے لئے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کیں۔ بحیثیت خادمان پاکستان ہم انہیں خوشیاں فراہم کریں گے اور ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے گا جو اپنی قومیت والوں سے ہو گا۔ عظیم شہنشاہ اکبر نے تمام غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ یہ کوئی نئی بات نہ تھی اس کی ابتدا آج سے تیرہ سو برس پہلے بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کر دی تھی۔ آپؐ نے زبان سے ہی نہیں بلکہ عمل سے یہود و نصاریٰ پر

فتح حاصل کرنے کے بعد نہایت اچھا سلوک کیا۔ ان کے ساتھ رواداری برتی اور ان کے عقائد کا احترام کیا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی حکمران رہے ایسے ہی رہے۔ ان کی تاریخ دیکھی جائے تو وہ ایسے ہی انسانیت نواز اور عظیم المرتبت اصولوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن کی ہم سب کو تقلید کرنا چاہیے۔

آخر میں مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے پاکستان کے بارے میں نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہم میں اپنے ہمسایوں اور دنیا کی جملہ اقوام کے ساتھ دوستی کے جذبہ کی کمی محسوس نہیں کریں گے۔

(دی سٹار آف انڈیا' ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء)

۲۰۱۔ پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس کی افتتاحی تقریب پر قوم کے نام پیغام

کراچی' ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

قائداعظم نے پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس کا افتتاح کرتے ہوئے قوم کو حسب ذیل پیغام دیا:

بے پایاں مسرت اور احساس کے جذبات کے ساتھ میں آپ کو تہنیت کا پیغام دیتا ہوں۔ ۱۵ اگست آزاد اور خودمختار پاکستان کی سالگرہ کا دن ہے۔ یہ مسلم قوم کی منزل مقصود کی علامت ہے جس نے پچھلے چند برسوں میں اپنے وطن کے حصول کے لئے عظیم قربانیاں پیش کیں۔

اس عظیم لمحہ میں مجھے وہ بہادر یاد آتے ہیں جنہوں نے ہمارے مقصد کی خاطر داد شجاعت دی۔ پاکستان ان کا ممنون رہے گا اور جو اب موجود نہیں ہیں ان کی یاد عزیز جانے گا۔

نئی مملکت کی تخلیق کی وجہ سے پاکستان کے شہریوں پر زبردست ذمہ داری آن پڑی ہے۔ انہیں یہ موقع ملا ہے کہ وہ دنیا کو یہ دکھا سکیں کہ ایک قوم جو بہت سے عناصر پر مشتمل ہے کس طرح امن و آشتی کے ساتھ رہ سکتی ہے اور ذات پات اور عقیدے کی تمیز کے بغیر سارے شہریوں کی بہتری کے لیے کام کر سکتی ہے۔

امن اندرون ملک اور امن بیرون ملک ہمارا مقصد ہونا چاہیے۔ ہم پُر امن رہنا چاہتے ہیں اور اپنے نزدیکی ہمسایوں اور ساری دنیا سے مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم اقوام متحدہ کے منشور کے حامی ہیں اور امن عالم اور اس کی خوشحالی کے لئے اپنا پورا کردار ادا کریں گے۔

مسلمانان ہند نے دنیا پر ثابت کردیا ہے کہ وہ ایک متحد قوم ہیں۔ ان کا مقصد انصاف پر مبنی اور درست ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آیئے' آج' ہم عاجزی سے خدائے بزرگ و برتر کا

اس کی نوازشات کے لئے شکریہ ادا کریں اور دعا کریں کہ وہ ہمیں خود کو اس کا اہل ثابت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کا دن ہماری قومی تاریخ میں ایک سخت مرحلہ کی تکمیل کی علامت ہے اور یہ ایک نئے اور مقدس عہد کا آغاز بھی ہونا چاہیے۔ آیئے ہم اپنے قول' عمل اور افکار کے ذریعہ یہ بات اقلیتوں کے ذہن نشین کرا دیں کہ جب تک وہ پاکستان کے وفادار شہریوں کی حیثیت سے اپنے فرائض اور ذمہ داریاں نبھاتے رہیں گے انہیں کسی چیز سے خوفزدہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔

ہماری سرحدوں پر آباد حُریّت پسند قبائل اور اپنی سرحدوں سے پار مملکتوں کو ہم پیغام تہنیت بھیجتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان ان کے رتبہ کا احترام کرے گا اور امن برقرار رکھنے کے ضمن میں ان کی طرف دوستانہ تعاون کا ہاتھ بڑھائے گا۔ ہماری اس سے زیادہ کوئی خواہش نہیں کہ خود بھی آبرومندانہ طریقہ سے زندہ رہیں اور دوسروں کو بھی عزت مندانہ طور پر زندہ رہنے دیں۔

آج جمعتہ الوداع ہے' رمضان المبارک کا آخری جمعہ' مسرت و انبساط کا دن' ہم سب کے لئے اور اس وسیع و عریض برعظیم اور دنیا کے ہر گوشہ میں جہاں کہیں بھی مسلمان ہوں۔ تمام مساجد میں' ہزاروں کے اجتماعات رب جلیل کے حضور بڑی عجز و انکساری سے سجدہ ریز ہو جائیں اور اس کی نوازش پیہم اور فیاضی کا شکریہ ادا کریں اور پاکستان کو ایک عظیم ملک اور خود کو اس کے شایان شان شہری بنانے کے کام میں اس قادر مطلق کی ہدایت اور اعانت طلب کریں۔

اے میرے ہم وطنو! آخر میں' مَیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان بیش بہا وسائل کی سرزمین ہے۔ لیکن اس کو ایک مسلم قوم کے شایان شان ملک بنانے کے لئے ہمیں اپنی تمام توانائیوں کی ضرورت ہو گی۔ مجھے پورا اعتماد ہے کہ یہ سب کی طرف سے اور فراوانی کے ساتھ ملیں گی۔ پاکستان زندہ باد

(دی پاکستان ٹائمز' ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء)

۲۰۲۔ پاکستان میں پہلی عید الفطر پر قوم کے نام پیغام

کراچی' ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء

آزاد اور خودمختار پاکستان کے قیام کے بعد یہ ہماری پہلی عید ہے۔ تمام عالم اسلام میں یہ یوم مسرت ہماری قومی مملکت کے قیام کے فوراً بعد نہایت مناسب طور پر آیا ہے لہٰذا یہ ہم سب کے لئے خصوصی اہمیت اور مسّرت کا حامل ہے۔ میں اس مبارک موقع پر تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی بھی خطہ ارض پر ہوں' پُر مسرت عید کا ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ عید خوشحالی

کا نیا باب وا کرے گی اور اسلامی ثقافت اور تصورات کے احیاء کی جانب پیش قدمی کا آغاز کرے گی۔ میں خدائے قادر و قیوم کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنے ماضی اور تابناک تاریخ کا اہل بنا دے اور ہمیں اتنی طاقت عطا فرما دے کہ ہم پاکستان کو حقیقی معنوں میں جملہ اقوام عالم میں ایک عظیم قوم بنا سکیں۔ بلاشبہ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے لیکن یہ تو صرف منزل کی طرف ہمارے سفر کا آغاز ہے۔ ہمارے کاندھوں پر جتنی ذمہ داریاں آن پڑی ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمارا عزم بھی اتنا ہی عظیم ہونا چاہیے۔ تعمیر ملت بھی انہیں کوششوں اور قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے جن کی حصول پاکستان کی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ضرورت تھی۔ اب اصل ٹھوس کام کرنے کا وقت آگیا ہے اور مجھے اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلم ذہانت اپنی قوتوں کو بروئے کار لا کر ان دشواریوں پر قابو پالے گی جو اس رستہ میں ہیں جو بظاہر سنگلاخ ہے۔ اس موقع پر ہمیں اپنے ان بھائیوں اور بہنوں کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جنہوں نے صرف اس لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا کہ پاکستان قائم ہو سکے اور ہم زندہ رہ سکیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ہم انہیں کبھی نہ بھلا سکیں گے جو آج ہمارے درمیان موجود نہیں اور جنہوں نے صعوبتیں برداشت کیں۔ بہت سے لوگوں کے لئے عید اتنی مسرت و شادمانی کا موقع نہیں جتنی پاکستان میں ہے۔ ہمارے وہ بھائی جو آج ہندوستان میں اقلیتوں کی حیثیت سے ہیں یقین رکھیں کہ ہم انہیں کبھی نظرانداز نہیں کریں گے اور نہ فراموش۔ ہمارے دل ان کے لئے بے قرار ہیں۔ ہم ان کی اعانت اور فلاح و بہبود کے ضمن میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ کیونکہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ برصغیر کے مسلم اقلیتی صوبے ہی تھے جو حصول پاکستان کے لئے جدوجہد اور اس کی منزل مقصود کی جانب سفر میں پیش پیش تھے اور جنہوں نے اس کا پرچم سربلند رکھا۔ میں ان کی امداد و اعانت کبھی نہیں بھول سکتا ہوں اور نہ مجھے یہ امید ہی ہے کہ پاکستان میں اکثریتی صوبے کبھی اس بات کو نہیں سراہیں گے کہ حصول پاکستان کی تاریخی اور غازیانہ جدوجہد میں جو آج پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اقلیتی صوبے پیش رو اور ہر اول دستہ تھے۔
پاکستان زندہ باد

(ڈی ڈان' ۱۹ اگست ۱۹۴۷ء)

۲۰۳۔ مشرقی پنجاب کی صورت حال پر بیان

کراچی' ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے حسب ذیل بیان جاری فرمایا:

میں بڑے دکھ اور تشویش کے ساتھ مشرقی پنجاب میں تشدد آمیز بربریت دیکھتا رہا ہوں جن

سے مسلمانوں کا اس قدر جانی نقصان ہوا ہے اور ہزاروں' لاکھوں مسلمانوں کو ناقابل بیان' المناک اور اذیت ناک چرکے لگے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آزمائش کی اس گھڑی میں پاکستانی سرحد کے اس پار ہمارے بھائیوں کے زخموں کا اندمال الفاظ کے کسی مرہم سے ممکن نہیں' مگر میں ان کی اس زبردست بے چینی سے بے خبر نہیں' جو قدرتی طور پر ان زیادتیوں کے باعث پاکستان کے مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہے جو ان کے صبر کو کٹھن آزمائش میں ڈال رہی ہے۔

چونکہ مجھے اس امر کا احساس ہے اور میرا دل بھی بہت دکھا ہوا ہے۔ اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں سے مطالبہ کروں کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور ہوش مندی سے کام کریں۔ اگر انہوں نے اس وقت اپنے جذبات کو اپنے ہوش و خرد پر غالب آنے دیا تو انہیں ان خطرات سے بھی آگاہ رہنا چاہیے جو ان کی نوزائیدہ مملکت کو اپنی گرفت میں لے سکتے ہیں۔

میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مشرقی پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے ہم اس پر محض خاموش تماشائی نہیں ہیں بلکہ پاکستان کی مرکزی حکومت اور مغربی پنجاب کی حکومت نے ہنگاموں کے ستم رسیدہ لوگوں کی امداد کو اپنا شعار بنا لیا ہے اور وہاں سے ان لوگوں کے انخلا کے انتظامات شروع کر دیئے ہیں جو نرغے میں ہیں یا فساد زدہ علاقوں کو چھوڑ کر پاکستان میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔

ہم نے ان کے انخلا کے لئے ہر قسم کی امداد اور سہولت بہم پہنچانے اور ان کی آباد کاری اور قیام کے لئے انتظام کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے جس کے لئے مملکت کے تمام وسائل کو ہر ممکن طریقہ سے بروئے کار لایا جائے گا۔

ہم نے مسلسل طور پر ہندوستانی ریاست کی حکومت سے رابطہ قائم کر رکھا ہے اور مغربی پنجاب کی وزارت مشرقی پنجاب کی وزارت سے اس مقصد کی خاطر رابطہ قائم کر رہی ہے کہ یہ خون خرابہ اور لاقانونیت جس قدر جلد ممکن ہو ختم کی جائے۔

پاکستان کو فتنہ و فساد سے بالکل پاک رکھا جائے کیونکہ اگر اس ابتدائی مرحلے پر ہی لاقانونیت ٹوٹ پڑی تو نئی نئی ڈالی ہوئی بنیادیں ہل جائیں گی اور اس کے مستقبل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

میں مسلمانوں کو انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے دشمنوں سے خبردار رہیں جو پاکستان کا بھلا نہیں چاہتے اور انہیں یہ پسند نہیں ہو گا کہ یہ مضبوط اور مستحکم ہو۔ فی الحقیقت انہیں تو یہ اچھا لگے گا کہ یہ شروع ہی میں برباد ہو جائے۔ اس کی سرحدوں پر وسیع پیمانہ پر فتنہ و فساد پھیلے تاکہ

اس طرح ملت کی تشکیل و تعمیر کا کام کھٹائی میں پڑ جائے۔ انتقامی کارروائیوں کے چکر میں پڑ کر ہمارے عوام کو ان کے ہاتھوں میں نہیں کھیلنا چاہیے کیونکہ اس طریقے سے تو ہم مشرقی پنجاب کے مظلوموں کی مدد کر سکیں گے اور نہ کسی اور جگہ کے۔ اس سے کوئی مسئلہ تو حل نہ ہو گا بلکہ مزید معصوم لوگوں کی جانیں ضائع ہوں گی اور یہ انتقام بنی نوع انسان کے لئے مزید مصیبتوں کا سبب ہو جائے گا۔

میں یہ کہتا چلوں کہ جو لوگ غیر دانشمندانہ طور پر یہ سوچتے ہیں کہ وہ پاکستان کو ختم کر سکتے ہیں وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کا بال بیکا نہیں کر سکتی کیونکہ اس کی جڑیں حقیقی معنوں میں بہت گہری ہیں۔ ان کا ایسا کوئی خواب یا گمان جو انہیں قتل و غارتگری پر اکساتا ہے نہ صرف معصوم جانوں کی مصیبتوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور اس طرح وہ اپنی قوم کا نام بدنام کر رہے ہیں۔ مہذب دنیا ان کے اس غیر انسانی کردار کو استعجاب کی نظر سے دیکھتی ہے۔

میں پاکستان کے ہر مسلمان مرد اور عورت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے موجودہ مصائب کے مقابلے میں خود کو مستحکم کرے' اپنی مملکت کو قائم رکھنے کے لئے جس کی خاطر انہوں نے پہلے ہی بہت صعوبتیں برداشت کیں اور اس قدر قربانیاں دیں اور جس کی تعمیر انہیں کرنی ہے تاکہ وہ جلد دنیا کی عظیم ترین اسلامی مملکت کی حیثیت سے اپنے آپ کو منوائے اور قوموں کے مقابلے میں مقام فخر حاصل کر سکے۔ اس طریقے سے جہاں کہیں بھی ہمارے لوگوں کو موت اور تباہی سے دو چار کیا گیا بہتر طور پر انتقام لیا جا سکے گا۔ پہلی صورت میں جسمانی بدلے اور انتقام کے ویرانے میں گم ہو جانے کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

میں اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں جس نے ہمیں خودمختار سلطنت کی عظیم نعمت سے نوازا ہے وہ ہماری قوم کو اس المیے کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ ان کے صبر کو استحکام بخشے اور ہر قسم کے اشتعال کے باوجود پاکستان کے امن و امان کو پاکستان کے استحکام کی خاطر برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ڈی ڈان' ۲۵ اگست ۱۹۴۷ء)

۲۰۴۔ کراچی کارپوریشن' شہریوں کے سپاسنامے پر جوابی تقریر

کراچی' ۲۵ اگست ۱۹۴۷ء

"کارپوریشن شہر کراچی کے میئر اور کونسلر حضرات' میں آپ کے خلوص سے بھرے ہوئے سپاسنامہ اور ان نیک کلمات پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو آپ نے ازراہ عنایت میرے اور میری

ہمن کے بارے میں پیش کئے۔ اور آپ کے نیک جذبات اور خیالات کو بھی سراہتا ہوں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ میری آرزو ہے کہ ان کی یاد تازہ رہے اور ان پر عمل کیا جائے۔ مجھے بہت مسرت ہے کہ مجھے آپ سب سے اور اہالیان کراچی سے ملاقات کا یہ موقع میسّر آیا۔ بلاشبہ میرے دل میں اس خوبصورت شہر کی بہت محبت اور قدر ہے۔ محض اس لئے نہیں کہ اس سے میرا پرانا تعلق ہے اور نہ اس لئے، جیسا کہ آپ نے فرمایا یہ میری جائے پیدائش ہے، بلکہ اس لئے کہ اب یہ پہلی خود مختار اور آزاد مملکت پاکستان کی جائے پیدائش بن گیا۔ اس وجہ سے نہ صرف یہ کہ تمام حریت پسند لوگوں کی نظر میں کراچی خصوصی اہمیت کی علامت بن جائے گا بلکہ تاریخ میں بھی وہ مقام پائے گا جس کی کوئی اور نظیر موجود نہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جسے یہ سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

کراچی کوئی معمولی شہر نہیں، قدرت نے اسے غیر معمولی نعمتیں عطا کیں ہیں جو خصوصاً جدید ضروریات اور حالات کے لئے موزوں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا تو اس کی معمولی حالات میں ہوئی لیکن اب یہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور اب یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ وہ دن دور نہیں جب اس کا شمار دنیا کے اول درجہ کے شہروں میں ہونے لگے گا۔ نہ صرف اس کے ہوائی اڈے بلکہ بندرگاہ اور اصل شہر بھی بہترین شہروں میں شامل ہوں گے۔ کراچی کی خصوصیت کے ساتھ ایک خوش کن بات یہ ہے کہ جہاں بڑے شہر بلند و بالا عمارتوں کے ہجوم سے گنجان ہوتے ہیں، وہاں کراچی میں بڑی بڑی کھلی جگہیں اور عمارتوں کی چھتیں پہاڑی مقامات کی طرز پر ہیں جو آنے والے کو کھلی فضا اور آسائش کا احساس عطا کرتی ہیں۔ اسے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہے کہ اس کا موسم خوشگوار ہے اور سارا سال صحت افزا اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ میں چشم تصور وا کرتا ہوں تو مجھے کراچی کا مستقبل عظیم نظر آتا ہے۔ یہ شہر ہمیشہ سے وسیع امکانات کا حامل رہا ہے اور اب پاکستان کا دارالحکومت بن جانے کے بعد پاکستان کی حکومت اور اس کے عملے کی یہاں آمد اور پھر تجارت، صنعت و حرفت اور کاروبار میں بے پناہ اضافہ کے سبب اس کے لئے بیشمار مواقع کا دروازہ کھل گیا ہے۔ لہٰذا ہم سب مل جل کر کوشش کریں تاکہ اس خوبصورت شہر کو ایک عظیم دارالحکومت، کاروبار، صنعت و حرفت اور تجارت کا ایک مرکز اور علم و ثقافت کا گہوارہ بنا دیا جائے۔

جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ کراچی اور اس کی بلدیہ کی اہمیت میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ بلدیہ عظمیٰ خود کو اپنی ذمہ داریوں کا اہل ثابت کرے گی۔ اس کے تمام شعبوں کی سرگرمیوں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن مجھے اعتماد ہے

کہ شہر کے کرتا دھرتا اصحاب کی دانشمندانہ اور اہل رہنمائی جملہ شہریوں کے تعاون کے ساتھ اس کام کو مستعدی اور رغبت کے ساتھ انجام دے دیا جائے گا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو درپیش مشکلات اور مسائل حل کرنے میں حکومت کی اعانت حاصل رہے گی اور مجھے یقین ہے کہ حکومت کے متعلقہ شعبے مناسب وقت پر بطریق احسن بلدیہ کے میئر کے اختیارات اور حیثیت کے معاملات کو بھی نمٹا دیں گے جس کے بارے میں آپ ابھی کچھ دیر پہلے فکر مند دکھائی دے رہے تھے۔

کراچی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اہم شہروں میں یہ واحد شہر ہے جہاں لوگوں نے فرقہ وارانہ فسادات کے دوران اپنے دل و دماغ کو ٹھنڈا رکھا اور خوش اسلوبی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم ایسے ہی رہتے رہیں گے۔ پاکستان شکر گزار ہے کہ حکومت سندھ' بلدیہ اور کراچی کے شہریوں نے مرکزی حکومت کا یہاں دارالحکومت بننے کا خیر مقدم کیا اور جملہ سہولتیں فراہم کیں۔ پاکستانی عملے کی یہاں آمد کے ساتھ ساتھ پاکستان اور ہندوستان کے اطراف و جوانب سے لوگ کراچی پہنچ گئے ہیں۔ یہ لوگ اصلی شہریوں کی طرح یہاں رہیں گے۔ عظیم مواقع سے استفادہ کے لئے اپنی صلاحیتیں صرف کریں گے اور اپنی خدمات ہم سب کے لئے فراہم کریں گے تاکہ پاکستان کی تعمیر نو اس انداز سے ہو سکے کہ برادر اقوام' ہمیں احترام کی نظر سے دیکھیں اور ہم دنیا کی جلیل القدر قوموں میں مساوی حیثیت سے عزت کا مقام حاصل کر لیں۔

ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ نہ صرف احتیاج بلکہ جملہ اقسام کے ڈر اور خوف کو بھی دور کریں۔ میئر اور کونسلر حضرات! میں ایک بار پھر آپ کے خیر مقدمی سپاسنامے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(دی پاکستان ٹائمز' ۲۷ اگست ۱۹۴۷ء)

۲۰۵۔ امدادی فنڈ برائے مہاجرین کے لئے اپیل

کراچی' ۱۲ ستمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم نے "قائداعظم امدادی فنڈ برائے مہاجرین" میں چندہ دینے کے لئے جو اپیل کی اس کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

مشرقی پنجاب' دہلی اور ہندوستانی مملکت کے دوسرے حصوں میں ہمارے لوگوں پر جو ظلم و ستم توڑا گیا' شدت کے لحاظ سے اس کی شاید ہی کوئی نظیر ہو۔ ان کی وجہ سے پاکستان اپنے قیام کے فوراً بعد زبردست مسائل سے دو چار ہو گیا۔ جب سے ہم نے اقتدار سنبھالا ہے میرا اور میری

حکومت کا وقت اور توانائی کا بیشتر حصہ اس سنگین بحران سے نمٹنے میں صرف ہوا ہے۔ ایک آفت کے بعد دوسری آفت آتی ہے جو اس کی شدت کو اور تیز کر دیتی ہے یا اس کی زیادتی میں اضافہ کر دیتی ہے۔

اب ہمیں اپنے ان لاکھوں بھائیوں کی امداد کرنے کے بارے میں سوچنا ہے جو اس مصیبت سے دو چار ہیں۔ قوم اس بات سے آگاہ ہے کہ اس مقصد کے لئے کابینہ کی ایک ہنگامی کمیٹی کی تشکیل کی جا چکی ہے جس کا روزانہ اجلاس ہوتا ہے اور ایک علیحدہ وزارت برائے مہاجرین' تارکین وطن اور بحالیات قائم کر دی گئی ہے۔ ہم نے تہیّہ کر لیا ہے کہ اس زبردست کام کو سرانجام دینے اور ساری دشواریوں پر قابو پانے کے لئے ملک کے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جائے گا۔

لیکن اس گھمبیر قومی بحران سے نمٹنے کے لئے ریاست کے وسائل میں خود لوگوں کے اپنے نجی عطیات بھی شامل ہونے چاہیں۔ ان کی تائید اور تعاون سے وہ کچھ ہو جاتا ہے جو تنہا سرکاری تنظیموں اور امداد سے نہیں ہو پاتا۔

میں نے بڑے اضطراب اور احتیاط سے غور کیا کہ اس کام کو کیسے کرنا چاہیے اور فیصلہ کیا کہ فوری طور پر ایک فنڈ قائم کر دیا جائے جو "قائداعظم کا امدادی فنڈ" کے نام سے موسوم ہو۔ اس فنڈ کا انتظام چھ ارکان اور مجھ پر مشتمل ایک مرکزی کمیٹی کرے گی۔ یعنی وزیر خزانہ' وزیر مہاجرین و تارکین وطن و بحالیات' گورنر سندھ اور صدر صوبہ سندھ مسلم لیگ اور آڈیٹر جنرل پاکستان جو اس کے خازن ہوں گے۔ مرکزی کمیٹی کے تحت صوبائی کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ صوبائی گورنر ان کے چیئرمین ہوں گے۔ بلوچستان کے لئے چیئرمین چیف کمشنر ہوں گے جو ضلعی کمیٹیاں تشکیل دیں گے۔

میں قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آگے بڑھیں اور فیاضی کے ساتھ اس فنڈ میں عطیات دیں اور اس مقصد کے لئے کسی قربانی یا کوشش سے دریغ نہ کریں۔ لاکھوں ایسے ہیں جو امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور زندگی کے آرام و آسائش سے لطف اندوز ہو رہے ہیں جبکہ ہمارے بے شمار بھائی ایسے ہیں جنھوں نے ظلم و ستم سہے اور تکلیف دہ صدمات برداشت کر رہے ہیں۔ اب یہ وقت ہے کہ اول الذکر رضاکارانہ طور پر اپنے پاس موجود مادی اشیاء اور اپنے آرام و آسائش کی قربانی پیش کریں۔

آج سے سب مرد و زن یہ عہد کریں کہ آئندہ وہ خوراک و لباس اور دیگر سہولیات زندگی کے معاملے میں سادگی کو شعار بنائیں گے۔ اس طرح جو روپیہ پیسہ' اشیائے خوردنی اور ملبوسات

پس انداز ہوں گے انہیں ستم رسیدہ لوگوں کی اعانت کے ذخیرے میں لے آئیں گے۔ موسم سرما کی آمد آمد ہے اور پنجاب اور بالخصوص دہلی میں موسم بہت سخت ہوتا ہے ہمیں مہاجرین کو موسم کی شدت سے بچانے کے لئے انتظام کرنا ہو گا۔"

۲۰۶۔ دہلی میں مسلمانوں کی حالت زار پر بیان

کراچی' ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد جناح نے حسب ذیل بیان جاری فرمایا:

"میں نے دہلی کے واقعات و حوادث سے مسلسل اور گہرا رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ کل دہلی کے ممتاز مسلمانوں نے مجھ سے ملاقات کی اور اس شہر کے مسلمانوں کی زبوں حالی کی المناک داستان سنائی' جن کی زندگی محفوظ ہے اور نہ املاک۔ اور وہ بہت خستہ حال ہیں۔

مسلمانوں کی جان و مال کی تباہی کی وجہ سے انہوں نے جو صعوبتیں برداشت کیں اور کر رہے ہیں اس میں مجھے ان سے گہری ہمدردی ہے۔

مسلمانان دہلی کے ان نمائندوں کو یہ بتایا کہ ہم ان مسلمانوں کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں اس کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ہم نے اس سلسلہ میں حکومت ہند کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس ضمن میں لارڈ اسمے سے بھی جو حال ہی میں کراچی آئے تھے' بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ دہلی کے حکمران فوری اقدامات کریں گے اور دہلی میں مسلمانوں کے تحفظ اور بہبود کی خاطر ہر ممکن کارروائی عمل میں لائیں گے جو ہزاروں کی تعداد میں دہلی میں پرانا قلعہ' عیدگاہ اور دیگر مقامات پر کیمپوں میں قیدیوں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں ان کے سر پر نہ سائبان ہے اور نہ کھانے پہننے کے لئے کچھ' پھر متاع جان کے لئے کٹ جانے کا خدشہ الگ۔

میں امید کرتا ہوں کہ دہلی کی حکومت ان لوگوں کو سختی سے کچل دے گی جو ابھی تک اس دہلی کے امن و امان کو تہہ و بالا کر رہے ہیں' جو ہندوستان کی ریاست کی راجدھانی بھی ہے۔ یہ وہ لاقانونیت ہے جو اس حکومت کی نظروں کے سامنے جاری ہے۔ اسے ہر ذریعہ سے ختم ہو جانا چاہیے۔

جو لوگ حکومت کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں وہ ملک کے دشمن ہیں اور انسانیت کے بنیادی شعور سے بھی عاری ہیں۔ ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے جس کے وہ سزاوار ہیں۔

(دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ء)

۲۰۷- خیبر ایجنسی کے آفریدیوں کے پیغام کا جواب

کراچی، ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ء

پاکستان اور بیرون پاکستان جہاں کہیں بھی مسلمان اکثریت میں ہیں ان کو میرا مشورہ یہ ہے کہ یہ غیر دانشمندانہ بات ہو گی کہ وہ اپنے علاقوں میں بدلہ لیں یا ایسی کوئی کارروائی کریں جو جذبہ انتقام پر مبنی ہو۔

علاوہ اس کے کہ یہ بات اسلامی تعلیمات کے منافی ہے ایسا کرنا خود ہمارے مفاد میں بھی نہیں ہو گا اور اس سے ہندوستان میں یا برصغیر کے کسی اور مقام پر اقلیتی مسلمانوں کی امداد کے متعلق کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

مجھے سرحد کے قبائل اور ہندوستان کے دیگر حصوں سے بھی برقیے موصول ہوئے ہیں اور انہیں بھی میرا یہی مشورہ ہے جو میں نے اس پیغام میں دیا ہے۔

میں مسلمانوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت پاکستان کو اس سنگین صورت حال کا پورا احساس ہے اور مسلمانوں کے تحفظ کی خاطر وہ جہاں کہیں بھی ہوں ہر ممکن طریقے سے اپنی پوری کوشش صرف کر رہی ہے۔ لہٰذا میں مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ برصغیر میں کسی بھی جگہ انفرادی یا اجتماعی اور قبل از وقت اقدام سے معاملات کو خراب نہ کریں۔

۲۰۸- ولیکا ٹیکسٹائل ملز کے سنگ بنیاد کی تقریب میں تقریر

کراچی، ۲۷ ستمبر ۱۹۴۷ء

"ولیکا ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے آج یہاں آکر مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ اس وقت پاکستان زیادہ تر زراعتی ملک ہے اور تیار شدہ اشیاء کے لئے اس کا انحصار بیرونی دنیا پر ہے۔

اگر پاکستان دنیا میں اپنا صحیح کردار ادا کرنا چاہتا ہے جس کا حق اسے اپنے رقبہ، افرادی قوت اور وسائل سے حاصل ہوتا ہے، تو اسے اپنی زراعت کے پہلو بہ پہلو صنعتی امکانات کو بھی ترقی دینی ہوگی اور اپنی اقتصادیات کو صنعتی میدان میں بھی بڑھانا ہو گا۔ اپنے ملک میں صنعکاری کے ذریعہ ہم اشیائے صرف کی فراہمی کے لئے بیرونی دنیا پر انحصار کم کر سکیں گے، لوگوں کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کر سکیں گے اور مملکت کے وسائل میں بھی اضافہ کر سکیں گے۔

قدرت نے ہمیں صنعت و حرفت میں کام آنے والے بہت سے خام مال سے نوازا ہے۔

اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اسے ملک اور عوام کے بہترین مفاد کے لئے استعمال کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کا یہ منصوبہ اس نوعیت کے اور بہت سے کاموں کا پیش خیمہ ثابت ہو گا اور تمام متعلقہ لوگوں کے لئے خوشحالی کا پیغام لائے گا۔

مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ نے فیکٹری کا منصوبہ بناتے وقت کارکنوں کے لئے مناسب رہائش گاہوں اور دیگر سہولتوں کا بھی اہتمام کیا ہو گا کیونکہ مطمئن کارکنوں کے بغیر کوئی صنعت پنپ نہیں سکتی۔

قائداعظم نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انہیں یہ دلی اطمینان ہے کہ انہیں جس سوتی کپڑے کے اس کارخانہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی دعوت دی گئی جو اپنی نوعیت کا پہلا کارخانہ ہو گا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے سندھ کی ایک بہت معروف اور تجربہ کار شخصیت نے بتایا ہے کہ اگر سندھ کو پورے مواقع فراہم کر دیئے جائیں تو یہ زراعت اور صنعت کے میدان میں مصر کے مقابلہ میں تین گنا خوشحال ہو جائے گا۔ جہاں تک زراعتی امکانات کا تعلق ہے ان کی کوئی کمی نہیں اور یہ سندھ کی انتہائی خوش بختی ہے کہ سندھ میں فاضل غذائی پیداوار رہی ہے۔

قائداعظم نے سندھیوں پر زور دیا کہ انہیں دیگر شعبوں مثلاً سائنس' تجارت اور صنعت کو ترقی دینی چاہیے۔ انہوں نے فرمایا کہ انہیں یہ محسوس کرنا چاہیے کہ مملکت کے حقیقی استحکام اور اس کی قوت کا تمام انحصار اس کی پیداواری صلاحیت پر ہے۔

تجارت اور کاروبار کے لئے پیسہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ سندھ زرعی اعتبار سے مالا مال ہے اس لئے اس کی قوت بھی بہت ہے اور ہم دوسرے میدانوں مثلاً تعلیم' معاشرت اور سیاست کی آبیاری کر سکتے ہیں۔ ہم جس طریقے سے اپنے ملک کو استحکام بخش سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو جلد از جلد ملک میں صنعتوں کا جال پھیلا دیں۔

پھر قائداعظم نے کارخانے کے بانیوں کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ یہ پہلا اور آخری کارخانہ نہیں ہو گا بلکہ اس کے جلو میں اور بہت سے کارخانوں کا قیام عمل میں آئے گا۔

۲۰۹۔ سول' بحری' بری اور فضائی افواج کے افسروں سے خطاب

کراچی' ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

قیام پاکستان' جس کے لئے ہم گذشتہ دس برس سے کوشاں تھے' اللہ کے فضل و کرم سے آج ایک مسلّمہ حقیقت ہے لیکن اپنی مملکت کا قیام دراصل ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے بذات خود کوئی مقصد نہیں۔ تصور یہ تھا کہ ہماری ایک مملکت ہونی چاہیے جس میں ہم رہ سکیں

اور آزاد افراد کی حیثیت سے سانس لے سکیں۔ جسے ہم اپنی صوابدید اور ثقافت کے مطابق ترقی دے سکیں اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصول جاری و ساری ہوں۔ وہ کار سخت جو ہمارا منتظر تھا' اور راستہ کی وہ دشواریاں کہ جن سے ہمیں گزرنا تھا' مجھے ان کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی تاہم میں اس بات سے تقویت پا رہا تھا کہ مجھے تمام مسلمانوں کی بے پناہ حمایت حاصل ہو گی' نیز اقلیتوں کا تعاون بھی جسے ہم منصفانہ بلکہ فیاضانہ سلوک سے جیت سکیں گے۔

بدقسمتی سے قیام پاکستان کے جلو میں آگ و خون کا ایک طوفان بھی آیا جس کی تاریخ میں کوئی نظیر موجود نہیں۔ ہزارہا نہتے لوگوں کو نہایت بیدردی کے ساتھ تہہ تیغ اور لاکھوں انسانوں کو بے گھر کر دیا گیا۔ جو لوگ کل تک شریفانہ اور خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے آج مفلوک الحال اور بغیر ذریعہ معاش کے ہیں' ان میں سے بہت سے لوگوں کو پاکستان میں پناہ مل گئی ہے لیکن بہت سے مشرقی پنجاب میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہاں سے نجات کے منتظر ہیں۔ یہ لوگ ابھی تک سرحد کی دوسری جانب پڑے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ہمیں ان کی افسوسناک حالت کا احساس نہیں۔ ان بدنصیبوں کی نجات ہمارے لئے سب سے مقدم ہے اور ان کی پریشانیوں کو رفع کرنے کی مقدور بھر کوشش کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ آپ لوگوں کو علم ہے وزیراعظم نے اپنے صدر دفاتر لاہور منتقل کر دیئے ہیں اور ہم نے روز بروز پیدا ہونے والی صورت حال سے نمٹنے کے لئے کابینہ کی ایک ہنگامی کمیٹی تشکیل دے دی ہے۔

پنجاب میں افراتفری نے لاکھوں بے گھر لوگوں کی آباد کاری کے مسئلہ کو جنم دیا ہے۔ جو ہماری توانائیوں اور وسائل پر خاصا بوجھ ڈالے گا۔ اس طرح نئی مملکت کے آغاز تعمیر سے ہی دشواریاں ہمیں ورثے میں ملی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بارہا کہا ہے کہ ہمارے سامنے جس قدر کٹھن اور دشوار کام ہے کیا ہم اس کے سامنے ہمت ہار دیں اور اپنی نوزائیدہ مملکت کے دشمن کے ظالمانہ اور بزدلانہ حملے کے آگے گھٹنے ٹیک دیں؟

یہ ہماری بقا کے لئے ایک چیلنج ہے اور اگر ہم ایک قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں اور پاکستان کے متعلق اپنے خوابوں کو حقیقت کا روپ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں اس مسئلہ کو دو چند لگن اور طاقت کے ساتھ حل کرنا ہو گا۔ اس سیاسی اور معاشرتی انقلاب کے باعث ہمارے عوام منتشر اور دل شکستہ ہیں۔ ہمیں انہیں مایوسی کی اس دلدل سے نکال کر سرگرم عمل کرنا ہو گا۔ ان امور کے باعث سرکاری ملازموں پر جن سے ہمارے عوام رہنمائی کی آس لگائے بیٹھے ہیں مزید ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔

مجھے علم ہے کہ گذشتہ چند ہفتوں کے دوران آپ کو مشرقی پنجاب' دہلی اور ہندوستان کے دیگر فساد زدہ علاقوں میں آباد اپنے عزیز و اقارب کی خیر و عافیت کی طرف سے فکر اور تشویش لاحق رہی ہے۔ حالیہ ہنگاموں میں آپ کے اور آپ کے عملے کے بہت سے لوگوں کو اپنے متعلقین کی اموات اور بیش قیمت املاک کے اتلاف کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا ہو گا۔ جن لوگوں نے اپنے عزیزوں کی جانوں کے ضیاع کا صدمہ برداشت کیا ان کے لئے میرا دل ہمدردی کے جذبات سے معمور ہے اور میں بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کو استقامت کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

لیکن کیا یہ تمام قربانیاں جو ہمیں پیش کرنا پڑیں' رایگاں جائیں گی؟ ہمارے جو نقصانات ہوئے ہیں کیاہم ان پر اداس ہو کر بیٹھ جائیں گے؟ اگر ہم نے ایسا کیا تو یہ بعینہٖ وہ رویّہ ہو گا جس کی ہمارا دشمن ہم سے امید لگائے بیٹھا ہے۔ پھر تو ہم اس کے ہاتھ میں کٹھ پتلیاں بن جائیں گے اور جلد ہی اس سے رحم کی بھیک مانگنے لگیں گے؟ ہم اپنے دشمنوں کی سیاہ کاریوں کا مناسب جواب صرف اس طریقے سے دے سکتے ہیں کہ ہم عزم صمیم کے ساتھ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر اپنی مملکت کی تعمیر کا کام شروع کر دیں۔ ایسی مملکت جو ہمارے بچوں کے رہنے کے لئے موزوں ہو۔ اس کے لئے کام' کام اور زیادہ کام کی ضرورت ہو گی۔ مجھے اس امر کا بخوبی علم ہے کہ آپ میں سے بہت سوں کو جنگ کے زمانہ میں خاصے دباؤ کے تحت کام کرنا پڑا اور اب آرام کی ضرورت ہو گی۔ لیکن آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے لئے تو ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی' یہ صرف شروع ہوئی ہے اور اگر ہم اسے فتح سے ہمکنار کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی بساط سے زیادہ مساعی سے کام لینا ہو گا۔ ذاتی ترقی کی فکر اور اعلیٰ مراتب کے حصول کے لئے دوڑ بھاگ کا وقت نہیں' یہ تو تعمیری کوششوں' بے لوث کام اور ثابت قدمی اور لگن کے ساتھ فرض کی ادائیگی کا وقت ہے۔

جب وقت کا تقاضا یہ ہو تو مجھے یہ سُن کر دکھ ہوا کہ ہمارے عملے کے بہت سے ارکان دلجمعی کے ساتھ کام نہیں کر رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ اب پاکستان تو حاصل ہو ہی گیا ہے تو اب وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ سکتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے حوصلے مشرقی پنجاب اور دہلی کے ہنگاموں کے باعث پست ہو گئے ہیں اور کچھ دوسرے افراد کو لوگوں میں ملک کے بعض حصوں میں ہونے والے لاقانونیت کے واقعات سے بدنظمی کی تحریک ملی ہے۔ اگر ان رجحانات کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو یہ ہمارے بیرونی دشمنوں سے زیادہ مہلک ثابت ہوں گے اور ہمارے لئے تباہی کا پیغام لائیں گے۔ آج جو لوگ یہاں جمع ہیں یہ ان سب کا فرض ہے کہ وہ اس بات کا

اہتمام کریں کہ اس ناسور کو جس قدر جلد ممکن ہو نکال پھینکا جائے۔ آپ کو اپنے عمل کے ذریعہ اور مثال قائم کر کے رفقائے کار میں نیا جذبہ بیدار کرنا ہو گا۔ آپ کو انہیں یہ احساس دلانا ہو گا کہ وہ ایک مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں اور وہ مقصد اس لائق ہے کہ اس کے لئے جس قربانی کی بھی ضرورت ہو وہ پیش کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نئی مملکت کے معماروں کی حیثیت سے اپنی اہلیت دکھانے کا ایک شاندار موقع عطا فرمایا ہے۔ اب ہمیں کسی کو یہ کہنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ ہم خود کو اس کام کا اہل ثابت نہیں کر سکے۔

میرے لئے تشویش کا باعث دوسرا سوال اقلیتوں کے ساتھ برتاؤ کا ہے۔ میں نے خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی اپنی گفتگوؤں کے دوران بار بار اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ہم اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کریں گے اور جہاں تک ہماری سوچ کا تعلق ہے اس سے زیادہ دوراز کار بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی کہ ہم انہیں نکال باہر کریں گے۔ تاہم مجھے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری اقلیتوں نے نہ تو ہمیں نیک نیتی کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیا اور نہ ہی جب اچانک بحران آ گیا تو انہوں نے پاکستانی باشندوں کی حیثیت سے اپنا دلی تعاون پیش کیا۔ اس سے قبل کہ ہم عنان اقتدار اپنے ہاتھ میں لیتے غیر مسلموں کا پاکستان سے انخلاء شروع ہو گیا اور جیسا کہ بعد کے واقعات سے ثابت ہوا کہ یہ پاکستان کو مفلوج بنانے کے ایک بہت ہی منظم منصوبے کا حصہ تھا۔ سندھ میں اکّادکّا واقعات کے سوا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جس سے صوبہ کا امن و امان تہہ و بالا ہو جاتا لیکن پُر امن حالات کے باوجود سندھ سے ہندوؤں کے انخلاء کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض نے تو دہشت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور بعض اس امید پر پاکستان سے جا رہے ہیں کہ ان کی روانگی سے پاکستان اقتصادی اور معاشرتی طور پر مفلوج ہو جائے گا۔ بہت سے تارکین کو اپنا وطن یا جائے سکونت چھوڑ دینے کی حماقت کا احساس ہو رہا ہے لیکن بعض غرض مند جماعتیں ترک وطن کی حوصلہ افزائی پر اصرار کر رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے تارکین وطن کو تو سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے ہی لیکن اس عمل سے ہماری مملکت کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

یہ درست ہے کہ صوبہ شمال مغربی سرحد اور بلوچستان میں کچھ گڑ بڑ ہوئی۔ لیکن یہ پہلے سے سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ نہیں تھا۔ معاشرے کے کچھ جذباتی عناصر رنج و الم کی ان داستانوں سے متاثر ہو گئے جو مہاجرین' مشرقی پنجاب سے لائے تھے اور ان لوگوں نے انتقام کے ذریعہ سکون پا لیا۔ یہ بات قطعی طور پر ہماری حکمت عملی اور ان بدیہی ہدایات کے منافی تھی جو ہم نے اپنے عوام کو دیں کہ انتقام قطعاً نہیں لینا چاہیے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا

ہے۔

البتہ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ یہ گڑبڑ بالکل عارضی تھی اور بہت جلد صورت حال پر قابو پا لیا گیا۔

مغربی پنجاب میں حالات ذرا مختلف رہے۔ یہ قتل و غارتگری کے قریب تر تھا اس لئے یہ پھیلنے سے نہ بچ سکا۔ بلاشبہ افسوس ناک واقعات رونما ہوئے لیکن قانون کی بالادستی قائم ہو رہی ہے اور حالات معمول پر آ رہے ہیں۔

جب میں اپنے برادر ملک ہندوستان پر نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہاں مسلمان اقلیتوں نے زیادہ تکلیف دہ زیادتیاں برداشت کیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض عناصر نے ہندوستان میں مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو اجاڑنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے مسلمانوں کی زندگی کو اجیرن بنا کر ساری مملکت ہی سے انہیں باہر نکال دینے کا عزم کر رکھا ہے۔ منظم قوتوں کے یہ بیچارے ستم رسیدہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم نے ان کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔ صد افسوس کہ حالات ایسا رخ اختیار کر جائیں!

تقسیم ہند کا سمجھوتہ اس متبرک اور مقدس مفاہمت کے ساتھ ہوا تھا کہ دونوں مملکتوں کی حکومتیں اپنی اپنی اقلیتوں کی حفاظت کریں گی اور جب تک کہ اقلیتیں مملکت کے ساتھ وفاداری کا دم بھرتی ہیں انہیں خوفزدہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اگر اب بھی بھارتی حکومت کی یہی حکمت عملی ہے' جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہے' تو اسے مسلمانوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا سلسلہ ختم کر دینا چاہیے' اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس کا مطلب دونوں مملکتوں کی تباہی ہو گا۔

ہندوستان میں مسلمان جہاں کہیں بھی ہیں میرا انہیں یہ مشورہ ہے کہ وہ مملکت کے ساتھ بلا جھجک وفاداری کا اظہار کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ خود کو دوبارہ منظم کریں اور صحیح قسم کی قیادت پیدا کریں جو اس خطرناک زمانہ میں ان کی ٹھیک طور پر رہنمائی کر سکے۔ مَیں مزید امید کرتا ہوں کہ ہندوستان کی حکومت ان لوگوں کی غیر دانشمندانہ کارروائیوں کے باعث اپنا نام بدنام نہیں ہونے دے گی جو ظالمانہ اور غیر انسانی طریقوں سے مسلمانوں کے انخلا یا انہیں فنا کر دینے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اگر اقلیتوں کے مسئلہ کا حتمی حل عوامی سطح پر تبادلہ آبادی کے ذریعہ ہی ہونا ہے تو پھر اس کا تصفیہ حکومتوں کی سطح پر ہونا چاہیے' اس معاملے کو خون خوار عناصر پر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

جہاں تک حکومت پاکستان کا تعلق ہے میں اس امر کا پرُزور اعادہ کروں گا کہ ہم اس سلسلے میں طے شدہ حکمت عملی پر ہی کاربند رہیں گے۔ ہم پاکستان میں اقلیتوں کی جان اور ان کے مال

کی حفاظت کرتے رہیں گے اور ان کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کریں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ انہیں پاکستان سے چلے جانے پر مجبور کیا جائے اور یہ کہ جب تک وہ ملک کے وفادار رہیں ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے گا جو دوسرے شہریوں کے ساتھ کیا جائے گا۔

حکومت کی حکمت عملی کا نفاذ جن سرکاری ملازموں کی ذمہ داری ہے ان کا یہ فرض ہے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ اس حکمت عملی پر عمل کریں تاکہ کوئی ہم کو الزام نہ دے سکے کہ ہم جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ آپ لوگ ہی عوام الناس کو ہماری نیت کے پُرخلوص ہونے کا یقین دلا سکتے ہیں اور مجھے اعتماد ہے کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔

۲۱۰۔ عیدالاضحیٰ پر قوم کے نام پیغام

کراچی، ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"اللہ تبارک و تعالیٰ اکثر ان لوگوں کا امتحان لیتا ہے اور انہیں آزمائش میں ڈالتا ہے جن سے وہ محبت فرماتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس شے کی قربانی دیں جو انہیں سب سے زیادہ عزیز ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حکم پر لبیک کہا اور اپنے لخت جگر کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ آج پھر خدائے عزوجل کو پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کا امتحان اور ان کی آزمائش مقصود ہے۔ حق تعالیٰ نے ہم سے عظیم قربانیوں کا تقاضا کیا ہے۔ ہماری نوزائیدہ مملکت ان زخموں سے چُور ہے جو دشمنوں نے اس کے جسد پر لگائے ہیں۔ ہندوستان میں ہمارے مسلمان بھائیوں کو صرف اس لئے انتقام اور ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے قیام پاکستان کے لئے اعانت کی اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس وقت ہر طرف استبداد کے سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں لیکن ہمارے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئے گی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم قربانی کے اسی جذبہ کا اظہار کریں گے جس کا مظاہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا تو قادر مطلق ان سیاہ بادلوں کو ہٹا دے گا اور ہم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا جیسا کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائی تھیں۔ لہٰذا آیئے ہم عیدالاضحیٰ کے مبارک دن، جو اسلام کے جذبہ ایثار و قربانی کا مظہر ہے، عہد کریں کہ ہم اپنے تخیل کے مطابق مملکت قائم کرنے کے اپنے مقصد سے ہرگز منہ نہ موڑیں گے خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی قربانیوں، امتحانوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے اور اپنے مقصد کے حصول کی خاطر اپنی تمام صلاحیتوں اور وسائل کو بروئے کار لائیں گے۔ مجھے اعتماد ہے کہ ہم اس زبردست بحران پر اس کی وسعت اور شدت کے باوجود اسی طرح قابو پالیں گے جس طرح ہم نے اپنی طویل تاریخ میں اپنے

دشمنوں کی کوششوں کے باوجود بہت سی دشواریوں پر قابو پا لیا۔ ہم مصائب اور ابتلاء کی تاریک رات سے فاتحانہ و توانا نکل آئیں گے اور دنیا پر یہ ظاہر کر دیں گے کہ اس مملکت کا وجود نہ صرف زندگی گزارنے کی' بلکہ اچھی اور بہتر زندگی کی بھی ضمانت دیتا ہے۔

اس مبارک دن پر میں اپنی اور پاکستان کے عوام کی جانب سے ساری دنیا کے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ پاکستان میں ہمارے لئے تشکّر اور مسرّت کے اس دن پر مشرقی پنجاب اور اس کے گرد و نواح کے پچاس لاکھ مسلمانوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے کی وجہ سے ایک گہرے غم کا احساس طاری ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس متبرک دن مسلمان مرد اور عورتیں جہاں کہیں بھی جمع ہوں گے ان مردوں' عورتوں اور بچوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے جو اپنے اعزہ و اقربا اور گھربار سے محروم ہو چکے ہیں اور اس قدر تکلیف اور مصیبت سے دوچار ہیں جس قدر اذیتیں شاید ہی کبھی بنی نوع انسان پر ڈھائی گئی ہوں گی۔ اس مظلوم انسانیت کے نام پر مسلمانوں سے' وہ جہاں کہیں بھی ہوں' میں دوبارہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خطرے اور ضرورت کے اس موقع پر اپنی برادرانہ ہمدردی' حمایت اور تعاون کا ہاتھ ہماری طرف بڑھائیں۔ اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کے وجود کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

ہمیں جس قدر عظیم قربانیاں دینی ہوں گی ہم اسی قدر باصفا اور پاکیزہ تر ہو جائیں گے جیسے سونا جب بھٹی سے نکلتا ہے تو کندن بن جاتا ہے۔

پس آپ سب کے لئے میرا پیغام' امید' حوصلے اور اعتماد کا پیغام ہے۔ آیئے ہم باقاعدہ اور منظم طریقے سے اپنے تمام وسائل مجتمع کر لیں اور درپیش سنگین مسائل کا ایسے عزم بالجزم اور نظم و ضبط سے مقابلہ کریں جو ایک عظیم قوم کا سرمایہ ہوتا ہے۔

پاکستان زندہ باد

۲۱۱۔ رائٹر کے نمائندے ڈنکن ہوپر سے ملاقات

کراچی' ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ "رائٹر" کے نامہ نگار ڈنکن ہوپر کی ملاقات ہوئی۔ آپ کے انٹرویو کا پورا متن سوال و جواب کی صورت میں حسب ذیل ہے:

س: فلسطین کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اگر تقسیم کا منصوبہ عربوں اور یہودیوں کے مابین تصادم پر منتج ہوا تو پاکستان کا کیا رویہ ہو گا؟

ج: اقوام متحدہ میں ہمارے وفد کے قائد سر محمد ظفر اللہ خان نے فلسطین کی تازہ ترین صورت حال کے بارے میں ہمارے موقف کی تفصیل سے وضاحت کر دی ہے اور مجھے اب بھی امید ہے

کہ تقسیم کے منصوبے کو مسترد کر دیا جائے گا۔ بصورت دیگر نہ صرف عربوں اور ان حاکموں کے درمیان جو تقسیم کے منصوبے کو نافذ کریں گے ایسا زبردست فساد اور تنازعہ رونما ہو گا کہ جس کی نظیر نہیں مل سکے گی بلکہ عالم اسلام بھی ایسے فیصلے کے خلاف' جس کی تاریخی' سیاسی یا اخلاقی کسی اعتبار سے بھی تائید نہیں کی جا سکتی' بغاوت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو گا۔ ایسی صورت حال میں پاکستان کے پاس اس کے سوا اور کیا چارۂ کار رہ جائے گا کہ وہ اپنی پوری حمایت عربوں کے لئے وقف کر دے اور جو کچھ اس عمل کو' جو میرے نزدیک سراسر زیادتی ہے' روکنے کے لئے اس سے بن پڑے گا کر گزرے گا۔

س : فرقہ وارانہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دوسری ریاستوں نے پاکستان کی اپیل کا کیا جواب دیا؟

ج : ابھی تک تو کوئی حتمی بات نہیں ہوئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ وزیراعظم انگلستان اور دیگر مملکتوں کے زیرِ غور ہو گا۔

س : آپ کے خیال میں ہندوستان اور پاکستان کی ریاستوں کے مابین پائیدار اور دوستانہ تعلقات کی بہترین بنیاد کیا ہو سکتی ہے؟

ج :پہلی اور سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ دونوں ریاستیں اپنے اپنے علاقوں میں امن و امان بحال کریں' یہ تو ہوئی بنیادی چیز۔ یہ بات میں نے بارہا کہی ہے۔ اب جبکہ دونوں ریاستوں میں باضابطہ ایک مقدس معاہدے کے تحت ہندوستان کی تقسیم عمل میں آچکی ہے ماضی کو دفن کر دینا چاہیے اور یہ عہد کر لینا چاہیے کہ جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ہم دوست کی طرح رہیں گے۔ ہمسایوں کی حیثیت سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہمیں ایک دوسرے سے لینے کی ضرورت ہو گی اور ہم مختلف انداز سے ایک دوسرے کی اخلاقی' مادی اور سیاسی مدد کر سکتے ہیں اور اس طرح دونوں ریاستوں کا وقار اور رتبہ بلند کر سکتے ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر کہ ہم آگے بڑھیں یہ از حد ضروری ہے کہ دونوں ریاستوں میں امن و امان بحال کیا جائے اور قانون کی بالادستی قائم کی جائے۔

دونوں ریاستوں کی اقلیتوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ ان کی جان و مال اور عزت و ناموس بالکل محفوظ ہے اور ان کے ساتھ بلا حیل و حجت کے اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے منصفانہ سلوک کیا جائے گا۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ جس وقت سے تقسیم پر اتفاق رائے ہوا اور دو مملکتیں معرض وجود میں لائی گئیں شدت کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کٹا پھٹا پاکستان ہے اور یہ مسلم لیگ کا عارضی جنون ہے کہ جس کی وجہ سے "علیحدگی" عمل میں آئی ہے اور یہ پاکستان کو ایک متاسف' پشیمان اور غلط کار فرزند کی طرح یونین میں واپس آنا پڑے گا اور یہ جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری دو قومی نظریہ پر عائد ہوتی ہے۔

یہ بات بھی بہت افسوس ناک ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو دھمکی آمیز طریقے سے کہا جاتا ہے کہ وہ مسلم لیگ کی قیادت سے لاتعلقی کا اظہار کریں اور اپنی حماقت کو تسلیم کریں کہ انہوں نے پاکستان کی حمایت اور دو قومی نظریہ کے عجوبہ پر یقین رکیا۔ مزید برآں ان سے وفاداری کے خاص معیار اور آزمائش کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور اگر وہ ان آزمائشوں پر پورا نہ اُتر سکیں تو ان سے کہا جاتا ہے کہ ان کے لئے ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں۔

میں اس بات کو بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کبھی سپرانداز نہیں ہو گا اور کسی شکل اور صورت میں ہتھیار نہیں ڈالے گا اور کسی صورت میں' ایک مشترکہ مرکز کے ساتھ دونوں خودمختار مملکتوں کے آئینی اتحاد پر رضامند نہیں ہو گا۔

پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور قائم رہے گا۔ ہم دو آزاد اور برابر کے خود مختار ملکوں کی حیثیت سے ہندوستان کے ساتھ کوئی مفاہمت یا معاہدہ کر سکتے ہیں جس طرح کہ ہم کسی بھی دوسری قوم کے ساتھ اتحاد' دوستی اور معاہدے کر سکتے ہیں۔ لیکن تمام پروپیگنڈہ اور ایجی ٹیشن جو ہماری تکمل آزاد اور خودمختار مملکت کے خلاف کیا جا رہا ہے اور ممتاز کانگرسی مقرروں کی طرف سے جو دھمکیاں دی جا رہی ہیں ان سے دونوں ملکوں کے درمیان جذبہ خیر سگالی اور دوستانہ تعلقات بحال نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ہر اس سعی یا کوشش کو خیرباد کہنا ہو گا جس کا مقصد دونوں مملکتوں کو زبردستی متحد کرنا ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو طریقے بچھائے جا رہے ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) مسلمانوں سے مسلم لیگ اور حکومت پاکستان کے خلاف علم بغاوت بلند کرانا۔

(۲) اگر اس میں ناکام ہو جائیں تو پاکستان کے رہنماؤں کو بزور شمشیر یہ احساس دلایا جائے کہ دو قومی نظریہ ایک حماقت تھی اور وہ اپنے طور طریقے بدلیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ ایک بار پھر یونین میں شامل ہو جائیں اور اس طرح ایک ہندوستان کی تخلیق کریں۔

اگر دونوں ریاستوں کے مابین مستحکم اور دوستانہ روابط قائم کرنا مقصود ہیں تو اس طرح کا پروپیگنڈہ ختم ہونا چاہیے۔ جہاں تک دو قومی نظریہ کا تعلق ہے تو یہ کوئی نظریہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ہند کی تقسیم اسی حقیقت کی بنا پر عمل میں آئی۔ مزید برآں یہ حقیقت بلاشک و شبہ ان بھونڈے اور قابل مذمت واقعات کے باعث ثابت ہو گئی جو گذشتہ دو ماہ کے دوران رونما ہوئے اور ہندوستان کی ریاست کے اس اقدام سے بھی جو اس نے پاکستان سے ہندوؤں کو اپنے شہریوں کے طور پر بلا کر اٹھایا۔ پھر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک قوم ہے؟ میں اس موضوع پر مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اور بھی بہت سی چیزیں وقوع پذیر ہو رہی ہیں جو اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں کہ ہندوستان کی ریاست ایک ہندو مملکت ہے۔ ایک عظیم پروفیسر ڈاکٹر گیڈگل نے

بھی ۹ اکتوبر کو اپنے بیان میں کہا کہ ایک "ہندو ریاست یا زیادہ وضاحت سے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہندو قومی ریاستوں کا ایک وفاق" ہی نئی ہندو یونین کی صحیح تعریف ہو سکتی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ انڈین یونین کو ہندو ریاست کا نام دینے سے اس کا غالب اور اہم امتیازی وصف سامنے آجاتا ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انڈین یونین کے علاقوں میں ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہیں جو ہندو روایات کو نہیں مانتے یا دوسروں کے خلاف امتیازی سلوک کیا جائے گا۔

پاکستان یا ہندوستان میں رہنے والی اقلیتیں جن کے مختلف عقائد ہیں صرف اس بنا پر شہریت سے محروم نہیں ہو جاتیں کہ ان کا تعلق کسی مخصوص عقیدے' مذہب یا نسل سے ہے۔ میں نے بارہا اس امر کی وضاحت کی' بالخصوص مجلس دستور ساز کی اپنی افتتاحی تقریر میں' کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ اپنے شہریوں کا سا سلوک روا رکھا جائے گا اور انہیں وہ تمام حقوق اور مراعات حاصل ہوں گی جو کسی اور فرقے کو ملیں گی۔ پاکستان اس حکمت عملی پر کاربند رہے گا اور پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں کو تحفظ اور اعتماد کا احساس عطا کرنے کے لئے جو کچھ اس سے بن پڑے گا کرے گا۔

ہر شہری سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مملکت کا وفادار ہو اور ملک کو اپنی سچی وفاداری پیش کرے۔ قانون کا ہاتھ اس قدر مضبوط ہونا چاہیے کہ وہ کسی ایسے فرد یا حلقہ یا افراد کی جماعت سے نمٹ سکے جو ملک کی وفادار نہ ہو۔ البتہ ہم اسکول کے طالب علموں کی طرح ان کے لئے وفاداری کا امتحانی پرچہ تجویز نہیں کرتے۔ ہم پاکستان کے کسی ہندو شہری سے یہ نہیں کہتے ہیں کہ اگر جنگ ہوئی تو کیا تم کسی ہندو پر گولی چلاؤ گے۔

ہندوستان میں جو مسلم اقلیت اور ان کے رہنما رہ گئے ہیں انہیں میں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے منتخب رہنماؤں کی قیادت میں خود کو دوبارہ منظم کریں کیونکہ انہیں لاکھوں لوگوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ کے لئے بہت بڑا کردار ادا کرنا ہے۔ میرے مشورے کے مطابق انہوں نے پہلے ہی حکومت ہند سے اپنی وفاداری کا اعلان کر دیا ہے۔ اور جب انہوں نے ہندوستان کی مجلس دستور ساز میں شرکت کی تو گویا اپنی پوزیشن کی وضاحت کر دی۔ اس امر کے باوجود یہ پُرفریب پروپیگنڈہ جاری ہے کہ مسلم لیگ نے ان سے کہا کہ اب ان کے ساتھ جو کچھ بھی ہو پاکستان اس سے لاتعلق ہے۔ ہندوستان کی مسلم اقلیت نے پاکستان کے حصول اور قیام کے لئے شاندار کردار ادا کیا ہے۔ انہیں نتائج و عواقب کا احساس تھا کہ انہیں ہندوستان میں ہی رہنا ہو گا لیکن اپنی عزت نفس اور ناموس کی قیمت پر نہیں۔ کوئی شخص بھی یہ اندازہ نہیں کر سکا کہ ہندوستان میں ایک طاقتور گروہ نے اس بات پر کمر باندھ رکھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو نہایت بیدردی

کے ساتھ صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ایک اچھا خاصا منظم منصوبہ بھی تیار کر رکھا ہے۔ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ ہندوستان کی حکومت اس دہشت گردی کا پوری سختی سے قلع قمع کرے گی ورنہ ان کا یہ دعویٰ کہ وہ ایک مہذب حکومت ہے باطل قرار پائے گا۔

لہٰذا میں ان کے مصائب میں ان کے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں پر زور دوں گا کہ وہ اپنی آزمائش کا حوصلے اور پامردی سے مقابلہ کریں اور خوف زدہ ہو کر اور عاجلانہ فیصلے اور اقدام کر کے ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں نہ کھیلیں۔ اپنے ناموافق حالات میں اور مفاد پرست پارٹیوں کے شرپسند پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر اپنی تمام مشکلات کا مسلم لیگ اور اس کی قیادت کو ذمہ دار نہ ٹھہرائیں۔ وہ اپنے موریچوں پر ڈٹے رہیں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ان کی مصیبتوں کا محض ایک تماشائی نہیں ہو گا۔ ہمیں ان کی بہبود اور ان کے مستقبل کے بارے میں گہری تشویش ہے اور ہم اس خطرے کو ٹالنے کے لئے جس سے کہ وہ دو چار ہیں جو کچھ بھی ہمارے اختیار میں ہو گا کریں گے۔ میں خلوص کے ساتھ توقع کرتا ہوں کہ ہم ہندوستان کی ریاست کے تعاون سے ان کے لئے انصاف حاصل کر سکیں گے۔

س : کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انتقال اقتدار کے بعد ہندوستان اور پاکستان فرقہ وارانہ مصیبتوں کے بدترین دور سے گزر چکے ہیں؟

ج : آپ اسے فرقہ وارانہ مصیبت مشکل ہی سے کہہ سکتے ہیں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اسے یہی نام دیا جا رہا ہے۔ اب تو یہ بالکل واضح ہو گیا ہے اور بغیر کسی شک کی گنجائش کے کہ اس کا بت ٹھیک ٹھاک منصوبہ بنایا گیا' بڑی مہارت سے اس کی تنظیم کی گئی اور بڑے محتاط انداز سے اس پر ہدایات جاری کی گئیں۔ مجھے اب محسوس ہوتا ہے اور اس کا تمام تر مقصد جو مجھے سمجھ میں آتا ہے نوزائیدہ پاکستان کی ریاست کو مفلوج کرنا تھا جس کا واضح طور پر آغاز نئے سرے ہوا تھا۔ اب اس کا ایک ہی مداوا رہ گیا ہے کہ ہندوستان کی ریاست اس شیطانی سازش سے سختی سے نمٹے اور اس کی بیخ کنی کرے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس منصوبے کی جڑوں کو اور ان طاقتور افراد کو' تنظیمیں جن کی پشت پناہی کر رہی ہیں اکھاڑ پھینکے' صرف علامتوں کا علاج کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا آپ کو اس کی بنیاد پر ضرب کاری لگانی ہو گی۔

س : اب آپ کے خیال میں بیرون پاکستان مسلم لیگ کا کیا کام رہ گیا ہے؟

ج : مسلم لیگ اپنا مقصد حاصل کر چکی ہے۔ اپنا بنیادی مقصد جو پاکستان کی آزاد مملکت قائم کرنا تھا۔ مسلم لیگ کے باقی اغراض و مقاصد عموی نوعیت کے ہیں۔ میں ایک حوالہ پیش کرتا ہوں

"ہندوستانی مسلمانوں اور ہندوستان کی دیگر جماعتوں کے سیاسی' مذہبی اور دیگر حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنا اور انہیں فروغ دینا اور مسلمانان ہند اور دیگر جماعتوں کے درمیان برادرانہ تعلقات استوار کرنا اور انہیں استحکام دینا۔"

میں مجلس عاملہ اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس جلد سے جلد طلب کرنا چاہتا تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ ہمیں مسلم لیگ کو واقع ہونے والی بنیادی تبدیلیوں کی روشنی میں از سر نو منظم کرنا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پیدا شدہ سنگین صورت حال کے باعث اس طرف اور بہت سے دیگر امور میں ہم اس قدر منہمک تھے کہ ان دیگر مسائل جن سے ہم دو چار ہیں اور جو ہماری فوری توجہ کے طلب گار ہیں کو وقت نہ دے سکے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے لیے عادلانہ سلوک کے یقینی حصول کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ لیکن دو ریاستوں کے قیام کے بعد اس معاملے کو حکومتی سطح پر زیادہ موثر طریقے سے نمٹانا چاہیے۔

دو بڑی قوموں نے جانشین حاکموں کی حیثیت سے ۳ جون کے منصوبے کو منظور کیا تھا اور اب اس منصوبے اور قانون کے تحت حکومت ہند مجریہ ۱۹۴۷ء کی رو سے دو آزاد و خود مختار مملکتیں ظہور میں آ گئیں ہیں' اس منصوبہ کو منظور کرتے ہوئے بلکہ اس سے بھی پہلے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی طرف سے باضابطہ اعلان کئے گئے تھے کہ دونوں مملکتوں میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے گا اور ان کے مذہبی' ثقافتی' اقتصادی' سیاسی' انتظامی اور دیگر حقوق کے تحفظات کا ان کے مشورے سے خصوصی اہتمام کیا جانا چاہیے۔ لیکن اس صورت حال پر ابھی تک کسی ذمہ دار شخصیت نے عمل نہیں کیا۔

مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ دو مملکتوں کے ظہور کا جشن آزادی ہر جگہ منایا گیا تھا۔ یہ یوم حصول آزادی نہ صرف ان دو بڑی قوموں کے لئے بلکہ اس عظیم برصغیر کے تمام باشندوں کے لئے بھی' تاہم اس کے فوراً بعد یہ ہولناک خون ریزی شروع ہو گئی۔ بلاشبہ اس کا مقصد ہندوستان سے مسلم اقلیتوں کو نیست و نابود کرنا تھا۔

آخر میں' میں یہ بات بہت زور دے کر کہوں گا کہ کانگرس اور ہندوستان کی ریاست کی حکومت اس قیادت کو کچل دے جس نے اس بے رحمانہ قتل و غارت کا منصوبہ بنایا اور ان عناصر کو بھی جو قانون کی خلاف ورزی کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

جہاں تک ممکن ہو سکا میں ہندوؤں پر بحیثیت ایک جماعت یا مسلمانوں پر بحیثیت ایک جماعت کے کوئی بھی ذمہ داری ڈالنے سے احتراز کرتا رہا ہوں لیکن میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ

میں بلا جھجک قتل و غارتگری کے ان ہولناک واقعات پر افسوس اور ان کی مذمت کرتا ہوں' قطع نظر اس سے کہ یہ کہاں ہوئے اور ان کا آغاز کہاں سے ہوا۔

میں نے مسلمانوں کو یہ بات سمجھانے کی انتہائی کوشش کی اور مجھے خوشی ہے کہ مجھے اس میں کامیابی بھی ہوئی' کہ خواہ کتنا ہی اشتعال کیوں نہ ہو' نہ ہم بدلہ لیں گے نہ انتقام۔ ہمارا مذہب بھی یہ حکم دیتا ہے کہ بدلہ یا انتقام نہیں لینا چاہیے اور اقلیتوں کی حفاظت کا فریضہ ہم پر عائد ہوتا ہے ہمیں حقیقتاً بحیثیت شہری ہونے کے' ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کرنا چاہیے۔

۲۱۲۔ مہاراجہ کشمیر کے نام برقی پیغام

کراچی' ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے مہاراجہ کشمیر کے نام ایک برقیے میں فرمایا :

مجھے آپ کے وزیراعظم کی جانب سے کشمیر کی صورت حال کے بارے میں ایک پیغام موصول ہوا۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ اس سے قبل کہ یہ مجھ تک پہنچتا اور میں اسے نمٹاتا اسے اخبارات کے حوالے کر دیا گیا۔ میری حکومت آپ کی حکومت کے ساتھ پہلے ہی رابطہ قائم کئے ہوئے ہے اور مجھے افسوس ہے کہ آپ کے وزیراعظم نے میرے نام برقیہ میں جو لب و لہجہ اور انداز اپنایا ہے وہ بیرونی امداد طلب کرنے کی دھمکی کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے' اور اس کی نوعیت تقریباً ایک الٹی میٹم کی سی ہے۔ ایک ذمہ دار اور دوست حکومت کا آنے والی صورت حال سے نمٹنے کا شاید ہی یہ کوئی طریقہ ہو۔

قائداعظم محمد علی جناح کے برقیہ میں مزید کہا گیا کہ ۱۵ اکتوبر کو آپ کے وزیراعظم نے میری حکومت کو ایک برقیہ بھیجا جس میں اس نوعیت کے الزامات اسی جارحانہ انداز میں عائد کئے گئے جو ۱۸ اکتوبر کے میرے نام برقیہ میں اختیار کیا گیا تھا اور وہ بھی میری حکومت کی طرف سے اپنے پہلے برقیہ کے جواب کا انتظار کئے بغیر۔ میری حکومت نے پہلے ۱۸ اکتوبر کو اس تار کا جواب ارسال کر دیا تھا اور اس جواب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی حکومت کے مکمل طور پر یک طرفہ اور فریق ثانی کو سنے بغیر عائد کئے ہوئے الزامات کی تائید نہیں ہو سکتی۔

چونکہ آپ کی حکومت نے میرے نام تار' جس کا جواب دیا جا رہا ہے' اخبارات کے حوالے کر دیا ہے اس لئے میری حکومت کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ وہ بھی متذکرہ بالا جواب کو' جس میں آپ کی حکومت کے الزامات کی نفی کی گئی ہے' اخبارات کے حوالے کرنے کا فیصلہ کرے۔

زیر جواب برقیہ میں عائد کیا ہوا یہ الزام کہ زیر غور یا تعطل میں پڑے ہوئے معاہدہ کا لحاظ نہیں کیا گیا' قطعی غلط ہے۔ آپ کی انتظامیہ کو جن دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا ان کا سبب مشرقی پنجاب میں وسیع پیمانہ پر فساد تھا جس کی وجہ سے مواصلات کا نظام درہم برہم ہوا بالخصوص کوئلے کی قلت پیدا ہوئی۔

ان مشکلات کا سامنا تو خود حکومت مغربی پنجاب کو بھی کرنا پڑا۔ بنکاری کی سہولتوں میں مشکلات مختلف بنکوں کے عملے میں کمی کی وجہ سے ہوئیں اور اس سلسلے میں حکومت مغربی پنجاب کو موردالزام نہیں ٹھیرایا جا سکتا جس نے فی الحقیقت بنکوں کی حفاظت کے لئے پوری کوشش کی۔ لاہور کے کرنسی افسر کی جانب سے رقم کی ترسیل نہ ہونے کی ذمہ داری حکومت پاکستان پر نہیں آتی کیونکہ لاہور کا کرنسی افسر ریزرو بنک آف انڈیا کے ماتحت ہے۔

آپ کی حکومت کی اخباری اطلاعات اور نجی افراد کے تاروں کے بارے میں شکایات بھی دور از کار بات ہے۔ آپ کی حکومت اس امر کو محسوس نہیں کرتی کہ مغربی پنجاب میں کوئی سنسر نہیں لگا ہوا ہے۔ لہٰذا مقامی اور صوبائی حکمرانوں کے خلاف شکایات بالکل بے بنیاد ہیں۔ مرکزی حکومت کے وعدے کو کاغذی وعدے کہنا جیسا کہ آپ کی حکومت نے الزام لگایا ہے خلاف حقیقت بات ہے۔ حکومت ان یقین دہانیوں پر قائم ہے اور تعطل میں پڑے ہوئے معاہدے پر عمل درآمد کا ارادہ رکھتی ہے۔

برقی پیغام میں مزید کہا گیا:

مواصلات اور اشیاء کی فراہمی کے ضمن میں مشکلات دور کرنے کی خاطر میری حکومت نے کافی عرصہ پہلے پاکستان اور کشمیر کی حکومتوں کے نمائندوں کی ملاقات کی تجویز پیش کی تھی لیکن اس درخواست کو نظرانداز کر دیا گیا۔

ان حالات میں مَیں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ یہ بے بنیاد شکایات اور الزامات آپ کی حکومت کی اصل حکمت عملی کے مقاصد پر پردہ ڈالنے کے حربے کے سوا کچھ نہیں۔

اس حکمت عملی کی ایک حالیہ مثال وہ امتیازی سلوک ہے جو کشمیر نیشنل کانفرنس اور مسلم کانفرنس کے رہنماؤں کے ساتھ روا رکھا گیا۔ ایک طرف تو آپ کی حکومت نے شیخ عبداللہ کو رہا کر دیا جن پر مقدمہ چلا تھا اور غداری کے جرم میں سزا ہو گئی تھی' ان کے رفقائے کار پر سے پابندیاں ہٹائی گئیں اور نیشنل کانفرنس کی تنظیم کو پروپیگنڈہ کرنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔

دوسری طرف مسٹر غلام عباس اور ان کے رفقاء' جن کی مبینہ طور پر خطا صرف اتنی تھی کہ انہوں نے مسلم کانفرنس پر جلسہ کرنے کی پابندی کی خلاف ورزی کی' ابھی تک جیلوں میں سڑ رہے

ہیں اور مسلم کانفرنس کی تنظیم کو شہری آزادیوں کے بنیادی حق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔

آپ کی حکومت نے ہر طرح سے مسلمانوں کو دبانے کا جو طریقہ کار اختیار کر رکھا ہے' جو مظالم آپ کی فوج مسلمانوں پر ڈھا رہی ہے اور جس طرح سے مسلمانوں کو اس ریاست سے باہر نکالا جا رہا ہے' اخبارات سے جو مختلف شواہد ملتے ہیں بالخصوص آپ کے وزیراعظم کا میرے نام برقیے کا اخبارات کو اجرا' جس میں بے بنیاد الزامات عائد کئے گئے اور بیرونی امداد حاصل کرنے کی دھمکی دی گئی' آپ کی حکومت کی اصل حکمت عملی کی غمازی کرتی ہے' جو یہ ہے کہ کوئی موقع ڈھونڈو اور ہندوستان کی ریاست کی مداخلت اور اعانت سے تختہ الٹ کر اس ریاست میں شامل ہو جاؤ۔ آپ کے عوام میں' یہ حکمت عملی فطری طور پر غم و غصہ اور سنگین خدشات پیدا کر رہی ہے جو ۸۵ فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

قائداعظم کے برقیہ کا اختتام حسب ذیل الفاظ پر ہوا:

میری حکومت نے آپ کے مستند نمائندوں کے ساتھ رابطہ کی جو تجویز پیش کی تھی وہ اب اہم ضرورت بن گئی ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ مشکلات کو دور کرنے اور معاملات کو دوستانہ انداز میں سلجھانے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کے وزیراعظم برقیہ اور مراسلہ میں تند و تیز باتیں کرنے کی بجائے کراچی تشریف لائیں اور جو صورت حال رونما ہوئی ہے اس کے بارے میں تبادلہ خیال کر لیں۔

میں یہ بات بھی دہراؤں گا کہ آپ کے وزیراعظم کے برقیے مورخہ ۱۵ اکتوبر' میں جو تجویز پیش کی گئی ہے' میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اس سارے معاملے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے اس تجویز کو میری حکومت نے ۱۸ اکتوبر کے برقیہ میں ہی قبول کر لیا تھا۔

۲۱۳۔ پنجاب یونیورسٹی اسٹیڈیم میں عوام سے خطاب

لاہور' ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"ہم نے اپنی منزل مقصود "آزادی" پالی ہے اور ایک آزاد' خودمختار اور دنیا کی پانچویں بڑی مملکت پاکستان قائم ہو چکی ہے۔ اس برصغیر میں رونما ہونے والے حالیہ اندوہناک واقعات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی قوم ابتلاء اور ایثار کے بغیر آزادی حاصل نہیں کر سکتی۔ ہم بے مثال دشواریوں اور ناگفتہ بہ مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہم خوف اور اذیت کے تاریک ایام میں سے ہو کر گزرے ہیں لیکن میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حوصلے' خود اعتمادی اور اللہ کی تائید سے کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

بعض لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ ۳ جون کا منصوبہ قبول کرنا مسلم لیگ کی ایک غلطی تھی۔ میں انہیں بتا دینا چاہوں گا کہ کسی اور متبادل صورت میں نتائج و عواقب اس قدر تباہ کُن ہوتے کہ ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی جانب سے ہم نے اس منصوبہ کو کھلے دل اور نیک نیتی سے عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ زمانہ اور تاریخ اس کی گواہی دیں گے۔ دوسری جانب تاریخ اپنا یہ فیصلہ بھی صادر کر دے گی کہ کچھ لوگوں کی غداری اور سازشوں نے اس برصغیر میں بدنظمی اور افراتفری کی قوتوں کو بے لگام چھوڑ دیا جس کی وجہ سے لاکھوں اموات واقع ہوئیں۔ بہت وسیع پیمانے پر املاک کی تباہی اور بربادی ہوئی اور لاکھوں انسانوں کو اپنے گھر بار اور اپنی محبوب اشیاء سے جدا کر کے اذیت اور مصائب میں مبتلا کر دیا گیا۔ جس باقاعدہ طریقے سے نہتے اور معصوم لوگوں کا قتل عام کیا گیا اسے دیکھ کر تو تاریخ کے بدترین جابروں کی وحشیانہ سفاکیاں بھی شرم سے پانی پانی ہو گئیں۔ ہم ایک نہایت گہری اور خوب سوچی سمجھی سازش کا شکار ہوئے جس کا ارتکاب کرتے ہوئے' دیانتداری' شجاعت اور وقار کے بنیادی اصولوں کا بھی مطلق لحاظ نہیں کیا گیا۔ ہم اس تائید ایزدی کے لئے سراپا شکر گزار ہیں کہ اس نے طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں ہمت و حوصلہ اور ایمان کی قوت عطا کی۔ اگر ہم قرآن کریم سے ہدایت حاصل کرتے رہے تو حتمی فتح' میں پھر سے کہتا ہوں' ہماری ہو گی۔

لمحہ بھر کے لئے بھی اس خیال کو اپنے دل میں نہ لائیے کہ آپ کے دشمن اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جس صورت حال سے ہم دو چار ہیں' اسے معمولی بھی نہ خیال کیجئے۔ اپنے دلوں میں جھانکیے اور دیکھئے کہ کیا آپ نے اس نئی اور عظیم مملکت کی تعمیر میں اپنا حق ادا کر دیا ہے؟

کام کی زیادتی سے گھبرایئے نہیں۔ نئی اقوام کی تاریخ میں کئی ایک مثالیں ہیں جنہوں نے محض عزم اور کردار کی قوت کے بل پر اپنی تعمیر کی۔ آپ کی تخلیق ایک جوہر آبدار سے ہوئی ہے اور آپ کسی سے کم بھی نہیں۔ اوروں کی طرح' اور خود اپنے آباؤاجداد کی طرح آپ بھی کیوں کامیاب نہ ہوں گے۔ آپ کو صرف اپنے اندر مجاہدانہ جذبے کو پروان چڑھانا ہو گا۔ آپ ایسی قوم ہیں جن کی تاریخ قابل صلاحیت کے حامل کردار اور بلند حوصلہ اشخاص سے بھری ہوئی ہے۔ اپنی روایات پر قائم رہیے اور اس میں عظمت کے ایک اور باب کا اضافہ کر دیجئے۔

اب میں آپ سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ہر شخص تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ یہ عہد کرے کہ وہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے اور اسے دنیا کی ان عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل کرنے کے لئے بوقت ضرورت اپنا سب کچھ قربان کر دینے پر آمادہ ہو گا۔ جن کا نصب العین

اندرون ملک بھی امن اور بیرون ملک بھی امن ہوتا ہے۔ فوری طور پر آپ کا کام ان لاکھوں مصیبت زدہ اور بدنصیب بھائیوں کی آبادی کاری اور بحالی ہے جو یا تو بالکل لٹ پٹ کر یہاں آ چکے ہیں یا پاکستان پہنچنے والے ہیں۔ اب ہم ان کے لئے کم سے کم جو کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کی طرح ان کا استقبال کریں۔ کسی شریف النفس اور ذی عقل شخص کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ وہ ایک ناپسندیدہ بوجھ ہیں جو ہم پر لاد دیا گیا ہے۔ آپ جس قدر ممکن ہو پس انداز کیجئے اور ظلم و ستم اور غنڈہ گردی کے شکار ان لوگوں کی امداد کے لئے اعانتیں دیجئے جنہیں صرف اس لئے مصائب جھیلنے پڑے کہ وہ مسلمان ہیں۔

اس کے ساتھ اپنا حوصلہ بلند رکھیے۔ موت سے نہ ڈریئے۔ ہمارا مذہب ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ موت کا استقبال کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ ہمیں پاکستان اور اسلام کا وقار بچانے کے لئے اس کا مردانہ وار سامنا کرنا چاہیے۔ صحیح مقصد کے حصول کی خاطر ایک مسلمان کے لئے جام شہادت نوش کرنے سے بہتر اور کوئی راہ نجات نہیں۔

میں یہ بات اس ملک کے ہر شہری بالخصوص اپنے نوجوانوں کے ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں کہ وہ دوسروں کی رہنمائی کرنے کے لئے لگن، حوصلے اور استقلال کے صحیح جذبہ کا اظہار کریں اور آئندہ آنے والوں اور نئی نسلوں کے لئے اعلیٰ و ارفع مثال قائم کر دیں۔

یاد رکھیے قانون کا نفاذ اور امن کی بحالی ترقی کے لوازمات میں سے ہیں۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں یہ ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں کی حفاظت کرے اور بلا لحاظ ذات پات اور عقیدہ اقلیتوں کو تحفظ دے۔ ہندوستان میں مسلم اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جا رہا ہے اس کے باوجود ہمیں اس بات کو اپنی عزت اور وقار سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنی اقلیتوں کی جانوں کی حفاظت کریں اور ان میں احساس تحفظ پیدا کریں۔ میں یہ بات ہر اس مسلمان کے ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں جو دل سے پاکستان کی فلاح و بہبود اور اس کی خوشحالی کا خواہاں ہے کہ وہ انتقام لینے سے باز رہے اور اپنے جذبات پر قابو رکھے کیونکہ انتقام اور امن و امان میں خلل ڈالنے کا آخر یہ نتیجہ نکلے گا کہ اس عمارت کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں گی جس کی تعمیر کی خواہش ماضی میں آپ کو عزیز رہی۔

اپنا فرض ادا کیجئے اور خدا پر بھروسہ رکھیے۔ اس دنیا میں ایسی کوئی طاقت موجود نہیں جو پاکستان کو مٹا سکے۔ یہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے۔ ہمارا عمل دنیا پر یہ ثابت کر رہا ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ساری دنیا، بالخصوص عالم اسلام کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ اپنی طرف سے ہم ہر اس قوم کے شکر گزار ہیں جس نے اعانت اور دوستی کا ہاتھ ہماری

طرف بڑھایا۔

آخر میں' مَیں ایک بار پھر اپنی مملکت کے ہر باشندہ اور شہری سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ امن و امان کو اپنے ہاتھ میں نہ لے بلکہ ایسا رویہ اختیار کرے جو اپنی حکومت اور رہنماؤں کے لئے ایک قوت کا کام دے جو اپنے بدنصیب پناہ گزیں بھائیوں کی اذیتوں اور مشکلات ختم کرنے کی پُرُ خلوص کوششوں میں ممد و معاون ہو اور اس مہیب خطرے اور دہشت کے خلاف سینہ سپر بن جائے جس کا آج ہمیں سامنا ہے۔

۲۱۴۔ ریڈیو پاکستان لاہور سے نشری تقریر

لاہور' ۳۰ اکتوبر' ۱۹۴۷ء

چند روز قبل مجھے پنجاب کے اندوہناک واقعات کی ایک دلخراش روئیداد موصول ہوئی اور یہ صورتحال ہر اعتبار سے اس درجہ سنگین نظر آئی کہ میں نے لاہور آنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں پہنچتے ہی میں نے فوراً مختلف ذرائع سے' جو مجھے میسر آ سکے' رابطہ قائم کیا اور مجھے یہ محسوس کر کے بہت صدمہ ہوا کہ بدقسمتی سے جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا وہ بہت بڑی حد تک صداقت پر مبنی تھا۔ میں شدید کرب اور بوجھل دل کے ساتھ آپ سے مخاطب ہوں۔ بلاشبہ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا اور وہ بھی بغیر کسی خونریز جنگ کے عملاً اخلاق اور ذہنی قوت کے بل پر پُرامن طریقے سے اور قلم کی طاقت کے ذریعہ جو شمشیر کی طاقت سے کسی طرح کم تر نہیں ہوتی' اس طرح ہمارا درست موقف کامرانی سے ہمکنار ہوا۔ کیا اب ہم دیوانگی' بہیمیت اور سفاکی اختیار کرکے اس عظیم ترین کامیابی کی پیشانی پر' جس کا ساری تاریخ عالم میں کوئی بدل نہیں' کلنک کا ٹیکہ لگا دیں گے؟ اور کیا یہ ہمیں بے راہ نہ کر دے گا۔ اب پاکستان ایک نوشتہ تقدیر ہے اور اسے کبھی مٹایا نہیں جا سکے گا۔ علاوہ ازیں یہ اس برصغیر کے بے حد پیچیدہ آئینی مسئلہ کا واحد منصفانہ' عزتمندانہ اور عملی حل تھا۔

اب ہند کی تقسیم ناقابل تنسیخ اور حتمی طور پر عمل میں آچکی ہے' بلاشبہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس عظیم آزاد اور خودمختار مسلم مملکت کو روز قیام ہی سے ناانصافی کا منہ دیکھنا پڑا۔ جس قدر ممکن ہو سکتا تھا ہمیں کچل کر رکھ دیا گیا ہے اور تازہ ترین ضرب جو ہم پر پڑی وہ سرحدی کمیشن کا فیصلہ ہے۔ یہ ایک غیر منصفانہ' ناقابل فہم بلکہ غیر اخلاقی اعلان ہے۔ یہ عادلانہ نہیں بلکہ سیاسی فیصلہ ہے۔ لیکن ہم اس پر عمل کرنے کا وعدہ کر چکے تھے اب ہم اس کے پابند ہوں گے۔ ایک عزت مند قوم کی حیثیت سے ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہو سکتی ہے لیکن ہمیں اس ایک اور ضرب کو بھی استقامت' حوصلے اور امید کے ساتھ برداشت کرنا

چاہیے۔

اب ہمیں اپنی عظیم قوم اور اپنی خودمختار مملکت کی تنظیم، تعمیر نو اور شیرازہ بندی کے لئے منصوبہ بنانا چاہیے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے پاکستان دنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت ہے اور دنیا کا پانچویں نمبر پر سب سے بڑا خودمختار ملک ہے۔ اب ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے یہ وقت اور موقع ہے کہ وہ اپنی قوم کی خدمت کے لئے اپنا مکمل اور بہترین کردار ادا کرے، بڑی سے بڑی قربانی پیش کرے اور قومی خدمت کے لئے مسلسل اور بے لوث کام کرے، اور پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل کر دے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے، بلاشبہ ہمارے پاس جوہر قابل موجود ہے۔ پاکستان کو زبردست وسائل اور امکانات سے نوازا گیا ہے۔ رب العزت نے ہمیں تمام قدرتی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اب یہ انسان پر ہے کہ وہ اس کو بہترین طور پر کام میں لائے۔

سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ بلاتاخیر امن و امان قائم کیا جائے اور اسے ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے۔ اب یہ تمام فرقوں کے رہنماؤں اور ان کے پیرو کاروں کا فرض ہے کہ وہ خصوصی کانفرنس منعقدہ ۲۹ اگست میں اقلیتوں کے تحفظ اور مہاجرین کی فلاح و بہبود اور حفاظت کے ضمن میں کئے ہوئے مقدس اور متبرک عہد کا ایفا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ ۲۹ تاریخ کی لاہور کانفرنس میں اپنے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں جو اقدامات کئے جائیں گے ان کا صراحت کے ساتھ تعین کر دیا ہے اور جو اقدامات کئے جائیں گے انہیں پاکستان اور مملکت ہندوستان کی حکومتوں کی مقدس، مضبوط اور قطعی منظوری حاصل ہو گی۔ جس کے بعد وہ قدرتی طور پر ذمہ دار ہوں گی۔ چونکہ پنجاب باؤنڈری فورس مخصوص علاقوں تک محدود تھی وہ سارے پنجاب، مشرقی اور مغربی دونوں کے معاملات کو نہیں نمٹا سکتی اور خاص کر جبکہ دیہی علاقے بھی متاثر ہو چکے ہیں، اسے توڑ دیا گیا ہے۔

خصوصی کانفرنس کے فیصلوں اور اقدامات سے تمام فرقوں کے لوگوں کو اس امر کا یقین ہو جانا چاہیے کہ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتیں ان ہنگاموں اور ان کے دور رس اثرات کو سختی کے ساتھ کچل دینے کا تہیہ کر چکی ہیں۔ لیکن اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ متعلقہ فرقوں کو بھی اس حماقت اور بے مقصدیت کا احساس کرنا چاہیے کہ جو اس بہیمانہ حرکت میں شامل ہیں کہ جس کی وجہ سے بے شمار جانیں تلف ہو چکی ہیں بالخصوص معصوم لوگوں کی، اور لاکھوں بے گناہ لوگ خانماں برباد، بھوک سے مارے ہوئے اپنی زندگی کو بچانے کے لئے دیہی علاقوں میں دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ مزید برآں اس کے نتیجہ میں وسیع پیمانہ پر املاک کی تباہی بھی ہوئی ہے۔

میرے لئے یہ موقع نہیں ہے کہ برصغیر میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ابتداء اور اس کے اسباب کی نشاندہی کروں یا یہ الزام عائد کروں کہ کس فرقہ نے اپنے لئے زیادہ ذلت مول لی ہے۔ یہ مورخین کا کام ہو گا کہ وہ اپنا فیصلہ صادر کریں۔ اس شرمناک رویہ اور حرکات پر انسانیت بلبلا اٹھی ہے۔ جو ان ہنگاموں کے ذمہ دار ہیں ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے اور انہیں سختی سے کچل دیا جائے۔ مہذب دنیا ان کارروائیوں اور واقعات کو غضبناک ہو کر دیکھ رہی ہے اور دنیا کی نظر میں متعلقہ فرقوں کی نیک نامی سیاہ داغ بن گئی ہے۔

اب یہ رہنماؤں کا' ذمہ دار لوگوں کا اور حکومتوں کے ارباب حل و عقد کا فریضہ ہے کہ وہ اس انمٹ دھبے کو دھو ڈالنے کے لئے اپنی بہترین کوشش صرف کریں۔ اس وقت کہ جب افق پر تاریک بادل منڈلا رہے ہیں' میں آپ سے اپیل کرتا ہوں اور پاکستان کے عوام الناس کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ :

جوش و جذبہ پیدا کیجئے اور ادائیگی فرض کے لئے حوصلے اور امید کے ساتھ آگے بڑھیے ہم کامیاب ہوں گے۔ کیا ہم دل شکستہ ہیں؟ یقیناً نہیں۔ اسلام کی تاریخ جوانمردی' حوصلہ و عزم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ پس رکاوٹوں' دشواریوں اور مداخلت سے بے نیاز آگے بڑھیے اور میں پُراعتماد ہوں کہ سات کروڑ لوگوں کی ایک متحدہ قوم کو جس کے پاس ایک عظیم تہذیب اور تاریخ ہے کسی سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ اب یہ آپ پر ہے کہ آپ کام' کام اور کام کریں اور ہم یقیناً کامیاب ہوں گے' اور اپنا نصب العین یعنی "اتحاد' ایمان اور تنظیم" کبھی فراموش نہ کیجئے۔

میں نے اب تک آپ سے انگریزی میں خطاب کیا ہے۔ جیسا کہ آپ لوگوں کو علم ہے کہ ساری دنیا کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں اور دنیا کی متعدد اقوام ایک آزاد اور خودمختار پاکستان کے قیام کے وقت سے ہم کو گہری دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں' اس لئے میں نے انگریزی کا ذریعہ استعمال کیا تاکہ میری رسائی دنیا بھر کے ان سامعین تک ہو سکے جنہوں نے پاکستان کے بارے میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

میری نشری تقریر کا اردو ترجمہ کیا جائے گا اور چند لمحوں بعد آپ کو پڑھ کر سنا دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی کل کے اخبارات میں بھی شائع کر دیا جائے گا۔ بایں ہمہ میں چند الفاظ اردو زبان میں بھی کہنا چاہوں گا۔

"پنجاب کے مسلمانوں کے بلانے پر میں ۲۸ تاریخ کو لاہور آیا۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکا اور جس طرح مجھ سے ہو سکا میں نے اصل اور ٹھیک حالات کا پتہ لگایا اور آج کل جو کچھ ہو رہا

ہے اس کو سمجھنے کی پوری کوشش کی۔

آپ کو اس وقت تک معلوم ہو گیا ہو گا کہ لاہور میں جو اسپیشل کانفرنس ہوئی تھی اس میں کیا کیا فیصلے کئے گئے اور ان پر عمل کرنے کے لئے کون سے قدم اٹھائے گئے۔

اس کانفرنس میں انڈین ڈومینین اور پاکستان کی حکومتوں کے نمائندے ڈومینین آف انڈیا کے گورنر جنرل یعنی لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور میں' ہمارے صلاح کار اور اسپیشلسٹ (ماہرین) شامل تھے۔

کانفرنس نے پورے پورے اتفاق سے یہ اعلان کیا ہے کہ دونوں حکومتوں کا یہ پاک فرض ہے کہ وہ عوام کے مال اور جان کی ہر طرح سے حفاظت اور ہزاروں کی تعداد میں جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں ان کی حفاظت ان کی دیکھ بھال اور بہتری کے لئے دونوں حکومتیں اپنی اپنی طاقت کے مطابق سب کچھ کریں گی۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک پاکستان کی حکومت کا تعلق ہے ہم اپنی ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لئے سب کچھ کریں گے۔

مجھے پوری امید ہے کہ انڈین ڈومینین کی حکومت بھی ایسا ہی کرے گی۔

جن جن باتوں پر ہم نے اقرار کیا ہے اگر ان کو باعزت طریقے سے اور پورے ارادے اور طاقت سے پورا کیا گیا تو مجھے یقین ہے کہ اس وقت جو نازک صورت حال پیدا ہو چکی ہے اس میں جلد ہی تبدیلی پیدا ہو گی۔ اور ہم سب پھر امن و امان سے دونوں حکومتوں میں آزاد قوموں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

پاکستان زندہ باد"

۲۱۵- مسلح افواج اور حفاظتی دستے کے نام پیغام

کراچی' ۸ نومبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح جن کی تشریف آوری راولپنڈی میں متوقع تھی' اچانک علالت کے باعث انہیں اپنی روانگی ملتوی کرنا پڑی۔ تاہم قائداعظمؒ نے مسلح افواج' حفاظتی دستے کے اراکین اور اہالیان راولپنڈی کے نام ایک پیغام میں جلد سے جلد ان سے ملاقات کے بارے میں اپنی بے قراری کا اظہار کیا۔

قائداعظم نے اپنے پیغام میں فرمایا:

آپ کو معلوم نہیں کہ میں اس بات سے کس قدر مایوس ہوا ہوں کہ میں راولپنڈی نہیں آسکتا اور اپنے لوگوں' مسلح افواج کے افسروں اور جوانوں اور نئے تشکیل شدہ حفاظتی دستے سے

ملاقات کرنے سے قاصر ہوں۔ اچانک بخار کی وجہ سے میں صاحب فراش ہو گیا ہوں۔ میرے لئے راولپنڈی تک سفر کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ بات سمجھ جائیں گے کہ میں بالکل بے بس ہوں۔ ازراہ کرم پہلے سے طے شدہ پروگرام پر عمل کیجئے اور مہربانی فرما کر سب کو میری جانب سے مبارک باد پہنچا دیجئے۔

میرا دل آپ کے ساتھ ہے اگرچہ میری علالت نے جسمانی طور پر مجھے آپ کے پاس آنے سے روکے رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ باوجود ان خطرات سے جو ہمیں درپیش ہیں آپ سب کامل اتحاد اور یک جہتی کے ساتھ کام کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم پاکستان کا وقار پہلے سے زیادہ بلند رکھتے ہوئے اور اسلام کی عظیم روایات اور قومی پرچم کو بلند کئے ہوئے ان خطرات کے درمیان کامیابی کے ساتھ گذر جائیں گے۔

میں راولپنڈی آنے کے لئے بہت بے چین تھا اور اب میں جس قدر جلد ممکن ہوا پہلی فرصت میں آپ کے پاس آؤں گا۔

۲۱۶۔ پاکستان کے لئے خدمات پیش کرنے والے برطانوی افسروں کا خیرمقدم

کراچی، ۲۲ نومبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل، پاکستان نے ان برطانوی فوجی افسروں کے نام جو سپریم کمانڈر کے ماتحت کام کر رہے تھے اور جنہوں نے رضاکارانہ طور پر پاکستان کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

"سپریم کمانڈ ہیڈ کوارٹر کے بند ہو جانے کے بعد جن برطانوی افسروں نے رضاکارانہ طور پر پاکستان کی مسلح افواج میں خدمات سرانجام دینے کی پیشکش کی ہے ان کی شرائط ملازمت پہلے ہی شائع کی جا چکی ہیں۔ پاکستان ایک نیا ملک ہے جس میں بہت کام ہونا ہے۔ ہماری مسلح افواج کی ایک اعلیٰ کارکردگی کے معیار کی سطح پر ازسرنو تنظیم و تشکیل ہونی ہے۔ ہمارے اپنے پاکستانی افسر تعداد میں کم ہیں اور فنی تربیت اور تجربہ کے اعتبار سے ناکافی ہیں کہ وہ فوری طور پر پورا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا سکیں۔ لیکن میری حکومت کی حکمت عملی یہ ہے کہ تینوں فوجوں کے افسروں کے ڈھانچے کو اس رفتار سے قومیا لیا جائے جو استعداد کے مطابق ہو۔

"وہ تمام برطانوی افسر جو یہاں ٹھہرنے اور ہماری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں میں ان کا پُرخلوص خیرمقدم کرتا ہوں اور مجھے پورا اعتماد ہے کہ میری حکومت ان کے ساتھ وہی سلوک روا

رکھے گی جو وہ اپنے باشندوں کے ساتھ' جو ہماری ملازمت میں ہیں۔"

۲۱۷۔ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کے نام پیغام

کراچی' ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء

"مجھے مسرت ہے کہ کل سے پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس کراچی میں منعقد ہو رہا ہے میں آپ سب کو پاکستان کے دارالحکومت میں خوش آمدید کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ کے غور و فکر اور مباحثے کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ میں مخلصانہ توقع کرتا ہوں کہ آپ کی بحث و تمحیص کے بامقصد اور عملی نتائج برآمد ہوں گے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ تعلیم کی اہمیت اور صحیح طریقہ کی تعلیم پر جتنا زور دیا جائے اتنا ہی کم ہو گا۔ مجھے افسوس ہے کہ ایک صدی سے زیادہ غیر ملکی حکمرانی کے دوران ہمارے عوام کی تعلیم پر کافی توجہ صرف نہیں کی گئی اور اگر ہم حقیقی' جلد اور ٹھوس ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس سوال کو خلوص کے ساتھ حل کرنا ہو گا اور اپنی تعلیم کی حکمت عملی اور پروگرام کو ان خطوط پر استوار کرنا ہو گا جو ہمارے عوام الناس کے مزاج کے مطابق ہوں' ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہوں اور جن میں جدید حالات اور دنیا میں ہونے والی زبردست ترقی کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری مملکت کے مستقبل کا زیادہ تر انحصار اس امر پر ہو گا کہ ہم اپنے بچوں یعنی مستقبل کے خدام پاکستان کو کس طرح کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کی پرورش و پرداخت کس طریقے سے کرتے ہیں۔ تعلیم کے معنی صرف کتابی تعلیم ہی نہیں' اور اس وقت تو وہ بھی بہت پست درجہ کی معلوم ہوتی ہے' ہمیں جو کچھ کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو مجتمع کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کے کردار کی تعمیر کریں۔ فوری اور اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو سائنسی اور فنی تعلیم دیں تاکہ ہم اپنی اقتصادی زندگی کی تشکیل کر سکیں۔ ہمیں اس بات کا اہتمام کرنا ہو گا کہ ہمارے لوگ سائنس' تجارت' کاروبار اور بالخصوص صنعت و حرفت قائم کرنے کی طرف دھیان دیں لیکن یہ نہ بھولئے کہ ہمیں دنیا کا مقابلہ کرنا ہے جو نہایت تیزی سے اس سمت کی طرف رواں ہے۔ میں اس بات پر بھی زور دوں گا کہ ہمیں فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم پر زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیے۔

الغرض ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کے کردار کی تعمیر کرنی چاہیے' جس کا مطلب ہے کہ ان میں وقار' راست بازی اور قوم کی بے لوث خدمت کا بے پناہ جذبہ اور احساس ذمہ داری پیدا کر دیا جائے اور اس بات کا بھی خیال رکھنا ہو گا کہ ان میں اقتصادی زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کی اہلیت اور صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہو اور اس طرح سے کام کریں جو پاکستان کے لئے

نیک نامی کا باعث بن جائے۔

۲۱۸۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے آخری خطاب

کراچی ۱۴' ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے اراکین آل انڈیا مسلم لیگ کا خیرمقدم کرتے ہوئے تقسیم ہند کے واقعات پر تبصرہ کیا اور کہا کہ "آج ہم اس امر پر گفتگو کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں کہ آئندہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ہیئت تنظیمی کیا ہو' جیساکہ آپ جانتے ہیں کہ مسلم لیگ نے پاکستان کے حصول اور قیام کے لیے جس انداز میں جدوجہد کی' وہ بے مثال ہے۔ مسلمان ایک ہجوم کی مانند تھے۔ وہ شکستہ دل تھے۔ اقتصادی طور پر پامال تھے۔ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا' لیگ کے لیے نہیں' اپنے کسی رفیق کے لیے نہیں' بلکہ عوام کے لیے۔ اگر پاکستان حاصل نہ کیا جاتا تو مسلم ہند کا خاتمہ ہو جاتا۔ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے جہاں کم از کم ساٹھ ملین (چھ کروڑ) مسلمان بستے ہیں' ایک عظیم علاقے میں اور مکمل طور پر خودمختار۔ اس کا فخر (کریڈٹ) یقیناً اقلیتی صوبوں کو جاتا ہے—— ہم دونوں (کانگرس اور لیگ) اقلیتوں سے نیک سلوک کے بارے میں متفق و رضامند تھے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ہندو نہ صرف قتل و غارت اور املاک کی تباہی پر اتر آئیں گے بلکہ منظم طور سے جتھہ بندی کر کے ظلم و تشدد کا پہاڑ کھڑا کر دیں گے—— اس کا مقصد پاکستان پر ضرب لگانا تھا' اور یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔"

قائداعظم نے اس حیوان نما انسانی جنون کی شدید مذمت کی جس نے معصوم اور بیگناہ لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور بیشمار خاندانوں کے لیے ناقابل بیان مصائب کا باعث بنے۔

دونوں مملکتوں میں ہونے والی گڑبڑ کی مذمت کرتے ہوئے قائداعظم نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ اس قسم کے بہیمانہ جرائم میں ملوث ہونا اسلام کے خلاف ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ دونوں مملکتوں میں اقلیتوں کو مناسب تحفظ کا یقین دلایا جائے' اور پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے وہ اپنا فرض ادا کریں گے۔

قائداعظم نے ان اتہامات کا ذکر کرتے ہوئے جو پاکستان اور اس کے لیڈروں پر انڈین یونین کے مسلمانوں سے بے وفائی کے ضمن میں لگائے گئے' یہ کہا کہ "وہ انڈین یونین کے مسلمانوں کے لیے جو بدقسمتی سے بدترین دنوں کا سامنا کر رہے ہیں' گہرے صمیمی جذبات رکھتے ہیں۔" انہوں نے ہندی مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو منظم کریں' تاکہ وہ اپنے سیاسی حقوق کے تحفظ کی خاطر خاصے مضبوط ہوں۔ ایک اچھی طرح سے منظم اقلیت کو اتنا طاقتور تو ہونا چاہیے کہ وہ

اپنے جائز حقوق کا تحفظ کر سکے جس میں سیاسی' ثقافتی' اقتصادی اور معاشرتی مسائل آ جاتے ہیں۔ جہاں تک ان کا (مسٹر جناح کا) تعلق ہے' انہوں نے انہیں اپنے اس گہرے احساس کا یقین دلایا کہ پاکستان کا حصول نتیجہ تھا ہندی مسلمانوں اور ان لوگوں کی باہمی محنت و مشقت کا' جو اب اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ پاکستان اپنے ہندی مسلمان بھائیوں کو بھول نہیں سکتا اور وہ ہر ممکن طریقے سے ان کی مدد کرے گا۔

(ایک رکن نے مداخلت کرتے ہوئے قائداعظم سے پوچھا' کیا وہ آزمائش کے اس مرحلے میں ایک بار پھر ہندی مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کے لیے تیار ہیں؟)

قائداعظم نے جواب دیا کہ وہ اس کے لیے بالکل آمادہ ہیں اگر کونسل ایسی تجویز کے حق میں فیصلہ دے۔ انہوں نے اپنے اس بیان کا ذکر کیا جو مسلم قوم کے مطلوبہ ہدف حصول پاکستان کے وقت دیا تھا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اب سبکدوشی اور گوشہ نشینی کی زندگی گزاریں۔ لیکن' اگر انہیں پکارا جائے' تو وہ پاکستان کو چھوڑ کر انڈین یونین کے مسلمانوں کی مشکلات میں حصہ لینے اور ان کی قیادت کرنے کے لیے بالکل تیار ہیں۔۔۔

مسٹر جناح نے پھر کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "میں صاف طور سے واضح کر دوں کہ پاکستان اسلامی نظریات پر مبنی ایک مسلم مملکت ہوگی۔ یہ پاپائی (کلیسائی) ریاست نہیں ہوگی۔ اسلام میں جہاں تک شہریت کا تعلق ہے' کوئی امتیاز نہیں ہے۔ تمام دنیا' حتیٰ کہ ادارہ اقوام متحدہ نے بھی پاکستان کو ایک مسلم ملک قرار دیا ہے۔

"ہندوستان میں لازماً مسلم لیگ کو قائم رہنا چاہیے۔ اگر آپ اس کے سوا کچھ اور سوچ رہے ہیں تو آپ ختم ہوگئے! اگر آپ لیگ کی بساط کو لپیٹنا چاہتے ہیں تو آپ ایسا کرسکتے ہیں۔ لیکن میں سوچتا ہوں' یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی کوشش ہو رہی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہند میں مسلمانوں کی شناخت ختم کر دی جائے۔ اس کی اجازت نہ دیجئے۔۔۔ یہ مت کیجئے!"

۲۱۹۔ بی۔ بی۔ سی کے نمائندے رابرٹ سٹمسن سے ملاقات

کراچی' ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے رابرٹ اسٹم سن نامہ نگار بی۔ بی۔ سی سے ایک ملاقات کے دوران برطانیہ عظمیٰ اور پاکستان کے مستقبل میں تعلقات پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

مجلس دستور ساز پاکستان اس امر کا فیصلہ کرے گی کہ پاکستان کو دولت مشترکہ میں شامل رہنا

چاہیے یا نہیں۔ تاہم ذاتی طور پر مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان باہمی مفاد کی خاطر بہ رضا و رغبت دولت مشترکہ کی رکنیت برقرار رکھنے کے لئے تیار ہو گا اور برطانیہ عظمیٰ کو ایک بڑے رکن کی حیثیت سے اپنی عظیم اخلاقی ذمہ داریوں کو نبھانا چاہیے۔

قائداعظم نے فرمایا : "فی الوقت میں محسوس کرتا ہوں کہ برطانیہ عظمیٰ پاکستان کے ساتھ بے اعتنائی کا سلوک کر رہا ہے۔ مجھے اس امر کا بدرجہ اتم احساس ہے کہ برطانیہ کو کسی ریاست کے معاملات میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ برطانیہ اور دیگر ریاستیں اس حیثیت میں تو ہیں کہ وہ اخلاقی طور پر قائل کر کے دولت مشترکہ کے اراکین کے مابین اختلاف دور کرانے میں مدد کر سکیں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے ملک معظم کی حکومت ابھی تک اس ضمن میں اپنی ذمہ داری پورا کرنے میں پہلوتہی کر رہی ہے۔"

مسئلہ کشمیر کے سوال پر قائداعظم نے فرمایا کہ "یہ ایک سنگین معاملہ ہے اور وہ اس مرحلہ پر کوئی بیان دینے سے احتراز کریں گے کیونکہ اس وقت وزیراعظم ہندوستان اور وزیراعظم پاکستان کے مابین گفت و شنید ہو رہی ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اس فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہ تنظیم کو پاکستان اور ہندوستان کی ریاست کی علیحدہ علیحدہ مسلم لیگوں میں تقسیم کر دیا جائے' قائداعظم نے فرمایا : "۱۵ اگست سے پاکستان کے مسلمان اور ہندوستان کی ریاست کے مسلمان بالکل مختلف نوعیت کے مسائل سے دو چار ہوئے اور ابھی تک دو چار ہیں۔ یہ تو خارج از بحث ہے۔ لہٰذا درست بات یہ ہو گی کہ مسلمانان ہند کو اپنی آزاد حکمت عملی مرتب کرنے کا اختیار حاصل ہو۔" قائداعظم نے فرمایا کہ "یہ ناقابل عمل اور فی الحقیقت نامناسب ہو گا کہ مسلمانوں کی ایک ہی تنظیم دو ریاستوں میں کام کرے۔"

جب یہ پوچھا گیا کہ کیا پاکستان مسلم لیگ آخر کار ایک قومی تنظیم کا روپ دھار لے گی اور اس کے دروازے تمام جماعتوں کے لئے کُھل جائیں گے؟ تو قائداعظم نے فرمایا "کہ اس نوعیت کی قومی تنظیم کا ابھی وقت نہیں آیا۔ پاکستان کے مسلمانوں کی آراء اس کے لئے ابھی تیار نہیں۔ ہماری نظروں کو ایسے جمہوری نعروں سے خیرہ نہیں ہونا چاہیے جن کی درحقیقت کوئی بنیاد نہیں۔

مسلمانوں نے ابھی ابھی اپنا مسلم وطن حاصل کیا ہے اور ابھی انہیں ایسا ڈھانچہ تعمیر کرنا ہے جو آنے والے حالات اور اس کی نشوونما کے مناسب حال ہو۔ لیکن پاکستان میں خالصتاً مسلم جماعت کی تنظیم کا فیصلہ ناقابل تنسیخ بھی نہیں۔ اسے بدلتے ہوئے حالات کی ضرورت کی مناسبت سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ سیاست میں کوئی شے جامد نہیں ہوتی۔ اس کا تمام تر انحصار ہماری ترقی کی

نوعیت اور وقوع پذیر ہونے والی ارتقاء پر ہے۔"

مسئلہ فلسطین کا حوالہ دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ "اقوام متحدہ کے تقسیم فلسطین کے غیر منصفانہ اور ظالمانہ فیصلے سے مجبور ہو کر برصغیر کے مسلمانوں نے ممکنہ حد تک شدید ترین مذمت کی۔"

آپ نے فرمایا: "اسلامیان برصغیر کو بدیہی طور پر امریکہ یا کسی اور ملک کو ناراض کرنے میں تو پس و پیش ہے۔ لیکن ہمارا احساس انصاف ہمیں اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ ہم جہاں تک بن پڑے ہر طریقے سے فلسطین میں عرب مقصد کی حمایت کریں۔"

قائداعظم نے فرمایا کہ "ان کے خیال میں یہ افسوس ناک بات ہے کہ برطانیہ میں ملک معظم کی حکومت نے مسئلہ فلسطین کا منصفانہ اور آبرومندانہ حل تلاش کرنے میں زیادہ عزم کے ساتھ کوششیں نہیں کیں۔ قائداعظم نے فرمایا ملک معظم کی حکومت' زیادہ مستقل مزاجی سے' اقوام متحدہ کے مقابلہ میں کامیاب تر ہو سکتی تھی۔"

۱۹۴۸ء

۲۲۰۔ بحریہ "دلاور" کے عملے سے خطاب

کراچی' ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

"حضرات! ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء کے دوران برپا ہونے والی پہلی عالمی جنگ دنیا سے "جنگ" کو ختم کر دینے کے لئے لڑی گئی تھی۔ اس کی تباہ کاریوں نے دنیا بھر کے مدبروں کا ضمیر جھنجوڑ کر رکھ دیا اور انہیں ایسی راہیں اور تدابیر سوچنے پر مجبور کر دیا تھا جن کے ذریعہ جنگ کو خلاف قانون قرار دیا جا سکے۔ اس کا نتیجہ مجلس اقوام کے قیام اور اجتماعی تحفظ کے اصول کی شکل میں ظاہر ہوا۔ لیکن مجلس اقوام ایک امید موہوم ہی ثابت ہوئی اور یہ دوسری عالمگیر جنگ کو روکنے میں ناکام رہی۔ گذشتہ عالمگیر جنگ کی وجہ سے جو تباہی و بربادی ہوئی اس کے سامنے پہلی عالمگیر جنگ کی تباہ کاریاں ماند پڑ گئیں اور اٹیم بم کی ایجاد کے بعد تو مستقبل کی جنگوں کے طریقوں کے بارے میں سوچنے والے پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جنگ سے بیزار انسانیت اقوام متحدہ کے ارتقا کی طرف امید و بیم کی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ اس ادارے کے اسباب جنگ اور امن عالم کے لئے خطرات سے کامیابی کے ساتھ نمٹنے کی صلاحیت پر ہی بنی نوع انسان کی نجات اور تہذیب کے مستقبل کا انحصار ہو گا۔ پاکستان' جو حال ہی میں اقوام متحدہ میں شامل ہوا ہے اس ادارے کو حتی المقدور

تقویت پہنچانے اور ان مقاصد کے حصول میں اس کی اعانت کی کوشش کرے گا جنہیں اس نے اپنا مطمح نظر رکھا ہے۔ تاہم اقوام متحدہ کا ادارہ کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو ہمارے ملک کا دفاع بنیادی طور پر ہماری ہی ذمہ داری رہے گی اور پاکستان کو تمام تر حوادث اور خطرات سے نبرد آزما ہونے کے لئے مستعد رہنا ہو گا۔ اس ناکمل دنیا میں کمزور اور ناتواں دوسروں کی جارحیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امن کے مقصد کو حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کے لئے اس ترغیب و تحریص کو ختم کر دیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں' تو اس لئے وہ ہماری تذلیل بھی کر سکتے ہیں یا ہم پر حملہ کر سکتے ہیں۔ یہ ترغیب صرف اسی صورت میں دور ہو سکتی ہے جب ہم اتنے طاقتور ہوں کہ کوئی ہمارے خلاف جارحانہ ارادے باندھنے کا حوصلہ نہ کر سکے۔ پاکستان ابھی تک عالم طفلی میں ہے اور یہی حال اس کی بحریہ اور مسلح افواج کے دیگر شعبوں کا ہے۔ لیکن یہ بچہ جوان ہونے کا عزم رکھتا ہے اور انشااللہ بہت سے لوگوں کے اندازے سے بہت پہلے بڑا ہو جائے گا۔

آپ میں سے ہر ایک کو ملک کے دفاع کو مستحکم بنانے کے لئے اہم کردار ادا کرنا ہے اور آپ کا شعار ایمان' تنظیم اور ایثار ہونا چاہیے۔ آپ اپنے قد کاٹھ کی کمی اپنی جرات' فرض شناسی اور بے لوث لگن کے ذریعہ پوری کر سکتے ہیں۔ کیونکہ زندگی کی فی الواقع کوئی حقیقت نہیں' صرف ہمت' استقلال اور عزم بالجزم ہی اسے بامعنی بناتے ہیں۔

آپ میں سے ان لوگوں سے جو گورنر جنرل کی قیام گاہ کے حفاظتی دستہ میں شامل ہیں میری کم وبیش روزانہ ملاقات ہوتی ہے۔ آج میں آپ کو زیادہ بڑی تعداد میں دیکھ رہا ہوں اور میں آپ کو اس طرح چاق و چوبند دیکھ کر متاثر ہوا ہوں۔ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ کا صدر مقام اور باب مغربی پاکستان' کراچی دوسرے ممالک کے جہازوں کی آمد کی بندرگاہ کے علاوہ مشرق و مغرب کے فضائی راستہ پر بھی واقع ہے۔ دنیا بھر کے لوگ کراچی سے گزرتے ہیں اور ساری دنیا کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ میں اعتماد کرتا ہوں کہ آپ اپنے رویہ اور طرز عمل سے کبھی بھی پاکستان کی سبکی نہیں ہونے دیں گے اور ملازمت کی بہترین روایات قائم رکھیں گے اور دنیا کی عظیم ترین قوموں میں سے ایک قوم کی حیثیت سے پاکستان کی عزت و وقار کو بلند رکھیں گے۔

۲۲۱۔ عید میلادالنبیؐ کی تقریب میں خطاب

کراچی' ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے عید میلادالنبیؐ کی تقریب پر اپنے اعزاز میں

بار ایسوسی ایشن کی جانب سے دیئے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے' یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی۔

قائداعظم نے فرمایا: "آج بھی اسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو برس پیشتر ہوتا تھا۔"

گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا: "جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں۔ یا کچھ لوگ جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں' میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں' کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

"اسلام اور اس کے اعلیٰ نصب العین نے ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو مساوات' عدل اور انصاف کا درس دیا ہے۔ کسی کو جمہوریت' مساوات اور حریت سے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ دیانت کے اعلیٰ ترین معیار پر مبنی ہو اور اس کی بنیاد ہر شخص کے لئے انصاف اور عدل پر رکھی گئی ہو۔ قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا ہمیں اسے (پاکستان کا آئندہ دستور) بنا لینے دیجئے۔ ہم یہ بنائیں گے اور ہم اسے ساری دنیا کو دکھائیں گے۔"

صوبائی عصبیت کے بارے میں گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا کہ "یہ ایک بیماری ہے اور ایک لعنت۔ انہوں نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی عصبیت کی بیماری سے چھٹکارا پا لیں۔ ایک قوم جب تک کہ وہ ایک صف میں نہ چلے' کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ہم سب پاکستانی اور اس مملکت کے شہری ہیں اور ہمیں مملکت کے لئے خدمت' ایثار اور زندگی کا نذرانہ پیش کرنا چاہیے تاکہ ہم اسے دنیا کی عالیشان اور خود مختار مملکت بنا سکیں۔"

قائداعظم نے اس عظیم اور تاریخی موقع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے خوش آمدید کہا۔ میں اس بار ایسوسی ایشن سے کافی عرصے سے واقف ہوں۔ آج ہم یہاں تھوڑی سی تعداد میں اس عظیم شخصیتؐ کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے جن کے لئے نہ صرف لاکھوں دل احترام سے لبریز ہیں بلکہ جو دنیا کے عظیم ترین لوگوں کی نظر میں بھی محترم ہیں۔ میں ایک حقیر آدمی' اس عظیم المرتبت شخصیت کو کیا خراج عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔"

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم رہبر تھے۔ آپؐ ایک عظیم قانون عطا کرنے والے تھے۔ آپؐ ایک عظیم مدبر تھے۔ آپؐ ایک عظیم فرمانروا تھے جنہوں نے حکمرانی کی۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو بلاشبہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس بات کو بالکل نہیں

سراہتے۔

"اسلام نہ صرف رسم و رواج' روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ ہے' بلکہ اسلام ہر مسلمان کے لئے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی حیات اور اس کے رویہ بلکہ اس کی سیاست و اقتصادیات وغیرہ پر محیط ہے۔ یہ وقار' دیانت' انصاف اور سب کے لئے عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ ایک خدا اور خدا کی توحید' اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ اسلام میں ایک آدمی اور دوسرے آدمی میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات' آزادی اور یگانگت' اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔"

گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا: "اس زمانہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی سادہ تھی۔ تاجر کی حیثیت سے لے کر فرمانروا کی حیثیت تک آپؐ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا کامیابی نے آپؐ کے قدم چومے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم ترین انسان تھے جن کا چشم عالم نے کبھی آپؐ سے پہلے نظارہ نہیں کیا۔ تیرہ سو سال گزرے کہ آپؐ نے جمہوریت کی بنیاد ڈالی۔"

۲۲۲۔ مسٹر ایم۔ کے گاندھی کے قتل پر بیان

کراچی' ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء

"مجھے مسٹر گاندھی پر بزدلانہ حملے کی خبر جو ان کی موت پر منتج ہوا' سن کر صدمہ ہوا ہے۔ موت کے بعد کوئی تنازعہ باقی نہیں رہتا۔

ہمارے سیاسی اختلافات خواہ کچھ بھی ہوں وہ ان عظیم ترین افراد میں سے ایک تھے جو ہندو قوم نے پیدا کئے۔ وہ ایک ایسے رہنما تھے جنہیں اپنی قوم کا عمومی اعتماد اور احترام حاصل تھا۔

میں اپنے گہرے رنج کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور خلوص دل سے عظیم ہندو قوم اور ان کے خاندان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتا ہوں کہ اس زبردست' تاریخی اور سنگین مرحلہ پر' اور حصول آزادی اور ہندوستان اور پاکستان کی آزادی کے بعد انہیں اس قدر جلد اس صدمے سے دو چار ہونا پڑا۔

مملکت ہندوستان کا نقصان ناقابل تلافی ہے۔ اس مرحلہ پر ان جیسے بڑے انسان کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل ہو گا۔

۲۲۳- بنگال آئل ملز کی افتتاحی تقریب پر خطاب

کراچی' ۲ فروری ۱۹۴۸ء

"بنگال آئل ملز کے افتتاح کی رسم ادا کرنے کے لئے یہاں آنے پر مجھے آج بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے- ہر نئی مل یا فیکٹری کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ملک کے اقتصادی استحکام اور عوام کی خوشحالی کی شاہراہ پر ہمارا ایک اور قدم آگے بڑھا ہے- قیام پاکستان کے وقت جو تباہی آئی اس کے سبب ان میں سے ہمارے لاکھوں بھائی غریب الدیار ہو گئے- ان میں سے بہت سے اپنا سب کچھ کھو بیٹھے' حتیٰ کہ اپنے ذریعہ معاش سے بھی محروم ہو گئے- ان کی بحالی ایک زبردست مسئلہ بن کر ہمارے سامنے آئی ہے- اس مسئلہ کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے کے لئے حکومت اور عوام کی متحدہ مساعی کی ضرورت ہو گی-

قائداعظم ریلیف فنڈ کے لئے اپیل کے جواب میں آپ لوگوں کی جانب سے بڑے شاندار اور فراخدلانہ تعاون سے ان ستم رسیدہ لوگوں کے درد کا بڑی حد تک مداوا ہو جائے گا لیکن پُر خلوص امداد اور عطیات سے تسکین کا سامان تو ہو سکتا ہے لیکن یہ مہاجرین کے مسئلہ کا کوئی مستقل اور تسلی بخش حل نہیں ہے- ہم نہیں چاہتے کہ یہ بدنصیب لوگ معاشرہ پر ایک بوجھ بن کر زندہ رہیں- ہم چاہتے ہیں کہ یہ لوگ خوددار' خود کفیل اور معاشرہ کے مفید ارکان کی حیثیت سے جئیں- نہ تو تمام مہاجر زراعت پیشہ لوگ ہیں اور نہ ہی قابل کاشت رقبے کے چھوٹے چھوٹے غیر اقتصادی ٹکڑے کر کے انہیں زراعت پیشہ مہاجرین میں بانٹا جا سکتا ہے- ان لوگوں کو ان کے پیروں پر کھڑا کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ملک میں تیزی سے صنعتکاری کی جائے جس سے ان کے لئے روزگار کے نئے مواقع میسر آجائیں- قدرت نے ہمیں خام مال کی دولت سے بالافراط نوازا ہے- اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے وسائل کو اپنی مملکت اور اس کے عوام کے بہترین مفاد کے لئے استعمال میں لائیں-

آپ نے مصائب کے اس سلسلے میں گذشتہ چند مہینوں کے دوران کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کے جن ابتلاو آزمائش کا تذکرہ کیا ہے ان پر مجھے ان کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اور یقین ہے کہ وہ ان عارضی پریشانیوں سے دب کر نہیں رہ جائیں گے- بلکہ صبر و استقامت سے اس طوفان کا مقابلہ کریں گے اور اپنی سوجھ بوجھ اور کاروباری صلاحیت کی بدولت جلد ہی کھوئی ہوئی دولت بھی دوبارہ حاصل کر لیں گے-

میں ایک بار پھر امدادی فنڈ میں آپ کے فراخدلانہ عطیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں' آپ کے

کاروبار کی کامیابی اور آپ کے لئے خوشحالی کی دعا کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ یہ کارخانہ اور بہت سے اقتصادی منصوبوں کا پیش خیمہ ثابت ہو گا جن کے لئے پاکستان میں بہت گنجائش ہے۔

۲۲۴- پارسی برادری کے سپاسنامے کے جواب میں تقریر

کراچی' ۳ فروری ۱۹۴۸ء

"میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اور مس فاطمہ جناح کو خیر مقدمی سپاسنامہ پیش کیا اور ہمارے بارے میں محبت بھرے الفاظ استعمال کئے۔ آپ نے حکومت کے ساتھ جس وفاداری اور تعاون کی پیشکش کی ہے میں اسے بے حد سراہتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت پاکستان اپنے ان وعدوں کو وفا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اس نے اپنے تمام شہریوں کے ساتھ بلا استثناء ذات پات اور عقیدہ مساوی سلوک کرنے کے ضمن میں بار بار کئے ہیں۔ پاکستان ایک ایسی قوم کی امنگوں کا مظہر ہے' جو برصغیر ہند میں اقلیت کی حیثیت رکھتی تھی۔ چنانچہ اب وہ اپنی حد کے اندر آباد اقلیتوں سے بے پروا نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک افسوس ناک امر ہے کہ گذشتہ ماہ کے اچانک ہنگاموں کی وجہ سے کراچی کی روشن پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا ہے۔ جو لوگ اس کے ذمہ دار تھے ان کے اس فعل کی مذمت کے لئے مجھے اتنے سخت لفظ بھی نہیں ملتے جو مذمت کے لئے کافی ہوں۔ حکومت تہیہ کر چکی ہے کہ وہ لاقانونیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی اور اس امر کا اہتمام کرے گی کہ اس نوعیت کے واقعات کا پھر اعادہ نہ ہونے پائے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہو گا کہ حکومت اقلیتوں کے خوف اور شبہات کو دور کرنے کے لئے حقیقی کوششیں کر رہی ہے۔ اب بھی اگر سندھ سے ان کا انخلا جاری رہتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں ان کی طلب نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ سرحد کے اس پار ان لوگوں کی باتوں پر زیادہ کان دھر رہے ہیں جو انہیں یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں۔ مجھے ان گمراہ لوگوں پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ انہیں اپنی پُرکشش منزل پر پہنچ کر مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

مجھے اس امر کا احساس ہے کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران نجی املاک پر کچھ تجاوزات ہوئے لیکن آپ حکومت کے اقدام کو کچھ زیادہ درشتی کی نظر سے نہ دیکھیں۔ بڑی تعداد میں پاکستان کے اہلکاروں اور بیرونی سفارتخانوں کے لئے جگہ کا بندوبست یہاں کے مکینوں کو پریشان کئے بغیر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بڑی تعداد میں مہاجرین کی آمد کے باعث' جن کے ستم سہنے کی وجہ سے مزاج بھی کچھ برہم ہیں' یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا ہے۔ ان بدنصیب لوگوں کو ہمدردانہ رویہ کی ضرورت ہے اور ان کی دوبارہ آباد کاری کے ضمن میں آپ کی اعانت کا پرتپاک خیر مقدم کیا جائے گا۔

خوش قسمتی سے پارسی بحیثیت ایک فرقے کے باہمی تصادم کی ان تباہ کاریوں سے بچ گئے جن کی وجہ سے دیگر فرقوں کو بہت زیادہ مصائب سے دوچار ہونا پڑا' اور اب مجھے مستقبل میں ان کے خوف زدہ ہونے کی بھی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اپنی تنظیمی صلاحیت' کاروباری اہلیت اور محنت کی بدولت ان لوگوں نے ملک میں پہلے ہی اپنا مقام پیدا کر لیا ہے۔ پاکستان ان لوگوں کی ذہانت کے اظہار کے بے شمار مواقع فراہم کرے گا خصوصاً کاروبار' تجارت اور صنعت کے شعبوں میں' انہیں چاہیے کہ وہ آگے بڑھیں اور سچے شہریوں کی حیثیت سے پاکستان کو عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل کرنے اور اسے خوشحالی کی سرزمین بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

۲۲۵۔ سری لنکا (سیلون) کی آزادی پر پیغام تہنیت

کراچی' ۴ فروری ۱۹۴۸ء

"ہندوستان اور پاکستان کے جلو میں سیلون کو مملکت کا درجہ مل جانا ہمارے لئے بہت اطمینان اور مسرت کی بات ہے' اور میں پاکستان کے عوام اور اپنی جانب سے آپ کو اس پُر مسرت اور تاریخی موقع پر بے حد مخلصانہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ پاکستان میں ہم لوگ آپ کی ترقی کو گہری دوستی اور ہمدردانہ دلچسپی کی نظر سے دیکھیں گے' کیونکہ آپ کے جزیرے کو جو مسائل درپیش ہیں ان میں سے بعض کی نوعیت ہمارے مسائل سے مماثلت رکھتی ہے۔ ہم دونوں ایک بیرونی طاقت کے استحصال کا شکار رہے ہیں اور اب جبکہ ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا ہے ہمیں ان عوام کی' جنہیں اب تک افسوسناک طریقے سے نظرانداز کیا گیا ہے' حالت کو بہتر بنانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو کام میں لانا ہو گا۔

ہمیں جس مسئلہ کا سامنا ہے وہ معمولی ہے اور نہ آسان' لیکن اگر ہم خود کو نئی نئی حاصل شدہ آزادی اور عوام کی خودمختار حکومت کا اہل ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں جرات کے ساتھ اس سے نمٹنا ہو گا۔

سیلون مادی وسائل اور جوہر قابل سے مالا مال ہے اور مجھے اس میں مطلق شبہ نہیں کہ وہ اپنے عظیم رہنماؤں کی قیادت میں اچھی حکومت اور خوش حالی کی شاہرہ پر نہایت تیزی کے ساتھ گامزن ہو گا اور ساری دنیا میں خیرسگالی اور دوستی کو فروغ دینے میں اپنا حقیقی کردار ادا کرے گا۔

پاکستان میں سیلون کیلئے نہایت پرتپاک جذبہ خیرسگالی موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہماری دونوں قوموں کے مابین خیرسگالی کے جو جذبات موجود ہیں وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید مستحکم ہوتے جائیں گے اور جب ہم اپنے مشترکہ مفاد کے معاملات کو مل جل کر نمٹائیں گے تو

ہماری دوستی اور بھی گہری ہو جائے گی۔ ایک بار پھر میں سیلون کی خوش حالی اور شاندار مستقبل کیلئے دعا کرتا ہوں۔

۲۲۶۔ سبی شاہی دربار میں اہل بلوچستان سے خطاب

سبی' ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء

"مسٹر ڈنڈاس' اراکین شاہی جرگہ' سرداران بلوچستان اور دیگر رہنما' قائدین اور عوامی نمائندگان بلوچستان!

مجھے اس امر سے حقیقی مسرت حاصل ہوئی ہے کہ میں آج بلوچستان کے پہلے شاہی دربار میں' جو نوزائیدہ مملکت پاکستان کی حاکمیت کے تحت منعقد ہو رہا ہے' آپ کے درمیان موجود ہوں۔ جیسا کہ آپ سب کو علم ہے کہ میرا بلوچستان کے ساتھ تعلق ایک طویل عرصہ پر محیط ہے۔ جب میں پلٹ کر ان ایام پر نظر ڈالتا ہوں جب اس صوبے کے عوام نے میرے ساتھ شانے سے شانہ ملا کر جدوجہد آزادی میں حصہ لیا تو مجھے یک گونہ اطمینان ہوتا ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے پاکستان کے دیگر صوبوں کے بھائیوں کے مقابلہ میں کچھ کم حق ادا نہیں کیا۔

بلوچستان کی سیاسی اصلاحات کی تاریخ اور مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کی تاریخ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ آپ میں بہت سے لوگوں کو یہ بات یاد ہو گی کہ کتنے ہی موقعوں پر میں نے مجلس قانون ساز ہند کے اندر اور باہر بلوچستان کے عوام کا معاملہ اٹھایا' تو اب جب کہ مجھے اپنے عظیم ملک کے پہلے گورنر جنرل ہونے کا شرف حاصل ہے فطری بات ہے کہ اصلاحات کا سوال اور بلوچستان کے لوگوں کے صوبے کی انتظامیہ اور کاروبار حکمرانی میں کماحقہ شمولیت کا معاملہ میرے ذہن میں تازہ رہنا چاہیے۔ اگر اس بارے میں میری خواہشات ابھی تک حقیقت کا رُوپ نہ دھار سکیں تو اس کا سبب وہ حالات تھے جن پر مجھے تو بہت کم اختیار تھا یا تھا ہی نہیں۔

حضرات! ہمیں آزادی حاصل کئے صرف چھ ماہ کی مدت گزری ہے۔ اس عرصہ کے دوران ہمیں امن کا ایک دن بھی میسّر نہ آیا۔ ہمیں ان مصائب کا سامنا کرنا پڑا جن کی مثال سے تاریخ عالم بھی آشنا نہیں' لیکن ہم بیکار نہیں بیٹھے رہے۔ ہم ابھی تک ان امور کو مکمل کرنے میں مصروف ہیں جن کا ہم اس وقت اندازہ نہیں لگا سکتے تھے جب تقسیم ہند کا سمجھوتہ طے پایا تھا۔ ہمیں ابھی تک اپنا واجب اور جائز حصہ برادر ملک ہندوستان سے وصول کرنا ہے۔ لہٰذا میری حکومت کی تمام تر توجہ دیگر خطرناک مسائل اور زیادہ فوری اہمیت کے امور پر مرکوز رہی۔ اس لئے آپ مجھے معاف فرمائیں اگر میں اپنی خواہش کے مطابق پوری سرعت کے ساتھ بلوچستان کے

معاملہ پر توجہ مبذول نہ کر سکا' لیکن باور کیجئے کہ میں لحہ بھر کے لئے بھی بلوچستان کے معاملات سے غافل نہیں رہا۔ میں نے ان تدابیر اور طور طریقوں پر سوچا' فکر کیا اور غور و خوض کیا جن پر عمل پیرا ہو کر اس صوبے کے عوام کا حال بہتر ہو جائے اور انہیں پاکستان کے سیاسی نظام میں وہی درجہ اور وہی سیاسی مرتبہ حاصل ہو جائے جو دوسرے صوبوں میں ان کے بھائیوں کو حاصل ہے۔

حضرات! تقسیم سے قبل پُرانی حکومت ہند کے بلوچستان کے تعلقات کی نوعیت کا آپ لوگوں کو بخوبی علم ہے۔ مجھے آپ کو یہ یاد دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس حکومت نے جو ایک غیر ملکی انتظامیہ کی ذیلی شاخ تھی بلوچستان کو متعدد حصوں میں تقسیم کئے رکھا۔ ہر ایک کا نام جُدا تھا اور رتبہ مختلف' تاہم سب کے سب پسماندگی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ہمارے حوالے کی گئی انتظامیہ ایک طرف تو عوام کی اخلاقی اور مادی ترقی کی خواہشوں اور امنگوں سے بے نیاز تھی اور دوسری طرف اس میں تنقید سننے کا بھی حوصلہ نہ تھا اور نہ کسی طرح کی سیاسی اصلاحات کی ضرورت کا احساس۔ نتیجتہً" لوگ تعلیمی' معاشرتی' معاشی اور سیاسی طور پر جمود کا شکار رہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ لوگوں کو ایک طویل مدت تک سیاسی اور انتظامی تعطل پر اکتفا کرنا پڑا اور پھر شاید یہ سب کچھ حقائق کی روشنی میں متضاد بات نظر آئے کہ جہاں تک بلوچستان کے قبائلی علاقوں کا تعلق ہے گورنر جنرل اپنے انتظامی اختیارات اپنی صوابدید کے مطابق استعمال کیا کرتا تھا اور ان علاقوں پر جو برطانوی بلوچستان کے نام سے موسوم تھے یا پٹہ پر دیئے ہوئے تھے ایک ایسے چیف کمشنر کے ذریعے حکومت کرتا جس کا تقرر وہ اپنی صوابدید کے مطابق کرتا اور حسب ضرورت و منشا حکومتی اختیارات استعمال کرتا۔

"پھر قانون آزادی ہند مجریہ ۱۹۴۷ء کی شکل میں ہماری قومی جدوجہد کا ثمرہ ملا۔ جس کے ذریعہ حکومت برطانیہ نے برصغیر کے عامتہ الناس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لیا اور انہیں مکمل اختیارات منتقل کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اس قانون کی منظوری کے بعد وہ معاہدے اور سمجھوتے جو برطانوی حکومت اور ریاستوں اور قبائل کے مابین نافذ تھے' یکسر کالعدم ہو گئے۔ برطانوی حکومت کی ذمہ داریاں اور اختیارات' حقوق' حاکمیت اور طریقہ کار بھی جو قبائلی علاقوں میں رائج تھے کالعدم ہو گئے۔ دوسرے لفظوں میں اب قبائلی آزاد ہیں کہ وہ پاکستان سے برطانوی حکومت کی جانشین قوت کی حیثیت میں ایسے انتظامات کر لیں جن پر فریقین متفق ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قانون آزادی ہند کے تحت برطانوی بلوچستان چیف کمشنر کے صوبے پاکستانی علاقوں کا جزو بنا دیا گیا۔ صوبہ بلوچستان نے اس صورت حال کو قبول کر لیا اور اپنے منتخب نمائندوں کو مجلس دستور ساز پاکستان میں بھیج دیا۔ آزادی کی اس فضا میں قبائلی علاقوں کے عوام نے گذشتہ سال کے موسم گرما میں

منعقد ہونے والے استصواب رائے کے ذریعہ اپنی آزاد رائے سے مجلس دستور پاکستان میں شمولیت کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔ جیسے ہی یہ کچھ وقوع پذیر ہوا میں نے گورنر جنرل پاکستان کی حیثیت سے حکومت پاکستان کی جانب سے اس امر کی یقین دہانی اپنا فرض عین سمجھا کہ تمام سمجھوتے اور وظائف اس وقت تک برقرار رہیں گے جب تک ان (قبائل) کے ساتھ صلاح مشورے کے بعد ان میں تغیر و تبدل نہیں کیا جاتا۔ برطانوی اقتدار کے رخصت ہو جانے کے بعد بلوچستان کی عدلیہ سے انتظامی مشینری میں متعدد خلا واقع ہو گئے۔ان کو عارضی قانونی اور انتظامی کارروائی کے ذریعے پُر کر دیا گیا۔ قبائل کے ساتھ حکومت پاکستان کے تعلقات کی تجدید استصواب رائے عامہ کی بنیاد پر ہو گئی تاآنکہ ان سے دوبارہ مشورہ کیا جائے۔ یہ تمام انتظامات ان اختیارات کے تحت ہوئے جو مجھے گورنر جنرل کی حیثیت سے حاصل تھے اور یہ اختیارات بلوچستان کی واضح و صریح رائے عامہ سے' (جس کا اظہار شاہی جرگہ کے ذریعہ ہو گا) کئے گئے۔ چنانچہ احکام جاری کر دیئے گئے کہ جملہ قوانین جو زیر انتظام علاقوں' قبائلی علاقوں بشمول مری اور بگتی علاقوں' تمن اور بلوچ علاقوں ملحقہ ضلع ڈیرہ غازی خان' پنجاب (جو بلوچستان میں شامل نہیں) میں نافذ تھے بدستور نافذ العمل رہیں گے اور وہ تمام مراعات اور وظیفے جو اب تک واجب الادا تھے ان کی ادائیگی برقرار رہے گی۔ مجھے عارضی طور پر یہ انتظامات اس لئے کرنا پڑے کہ ملک کے نظم و نسق کو جاری رکھنا مقصود تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ان حالات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برقرار رکھنا چاہتا تھا جو برطانیہ کی عملداری میں جاری و ساری تھے۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ مجلس دستور ساز ان سب علاقوں کے نمائندوں کے مشورے سے حتمی دستور مرتب کرے گی۔ پھر دریں اثناء جب میں یہ عارضی انتظامات کر رہا تھا میں نے اپنی اس پُرخلوص خواہش کو فراموش نہیں کیا کہ جہاں تک ممکن ہو بلوچستان کے عوام کو ان کے صوبے کے نظم و نسق کے ساتھ وابستہ رکھا جائے۔ درحقیقت اسی خواہش کی تکمیل کے لئے ہی میں نے آپ کے پہلے دربار میں شمولیت کا فیصلہ کیا تاکہ مجھے آپ سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کا موقع مل سکے اور میں یہ معلوم کر سکوں کہ اپنے صوبے کے طرز حکومت کے بارے میں آپ کے خیالات کیا ہیں؟

مملکت کے لئے حتمی دستور مرتب کرنے میں مجلس دستور ساز کچھ وقت لے سکتی ہے' یہ بہت بڑا کام ہے اور ہو سکتا ہے کہ پورا عمل ہونے میں ڈیڑھ دو سال تک لگ جائیں۔ اس لئے میں چاہتا تھا کہ اب سے اس وقت تک کے درمیان کہ جب تک حتمی دستور نافذ ہو بلاتاخیر کچھ نہ کچھ ہو جائے۔ کوئی ایسی صورت جس سے عوام کو اپنی حکومت کی ذمہ داریوں میں حصہ لینے کا موقع مل سکے اور وہ اپنے صوبے کے انتظام میں اپنی آواز شامل کر سکیں۔ مجھے امید ہے کہ اس

اقدام سے پاکستان کے بلوچ شہری، گورنر جنرل اور یہاں انتظامیہ کے سربراہ کے قریب تر ہو جائیں گے۔ مجھے بہت غور وخوض کرنا پڑا کیونکہ نمائندہ حکومت کے قیام کی راہ میں قانونی اور دستوری مشکلات حائل تھیں، لیکن وقت ضائع کرنے کا موقع بھی نہیں تھا۔ میں اس بات کا انتظار کرنا چاہتا تھا کہ ضروری قانونی اور آئینی دفعات پورے طور پر ترتیب دی جائیں، وہ سب کچھ تو قدرتی طور پر وقت کے ساتھ مل ہی جائے گا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وقتی طور پر فوری مقصد بہترین طریقے سے حاصل ہو سکتا ہے اگر ہم خود گورنر جنرل کو بلوچستان کی حکومت اور انتظامیہ کا ذمہ دار قرار دے دیں اور عوام کے مسلمہ نمائندوں کے اشتراک عمل سے کام کریں۔ اس مقصد کے لئے میں نے گورنر جنرل کی مشاورتی کونسل تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے، مشاورتی کونسل کے ذریعہ عوام کو اپنے صوبے کی حکومت اور اس کے نظم و نسق میں اپنا پورا کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا۔ پھر اس کے ذریعہ میں بھی بحیثیت گورنر جنرل بلوچستان کے معاملات کی قریب سے نگرانی کر سکوں گا اور اس عظیم صوبے کے عوامی مسائل کو اپنی ذاتی خصوصی توجہ کا مرکز بنا سکوں گا جو پاکستان کے موجودہ عبوری دستور کے تحت میرا فریضہ بھی ہے۔ یہاں میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ حقیقت میں موجودہ دستور یعنی قانون آزادی ہند اور قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء گورنر جنرل کی حیثیت اور ان کی ذمہ داریوں کو واضح کر دیتے ہیں۔ جہاں تک کہ چیف کمشنر کے صوبہ کا تعلق ہے، موجودہ دستور میں جو تصرفات زیر عمل ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ کہ اس پر چیف کمشنر کے ذریعے سے جن کی تقرری گورنر جنرل کی صوابدید کے مطابق ہو گی، گورنر جنرل اس حد تک حکمرانی کریں گے جس حد تک وہ ضروری خیال فرمائیں۔

۲۔ وفاق کے اختیارات کا دائرہ برطانوی بلوچستان تک وسیع ہو گا لیکن قطع نظر اس سے کہ اس قانون میں کوئی ایسی شق موجود ہے۔ وفاقی مجلس قانون ساز کے کسی قانون کا برطانوی بلوچستان پر اس وقت تک اطلاق نہ ہو گا تاوقتیکہ گورنر جنرل اپنی صوابدید کے مطابق ایک عام اعلانیہ کے ذریعے اس امر کی ہدایت نہ فرمائیں اور گورنر جنرل اپنی صوابدید کے مطابق قانون یا اس کی جزو میں تغیر و تبدل کے ساتھ اطلاق کی ہدایت فرما سکتے ہیں۔

۳۔ گورنر جنرل، اپنی صوابدید کے مطابق، برطانوی بلوچستان میں امن اور عمدہ حکومت کی خاطر قواعد و ضوابط ترتیب دے سکتے ہیں اور اس طرح کے ترتیب دیئے ہوئے قاعدے اور ضابطے منسوخ کر سکتے ہیں، وفاقی مجلس قانون ساز کے کسی قانون یا صوبہ میں کسی رائج الوقت ہندی قانون میں ترمیم کر سکتے ہیں اور جب گورنر جنرل کسی قانون کا اطلاق کر دیں گے تو اس کی ویسی ہی وقعت ہو گی اور اس کا وہی اثر ہو گا جیسا کہ وفاقی مجلس قانون ساز کے کسی قانون کا، جس کا اطلاق

صوبہ پر ہوتا ہو۔

مشاورتی کونسل کے اراکین یقیناً نامزد کئے جائیں گے لیکن میں آپ حضرات کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی بے اختیار ادارہ نہیں ہو گا۔ اس کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ کسی ایسے امر کے بارے میں جس کا اس کے خیال میں صوبہ کی فلاح سے تعلق ہو گورنر جنرل کو مشورہ دے سکے گا۔ اسی طرح گورنر جنرل بھی کسی معاملے کو جو چیف کمشنر کی وساطت سے ان تک پہنچے کونسل کی رائے اور مشورے طلب کرنے کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ مثلاً پہلے مشاورتی کونسل صوبے کے میزانیہ کی بالتفصیل جانچ پڑتال کرے گی اور اسے گورنر جنرل کی خدمت میں اپنی سفارشات بھیجنے کی آزادی ہو گی۔

میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس سے آپ نے یہ اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں صرف بلوچستان کے عوام کو صوبے کے نظم و نسق میں ان کے واجب حصہ کی ادائیگی کے ضمن میں آغاز کار کر رہا ہوں اور میں انہیں صوبے کے مستقبل کے انتظام کی تشکیل میں پورا حصہ لینے اور عوام کی فلاح و بہبود میں پیش قدمی کے مواقع بہم پہنچا رہا ہوں۔ مثال کے طور پر، صوبے کی آئندہ کی تمام سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی ترقی کے منصوبے مشاورتی کونسل کے ذریعہ سے تیار اور پیش کئے جائیں گے، اور یہ گورنر جنرل کا کام ہو گا کہ وہ یہ دیکھیں کہ ان منصوبوں کو کونسل کے صلاح مشورے سے پایہ تکمیل کو پہنچایا جاتا ہے۔ حضرات! اس طرح بعض امور میں آپ پاکستان کے دیگر صوبوں سے بہتر ہوں گے۔ یہاں فی الحقیقت آپ کو ایک گورنر جنرل کا صوبہ مل جائے گا اور آپ میری خصوصی ذمہ داری اور نگہداشت میں ہوں گے اور مجھے اس امر کا یقین دلانے کی اجازت دیجئے کہ کونسل کی سرگرمیوں کے دائرے میں گورنر جنرل وقتاً" فوقتاً" مشاورتی کونسل کے ساتھ صلاح مشورے سے ایسے اقدام کریں گے جو ضروری متصور ہوں گے۔

اس موضوع پر جو اعلانیہ جاری کیا جائے گا اس میں مشاورتی کونسل کے فرائض، دائرہ کار اور اس کی رکنیت کی صراحت کر دی جائے گی۔ یہ زیر انتظام علاقوں کے جو برطانوی بلوچستان اور پٹے پر دیئے ہوئے علاقے کے نام سے موسوم تھے، عوامی نمائندوں پر مشتمل ہو گی۔ اس میں قبائلی علاقوں کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔ شاہی جرگے کے اراکین اور میونسپل کمیٹی کوئٹہ کی باقاعدہ غور کردہ آراء کی نیابت بھی کرے گی۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ کریں گے اس کونسل کی تخلیق میں یہ خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان طاقت اور حاکمیت عوام سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مشاورتی کونسل کے قیام سے ان علاقوں کے رتبے سے کوئی انحراف نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان علاقوں کے باشندوں کی اپنے آئندہ دستور کی ترتیب اور اپنے رسم و رواج اور

روایات کے مطابق اپنی انتظامیہ کی تشکیل کی آزادی پر کسی طرح اثرانداز ہو گی اور نہ ہی اس سے پٹے پر دیئے ہوئے علاقوں کی حیثیت میں کوئی فرق واقع ہو گا۔ بلکہ نئے اقدام کا مقصد حکومت اور ان علاقوں میں آباد عوام کے خیالات میں ہم آہنگی پیدا کرنا ہے اور انتظامیہ کو مستعد اور عوام کا درد آشنا بنانا ہے۔ اس سے بلوچستان کی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہو جائے گی کہ وہ عوام کی امنگوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے اور اب سے عوام کو ایسے مواقع فراہم کرے کہ وہ اپنی حکومت کے ساتھ انتظامیہ کی نگہداشت اور ذمہ داریوں میں حصہ لے سکیں۔

میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ بلوچستان ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے خسارے کا صوبہ ہے اور پاکستان کو متذکرہ بالا اقدامات کے ذریعہ عوام کی اعانت کرنے کے لئے مزید مالی طور پر زیر بار ہونا پڑے گا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ بلوچستان کے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کی خاطر اس بار کو اٹھانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو گی۔

اس اسکیم کو پیش کرتے ہوئے میرے پیش نظر ایک ہی اصول تھا یعنی اسلامی جمہوریت کا اصول۔ میرا عقیدہ ہے کہ ہماری نجات انہیں سنہری قوانین کی پابندی میں ہے جو ہمارے شارع اعظم پیغبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے متعین کئے۔ آیئے ہم اپنی جمہوریت کی اساس صحیح اسلامی تصورات اور اصولوں پر استوار کریں۔ ہمارے خدائے عزوجل نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ "کاروبار مملکت کے سلسلے میں ہمارے فیصلے' مباحثے اور مشاورت کے اصول کے تحت ہوں گے۔" میرے بلوچی بھائیو! اس نئے دور کے آغاز پر میں آپ کی کامیابی اور کامرانی کی دعا کرتا ہوں۔ خدا کرے آپ کا مستقبل ویسا ہی تابناک ہو جس کے لئے میں نے ہمیشہ دعا اور خواہش کی ہے۔ خدا کرے آپ سب خوشحالی سے ہمکنار ہوں۔"

پاکستان زندہ باد

۲۲۷۔ بلوچستان کے سول افسروں سے خطاب

سبی' ۱۴ فروری ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے سبی میں بلوچستان کے سول افسروں (نائب تحصیلدار اور اس سے اوپر) کے ایک اجتماع سے ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آج ہم یہاں بڑے اور چھوٹے کے امتیاز کے بغیر مملکت کے خادموں کی حیثیت سے جمع ہوئے ہیں اور یہ غور کرنے کے لئے کہ اپنے عوام اور اپنے ملک کے مفادات کو کس طرح آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اعلیٰ ترین سے ادنیٰ ترین تک ہم سب مملکت کے خادم ہیں۔

اب پاکستان ایک خودمختار مملکت ہے۔ مطلق اور بغیر کسی کی دخل اندازی کے' اور پاکستان کی

حکومت عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ جب تک کہ ہم حتمی طور پر اپنا دستور مرتب نہ کر لیں اور یہ کام صرف مجلس دستور ساز پاکستان ہی سرانجام دے سکتی ہے' اس وقت تک ہمارا موجودہ عبوری دستور افسر شاہی یا جبر یا آمریت پر نہیں بلکہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر ہونا چاہیے۔ آپ افسران کو محسوس کرنا چاہیے کہ یہ اصول ہیں جو ذہن نشیں رہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم نقطہ آغاز سے شروع کر رہے ہیں۔ اگر آپ پاکستان کو قوموں کی برادری میں ایک عظیم ملک بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو حتی الامکان آسائشوں کو فراموش کر دینا ہو گا اور جو کام بھی آپ کو سونپا گیا ہے اس پر جس قدر آپ سے ہو سکے زیادہ سے زیادہ وقت اور محنت صرف کریں۔

قائداعظم نے مزید فرمایا: دیانت اور خلوص سے کام کیجئے اور حکومت پاکستان کے حامی اور وفادار رہیے۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس دنیا میں کوئی شے آپ کے اپنے ضمیر سے بڑھ کر نہیں اور جب آپ رب ذوالجلال کے حضور پیش ہوں تو آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے اپنا فریضہ انتہائی احساس وفاداری' دیانت' راست بازی' لگن اور وفاشعاری کے ساتھ سرانجام دیا۔

یقین کیجئے کہ آپ نہ صرف بلوچستان کو عظیم بنائیں گے۔ مجھے علم ہے کہ بلوچستان میں زبردست امکانات موجود ہیں۔ بلکہ سارے پاکستان کے لئے بھی اپنا کردار ادا کریں گے اور اس طرح آپ کی مملکت صرف آبادی کے لحاظ سے ہی دنیا کی سب سے بڑی پانچویں مملکت ہی نہ رہے گی بلکہ پانچ برس کے دوران دنیا کی سب سے عظیم ترین مملکتوں کی صف میں شامل ہو جائے گی۔

اب یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسے ایک مقدس امانت تصور کریں۔ اپنی توانائیوں اور عزم کو دوگنا کر دیجئے۔ انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

۲۲۸۔ پریس کانفرنس میں تقریر

سبی' ۱۵ فروری ۱۹۴۸ء

گورنر جنرل پاکستان' قائداعظم محمد علی جناح نے ایک اخباری کانفرنس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ آمریت کے حق میں نہیں ہیں۔

سوال یہ تھا کہ آپ نے کل دربار میں جن اصلاحات کا اعلان کیا ہے ان کے تحت بلوچستان کو گورنر جنرل کا صوبہ کیوں بنایا گیا۔ کیا آپ آمریت کے حق میں ہیں؟

قائداعظم کا جواب تھا "میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح بہتر رہے گا۔ بھرپور پارلیمانی مباحث کے معمول کے عمل کی نسبت معاملات زیادہ تیزی سے نمٹائے جا سکیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں آمریت کے حق میں ہوں۔

"میں اسے اپنے لئے خود ستائی خیال کرتا ہوں۔ چونکہ میرا دل' میری روح اور میری دھڑکن مجھے یقین دلاتی ہیں کہ میں موجودہ حالات میں بلوچستان کے لئے بہت مفید ثابت ہوں گا۔ اس اسلامی اقدام کے دو سبب ہیں (اول) میں ہر ممکن طریقے سے بلوچستان کی مدد کرنا چاہتا ہوں اور (دوم) کام کہیں زیادہ جلدی سے ہوں گے۔"

قائداعظم نے فرمایا کہ "پاکستان میں دیگر صوبے پارلیمانی حکومتوں کے جملہ ابتدائی مراحل طے کر چکے ہیں۔ بلوچستان کے ضمن میں' موجودہ حالات میں اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا کہ سارا بار گورنر جنرل کے کندھوں پر ڈال دیا جائے۔"

جب بلوچستان کی مجوزہ مشاورتی کونسل کے آئین اور اس کے دائرۂ کار کے بارے میں دریافت کیا گیا تو قائداعظم نے فرمایا "گورنر جنرل کونسل کو نامزد کریں گے لیکن وہ اسے ایک برائے نام ادارہ نہیں بنائیں گے۔ وہ اس کا اہتمام کریں گے کہ یہ واقعی ایک نمائندہ ادارہ بن جائے۔"

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ کیا کونسل میں اقلیتوں کی نیابت بھی ہو گی؟ قائداعظم نے فرمایا کہ "انہوں نے اپنے کل کے خطاب میں یہ واضح کر دیا تھا کہ کونسل میں ہر ایک کے مفاد کی نمائندگی ہو گی۔"

انہوں نے اس اعتراض کو کہ صوبے میں عوام کی کوئی آواز نہیں اور اب بھی ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہو گی' یہ کہہ کر رد کر دیا کہ "ان کی آواز تو ہے لیکن وہ پورے طور پر منظم نہیں ہیں اور ابھی تک ابتدائی مرحلے میں ہیں۔"

اس سوال پر کہ قلات کی پاکستان میں شمولیت کے مسئلہ پر ان کے سبی میں خان قلات سے جو مذاکرات ہوئے اس میں کیا طے ہوا' تو گورنر جنرل نے ان مذاکرات کے بارے میں کچھ بتانے سے انکار کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ خان قلات کو ان سے ۱۴ فروری کی شام کو ملاقات کرنا تھی لیکن اپنی اچانک ناسازی طبع کی وجہ سے وہ ملاقات نہ کر سکے۔" پھر قائداعظم نے وہ خط پڑھ کر سنایا جو انہیں گذشتہ شام خان قلات کی جانب سے موصول ہوا تھا۔ خط میں کہا گیا تھا "میں نے دارالعوام اور دارالامراء دونوں ایوانوں کا اجلاس طلب کر لیا ہے تاکہ وہ مملکت پاکستان کے ساتھ مستقبل کے تعلقات کے بارے میں ماہ رواں کی اکیس یا بائیس تاریخ تک مجھے اپنی حتمی رائے سے آگاہ کر دیں۔ میں' قائداعظم' آپ کو اس ماہ کے آخر تک ان کی حتمی رائے سے مطلع کر سکوں گا۔"

خط پڑھنے کے بعد قائداعظم نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ "ان حالات میں مَیں ان کے حتمی جواب کا انتظار کروں گا اور میں امید کرتا ہوں کہ قطعی طور پر اس ماہ کے اختتام پر وہ جواب مجھے

بھیج دیں گے۔"

جب ان سے کہا گیا کہ وہ مسئلہ کشمیر کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں تو انہوں نے جواب دیا: "میں مسئلہ کشمیر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اقوام متحدہ اس مسئلہ کو نمٹا رہی ہے اور ان حالات میں کوئی بھی بات موجودہ صورت کو بگاڑ سکتی ہے۔" انہوں نے فرمایا کہ جہاں تک اخبارات کے ذریعہ انہیں معلوم ہوا ہے اقوام متحدہ میں متعین پاکستانی وفد واپس نہیں آرہا ہے" جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا کراچی علیحدہ وفاقی صوبہ بنایا جا رہا ہے؟ تو قائداعظم نے فرمایا "یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کراچی پاکستان کا دارالحکومت ہو گا اور کراچی کے متعلق دیگر امور پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔"

۲۲۹۔ آسٹریلیا کے عوام سے نشری خطاب

۱۹ فروری ۱۹۴۸ء

"آج کل یہ بات زبان زد خاص و عام ہے کہ دنیا سمٹتی جا رہی ہے۔ اس کے باسی ایک دوسرے کے متعلق زیادہ جانتے ہیں اور ان کے مفاد ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ وابستہ ہوتے جا رہے ہیں۔ تاہم مجھے شبہ ہے کہ آسٹریلیا کے لوگ پاکستان کے بارے میں شاید ہی کچھ جانتے ہوں گے۔ میں سوچتا رہا ہوں کہ کیا یہ ایک نام سے کچھ زیادہ ہو گا؟ کیا یہ ناقابل اندازہ لوگوں' ایشیائیوں' کا ایک پرانا اور کچھ ناقابل فہم سا تجربہ تو نہیں؟ آج مجھے بے حد مسرت ہے کہ مجھے آپ کو پاکستان کے بارے میں کچھ بتانے کا موقع ملا اور یہ بھی کہ ساڑھے ۶ کروڑ انسانوں کے لئے اس کا مفہوم کیا ہے۔

پاکستان دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ برصغیر ہند کے شمال مشرق میں اور دوسرا شمال مغرب میں واقع ہے۔ مشرقی حصے کی زمین بڑے آہستہ خرام دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے اور اس کا زیادہ تر انحصار مون سون کی بارشوں پر ہوتا ہے۔ مغرب میں واقع علاقوں میں زیادہ تنوع ہے۔ ان میں صحرا ہیں' زرخیز اور نہروں سے سیراب ہونے والے میدان ہیں' پہاڑ ہیں اور وادیاں۔ لوگ زیادہ تر سیدھے سادے اور غریب' زیادہ پڑھے لکھے بھی نہیں' اپنے کھیتوں میں کاشتکاری سے آگے شائد ہی ان کی کوئی اور دلچسپی ہو۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا وہ غریب ہیں لیکن ان کا تعلق ایک سخت کوش اور جفاکش نسل سے ہے اور میں سمجھتا ہوں اس دعوے میں کوئی شیخی نہیں ہو گی کہ وہ بہادر ہیں' انہوں نے اچھے سپاہی پیدا کئے اور بہت سی جنگوں میں معرکے مارے۔ دونوں عالمی جنگوں میں انہوں نے آپ کے شانہ بشانہ داد شجاعت دی۔

فی الوقت ہمارا تمام تر انحصار زراعت پر ہے۔ پاکستان کی آبادی تو سابق برطانوی ہند کی ۲۲ فیصد کے لگ بھگ ہو گی مگر اس کی پیداوار چاول کے معاملے میں کل پیداوار کی ۳۳ فیصد اور گندم کے معاملے میں کل پیداوار کی ۴۰ فیصد ہے۔ لہٰذا مقابلتاً" خوش نصیب ہیں۔ ہماری چند اور بھی تجارتی پیداواری فصلیں ہیں، مثلاً پٹ سن، کپاس اور تمباکو۔ دنیا کا بیشتر پٹ سن مشرقی بنگال میں پیدا ہوتا ہے اور اس سے ہمیں بہت بیرونی زرمبادلہ حاصل ہو جاتا ہے۔ بیرونی زرمبادلہ ہمارے لئے بہت اہم ہو گا کیونکہ اس سے صنعتیں قائم کی جا سکیں گی اور ان کی توسیع ہو سکے گی۔

اب تک ہمارے ہاں چند ہی بڑی صنعتیں ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آسٹریلیا کے ایک مایہ ناز سپوت، میری مراد ہے مسٹر آر جی کیسی سے، آپ کو یہ بتا سکیں گے کہ ہمارے ملک میں ترقی اور خوش حالی کے بے پناہ مواقع موجود ہیں اور یہ کہ ہم خود یعنی عوام ان مواقع سے استفادہ کے لئے بیتاب ہیں۔ تاہم اس وقت ہمارے پاس سرمائے اور تیکنیکی معلومات کی کمی ہے۔ لیکن تھوڑا سا وقت درکار ہو گا۔ ادھر اُدھر سے دوستانہ تعاون کا ہاتھ بڑھا تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔ صنعت کاری اور افزائش سرمایہ کے ضمن میں نہ ہم تعصبات کے شکار ہیں اور نہ ہی جھوٹی اَنا کے، ان جہتوں میں ہمیں اپنی کمزوریوں کا علم ہے اور ہم ایسی سرمایہ کاری کا خیر مقدم کریں گے جو ہماری معیشت کے استحکام کا باعث بن سکے۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ بیرون ملک سے اگر کسی نے دست تعاون دراز کیا تو اس کے پچھتاوے کی کوئی وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان ہزار میل کے قریب بھارتی علاقہ ہے۔ بیرونی ملک کا کوئی بھی طالب علم سب سے پہلے یہ سوال کر سکتا ہے کہ ایسا کیسے ممکن ہے؟ ایسے علاقوں کی حکومت میں جن کے درمیان اس قدر طویل فاصلہ حائل ہو اتحاد عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اس سوال کا ایک لفظ میں جواب دے سکتا ہوں، اور وہ ہے "ایمان"۔ ایمان اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر، اپنے اوپر اعتماد اور اپنے مقدر پر بھروسہ۔ لیکن میں سمجھ سکتا ہوں کہ جو لوگ ہم سے واقف نہیں ہیں انہیں اس مختصر سے جواب کے مضمرات کو سمجھنے میں شاید دقت محسوس ہو۔ لیجئے میں آپ کے سامنے تھوڑا سا پس منظر بیان کر دیتا ہوں۔

ہماری عظیم اکثریت مسلمان ہے۔ ہم رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ ہم اسلامی ملّت و برادری کے رُکن ہیں جس میں حق، وقار اور خودداری کے تعلق سے سب برابر ہیں۔ نتیجتاً" ہم میں اتحاد کا ایک خصوصی اور گہرا شعور موجود ہے۔ لیکن غلط نہ سمجھئے، پاکستان میں کوئی نظام پاپائیت رائج نہیں۔ اس طرح کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلام ہم سے دیگر عقائد کو گوارا کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور ہم اپنے ساتھ ان لوگوں کے گہرے اشتراک کا پُرتپاک خیرمقدم

کرتے ہیں جو خود پاکستان کے سچے اور وفادار شہریوں کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرنے کے لئے آمادہ اور رضامند ہوں۔

نہ صرف یہ کہ ہم میں سے بیشتر لوگ مسلمان ہیں' بلکہ ہماری اپنی تاریخ ہے' رسوم و روایات ہیں اور وہ تصوّراتِ فکر ہیں' وہ نظریہ اور جبلّت ہے جس سے قومیت کا شعور اُبھرتا ہے۔ ہند میں صدیوں سے ہمارا ایک مقام تھا۔ کسی وقت وہ مقام اعلیٰ و ارفع تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مغلوں کا فرمان ساحل تا بہ ساحل جاری و ساری تھا۔ ہم اس عہد کو صرف تاریخی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب ہمارے پاس مقابلتاً" کم علاقہ ہے جو بلحاظ رقبہ انگلستان سے چار گنا ہے۔ یہ ہمارا ہے اور ہم اس پر قانع ہیں۔ ہم اپنے ہمسایوں کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم صلح و آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم سکون کے ساتھ اور اپنے طریقے سے اپنے مستقبل کو سنوارنا چاہتے ہیں اور امور عالم میں اپنا جائز حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے عوام کی اپنے لئے علیحدہ خطہ ارض حاصل کرنے کی خواہش عظیم مصائب برداشت کئے بغیر پوری نہیں ہوئی۔ آپ نے اخبارات میں ان ہولناک واقعات کے بارے میں ضرور پڑھا ہو گا جو شمالی ہند میں رونما ہوئے۔ ہمارے لئے وہ ایک اخباری واقعہ نہیں تھا۔ یہ قیامت تھی۔ ہمارے عزیز و اقربا کا خون ناحق' ہم میں سے کوئی بھی خواہ وہ پاکستان کا ہو یا ہندوستان کا اس واقعہ کا تذکرہ گہرے رنج و الم کے بغیر نہیں کر سکتا۔ ہزاروں مرد' عورتیں اور بچے تہ تیغ کر دیئے گئے۔ لاکھوں بے گھر ہو گئے۔ ہنگامہ ایک بار شروع ہو گیا تو طرفین کے لوگوں نے ایک دوسرے پر جوابی حملے کئے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ اپنے کئے پر شرمسار ہوں گے۔

میں قطعی طور پر اپنی حکومت کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہم نے حتی المقدور خلاف قانون جذبہ انتقام کو دبانے کی کوشش کی۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن میں صدق دل سے شکر بجا لاتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد میں بہت بڑی حد تک کامیاب رہے۔ ہمیں سب سے زیادہ جس کی ضرورت ہے وہ امن و سکون اور عمدہ میل ملاپ ہے۔ میں پاکستان کے ہر فرد کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے مصائب نے جو بے حد ہولناک تھے ہم میں اپنی مملکت کو برقرار رکھنے اور اسے عظیم نعمت تصور کرنے کے عزم کو پختہ تر کر دیا ہے۔ اپنے تمام خطبات میں اور حکومت کے ہر اس شعبہ کو بھی جس پر میرا اثر و رسوخ ہے میں نے یہ تاکید اور ہدایت کی ہے کہ نہ پاکستان کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جانا ہے اور نہ اپنے زخموں کو سہلاتے رہنا ہے۔ ہمارے عوام کو اپنے ملک کی بہتری اور اسے مالا مال کرنے کے لئے کام کرنا چاہیے اور محنت سے کرنا چاہیے۔

اپنی نئی مملکت کے قیام کے سلسلے میں مَیں یہ توقع کرتا ہوں کہ آسٹریلیا کے عوام کو ہمارے

مسائل کا خصوصی اندازہ ہو گا کیونکہ یہ کوئی بہت پُرانی بات نہیں کہ آپ کے آبا و اجداد بھی نئی بستیاں بسا رہے تھے' انتظامیہ کی تشکیل کر رہے تھے' زمین کے خزانوں کو ترقی دینے کے منصوبے بنا رہے تھے' اپنے بچّوں یعنی آپ کے مستقبل کو محفوظ کرنے کی تدابیر کر رہے تھے اور سب سے اہم بات یہ کہ آسٹریلیا کے باشندوں کی حیثیت سے اپنی شناخت کا شعور حاصل کر رہے تھے جو آپ نے اُن سے ورثے میں پائی- کم و بیش ہم آج اسی مرحلہ میں ہیں- بلا شبہ غلطیاں کریں گے' شاید اسی طرح جس طرح آپ سے غلطیاں سرزد ہوئی ہوں گی' لیکن جس طرح آپ کامیاب ہوئے ہم بھی کامیاب ہوں گے-

ایک اور سبب بھی ہے جس کے باعث میں سمجھتا ہوں کہ آپ پاکستان کو پہلے ہی سے پُرہجوم نقشہ پر محض ایک اور نام تصوّر نہ کریں- دراصل پاکستان مسلم ممالک کی طویل صف میں ایک نہایت اہم اضافہ ہے' جس راہ سے آپ کی بحیرۂ روم اور یورپ تک رسائی ہوتی ہے- قدرتی طور پر ہمارا ان ممالک کے ساتھ گہرا رابطہ ہے-

مَیں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں اور انگریزوں میں کافی یگانگت موجود ہے- شاید یہ عملی اعتبار سے فکر اور محض نظریاتی باتوں اور جذبات سے مبّرا رہنے کا نتیجہ ہو- بلاشبہ کبھی کبھار اونچ نیچ' مشکلات اور غلط فہمیاں بھی ہوئی ہوں گی' لیکن یہ چیزیں دوستی کے مقابلے میں اتنی اہم نہیں- یقیناً پاکستان میں ان لوگوں کے دلوں میں جو برطانوی قوم سے بخوبی واقف ہیں' نیک جذبات کے سوا کچھ نہیں- گذشتہ عشرے کے دوران جب ماحول میں ذرا گرمی تھی تو ہم نے برطانوی حکمرانی اور اُن کے طریقہ فرمانروائی کے بارے میں تلخ باتیں کیں' وہ وقت اب گزر چکا ہے' اور اپنی آزادی کے حصول اور قیام پاکستان اور دوستانہ معانقہ اور دو برابر کی قوموں کے مابین رابطے کے پس منظر میں فراموش بھی ہو چکا ہے-

مجھے امید ہے کہ اس مختصر سی گفتگو میں مُیں نے اس بارے میں کہ پاکستان اور اس کے عوام اور ہم سب کے لئے پاکستان کا مطلب کیا ہے' ایک ہلکا سا خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے- مجھ سے کہا گیا ہے کہ مُیں بات ختم کرتے ہوئے آسٹریلیا کے عوام کو ہدیہ تہنیت بھی پیش کر دوں- میں بڑی مسرت کے ساتھ ایسا کر رہا ہوں اور اس سے بہتر تہنیتی پیغام میں سوچ ہی نہیں سکتا جو ہمارے یہاں روایتاً رائج ہے' یعنی "السلام علیکم" جس کا مطلب ہے "تم امن و سلامتی سے رہو-"

پاکستان زندہ باد

۲۳۰۔ ملیر کے اک اک رجمنٹ کے افسروں اور جوانوں سے خطاب

۲۱ فروری ۱۹۴۸ء

"حضرات! جیسا کہ اس سے قبل میں نے بحریہ کے افسروں اور جوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا امن کے مقصد اور ادارہ اقوام متحدہ کے نصب العین کے لئے کام کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم خود کو اس قدر طاقتور بنا لیں کہ کوئی قوت ہمارے خلاف جارحانہ عزائم رکھنے کی جرأت نہ کر سکے۔ ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ جیت لی ہے لیکن اس آزادی کو برقرار رکھنے اور زیادہ پائیدار اور پختہ بنیادوں پر استوار کرنے کی زیادہ شدید جنگ جاری ہے' اگر ہم ایک عظیم قوم کی حیثیت سے قائم و دائم رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس جنگ کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ہو گا۔ "مضبوط تر کی بقا' قدرت کا اٹل قانون ہے۔ اور ہمیں خود کو نو حاصل شدہ آزادی کے لئے تنو مند و توانا ثابت کرنا ہو گا۔ آپ نے دنیا کو فسطائیت کی مصیبت سے نجات دلانے اور اسے جمہوریت کے لئے محفوظ کرنے کے لئے خطہ ارض کے دور دراز گوشوں میں بہت سی لڑائیاں لڑی ہیں' اب آپ کو اپنے وطن میں اسلامی جمہوری' معاشرتی عدل اور انسانی مساوات کے فروغ اور بقا کے لئے سینہ سپر ہونا ہو گا۔ آپ کو چوکنا رہنا ہو گا' بہت ہی چوکنا کہ ابھی آرام کا وقت نہیں آیا۔ یقین' نظم و ضبط اور بے لوث فرض کی لگن سے شاید ہی کوئی ایسی قابل قدر شے ہو جو آپ نہ حاصل کر سکیں۔

اس مشینی دَور میں جب انسان کی کج رو ذہانت ہر روز تباہی کے نت نئے آلات ایجاد کر رہی ہے آپ کو وقت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا ہو گا' اور خود کو تازہ ترین معلومات اور ساز و سامان سے لیس رکھنا ہو گا۔ اس لئے نہیں کہ اپنے ہمسایوں کے خلاف بُرے عزائم رکھتے ہیں بلکہ اس لئے کہ ہماری سلامتی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بے خبری کے عالم میں نہ پکڑے جائیں۔ ہماری اس سے زیادہ کوئی خواہش نہیں کہ ہم خود بھی امن و سکون سے جئیں اور دوسروں کو بھی امن و امان کی فضا میں جینے دیں اور اپنے ملک کو اپنی صوابدید کے مطابق بغیر کسی بیرونی مداخلت کے ترقی دیں اور عوام الناس کے حالات کو سنواریں۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا کام ہو گا لیکن اگر ہم صدق دل اور خلوص کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ کر لیں اور اپنی قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر قربانیوں کے لئے آمادہ ہو جائیں تو ہم بہت جلد اپنے مقاصد کو حاصل کر لیں گے۔

پاکستان زندہ باد

۲۳۱- امریکہ کے عوام سے نشری خطاب

کراچی، فروری ۱۹۴۸ء

"میرے لئے یہ امر انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ میں اہالیان ریاستہائے متحدہ امریکہ سے، پاکستان، اس کی حکومت، اس کے افراد اور اس کے وسائل کے بارے میں اس نشریہ کے ذریعے گفتگو کر رہا ہوں۔ یہ مملکت جو کسی حد تک اس برصغیر کے دس کروڑ مسلمانوں کے حسین خواب کی تعبیر ہے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آئی۔ پاکستان سب سے بڑی اسلامی مملکت اور دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک مغربی پاکستان اور دوسرا مشرقی پاکستان۔ ان دو بڑے حصوں کو ایک ہزار میل سے زیادہ فاصلہ ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ مغربی پاکستان کا رقبہ، جو شمال مغربی صوبہ سرحد، مغربی پنجاب، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ہے ۱۷۹۰۰۰ مربع میل ہے جبکہ مشرقی پاکستان کا رقبہ جو ۵۴۰۰۰ مربع میل ہے، مشرقی بنگال اور ضلع سلہٹ پر مشتمل ہے۔ اس طرح پاکستان کا کل رقبہ ۲۳۳۱۰۰ مربع میل بنتا ہے اور اس کی آبادی ۷۰ ملین نفوس پر مشتمل ہے۔

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس کی دو بڑی غذائی فصلیں گندم اور چاول ہیں۔ چاول مشرقی پاکستان کی اور گندم مغربی پاکستان کی خاص پیداوار ہے۔ مغربی پاکستان میں دونوں صوبوں، مغربی پنجاب اور سندھ میں آبپاشی کے لئے نہروں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ اس موقع پر لائیڈ بیراج کے آبپاشی کے کام کا تذکرہ بھی ہو جانا چاہیے جس کے ذریعہ دریائے سندھ کے پانی کو استعمال کر کے ۶۰ لاکھ ناکارہ اراضی کو قابل کاشت رقبہ بنایا گیا ہے۔ دو نئے بیراجوں کی تعمیر ایک بالائی سندھ اور دوسرا زیرین سندھ کی اسکیمیں بھی ہیں، جب یہ مکمل ہو جائیں گی تو امید کی جاتی ہے کہ سندھ کا زیر کاشت رقبہ ایک کروڑ بیس لاکھ ایکڑ تک پہنچ جائے گا۔

پاکستان کی دیگر زرعی پیداوار میں پٹ سن اور کپاس کا ذکر بھی آنا چاہیے۔ پٹ سن پیدا کرنے والے علاقے جسے بجا طور پر بنگال کے سنہرے ریشے کا نام دیا گیا ہے اب زیادہ تر مشرقی پاکستان میں واقع ہیں۔ اگرچہ پٹ سن کی صنعت زیادہ تر ہندوستان کی ریاست میں، کلکتہ اور اس کے مضافات میں ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں پٹ سن کا زیر کاشت رقبہ ۱۵ لاکھ ایکڑ ہے اور پیداوار کا اندازہ ۴۰ لاکھ گانٹھوں سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں پٹ سن کی تجارت کو فروغ دینے کی منصوبہ بندی کی جا چکی ہے اور اب مشرقی پاکستان میں پٹ سن کے کارخانے قائم کرنے کے لئے ضروری مشینیں درآمد کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

حال ہی میں پاکستان میں کپاس کی صورت حال بہت بہتر ہو گئی ہے۔ ۴۵-۱۹۴۴ء میں مغربی

پاکستان میں تقریباً تیس لاکھ ایکڑ رقبہ کپاس کے زیر کاشت تھا جبکہ اس کی پیداوار دس لاکھ چالیس ہزار گانٹھوں کے لگ بھگ تھی۔ ۴۸-۱۹۴۷ء میں پاکستان میں کپاس کی اندازاً مالیت ۴۵ کروڑ روپے کے لگ بھگ پہنچتی ہے۔ اب وہ دن دور نہیں کہ پاکستان میں کپاس کی پیداوار اس سے کہیں زیادہ ہو جائے گی۔

پاکستان میں چائے اور تمباکو کی کاشت بھی ہوتی ہے۔ ۱۹۴۴ء میں مشرقی بنگال میں، جو اب پاکستان کے علاقے میں ہے، ۸۰ ہزار ایکڑ رقبے پر چائے کی کاشت ہوئی تھی۔

قدرت نے پاکستان کو زبردست معدنی دولت سے نوازا ہے جو مصرف میں آنے اور فروغ پانے کی منتظر ہے۔ کوئلہ، لوہا، پیٹرول، کرومائٹ، جپسم، نمک، تعمیراتی مواد، ابرق اور سونا پاکستان میں دستیاب ہیں۔

جیسا کہ میں اس سے پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنیادی طور پر پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس میں بڑی صنعتیں موجود نہیں۔ لیکن میری حکومت نے دونوں حصوں یعنی مغربی اور مشرقی پاکستان میں تیز رفتار صنعت کاری کی ایک اسکیم تیار کر لی ہے۔ صرف حکومت سندھ نے صنعت کاری کی جو اسکیم تیار کی ہے اس پر تیرہ کروڑ روپے لاگت آئے گی اور چار سال میں رُو بہ عمل ہو جائے گی۔ صوبے میں خصوصی صنعتی علاقے کی ترقی کے لئے ابتدائی طور پر ڈھائی کروڑ روپے کی منظوری دی جا چکی ہے۔ پاکستان کے دیگر صوبے بھی اس وقت صنعت کاری کے لئے وسیع اور جامع اسکیمیں مرتب کرنے میں تیار ہیں۔

پاکستان میں کراچی اور چاٹگام دو بڑی بندر گاہیں ہیں۔ مزید برآں کراچی کا شمار پاکستان کی ریاست کے موجودہ دارالحکومت ہونے کی اہمیت کے علاوہ ایشیا کے مصروف ترین ہوائی اڈوں میں بھی ہوتا ہے۔ میری حکومت اس کی بہتری کے لیے کوشاں ہے۔ مشرقی پاکستان کے لئے چٹاگانگ کاروبار اور تجارت کے لئے اہم راستہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میری حکومت اس کی بہتری اور ترقی کے لئے ضروری اقدام کر رہی ہے۔

مجلس دستور ساز پاکستان کو ابھی پاکستان کے لئے دستور مرتب کرنا ہے۔ مجھے اس بات کا تو علم نہیں کہ دستور کی حتمی شکل کیا ہو گی، لیکن مجھے اس امر کا یقین ہے کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہو گا جس میں اسلام کے لازمی اصول شامل ہوں گے۔ آج بھی ان کا اطلاق عملی زندگی میں ویسے ہی ہو سکتا ہے جیسے کہ ۱۳ سو برس قبل ہو سکتا تھا۔ اسلام نے ہر شخص کے ساتھ عدل اور انصاف کی تعلیم دی ہے۔ ہم ان شاندار روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کے آئندہ دستور کے مرتبین کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے باخبر ہیں۔ بہرنوع پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت

نہیں ہو گی جس پر آسمانی مقصد کے ساتھ پاپاؤں کی حکومت ہو۔ غیر مسلم' ہندو' عیسائی اور پارسی ہیں' لیکن وہ سب پاکستانی ہیں۔ انہیں وہ تمام حقوق اور مراعات حاصل ہوں گے جو کسی اور شہری کو حاصل ہو سکتی ہیں اور وہ امور پاکستان میں اپنا جائز کردار ادا کر سکیں گے۔

دنیا کی تمام قوموں کے ساتھ دوستی اور خیر سگالی ہماری خارجہ حکمت عملی ہے۔ ہم کسی ملک اور قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دیانتداری اور انصاف کے قائل ہیں اور اقوام عالم میں امن اور خوش حالی کو فروغ دینے کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ پاکستان دنیا کی مقہورو مجبور قوموں کی مادی اور اخلاقی اعانت اور اقوام متحدہ کے منشور کے اصولوں کو اپنانے میں کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہے گا۔

پاکستان کو اپنی زندگی کے گذشتہ پانچ مہینوں میں ہولناک آزمائشوں اور مصائب اور ایسے سانحوں سے گزرنا پڑا جن کی بنی نوع انسان کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ تاہم ہم نے ان آفات کا مقابلہ حوصلے اور استقامت کے ساتھ کیا۔ ہم اپنی استقامت' محنت اور قربانی کے ذریعہ پاکستان کو ایک عظیم اور طاقتور قوم بنا دیں گے۔ پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اسے تباہ نہیں کر سکتی۔"

پاکستان زندہ باد

۲۳۲۔ امریکہ کے پہلے سفیر کی تقریر کے جواب میں

کراچی' ۲۶ فروری ۱۹۴۸ء

عزت مآب! مجھے اس بات سے بڑی مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں آپ کو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پہلے سفیر کی حیثیت میں اپنے درمیان پا کر خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔ ہر چند کہ پاکستان ایک نئی مملکت ہے لیکن پاکستان کے عوام اور امریکی عوام کے درمیان کاروباری اور تجارتی روابط قائم ہوئے ایک صدی سے زیادہ مدت بیت گئی ہے۔ دو عالمی جنگوں کے دوران یہ تعلق زیادہ مستحکم' بلاواسطہ اور گہرا ہو گیا اور بالخصوص حالیہ دوسری عالمی جنگ کے دوران میں جب ہماری دونوں قوموں نے شانہ بہ شانہ جمہوریت کا دفاع کیا۔ آپ کی قوم نے اپنی خود مختاری کے لئے جو تاریخی جنگ لڑی اور ان کی کامیابی' نیز نسل در نسل آپ کے ملک میں جمہوریت کی مسلسل تعلیم اور عمل روشنی کے مینار کی مثل ہے اور اس نے ہماری جیسی قوموں کے لئے محرک کا کام دیا جو حُریّت اور آزادی کے حصول اور غیر ملکی استعمار کی غلامی کا طوق گردن سے اتار پھینکنے کی جدوجہد میں مصروف تھیں۔

میں آپ کی اس خوشی میں دل و جان سے شریک ہوں کہ آپ کی حکومت نے اس نئی

مملکت کے قیام کے روز ہی سے پاکستان کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کر کے دوستی اور ہمدردی کی گواہی پیش کر دی- اس میں صرف اس قدر اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اس دوستی کو لائق اور محترم سفارت کار مسٹر چارلس لیوس' جنہوں نے عزت مآب کی تشریف آوری کے زمانے تک آپ کے ملک کی نمائندگی کی' نے اس کام کو محنت اور تسلسل کے ساتھ آگے بڑھایا-

آپ نے یہ بات تو اپنی بصیرت کی بنا پر ہی کہہ دی کہ ہماری نوزائیدہ مملکت کو اپنے ابتدائی ایام ہی سے سنگین اور خطرناک نوعیت کے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے- اگرچہ ایک نئی مملکت کی حیثیت سے ہمیں نازک صورت حال کا مقابلہ کرنا پڑا ہے' تاہم ہمیں اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم آزاد اور امن پسند قوم کی حیثیت سے زندہ رہتے ہوئے مشترک مقاصد اور عزم کی وجہ سے ان مشکلات پر کامیابی کے ساتھ قابو پالیں گے-

عزت مآب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمارے بہت سے مسائل سے ہمدردی کے ساتھ نمٹنے کے لئے دوستانہ تعاون کی یقین دہانیاں کرائی ہیں- میں آپ کے اس اعتماد کو بھی تہہ دل سے سراہتا ہوں- ہماری روایات اور ہمارا ماضی ہمارے عوام کی آرزوں اور امنگوں کے حصول ہیں- جواباً میں عزت مآب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دور ظلمت سے نکلنے کے بعد جو کم و بیش ڈیڑھ صدی پر محیط رہا ہے پاکستان کے عوام کسی ایسی چیز کے خواہاں نہیں جو ان کی اپنی نہ ہو اور وہ دنیا کی آزاد قوموں سے ان کی خیر سگالی اور دوستی کے سوا کسی اور چیز کے طلبگار نہیں- ہم اہل پاکستان یہ عزم کر چکے ہیں کہ مدت دراز سے گم گشتہ آزادی کو دوبارہ پا لینے کے بعد نہ صرف ہم اپنی مملکت کو مضبوط اور مسرور بنانے کے لئے اپنی پوری صلاحیت کے مطابق کام کریں گے بلکہ مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ عزت مآب اور وہ عظیم ملک اور قوم جس کی آپ نمائندگی کر رہے ہیں' ہمارے ساتھ اقتصادی اور ثقافتی روابط کو' جو دونوں ممالک کے لئے مفید ہوں' فروغ دینے میں دست تعاون دراز کریں گے- مجھے امید ہے کہ وہ اچھے تعلقات اور دوستانہ روابط جو امریکہ اور پاکستان کے لوگوں کے درمیان پہلے ہی سے موجود ہیں مزید مستحکم ہو جائیں گے اور ہمارے دونوں ملکوں کی دوستی کا رشتہ زیادہ مضبوط اساس پر استوار ہو گا- عزت مآب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری حکومت آپ کی اور اپنی مشترکہ خواہش اور مقصد کو پورا کرنے میں حتی المقدور آپ کی ہر طرح سے اعانت کرے گی- میں ایک بار پھر عزت مآب! آپ کا امریکہ کے پہلے سفیر کی حیثیت سے پاکستان میں اس تقرری کا پُرجوش خیرمقدم کرتا ہوں-

۲۳۳- تُرکی کے پہلے سفیر کی تقریر کا جواب

کراچی، ۴ مارچ ۱۹۴۸ء

"عزت مآب! آج مجھے آپ کو تُرکی کے پہلے سفیر متعیّن پاکستان کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہوئے بڑی مسرت ہو رہی ہے- میری مسرت اس بنا پر اور بڑھ گئی ہے کہ تاریخی اعتبار سے آج کی تقریب اہل پاکستان کی نظر میں ایک منفرد اہمیت کی حامل ہے- عزت مآب نے خود یہ فرمایا ہے کہ باشندگان ترکی اور پاکستان کے لوگ اَن گنت روحانی اور جذباتی رشتوں میں منسلک ہیں جو ایک طویل تاریخ کے سفر کے دوران پیدا ہوئے اور پروان چڑھے- نہ صرف یہ، بلکہ کم و بیش نصف صدی کے عرصے میں عالمی صورت حال کے باعث ترکی مسلسل ہمارے خیالوں میں بسا رہا ہے- آپ نے بہادرانہ انداز میں اور آپ کی قوم نے پورے یورپ میں تن تنہا لڑائی لڑی- آپ کے مدبروں اور قائدین نے آپ کی آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کی اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اسے برقرار بھی رکھا-

جنگ کے بہت سے تاریخی میدانوں میں آپ کے رہنماؤں نے جو معرکے مارے، آپ کے انقلاب کا ارتقا، عظیم اتاترک کا عروج اور ان کی تگ و دو، ان کا بڑے تدبر، حوصلے اور دوراندیشی کے ساتھ اپنی قوم میں توانائی کی نئی روح پھونک دینا ایسے تمام ولولہ آفریں کاموں کا پاکستان کے باشندوں کو بخوبی علم ہے- امر واقعہ یہ ہے کہ اس عظیم برصغیر کے مسلمانوں میں جس دن سے سیاسی شعور پیدا ہوا ہم نے آپ کے ملک کے اتار چڑھاؤ پر گہری ہمدردی اور دلچسپی سے نظر رکھی- ان حالات میں عزت مآب کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اسلامیان پاکستان کے دلوں میں آپ کے ملک کے لئے محبت اور احترام کے جذبات موجزن ہیں اور اب ترکی اور پاکستان دونوں آزاد اور خود مختار ملکوں کی حیثیت سے اپنے روابط کو اس طور پر زیادہ سے زیادہ استحکام بخش سکتے ہیں جو دونوں کے لئے سود مند ہو-

عزت مآب! ہمیں امید ہے کہ آپ کی اعانت اور تعاون سے آپ کے ملک کے ساتھ زیادہ گہرے سیاسی اور ثقافتی تعلقات استوار کئے جا سکتے ہیں اور اس طرح ہم ساری دنیا میں امن اور خوشحالی کے حصول میں اپنا حق ادا کر سکتے ہیں-

آخر میں، مَیں عزت مآب کا ترکی کے پہلے سفیر متعینّہ پاکستان کی حیثیت سے نہایت پُرتپاک خیر مقدم کرتا ہوں، ایسا خیر مقدم جو بے انتہا گہری محبت سے مزیّن ہے اور وہ تاریخی اور ثقافتی روابط جس نے ماضی کی روایات کی کوکھ سے جنم لیا ہے-

۲۳۴۔ سوئٹزرلینڈ کے صحافی ڈی ایرک اسٹریف سے ملاقات

کراچی' ۱۱ مارچ ۱۹۴۸ء

قائداعظم محمد علی جناح نے سوئٹزرلینڈ کے صحافی مسٹر ڈی ایرک اسٹریف نامہ نگار خصوصی دی نیوز یورچرزی تنگ کو ایک ملاقات میں اس سوال کے جواب میں کہ کیا ایسی کوئی امید ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے طور پر بہت ضروری اور اہم مسائل پر اپنے اختلافات اور تنازعات کے پُرامن تصفیہ کی راہ نکال لیں گے۔ قائداعظم نے فرمایا: جی ہاں' بشرطیکہ ہندوستان احساس برتری کو خیرباد کہہ دے اور پاکستان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر معاملت کرے اور حقائق کا صحیح اندازہ لگائے۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا بین الاقوامی امور میں پاکستان اور ہندوستان بری اور بحری دونوں سرحدوں کی حفاظت کے لئے اشتراک عمل کریں گے اور خارجی جارحیت کی صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے؟ گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا کہ "ذاتی طور پر میرے ذہن میں ایسا کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے خصوصی مفادات کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کی دونوں مملکتیں بین الاقوامی امور اور اس سے رونما ہونے والے واقعات کے ضمن میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے باہمی ربط و ضبط رکھیں۔ پھر یہ بات بھی بے حد ضروری ہے کہ آزاد اور خود مختار مملکتوں کی حیثیت سے پاکستان اور ہندوستان بیرونی جارحیت کی صورت میں اپنی بری اور بحری سرحدوں کی حفاظت کے سلسلے میں دوستانہ انداز میں اشتراک عمل کریں۔ لیکن اس کا انحصار مجموعی طور پر اس امر پر ہے کہ کیا ہم اپنے باہمی اختلافات دُور کر سکتے ہیں۔ اگر ہم داخلی طور پر اپنے گھروں کو درست کر سکتے ہیں تو پھر ہم خارجی طور پر جملہ بین الاقوامی امور میں عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا پاکستان دولت مشترکہ میں موجود رہے گا؟ قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا "پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس کا فیصلہ مجلس دستور ساز پاکستان کو کرنا ہے' دوسری یہ کہ یہ واضح ہے کہ یہ سب کچھ اور بہت سے عناصر پر منحصر ہے۔ ہمیں معاملہ کے صرف ایک رُخ پر ہی غور نہیں کرنا ہے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ کیا ہماری دولت مشترکہ میں موجودگی ہمارے لئے بھی اتنی ہی سُود مند ہے جتنی کہ دولت مشترکہ میں شامل دیگر اقوام کے لئے۔"

۲۳۵- ریڈ کراس سوسائٹی (پاکستان) کے اجلاس میں تقریر

کراچی' ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء

مجلس منتظمہ ریڈ کراس سوسائٹی کے اراکین' ان کے دوستوں اور ہمدردوں کو جو آج یہاں موجود ہیں خوش آمدید کہنا میرے لئے باعث مسرت ہے- میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اجلاس کا افتتاح کرنے کی دعوت دے کر اعزاز بخشا اور مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا- مجلس منتظمہ کے بہت سے ارکان ریڈ کراس کے کام کے ساتھ نئے نئے متعلق ہوئے ہیں- لہٰذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ میں ان مقاصد کی نشاندھی کر دوں جن کے لئے انجمن کی رقوم قانونی طور پر صرف کی جا سکتی ہیں- میں نے اپنی بساط کے مطابق ریڈ کراس کے آغاز کار اور اس کی تاریخ کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں جو ذاتی اغراض سے بے نیاز ایسی عظیم قربانیوں کی داستانوں سے بھری پڑی ہے جن سے مصیبت زدہ انسانیت کو بے پناہ فائدہ پہنچا ہے-

ریڈ کراس کی ابتدا جنیوا میں ہوئی- یہ جنیوا کے ایک نوجوان ژان آنری دواناں کی ۱۸۵۹ء میں اٹلی کے مقام سول فیرنیو کے ایک میدان جنگ میں اتفاقاً" آمد کا براہ راست نتیجہ تھا- دواناں زخمیوں کے ابتلا اور جان بلب لوگوں کی سسکیوں سے بہت متاثر ہوا- اس نے ایک کتاب لکھی جس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے اور اس کی پُرجوش مساعی کی بدولت جنیوا میں پانچ ارکان پر مشتمل ایک غیر سرکاری کمیٹی کا قیام عمل میں آیا- ۱۸۶۳ء میں اس کمیٹی نے ایک نیم سرکاری کانفرنس طلب کی جس میں ۱۶ مختلف ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی- اس کانفرنس کے انعقاد کے بعد "پانچ رکنی کمیٹی" زخمی فوجیوں کی امداد کے لئے "جنیوائی کمیٹی" میں تبدیل ہو گئی اور متعدد ملکوں میں قومی امدادی انجمنوں کا قیام عمل میں آ گیا-

چند ماہ بعد سوئٹزرلینڈ کی حکومت نے سرکاری سطح پر ایک سفارتی کانفرنس منعقد کی جس میں جنگ کے دوران میں بیمار اور زخمی ہونے والوں کی امداد کے لئے عہدنامہ جنیوا مرتب کیا گیا- نتیجتاً" ۶۳ قوموں نے اس عہدنامہ کو قبول کر لیا- اس کانفرنس نے یہ بھی طے کیا کہ جو لوگ جنگ کے دوران میں امدادی کاموں میں مصروف ہوں گے وہ اس عہدنامہ کے تحت تحفظ کے مستحق قرار پائیں گے اور بلااستثنائے ملک و ملت ایک ہی امتیازی پرچم استعمال کریں گے- انہوں نے سوئٹزرلینڈ کے قومی پرچم کے برعکس ایک پرچم اور نشان اختیار کیا- سوئٹزرلینڈ کا قومی پرچم سرخ زمین پر سفید کراس کے نشان پر مشتمل تھا اور اس طرح گویا اس ملک کو خراج تحسین پیش کر دیا گیا جس میں جنگ میں زخمی ہونے والے بے سہارا لوگوں کی امداد کے خیال نے جنم لیا تھا اور

سفید زمین پر سرخ کراس نشان امتیاز بن گیا۔ اس بات پہ عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ اس نشان کو عالمی پیمانے پر اپنا لیا جائے تاکہ انجمن کو اپنے مقاصد کے حصول میں زیادہ سے زیادہ سہولت حاصل ہو سکے بالخصوص میدان جنگ میں جہاں مسلح افواج کے طبی شعبے اور رضاکار امدادی تنظیمیں اگر اس امتیازی نشان کے سایہ میں کام کر رہی ہوں تو انہیں بین الاقوامی معاہدات کی روشنی میں دشمن کی کارروائیوں سے تحفظ حاصل ہو سکے۔ ریڈ کراس کی اہمیت بین الاقوامی تعاون کے میدان میں بھی کچھ کم نہیں خصوصاً ایسے شعبوں میں جن کا مقصد جنگ کی تباہ کاریوں کو کم کرنا اور صحت اور فلاح عامہ ہو۔

اب بھی ریڈ کراس کا صدر مقام سوئٹزرلینڈ میں واقع ہے۔ ابتدائی "پانچ رکنی کمیٹی" "بین الاقوامی انجمن" کے نام سے موسوم ہے اور خالصتاً سوئٹزرلینڈ کی ہی ایک تنظیم ہے جو صرف بین الاقوامی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس کے تمام ارکان سوئٹزرلینڈ کے باشندے ہیں۔ اس انجمن کے اہم فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ براہ راست یا مندوبین کے توسّل سے برسرپیکار طاقتوں کی حکومتوں اور ان کی قومی انجمنوں کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرے ان تمام معاملات میں جن میں ان کی اعانت طلب کی گئی ہو' وہ حتی المقدور ہر طرح سے جنگ کے متاثرین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ انجمن خانہ جنگیوں اور داخلی ہنگاموں کے دوران بھی اسی نوعیت کی ذمہ داریاں سنبھال لیتی ہے اور بنی نوع انسان کے مصائب کو کم کرنے کے لئے اپنی خدمات متعلقہ فریقوں کو پیش کر دیتی ہے۔ زمانہ امن اور دوران جنگ انجمن عہد نامہ جنیوا کے مطابق ریڈ کراس کے بنیادی اصولوں کی نگرانی کرتی ہے۔ اس بات پر چنداں زور دینے کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کی تنظیم ایک بین الاقوامی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور یہ اس اعتبار سے عین مناسب ہے کہ اس انجمن کا صدر مقام سوئٹزرلینڈ میں ہی رہے۔ ۱۸۰۵ء میں نپولین کی جنگوں کے اختتام پر مختلف طاقتوں نے سوئٹزرلینڈ کی دائمی غیر جانبداری کی ضمانت دے دی تھی اور اس وقت سے اس غیر جانبداری کا احترام کیا جا رہا ہے۔

مجھے اس بات کی بھی وضاحت کر دینی چاہیے کہ اگرچہ بین الاقوامی ریڈ کراس سوسائٹی مختلف قومی ریڈ کراس سوسائٹیوں کی انجمنوں کے اپنے ساتھ الحاق کی منظوری دیتی ہے تاہم اس کی حیثیت مجلس حاکمہ کی نہیں۔ بین الاقوامی ریڈ کراس سوسائٹی کا نام ۱۹۲۸ء میں اختیار کیا گیا۔ ریڈ کراس کی برادری' ریاستی سوسائٹیوں' بین الاقوامی ریڈ کراس کی مجلس' اور ریاستی سوسائٹیوں کی لیگ پر مشتمل ہے۔ لیگ کا قیام ۱۹۱۹ء میں انجمن ریڈ کراس امریکہ کی تحریک پر عمل میں آیا۔ یہ

ریڈ کراس کی ریاستی انجمنوں کی وفاقی تنظیم ہے جس کا مقصد زمانہ امن میں ریڈ کراس کی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے اور ریاستی انجمنوں کی امداد کرتا ہے تاکہ وہ اپنا نظام درست کر سکیں اور قومی اور بین الاقوامی شعبوں میں صحت اور فلاح عامہ کے کاموں کو آگے بڑھا سکیں۔ لیگ کی ایک مجلس منتظمہ ہے جس میں دنیا بھر کی قومی انجمنوں کا ایک ایک نمائندہ شامل ہے۔ اس کا دو سال میں ایک مرتبہ اجلاس ہوتا ہے اور اس کی مجلس انتظامیہ کے سال میں دو بار اجلاس ہوتے ہیں۔ چونکہ جنگ کے زمانے میں ان اجلاسوں کا باقاعدگی کے ساتھ منعقد کرنا ممکن نہیں رہتا اس لئے بین الاقوامی انجمن ہی مختلف ملکوں اور ان کی انجمنوں کے درمیان واحد رابطہ کا کام دیتی ہے۔ بین الاقوامی انجمن کے ساتھ ایک ریاستی انجمن کا الحاق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ متعلقہ ملک' جنگ میں بیمار یا زخمی ہونے والوں کی امداد سے متعلق عہدنامہ جنیوا اور جنگی قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کے عہدنامے کو قبول نہ کر لے۔ حکومت پاکستان نے پہلے ہی جنیوا کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ ان عہدناموں کی پابندی کرے گی۔

جہاں تک بین الاقوامی ریڈ کراس سوسائٹی کی مجلس حاکمہ کا تعلق ہے اس نوعیت کے فرائض بین الاقوامی ریڈ کراس کانفرنس سرانجام دیتی ہے۔ یہ ریڈ کراس سوسائٹی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے اور اس میں تمام قومی انجمنیں' بین الاقوامی انجمن اور لیگ کے نمائندے شامل ہیں۔ جو ممالک جنیوا عہدنامے پر دستخط کر چکے ہیں ان کے سرکاری نمائندوں کو بھی کانفرنس کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور انہیں حق رائے دہی بھی حاصل ہوتا ہے۔ بین الاقوامی کانفرنس بین الاقوامی شعبہ میں ریڈ کراس سوسائٹی کی حکمت عملی سے متعلق قراردادیں منظور کرتی ہے۔ زمانہ جنگ کے سوا اس کا باضابطہ اجلاس چار سال میں ایک بار منعقد ہوتا ہے۔ درمیانی وقفوں میں ایک مجلس قائمہ اس کی نیابت کرتی ہے۔ اس کا آئندہ اجلاس اس سال اگست میں سویڈن میں منعقد ہو گا۔ یہ ایک اہم اجلاس ہو گا اور افتتاحی بھی جبکہ اس سے قبل دوسری عالمی جنگ کے بعد بین الاقوامی سطح پر اس کے متعدد ابتدائی اجلاس ہو چکے ہیں۔ اس کے سامنے جو بڑا کام ہو گا وہ دوسری جنگ عظیم کے اثرات سے ہونے والے بیماروں اور زخمیوں کے علاج معالجے' جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک اور زمانہ جنگ میں نہتی شہری آبادی کے تحفظ کے بارے میں جنیوا کے عہد ناموں پر نظر ثانی کرنا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران حاصل ہونے والے تجربات کی روشنی میں منشوروں کا مسودہ تیار کیا جا چکا ہے۔ مزید برآں کانفرنس بین الاقوامی سطح پر ریڈ کراس کے مستقبل کی حکمت عملی بھی وضع کرے گی۔ اس کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں توقع ہے کہ حکومت

پاکستان اور پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی کے مندوبین اس سال سٹاک ہام میں ہونے والے اجلاس میں شرکت کے لئے بھیجے جائیں گے۔ پاکستان کی انجمن کا قیام انجمن ریڈ کراس پاکستان حکم مجریہ ۱۹۴۷ء کے تحت عمل میں آ چکا ہے۔

۱۹۲۰ء میں انڈین ریڈ کراس سوسائٹی قائم کی گئی تھی۔ اس وقت انجمن ریڈ کراس قائم کرنے اور ۱۸-۱۹۱۴ء کی جنگ کے دوران مریضوں اور زخمیوں کی امداد اور اس نوع کے دیگر امور کے لئے جمع شدہ امداد میں سے بچی ہوئی رقم انجمن کے حوالے کرنے کے لئے ایک قانون منظور کیا گیا تھا۔ اس قانون کو پاکستان میں رائج قوانین کو اپنانے کے حکم مجریہ ۱۹۴۷ء کے تحت انجمن پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی کو معرض وجود میں لانے کے لئے بروئے کار لایا گیا ہے۔ اس انجمن کی مجلس منتظمہ کے پہلے اجلاس میں آج آپ سابق انڈین ریڈ کراس کے اثاثوں کو بھارت اور پاکستان کے مابین تقسیم کرنے کے سوال پر غور کریں گے۔ خواتین و حضرات! جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس سے آپ کے سامنے بات بالکل واضح ہو گئی ہو گی۔ ریڈ کراس کے مقاصد کو مختصراً ان عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:

- صحت کا فروغ
- بیماری کی روک تھام
- ساری دنیا میں مصائب کا ازالہ

زمانہ جنگ میں ریڈ کراس کا کام مریضوں اور زخمیوں کی نگہداشت قرار پایا ہے جبکہ زمانہ امن میں انجمن کی سرگرمیاں حسب ذیل امور پر مرکوز رہتی ہیں:

- جن تین امور کا میں نے اوپر تذکرہ کیا ہے اس سے متعلق موجود تنظیم کے لئے اضافی کام۔
- سماجی خدمت کے آغاز کے لئے حکومت اور بلدیاتی ادارے جن مقاصد کا تعین کریں ان کے حوالے سے ابتدائی کام۔

یہ بہت ضروری ہے کہ ریڈ کراس کے پاس ایسے وسائل موجود ہوں جنہیں وہ سیلاب، قحط یا وبائی امراض پھیل جانے، کسی اور آفت کے آ جانے یا کسی ملک پر مصیبت کی صورت میں مصیبت زدگان کی خدمت کی خاطر ہنگامی بنیاد پر کام میں لا سکے۔

جن مقاصد کے لئے انجمن کی رقوم صرف کی جا سکتی ہیں وہ قانون نمبر ۱۰۰ مجریہ ۱۹۲۰ء جدول اول، جسے پاکستان نے اپنا لیا ہے، میں مذکور ہیں، ان میں حسب مقاصد شامل ہیں:

۱- افواج پاکستان کے مریضوں اور زخمیوں کی نگہداشت قطع نظر اس سے کہ وہ حاضر ملازمت ہیں یا سبکدوش کئے جا چکے ہیں۔

۲- تپ دق کے مریضوں کی نگہداشت- اس میں اولین ترجیح فوجی سپاہیوں اور بحریہ کے ملاحوں کو دی جائے گی، قطع نظر اس سے کہ انہیں یہ بیماری دوران ملازمت لگی ہے یا نہیں۔

۳- بہبود اطفال

۴- ہسپتالوں اور طبی اداروں کے لئے ملبوسات وغیرہ کی فراہمی کے لئے اجتماعی کام کرنے والی جماعتوں پر بشرطیکہ متعلقہ ادارے ضرورت مند ہوں۔

۵- نرسنگ، صحت اور فلاح و بہبود کے کاموں کے جملہ شعبوں میں اعانت کی ضرورت پر جن کا ایسی ذیلی تنظیموں سے تعلق ہو جو پاکستان میں موجود ہوں یا بعد میں وجود میں آئیں اور جنہیں انجمن تسلیم کرتی ہو۔

۶- گھروں تک پہنچنے والی مریضوں کی گاڑیوں کا کام۔

۷- مسلح افواج پاکستان کے اراکین کو آسائش اور امداد پہنچانے کے لئے قطع نظر اس سے کہ وہ حاضر ملازمت ہوں یا سبکدوش ہو چکے ہوں۔

۸- اسی نوع کے دیگر مقاصد پر جن کی انجمن وقتاً فوقتاً منظوری دے۔

ماضی میں زمانہ امن کے دوران ہندوستان کی انجمن کی زیادہ سرگرمیاں حسب ذیل شعبوں میں ہوتی تھیں :

- زچہ بچہ اور بہبود اطفال کی خدمات۔
- دائیوں کی تربیت۔
- خواتین اور بچوں کے ہسپتالوں میں سہولتوں کی فراہمی۔
- مریضوں کو لانے لے جانے والی گاڑیوں کی اضلاع میں فراہمی۔

برصغیر کی دو مملکتوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم کے بعد یہ سرگرمیاں موجودہ ریڈ کراس سوسائٹی کی شاخوں نے پاکستان کے صوبوں میں جاری رکھیں۔ خدمت کا پانچواں شعبہ جس سے ہماری انجمن کو کافی سروکار رکھنا چاہیے، عطیات خون کے بینکوں کی تنظیمیں ہیں۔ اس ضمن میں انجمن کا کام یہ ہو گا کہ وہ ملک کے طول و عرض میں ایسی جماعتیں ترتیب دے جو خون کے عطیات دینے والوں کا اندراج کریں اور وقت ضرورت ان کو جمع کرنے کے لئے گاڑیوں کو دوڑائیں۔ مجلس منتظمہ کی رہنمائی میں صوبائی شاخوں کے لئے اس شعبہ میں کام کرنے کے بہت

سے مواقع موجود ہیں۔

جونیئر ریڈ کراس سوسائٹی بھی ہے۔ اسے پاکستان میں انجمن کی بعض شاخوں نے منظم کیا ہے۔ یہ عام طور پر تعلیمی اداروں میں کام کرتی ہیں۔ اساتذہ ان کے سرپرست یا ذریعہ رابطہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جونیئر ریڈ کراس جو خدمات سرانجام دیتی ہے' وہ اس قسم کے ہیں :

۱۔ تقاریر کا اہتمام۔

۲۔ بین الاقوامی سطح پر ایک ملک کے جونیئر اراکین دوسرے ملک کے اراکین کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کرتے ہیں۔ اس قلمی دوستی سے بین الاقوامی مفاہمت کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ پیغام رسانی اور اس نوع کی دیگر خدمات میں مدد دینا۔

ریڈ کراس سوسائٹی کی تاریخ سے جس کا ایک خاکہ میں نے آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے' یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ ریڈ کراس سوسائٹی کی قومی انجمنیں سرکاری تنظیمیں نہیں ہیں' گو کہ گذشتہ اسی برس میں ان کا قومی اور سفارتی کارروائیوں سے گہرا تعلق رہا ہے' یہاں تک کہ جب جنگ کے زمانہ میں مختلف ممالک ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تمام تعلقات منقطع کر لیتے ہیں تب بھی ان ملکوں کی ریڈ کراس کی انجمنوں کا غیر جانبدار سوئیزرلینڈ میں بین الاقوامی ریڈ کراس کے توسط سے رابطہ قائم رہتا ہے۔ آج میرے لئے یہ بات موجب اطمینان ہے کہ میں اپنے درمیان بین الاقوامی انجمن ریڈ کراس کے نمائندے ڈاکٹر و نیچر کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔ وہ گذشتہ کئی ہفتوں سے پاکستان میں مہاجرین کیمپوں کا دورہ کر رہے ہیں اور ہمیں امدادی کاموں کے طریق کار کو بہتر بنانے کے لئے مشورے دے رہے ہیں اور اس امر کا جائزہ لے رہے ہیں کہ کس کس طریقے سے بین الاقوامی ریڈ کراس ہمیں امداد دے سکتی ہے۔

درحقیقت پاکستان کی ضرورت کے لئے اس وقت بین الاقوامی ریڈ کراس برادری کی طرف سے بہت سی امداد موصول ہو رہی ہے۔ کینیڈا کی ریڈ کراس سوسائٹی نے پنسلین کا بیش بہا تحفہ بھیجا ہے' اور کینیڈا کے تجارتی نمائندے کو ۱۲ ہزار روپیہ کا ایک عطیہ موصول ہوا جسے انہوں نے ہمارے مہاجروں کے لئے کمبلوں کی خریداری پر صرف کر دیا ہے۔

آسٹریلیا کی ریڈ کراس نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ ۶ ہزار پونڈ کی مالیت کے کمبل' گرم ملبوسات' پٹیاں اور ادویات بحری جہاز کے ذریعے پاکستان ارسال کرنے کی تجویز ہے۔ اسی ملک سے ۹۹ پونڈ کا نقد عطیہ اور گرم کپڑے بھی میرے قائم کردہ امدادی فنڈ میں موصول ہوئے ہیں۔

ہلال احمر ترکی کی جانب سے گرم کپڑوں کی ۵۷ گانٹھیں مہاجرین کیمپوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے بھیجی گئی ہیں۔

ریڈ کراس برطانیہ کی طرف سے ایک مکمل ہسپتال ملا ہے جو اس وقت ملتان میں کام کر رہا ہے۔ مریضوں کو لانے لے جانے کے لئے ۱۲ موٹر گاڑیاں' اور دو ڈاکٹر انگلستان سے آئے ہیں اور دو ڈاکٹروں کو پاکستان سے بھرتی کیا گیا ہے۔ ایک میٹرن اور تین نرسیں بھی آئی ہیں' مزید چار نرسیں متوقع ہیں۔ ۲۵۰ افراد کے لئے ہنگامی طبی امداد کے سلسلے میں ایک مکمل مرکز بھی حال ہی میں یہاں کھولا گیا ہے۔ اسی ذریعے سے دوسری طرح کی امداد کے علاوہ گذشتہ چند ماہ سے خشک دودھ' مختلف قسم کا سامان اور کمبل وغیرہ وصول ہوئے ہیں۔ اور اس پر مزید اضافہ میجر جنرل سرٹریفی تھامسن کمشنر ریڈ کراس کی خدمات ہیں۔ وہ آج کل پاکستان میں مصروف ہیں۔ مجھے مسرت ہے کہ آج وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان کی خدمات اس ملک کے لئے نہایت بیش بہا ثابت ہو رہی ہیں۔

دیگر ممالک کی جانب سے بھی ہمیں بڑی فیاضانہ امداد حاصل ہوئی ہے' گو کہ یہ بہ التزام ریڈ کراس کے نشان کے تحت نہیں آئی۔ حکومت ایران کی جانب سے ہیضے کی روک تھام کے لئے ٹیکے کا تحفہ ملا۔ پھر سوئٹرزلینڈ' ہالینڈ اور جنوبی افریقہ نے بھی اسی نوعیت کے تحائف کی پیش کش کی ہے۔ امریکہ کے رضاکار امدادی اداروں نے ہنگامی امدادی کمیٹی برائے ہند و پاکستان کے ذریعے طبی سامان' خشک دودھ' اناج' کمبلوں اور گرم ملبوسات کی بہت بڑی کھیپ بھی بھیجی ہے۔ ۱۴ مختلف بحری جہازوں کے ذریعے یہ تحائف موصول ہوئے جن کی اشد ضرورت تھی۔ ڈاکٹر اور نرسیں بھی پہنچیں اور مغربی پاکستان میں مسیحی کمیٹی برائے امداد کے گشتی شفاخانے' جن میں امریکی اور ہندوستانی مسیحیوں کا ملا جلا عملہ کام کر رہا ہے' بہت شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ بڑی حوصلہ افزا بات ہے کہ ہمارے یہ دوست بڑے مشکل حالات میں کام کر رہے ہیں اور ہماری اپنی تنظیموں کے کام میں معاونت کر رہے ہیں۔ ادھر سینکڑوں کی تعداد میں مسلم خواتین ہمدردی اور ایثار کے جذبے سے سرشار اپنے بیمار اور زخمی بھائی بہنوں کی امداد کے لئے آگے بڑھی ہیں۔

مجھے ڈاکٹر ہالینڈ (خلف الرشید سرہنری ہالینڈ) کا تذکرہ بھی کرنا چاہیے جو خدمت کے اعلیٰ تصور کے پرستار' ان ڈاکٹروں میں شامل ہیں جو بیرونی ممالک سے تشریف لائے اور اعزازی طور پر ہمارے مہاجرین کیمپوں میں کام کر رہے ہیں۔ موصوف ہماری منتظمہ کے نامزد رکن ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا طویل حصہ اس علاقے کے لوگوں کی خدمت کے لئے وقف کئے رکھا۔ اب وہ چند

روز تک ہم سے رخصت ہونے والے ہیں۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد کی زندگی میں ہماری نیک تمنائیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ میں نیو کیسل آن ٹائن کے تاجر غلام محمد کا تذکرہ بھی کروں گا جو پاکستان میں بلامعاوضہ خدمت انجام دینے کے لئے تین انگریز ڈاکٹروں کو اپنے ہمراہ لائے ہیں۔

خواتین و حضرات! ریڈ کراس کے ارفع اور مشترک مقصد کے لئے شاندار خدمات پیش کرنے کی یہ نہایت پُرخلوص اور دیانتدارانہ مثالیں ہیں۔

اب جبکہ ہم نے پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی قائم کر دی ہے مجھے امید ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی خدمت کے بین الاقوامی میدان میں دوسری تنظیموں کے ساتھ مل کر اپنا پورا کردار ادا کرے گی اور جہاں کہیں بھی ممکن ہو گا مجبوروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے مصائب کو کم کرنے میں ان کی مدد کرے گی۔

۲۳۶۔ کرمی ٹولہ ہوائی اڈے پر رسمی فوجی پریڈ کے موقع پر تقریر

۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء

"افسرو اور جوانو! آپ نے مجھے سلامی پیش کر کے ایسا اعزاز بخشا ہے جس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میرے لئے وقف کئے گئے یہ لمحات مجھے ہمیشہ یاد رہیں گے۔

آپ کو علم ہے کہ پاکستان کو نئے سرے سے کام کا آغاز کرنا پڑا۔ مشرقی بنگال پاکستان کے سب سے زیادہ طاقتور اعضا میں سے ایک ہے۔ اب آپ کو وہ موقع حاصل ہے جس سے آپ گذشتہ دو صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے کے دوران محروم رہے۔ عام طور پر بنگال کو جس میں مشرقی بنگال بھی شامل ہے اور جہاں مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی تھی فوجی مقاصد کے لئے تعداد اور معیار دونوں اعتبار سے قابل توجہ نہیں گردانا جاتا تھا۔ بنگال کی عسکری صلاحیت پر تاریخ شاہد ہے' بالخصوص وہ کردار جو مسلمانوں نے بنگال کی تاریخ میں ادا کیا ہے۔ لیکن دیگر بہت سے عظیم اوصاف کی طرح عسکری جذبے کو کچلا گیا اور دبا دیا گیا اور اس پر گویا منوں مٹی ڈال دی گئی اور یوں یہ عسکری جذبہ ماند پڑ کر رہ گیا اور بنگال میں ہم اب اس مقام پر جا پہنچے ہیں کہ جیسے میں نے عرض کیا' فوجی مقاصد کے اعتبار سے یہ اب کسی شمار میں نہیں رہا۔ آزاد پاکستان میں' جس کا شمار دنیا کی عظیم ترین قوموں میں ہو گا' اس آزاد اور خودمختار پاکستان میں آپ کو ہر موقع حاصل ہو گا کہ آپ اپنی عسکری صلاحیت کے احیاء کا اہتمام کریں اور دنیا کو دکھا دیں کہ بنگال کیا کچھ کر

سکتا ہے؟ یہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو مملکت کے تحفظ اور اس کے دفاع کی ذمہ داری کا احساس ہو گا اور مجھے بھروسہ ہے کہ آپ ناکام نہیں ہوں گے بلکہ پوری وفاداری کے ساتھ اس کی خدمت کریں گے اور اس کے تحفظ اور دفاع کی خاطر جانیں نثار کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

۲۳۷۔ ڈھاکہ میں جلسہ عام سے خطاب

ڈھاکہ، ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

"السلام علیکم! السلام علیکم! السلام علیکم!

مَیں اس صوبے کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور محترم صدر مجلس آپ کے ذریعے سے استقبالیہ کمیٹی کا بھی کہ آپ اہالیان ڈھاکہ نے میرا اس قدر شاندار استقبال کیا۔ مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ مجھے مشرقی بنگال آ کر بے پناہ مسرت حاصل ہوئی ہے۔ مشرقی بنگال، پاکستان کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس میں دنیا بھر میں ایک جگہ مسلمانوں کی سب سے بڑی آبادی موجود ہے۔ مَیں اس صوبے میں جلد آنے کے لئے بے چین تھا لیکن بعض زیادہ اہم دیگر امور نے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

بلاشبہ ان اہم امور میں سے بعض سے آپ باخبر ہیں۔ مثلاً آپ کو اس قیامت صغریٰ کا علم ہے جو تقسیم کے ساتھ ہی ساتھ ٹوٹی اور جس نے پنجاب کو تلپٹ کر کے رکھ دیا اور نتیجتہً مشرقی پنجاب، دہلی اور ملحقہ اضلاع کے لاکھوں مسلمان بے خانماں اور برباد ہو گئے۔ اُن کی مغربی پاکستان میں آباد کاری تک حفاظت، رہائش اور خوراک کا انتظام ناگزیر تھا۔ تاریخ میں کسی نئی مملکت کو کبھی اس طرح کے زبردست مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہو گا اور تاریخ میں کبھی کسی نئی مملکت نے اس اہلیت اور ہمت سے اس نوع کے مسائل کو نہیں نمٹایا ہو گا۔ ہمارے دشمنوں نے یہ آس لگا رکھی تھی کہ پاکستان کو ایام طفولیت ہی میں مار دیا جائے۔ اس کے برعکس پاکستان پہلے کے مقابلہ میں کامیاب و کامران اور مضبوط تر ہو کر اُبھرا ہے۔ یہ قائم رہنے کے لئے اور وہ کردار ادا کرنے کے لئے جو اس کا مقدّر ہے، معرض وجود میں آیا ہے۔

آپ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں اس صوبے کے عظیم زرعی اور صنعتی وسائل کو فروغ دینے، اس صوبے کے نوجوان مردوں اور عورتوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شمولیت کی غرض سے تربیت کی سہولتیں فراہم کرنے، چاٹگام کی بندرگاہ کو ترقی دینے، اس صوبے اور پاکستان کے دیگر

حصوں کے درمیان ذرائع مواصلات کو ترقی دینے اور تعلیمی سہولتوں کو فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیا ہے اور سب سے آخر میں اس بات کی اہمیت پر زور دیا ہے کہ مشرقی پاکستان کے باشندوں کو حکومت کے جُملہ شعبوں کی سرگرمیوں میں ان کا واجب اور جائز حصہ مل جائے۔ میں آپ کو فورا ہی اس امر کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میری حکومت ان امور کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے اور نہایت بے چینی کے ساتھ اور ہمہ وقت اس امر کی یقین دہانی میں مصروف ہے کہ مشرقی پاکستان جلد سے جلد اپنا پورا مقام حاصل کر لے۔ اس صوبے کے لوگوں کی عسکری صلاحیت کے بارے میں تاریخ وافر شہادت فراہم کرتی ہے اور جیسا کہ آپ کو علم ہے حکومت پہلے ہی اس صوبے کے نوجوانوں کو باقاعدہ مسلح افواج کے اندر اور نیشنل گارڈز کے رضا کاروں کی حیثیت سے تربیت کی سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے بھرپور اقدام اُٹھا چکی ہے۔

اب اجازت دیجئے کہ مَیں اس صوبے کے متعلق بعض عمومی امور کی جانب توجہ دوں۔ ایسا کرتے ہوئے میں پہلے آپ کو' اس صوبے کے عوام الناس کو' اور آپ کی حکومت کو آزمائشوں اور مصائب کے گزشتہ سات ماہ کے دوران کارکردگی پر ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی حکومت اور وفادار و جفاکش سرکاری عملہ' مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے نہایت سُرعت اور اہلیت کے ساتھ تقسیم کے فوراً بعد کی افراتفری اور بدنظمی کی جگہ باقاعدہ نظم و نسق بحال کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۵ اگست کے دن ڈھاکے میں صوبائی حکومت گویا اپنے دیس میں اجنبی تھی۔ اس کے سامنے فوری مسئلہ یہ تھا کہ وہ ڈھاکے میں جو تقسیم سے قبل صرف ایک چھوٹا مضافاتی قصبہ تھا ہزاروں کی تعداد میں سرکاری اہل کاروں کے لئے جگہ کا بندوبست کرے۔ ابھی حکومت نے بمشکل تمام اس طرح کے پیدا شدہ انتظامی مسائل پر قابو پایا ہی ہو گا کہ تقریباً سترہزار ریلوے اور دیگر شعبوں کے ملازمین اور ان کے اہل و عیال اس صوبے میں آن وارد ہوئے۔ یہ لوگ تقسیم کے فوراً بعد ہونے والے ہنگاموں کے باعث پھیلی ہوئی افراتفری میں ہندوستان سے نکالے گئے تھے۔ مزید برآں بڑی تعداد میں ہندو اہل کاروں کی روانگی کی وجہ سے انتظامی ڈھانچے میں بڑے بڑے خلا پیدا ہو گئے۔ نقل و حمل کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ چنانچہ اس وقت حکومت کے سامنے فوری کام یہ تھا کہ وہ اپنی قوتوں کو جلدی سے مجتمع کرے اور انتظامیہ کی دوبارہ تنظیم کرے تاکہ نظم و نسق کو بالکل معطل ہو جانے سے بچایا جا سکے۔

حکومت نے یہ کام غیر معمولی تیزی اور اہلیت کے ساتھ سرانجام دیا۔ حکومت کا کاروبار بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہا اور شہری زندگی مکمل طور پر برقرار رہی' نہ صرف یہ کہ انتظامیہ کی

نہایت سرعت کے ساتھ دوبارہ تنظیم عمل میں آگئی بلکہ انتظامیہ میں جو زبردست کمی واقع ہو گئی تھی اسے بھی جلد پورا کر لیا گیا۔ اس طرح قحط کا جو خطرہ منڈلا رہا تھا وہ ٹل گیا اور یہ بات کسی طرح کم اہم نہیں کہ صوبہ بھر میں امن و امان قائم رہا۔ موخرالذکر معاملہ میں کامیابی کا زیادہ تر سہرا اس صوبے کے عوام کے سر بندھتا ہے' بالخصوص اکثریت سے تعلق رکھنے والے افراد کے' کیونکہ وہ تقسیم کے فوراً بعد مملکت ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر بے پناہ مظالم کے باوجود مشتعل نہ ہوئے اور مثالی سکون اور عزم کے ساتھ امن و امان برقرار رکھا۔ ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ پیش آنے والے خوف ناک واقعات کے باوجود ہندو فرقے نے اس صوبے میں گذشتہ پوجا کے تہوار پر صوبے بھر میں کوئی چالیس ہزار کی تعداد میں جلوس نکالے' پھر بھی نہ نقض امن کا ایک واقعہ رونما ہوا اور نہ صوبے کے مسلمانوں کی طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ ہوئی۔

غیر جانبدار مبصر مجھ سے اتفاق کرے گا کہ ان ہنگاموں کے دوران میں ہندوستان کے کسی بھی علاقے کے مقابلے میں پاکستان میں اقلیتوں کی بہتر دیکھ بھال ہوئی۔ آپ تسلیم کریں گے کہ پاکستان امن امان برقرار رکھنے میں کامیاب رہا اور مجھے یہ کہنے دیجئے کہ اقلیتیں نہ صرف یہاں ڈھاکے میں بلکہ پاکستان بھر میں کسی دوسرے ملک کے مقابلے میں زیادہ محفوظ و مامون ہیں۔ ہم نے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ حکومت پاکستان نقض امن کو برداشت نہیں کرے گی۔ ہر قیمت پر امن و امان برقرار رکھے گی اور کسی بھی قسم کی ہنگامہ آرائی کی اجازت نہیں دے گی۔ باقاعدہ انتظامیہ کا قیام' فوری قحط کے خطرے کو ٹالنا' خوراک کی عام قلت اور نظم و نسق کی سنگین قسم کی دشواریوں کے زمانے میں بھی اس صوبے کے چار کروڑ لوگوں کے لئے غذا کی فراہمی کا اہتمام اور امن و امان برقرار رکھنا وغیرہ جیسی باتوں کی جانب توجہ دلانا ضروری ہے' کیونکہ عام رجحان یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی ان کامیابیوں کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ تو ہو ہی جانا چاہیے تھا۔

نکتہ چینی کرنا ہمیشہ آسان ہوتا ہے۔ عیب جوئی کرتے رہنا بھی سہل ہے۔ جو بھی کچھ ان کے لئے کیا جا رہا ہو اور جو کچھ کیا جانے والا ہو' عوام اسے یکسر فراموش کر دیتے ہیں اور عام طور پر یہ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو ہو ہی جانا تھا۔ اس امر کا احساس کئے بغیر کہ قیام پاکستان کے وقت ہمیں کیسی کیسی آزمائشوں' مصائب' دشواریوں اور خطروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ کی انتظامیہ بالکل بے عیب ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت اس سے بہت بعید ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اس میں اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ سچے پاکستانیوں کی

درست تنقید کا خیر مقدم نہیں کیا جائے گا' بلکہ اس کا ہمیشہ ممکنہ خیر مقدم کیا جائے گا- لیکن جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض حلقوں میں شکایتوں اور عیب جوئی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور اس کام کے لئے جو آپ کی حکومت' وفادار عملے اور افسروں کے لئے' جو رات دن آپ لوگوں کے لئے مصروف کار ہیں' ستائش کا ایک لفظ نہیں کہا جاتا' تب مجھے فطری طور پر دکھ ہوتا ہے- لہٰذا جو اچھا کام کیا جا رہا ہو اس کے لئے دو چار اچھے لفظ بھی کہہ دیجئے' پھر حرف شکایت زبان پر لائیے اور نکتہ چینی کیجئے- اتنی بڑی انتظامیہ سے بدیہی بات ہے کہ کچھ غلطیاں بھی سرزد ہوں گی- آپ کو یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ کوئی نقص نہیں ہو گا- ایسا تو دنیا میں کوئی ملک بھی ہو' ہو ہی نہیں سکتا لیکن ہماری آرزو اور ہماری خواہش یہ ہے کہ ہماری انتظامیہ میں جس قدر ممکن ہو کم سے کم عیب ہوں- ہماری تمنا اور خواہش یہ ہے کہ ہم اسے اہل تر' مفید تر اور سہل تر بنا دیں- کس لئے؟ حکومت کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ اس کی صرف ایک غرض اور ایک مقصد ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ قوم کی خدمت کیسے کی جائے- عوام کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں- اس کے علاوہ حکومت کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے- یاد رکھئے اب یہ آپ کے اپنے اختیار میں ہے کہ آپ کسی حکومت کو اقتدار کی مسند پر بٹھا دیں یا اسے اقتدار سے الگ کر دیں- لیکن آپ کو یہ کام ہنگامہ آرائی کے طریقے سے نہیں کرنا چاہیے- طاقت آپ کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کو اس کے استعمال کا فن سیکھنا ہو گا- آپ کو کوشش کرنا ہو گی اور اس نظام کو سمجھنا ہو گا- اگر آپ حد سے زیادہ غیر مطمئن ہوں تو آئینی اعتبار سے یہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ ایک حکومت کو ہٹا دیں اور اس کی جگہ دوسری حکومت کو بٹھا دیں-

لہٰذا اب سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے- لیکن میں آپ کو پُرزور مشورہ دیتا ہوں کہ آپ صبر سے کام لیں اور ان لوگوں کی حمایت کریں جن کے ہاتھ میں آپ کی حکومت کی باگ ڈور ہے' ان کے ساتھ ہمدردی کریں' کوشش کیجئے کہ ان کی پریشانیوں اور مشکلات کو سمجھ پائیں- اسی طرح انہیں بھی آپ کی تکالیف' شکایات اور مصیبتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے- اس تعاون کے نیک جذبے اور خیر سگالی کے ساتھ نہ صرف ہم اپنے حاصل کردہ پاکستان کو برقرار رکھ سکیں گے بلکہ اسے دنیا کی ایک عظیم مملکت بنا دیں گے- کیا اب آپ پاکستان کو حاصل کر لینے کے بعد اپنی ہی حماقت سے اسے برباد کر دیں گے؟ یا کیا آپ اس کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں؟ تب اس مقصد کے لئے تو صرف ایک لازمی شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ ہماری صفوں میں مکمل اتحاد اور یکجہتی ہو-

لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں بیرونی

اداروں سے مالی امداد ملتی ہے' جو انتشار پھیلانے کا تہیّہ کئے بیٹھے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ پاکستان میں افراتفری پھیلا دیں اور اسے ناکام بنا دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ خبردار رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہوشیار رہیں اور دلفریب نعروں کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حکومت پاکستان اور حکومت مشرقی بنگال آپ کی زبان کو تباہ کرنے پر تُلی بیٹھی ہیں۔ کسی شخص نے بھی آج تک اس سے بڑا جھوٹ نہیں بولا۔ مجھے آپ کو نہایت صفائی سے کھُلے بندوں آگاہ کر دینا چاہیے کہ آپ کے اندر چند ایک اشتراکی اور دیگر ایجنٹ ہیں جنہیں باہر سے مالی امداد ملتی ہے اور اگر آپ محتاط نہ رہے تو آپ لوگ انتشار کا شکار ہو جائیں گے۔ اس خیال کو کہ مشرقی بنگال کو بھارت میں پھر سے شامل کر دیا جائے ابھی تک ترک نہیں کیا گیا۔ اب بھی ان کا یہی مقصد ہے۔ میں پُر اعتماد ہوں۔ میں خوف زدہ نہیں ہوں لیکن ہوشیار رہنا بہتر ہوتا ہے۔ جو لوگ مشرقی بنگال کو انڈین یونین میں واپس لانے کا خواب دیکھ رہے ہیں' خوابوں کی دنیا میں ہی بس رہے ہیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ اس صوبے سے ہندو فرقے نے کچھ ترک وطن کیا ہے۔ میں نے ترک وطن کرنے والوں کی تعداد کے حجم کا خود مشاہدہ کیا ہے۔ ہندو پریس نے اسے مبالغہ آرائی سے ۱۰ لاکھ ظاہر کیا ہے۔ لیکن سرکاری اندازے کے مطابق اس کی تعداد کسی طرح ۲ لاکھ سے زائد نہیں۔ بہر نوع مجھے اطمینان ہے کہ جتنا کچھ بھی ترک وطن ہوا ہے' وہ اقلیتوں کے ساتھ بُرے سلوک کے نتیجے میں نہیں ہوا۔ اس کے برعکس یہاں اقلیتوں کو بجا طور پر زیادہ آزادی حاصل ہے۔ اور ہندوستانی ریاست کے کسی بھی علاقے کی اقلیتوں کے مقابلے میں ان کی فلاح و بہبود کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

اس ترک وطن کے اسباب' ہندوستان کے جنگ پسند رہنماؤں کی بے سرو پا باتوں میں مل جائیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ آخر کار ہندوستان اور پاکستان میں ٹھن کر رہے گی اور اس بدسلوکی میں جو بعض ہندوستانی صوبوں میں اقلیتوں سے روا رکھی جا رہی ہے اس سے اقلیتوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ ان بدسلوکیوں کا ردِّعمل ہمارے خلاف ظاہر ہو گا پھر علانیہ طور پر ہندوستانی صحافت کے ایک طبقے کی جانب سے ترک وطن کے لئے ہندوؤں کو اکسایا بھی جاتا رہا ہے اور پاکستان میں اقلیتوں کی زبوں حالی' کی فرضی داستانیں بھی بیان کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح ہندو مہاسبھا کی طرف سے بھی مہم جاری رہی۔ اقلیتوں کے ساتھ بدسلوکی کے یہ الزامات اور پروپیگنڈے کو یہ حقیقت بالکل باطل ثابت کر دیتی ہے کہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ غیر مسلم اس صوبہ میں امن و سکون کے ساتھ قیام پذیر ہیں اور انہوں نے ترک وطن کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

مجھے اس موقع پر اس بات کا اعادہ کرنے کی اجازت دیجئے جو مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ کریں گے' ان کی جان اور مال پاکستان میں زیادہ محفوظ و مامون ہیں بمقابلہ ہندوستان کے ' اور ہم امن و امان برقرار رکھیں گے اور پاکستان کے ہر شہری کا بلاامتیاز ذات پات' عقیدہ اور فرقہ مکمّل تحفظ کیا جائے گا۔

جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب میں اس صوبے کے حالات سے متعلق قدرے کم تسلّی بخش معاملات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس صوبے کے بعض حصوں میں غیر بنگالی مسلمانوں کے خلاف کچھ جذبات پائے جاتے ہیں۔ کچھ عرصے سے اس سوال پر بھی جذبات برانگیختہ ہیں کہ آیا بنگالی یا اُردو اس صوبے اور پاکستان کی سرکاری زبان ہو گی۔ اس ضمن میں مَیں سنتا ہوں کہ کچھ سیاسی موقع پرستوں نے ڈھاکہ میں انتظامیہ کو پریشان کرنے کی غرض سے طلباء برادری کو اپنا آلہ کار بنانے کی مذموم کوششیں بھی کیں۔

میرے نوجوان دوستو' اور یہاں حاضر طلبا! مَیں آپ کو ایک ایسے شخص کی حیثیت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں جس کے دل میں ہمیشہ آپ کے لئے شفقت اور محبت رہی ہے اور جس نے پورے دس برس آپ کی خلوص اور وفاداری کے ساتھ خدمت کی ہے' میں آپ کو خبردار کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے کسی ایک یا دوسری سیاسی پارٹی کو اپنے استحصال کا موقع فراہم کیا تو یہ آپ کی سب سے بڑی غلطی ہو گی۔ یاد رکھیے ایک بنیادی تبدیلی ظہور میں آ چکی ہے۔ اب یہ ہماری اپنی حکومت ہے' ہماری مملکت آزاد اور خودمختار ہے' اب ہمارا طریقہ اور اپنے معاملات کو چلانے کا انداز آزاد افراد جیسا ہونا چاہیے۔ ہم کسی غیر ملکی استبداد کے تحت دبائے کُچلے نہیں جا رہے۔ ہم زنجیروں کو توڑ چکے ہیں اور ہتھکڑیاں اُتار پھینک دی ہیں۔ میرے نوجوان دوستو' میری نظریں آپ کو حقیقی معماران پاکستان کے روپ میں دیکھ رہی ہیں۔ نہ اپنا استحصال ہونے دیجئے اور نہ خود کو راہ سے بھٹکنے دیجئے۔ اپنی صفوں میں مکمل اتحاد اور یگانگت رکھیے۔ اس کے لئے نوجوان کیا کچھ کر سکتے ہیں اس کی مثال قائم کیجئے۔ آپ کا اصل کام یہ ہے کہ آپ مطالعہ پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں' یہی آپ کا اپنی ذات' والدین اور مملکت کے ساتھ دیانت کا تقاضا ہے' اگر آپ نے اس وقت اپنی صلاحیتوں کو ضائع جانے دیا تو بعد میں ہمیشہ کا پچھتاوا ہو گا۔ اپنی یونیورسٹیوں اور کالجوں سے فراغت پا لینے کے بعد آپ اپنا کردار آزادی کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں۔ اپنی بھی مدد کر سکتے ہیں اور مملکت کی بھی۔ اجازت دیجئے کہ میں آپ کو واضح ترین الفاظ میں اس خطرے سے خبردار کر دوں جو پاکستان کو اور بالخصوص آپ کے صوبے کو درپیش ہے۔ جیسا کہ میں اس سے قبل بھی بتا چکا ہوں

پاکستان کو بننے سے روکنے میں مُنہ کی کھانے کے بعد' اپنی شکست سے بددل اور مایوس دشمن نے اسلامیان پاکستان میں افتراق پیدا کر کے اس ملک کو تباہ کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کر دی ہے۔ ان کوششوں نے زیادہ تر صوبہ پرستی کی حوصلہ افزائی کی شکل اختیار کر لی ہے۔

جب تک آپ اس زہر کو اپنے جسد سیاست سے باہر نکال نہ پھینکیں گے آپ خود کو کبھی بھی سیسہ پلائی ہوئی دیوار نہ بنا سکیں گے۔ خود کو ایک حقیقی اور سچ مچ کی قوم بنا لیجئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بنگالی' پنجابی' سندھی' بلوچی اور پٹھان وغیرہ کے حوالوں سے بات نہ کریں' بلاشبہ یہ اجزا ہیں' لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ وہ سبق فراموش کر بیٹھے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے آپ کو دیا گیا تھا؟ امر واقعی بیان کروں تو آپ سب لوگ یہاں باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ بنگال کے اصل باشندے کون تھے۔ وہ نہیں تھے جو آج یہاں رہ رہے ہیں' لہٰذا یہ کہنے کا کیا فائدہ کہ " ہم بنگالی' سندھی' پٹھان یا پنجابی ہیں!" نہیں' ہم مسلمان ہیں۔

اسلام نے ہمیں یہی سکھایا ہے' میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ کچھ بھی ہو سکتے ہیں اور جو بھی کچھ ہیں آپ مسلمان ہیں۔ اب آپ ایک قوم کے فرد ہیں۔ آپ نے ایک خطہ زمین حاصل کر لیا ہے۔ خاصا بڑا خطہ۔ یہ سب کا سب آپ کا ہے۔ یہ کسی پنجابی کی ملکیت نہیں' کسی سندھی کا نہیں' کسی پٹھان کا نہیں' کسی بنگالی کا نہیں۔ یہ آپ کا ہے۔ آپ کی ایک مرکزی حکومت ہے جس میں ملک کی متعدد اکائیوں کی نمائندگی ہے' لہٰذا اگر آپ ایک قوم کی حیثیت سے اپنی تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو خدارا اس صوبہ پرستی کو ترک کر دیجئے۔ لعنتوں میں ایک لعنت صوبائی عصبیت ہے۔ اسی طرح فرقہ واریت ہے۔ شیعہ سنی وغیرہ۔

ہماری پیشرو حکومت کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا اور نہ انہیں اس کے بارے میں کوئی فکر پریشانی کی ضرورت تھی۔ ان کا مقصد یہاں حالات کو پُرسکون اور نظم وضبط کو قائم رکھنا تھا تاکہ ان کی تجارت خوب چل سکے اور ممکن حد تک ہند کا استحصال ہوتا رہے۔ لیکن اب ہمارے حالات بالکل مختلف ہیں۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں امریکہ کو ہی لے لیجئے' جب انہوں نے برطانیہ کی غلامی کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تو وہاں کئی قومیں آباد تھیں' بہت سی نسلیں تھیں' ہسپانوی' فرانسیسی' جرمن' اطالوی' انگریز' ولندیزی اور کئی دیگر۔ جی ہاں یہ سب وہاں تھیں۔ ان کے سامنے بہت سی دشواریاں تھیں اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ان کی اصل قومیں بھی باقی تھیں اور وہ بڑی بڑی قومی ریاستیں تھی جبکہ آپ کی پشت پر کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ کو تو بس ابھی پاکستان ملا ہے' لیکن وہاں تو ایک فرانسیسی یہ کہہ

سکتا تھا کہ میں ایک فرانسیسی ہوں اور ایک عظیم قوم کا فرزند ہوں' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہوا کیا؟ انہوں نے بات سمجھی اور اپنی دشواریوں کو محسوس کیا۔ کیونکہ ان میں شعور تھا اور بہت ہی قلیل مدت میں انہوں نے اپنے مسائل حل کر لئے۔ انہوں نے اس تفرقے کو مٹا دیا' وہ جرمن یا فرانسیسی یا انگریز یا ہسپانوی کی حیثیت سے نہیں بلکہ امریکیوں کی حیثیت سے بات کرنے کے قابل ہو گئے۔ اور اس جذبے سے سرشار ہو کر کہتے "میں امریکی ہوں"۔ "ہم سب امریکی ہیں" آپ کو بھی اسی طرح سوچنا' رہنا اور عمل کرنا چاہیے کہ آپ کا ملک پاکستان ہے اور آپ سب پاکستانی ہیں۔

میرا تقاضا آپ سے یہ ہے' اس صوبہ پرستی سے چھٹکارا حاصل کر لیجئے۔ کیونکہ جب تک آپ پاکستان کے سیاسی جسد میں اس زہر کو موجود رہنے دیں گے' باور کیجئے' آپ کبھی ایک طاقتور قوم نہیں بن سکتے اور کبھی بھی وہ کچھ حاصل نہ کر پائیں گے جس کی مجھے خواہش ہے کہ ہم حاصل کر لیں۔ براہ مہربانی یہ مت سوچئے کہ مجھے حالات کا اندازہ نہیں۔ بسا اوقات خرابی ایک چکر کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جب آپ کسی بنگالی سے بات کرتے ہیں تو وہ یہ کہتا ہے "جی آپ درست فرماتے ہیں لیکن پنجابی کس قدر مغرور ہے" جب آپ کسی پنجابی یا غیر بنگالی سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے "جی ہاں لیکن یہ لوگ نہیں چاہتے کہ ہم یہاں رہیں' یہ چاہتے ہیں کہ ہم یہاں سے نکل جائیں" گویا یہ خرابی کا ایک چکر ہے۔ یہ چینی پہیلی شاید ہی کوئی بُوجھ سکے۔ اب سوال بس اتنا ہے کہ کون نسبتاً باشعور ثابت ہوتا ہے' نسبتاً عمل پسند اور دوسرے سے بڑھ کر صاحب حکمت۔ کون پاکستان کی عظیم ترین خدمت کے لئے آگے بڑھتا ہے؟ پس ارادہ کر لیجئے اور آج ہی سے اس تفرقہ پردازی کو ترک کر دیجئے۔

زبان کے مسئلے کو اٹھانا' جیسا کہ مَیں اس سے قبل کہہ چکا ہوں' اس کا مقصد مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے۔ آپ کے وزیراعظم نے اپنے ایک حالیہ بیان میں بجا طور پر اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے اور مجھے مسرت ہے کہ ان کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس صوبہ کے امن و سکون کو تہ و بالا کرنے کے لئے سیاسی شرپسندوں یا ان کے ایجنٹوں کی کوشش کو سختی کے ساتھ کچل دیں گے۔ آیا بنگالی اس صوبہ کی سرکاری زبان ہونی چاہیے' یہ وہ معاملہ ہے جس کا فیصلہ اس صوبے کے منتخب عوامی نمائندے کریں گے۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سوال کا فیصلہ کُلی طور پر اس صوبے کے عوام کی منشا کے مطابق مناسب وقت پر کیا جائے گا۔

مَیں نہایت واضح الفاظ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ

جہاں تک بنگالی زبان کا تعلق ہے آپ کی معمول کے مطابق زندگی کو چھیڑا جائے گا یا اسے درہم برہم کر دیا جائے گا۔ لیکن آخر کار اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس صوبہ کی زبان کیا ہونی چاہیے آپ کے ہاتھ میں ہو گا اس صوبے کے باشندوں کے ہاتھ میں ہو گا۔ لیکن مجھے یہ بات بالکل واضح کر دینے کی اجازت دیجئے کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہو گی اور کوئی زبان نہیں ہو گی۔ جو کوئی بھی آپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ حقیقت میں پاکستان کا دشمن ہے۔ جب تک ایک سرکاری زبان نہ ہو کسی قوم میں بھی پائیدار اتحاد قائم نہیں ہو سکتا اور وہ کام نہیں کر سکتی۔ دیگر ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے' لہٰذا جہاں تک پاکستان کی سرکاری زبان کا تعلق ہے پاکستان کی زبان اُردو ہو گی لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں اس کا فیصلہ مناسب وقت پر ہو گا۔

میں ایک بار پھر آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے جال میں مت پھنسیے جو پاکستان کے دشمن ہیں۔ بدقسمتی سے آپ کے درمیان پانچویں کالم کے لوگ یعنی غیر ملکی آلہ کار بھی ہیں اور مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ انہیں غیر ملکیوں سے مالی امداد ملتی ہے۔ لیکن وہ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ ہم سبوتاژ کو مزید برداشت نہیں کریں گے' ہم دشمنان پاکستان کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم اپنی مملکت میں پانچویں کالم کے لوگوں اور غداروں کو برداشت نہیں کریں گے' اور اگر یہ کارروائی بند نہیں کی گئی تو مجھے پورا بھروسہ ہے کہ آپ کی حکومت اور پاکستان کی حکومت ان لوگوں کے ساتھ بے رحمی سے نمٹنے کے لئے سخت ترین اقدام کرے گی۔ کیونکہ وہ زہر ہیں۔ اختلاف رائے میرے لئے قابل فہم ہے' اکثر اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے یہاں یہ پارٹی کیوں نہیں ہو سکتی اور وہ پارٹی کیوں نہیں ہو سکتی؟ میں آپ کو بتا دوں' اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے' کہ ہم نے انتھک کوشش اور جدوجہد کے ذریعے دس سال کے بعد آخر کار پاکستان حاصل کر لیا۔ یہ مسلم لیگ تھی جس نے یہ سب کچھ کر دکھایا بلاشبہ بہت سے مسلمان تھے جنہوں نے بے اعتنائی برتی' کچھ لوگ خوف زدہ تھے کہ ان کے بہت سے مفاد تھے اور انہوں نے سوچا کہ شاید وہ خسارے میں رہیں' کچھ دشمنوں کے ہاتھوں بک گئے اور ہمارے خلاف کام کیا' لیکن ہم نے جدوجہد کی اور نبرد آزما رہے۔ خدا کے فضل و کرم اور اس کی اعانت سے ہم نے پاکستان قائم کر دیا جس نے ساری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

اب یہ آپ کے ہاتھ میں ایک مقدس امانت ہے یعنی مسلم لیگ۔ کیا ہم اپنے ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کی حقیقی نگران۔ اس مقدس امانت۔ کی حفاظت کریں گے یا نہیں؟ کیا گھاس پھوس کی طرح خود رو جماعتیں جن کی قیادت مشکوک ماضی کے رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے قائم کر دی

جائیں تاکہ وہ سب کچھ تباہ ہو جائے جو ہم نے حاصل کیا یا جو کچھ ہم نے پایا ہے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو پاکستان پر یقین ہے؟ (آوازیں جی ہاں' جی ہاں) کیا آپ پاکستان کو حاصل کرنے پر خوش ہیں (آوازیں جی ہاں' جی ہاں) کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مشرقی بنگال یا پاکستان کا کوئی اور حصہ ہندوستانی یونین میں شامل ہو جائے (نہیں' نہیں) اگر آپ پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں' اگر آپ پاکستان کو بنانا چاہتے ہیں' اگر پاکستان کی تعمیر نو چاہتے ہیں تب میں یہ کہوں گا کہ دیانتداری کا جو راستہ ہر مسلمان کے سامنے کھُلا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق پاکستان کی خدمت کرے۔ اس وقت جو برساتی موسم کی پارٹیاں قائم کی جا رہی ہیں وہ ان کے ماضی کی وجہ سے شک شبہ کی نظر سے دیکھی جائیں گی۔ اس لئے نہیں کہ ہمارے دل میں کوئی کینہ' عداوت یا انتقام کا جذبہ کارفرما ہے۔ دیانتداری کے ساتھ تبدیلی کا خیرمقدم ہوتا ہے لیکن اس وقت کے ہنگامی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان مسلم لیگ کے پرچم تلے آ جائے جو صحیح معنوں میں پاکستان کی محافظ ہے۔ پہلے اس کی تعمیر کیجئے اور اسے ایک عظیم مملکت بنا دیجئے اس سے پہلے کہ ہم اپنے درمیان جماعتیں قائم کرنے کا خیال دل میں لائیں۔ پارٹیاں تو بعد میں بھی تندرست اور صحت مند خطوط پر بنائی جا سکتی ہیں۔

صرف ایک بات اور۔ خود کو یکہ و تنہا محسوس نہ کریں' بہت سے لوگوں نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ مشرقی بنگال خود کو باقی ماندہ پاکستان سے الگ تھلگ محسوس کرتا ہے۔ بلاشبہ بہت طویل فاصلہ مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا کرتا ہے' بلاشبہ بہت سی مشکلات ہیں لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ ہمیں ڈھاکہ اور مشرقی بنگال کی اہمیت کا پورا ادراک اور احساس ہے۔ اس مرتبہ تو میں صرف ہفتے عشرے کے لئے یہاں آیا ہوں لیکن سربراہ مملکت کی حیثیت سے اپنے فرض منصبی کو بطریق احسن سرانجام دینے کے لئے یہاں آنا ہو گا اور یہاں دنوں اور ہفتوں کا قیام ہو گا اور اسی طرح پاکستان کے وزراء کو گہرا رابطہ قائم کرنا چاہیے' ان کو یہاں آنا چاہیے اور آپ کے رہنماؤں کو اور آپ کی حکومت کے اراکین کو کراچی جانا چاہیے جو پاکستان کا دارالحکومت ہے۔ لیکن آپ کو صبر سے کام لینا ہو گا۔ ہم آپ کی اعانت اور حمایت سے پاکستان کو ایک عظیم مملکت بنا دیں گے۔

آخر میں مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ متحد رہیے اور قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر بے آرامی' مصائب اور قربانیوں کو برداشت کر لیجئے۔ اگر آپ انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنی قوم اور ملک

کے اجتماعی مفاد کی خاطر اپنا حصہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو پھر کوئی بھی تکلیف ہو' کتنی ہی محنت کرنی پڑے یا ایثار کرنا پڑے وہ اتنا زیادہ نہیں کہ اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح تو آپ پاکستان کو واقعی پانچویں نمبر پر دنیا کی عظیم مملکت بنا دیں گے' نہ صرف آبادی کے اعتبار سے بلکہ طاقت کے لحاظ سے بھی' تاکہ اسے دنیا کی دیگر اقوام احترام کی نظر سے دیکھیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پاکستان زندہ باد! پاکستان زندہ باد!! پاکستان زندہ باد!!!

۲۳۸۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب

ڈھاکہ' ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

"جناب چانسلر' خواتین و حضرات!

جب آپ کے وائس چانسلر اس درخواست کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے کہ مَیں جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کروں تو مَیں نے ان پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ میری مصروفیات اس قدر زیادہ ہیں کہ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہو گا کہ مَیں ان تمام عظیم مضامین مثلاً فنون' تاریخ' فلسفہ' سائنس' قانون وغیرہ پر' جو اس یونیورسٹی میں پڑھائے جاتے ہیں ایک رسمی خطبہ تقسیم اسناد تیار کر سکوں۔ البتہ میں نے یہ وعدہ ضرور کیا تھا کہ میں اس موقع پر طلباء سے دو چار باتیں کہہ دوں گا۔ اس وعدے کو پورا کرتے ہوئے اب میں آپ سے خطاب کروں گا۔

سب سے پہلے مجھے ان تعریفی کلمات پر جناب وائس چانسلر کا شکریہ ادا کر لینے دیجئے کہ جو انہوں نے میری نسبت سے کہے۔ جناب وائس چانسلر! میں جو کچھ بھی ہوں اور میں جو کچھ بھی کر سکا ہوں' وہ میں نے محض وہ فرض سمجھ کر کیا ہے جو ہر مسلمان پر واجب ہے اور جسے اس کو اپنی قوم کے لئے دیانتداری اور بے لوثی سے کرنا چاہیے۔

میں یہاں آپ سے سربراہ مملکت کی حیثیت سے خطاب نہیں کر رہا' بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے اور ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جس نے ہمیشہ آپ سے محبت کی ہے۔ آپ میں سے بہت سوں کو آج ڈپلومے اور ڈگریاں ملی ہیں۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ جس طرح آپ نے یونیورسٹی میں سرفرازی حاصل کی ہے اور کامیاب ہوئے ہیں' میری تمنا ہے کہ آپ اسی طرح اس وسیع تر اور عظیم دنیا میں کامیاب ہوں کہ جس میں آپ اب بہت جلد قدم رکھیں گے۔ آپ میں سے بہت سے اپنی تعلیم سے فارغ ہو گئے ہیں اور زندگی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ اپنے

پیشروؤں کے برعکس، خوش قسمتی سے آپ یونیورسٹی سے رخصت ہو کر اپنی ہی خود مختار اور آزاد مملکت کے تحت زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ یہ ازبس ضروری ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی طلباء اس انقلابی تبدیلی کے مضمرات کو بخوبی سمجھ لیں۔ جو قوم پاکستان کے وقت رونما ہوئی ہے۔ ہم نے غلامی کی زنجیریں کاٹ دی ہیں اور اب ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ ہماری مملکت ہماری اپنی مملکت ہے، ہماری حکومت ہماری اپنی حکومت ہے، جو عامۃ الناس کی ہے، مملکت کے عوام کے سامنے جواب دہ ہے اور مملکت کی فلاح کے لئے ہے۔ تاہم آزادی کے معنی کھلی چھٹی نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مملکت کے دوسرے لوگوں کے مفاد کا خیال کئے بغیر آپ کے جو جی میں آئے سو کر گزریں۔ اس کے برعکس اب آپ پر ایک عظیم ذمہ داری عائد ہو گئی ہے اور اب ہمارے لئے پہلے کی نسبت یہ زیادہ ضروری ہے کہ ہم ایک متحد اور منظم قوم کی حیثیت سے کام کریں۔ اب ہم سب سے جو چیز درکار ہے وہ تعمیری جذبہ ہے، اپنی جدوجہد آزادی کے زمانہ کا جذبہ جہاد نہیں۔ حصول آزادی کے لئے جذبہ جہاد رکھنے سے زیادہ اس کی تعمیر مشکل ہے۔ آزادی کی خاطر قید خانہ میں جانا یا جنگ کرنا حکومت چلانے سے زیادہ آسان ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ ہم نے کن دشواریوں پر قابو پا لیا ہے اور کون کون سے خطرات کا ابھی ہمیں سامنا کرنا ہے۔ قیام پاکستان کو روکنے میں ناکامی کے بعد ہمارے دشمنوں نے اپنی توجہ یہ معلوم کرنے پر مرکوز کر دی ہے کہ وہ کس کس طریقے سے ہم کو کمزور کر کے تباہ کر سکتے ہیں۔ ابھی ہماری مملکت قائم ہوئی تھی کہ پنجاب اور دہلی میں بھی فسادات برپا ہو گئے، ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے بے رحمی کے ساتھ تہہ تیغ کر دیئے گئے اور لاکھوں کو اپنے گھروں سے بے گھر کر دیا گیا۔ ان میں سے پچاس لاکھ سے زیادہ افراد چند ہفتوں کے اندر اندر پنجاب پہنچ گئے۔ ان بدنصیب مہاجرین کے جسم و جان دونوں مجروح تھے۔ ان کی نگہداشت اور بحالی نے جو مسائل پیدا کئے وہ دنیا کی اچھی خاصی مستحکم حکومتوں کو ہلا سکتے تھے مگر ہمارے ان دشمنوں میں سے جو ہماری نوزائیدہ مملکت پاکستان فنا کر دینے کی آس لگائے ہوئے تھے ان کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ نہ صرف یہ کہ پاکستان نے اس افراتفری کے دھچکے کو برداشت کر لیا بلکہ زیادہ مضبوط، زیادہ توانا اور پہلے کی نسبت زیادہ مستعد ہو کر ابھرا۔

اس کے جلو میں فوراً ہی اور مشکلات بھی آئیں۔ مثلاً ہندوستان نے ہمارے نقد بقایاجات اور فوجی ساز و سامان کی ترسیل روک دی اور تازہ ترین یہ کہ آپ کے صوبے کی کم و بیش مکمل اقتصادی ناکہ بندی کر دی ہے۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ مملکت ہندوستان کے تمام صحیح خیال لوگ ان واقعات کی مذمت کریں گے اور مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ وہ ذہنیت بھی بدل

جائے گی جو ان حرکات کی ذمہ دار ہے' لیکن یہ لازمی بات ہے کہ آپ ان واقعات کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ واقعات ہمارے مسلسل مستعد رہنے کی اہمت پر زور دیتے ہیں۔ کچھ عرصے سے بالخصوص آپ کے صوبے پر حملے میں زیادہ مکارانہ رویّہ اختیار کیا گیا ہے۔ ہمارے دشمن' مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جن میں اب بھی بعض مسلمان شامل ہیں' اس امید پر بڑی سرگرمی سے صوبہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں کہ پاکستان کمزور ہو جائے گا اور پھر اس صوبہ کو مملکت ہندوستان میں ضم کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ جو لوگ یہ کھیل کھیل رہے ہیں وہ دراصل جنت الحمقاء میں بس رہے ہیں۔ مگر یہ حقیقت انہیں ایسا کرنے سے نہیں روکتی۔ اس مملکت کے مسلمانوں کی یکجہتی کو زک پہنچانے اور لوگوں کو قانون شکنی پر اکسانے کے لئے روزانہ جھوٹے پروپیگنڈے کا ایک سیل رواں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ حالیہ لسانی تنازعہ جس میں مجھے یہ جان کر دکھ ہوا کہ آپ کے وزیراعظم کی جانب سے صورت حال کی وضاحت کے بعد بھی آپ میں سے کچھ لوگ اس میں ملوث ہو گئے۔ درحقیقت یہ ایک زیرک طریقہ کار ہے' جس کے ذریعہ صوبہ پرستی کا زہر اس صوبے میں داخل کیا جا رہا ہے۔ کیا آپ کو یہ بات کچھ عجیب نظر نہیں آتی کہ ہندوستانی اخبارات کا وہ ٹولہ جس کے لئے پاکستان کا نام بھی ایک نفرت انگیز چیز ہے' لسانی تنازعہ میں آپ کے "جائز حقوق" کا علمبردار بن گیا ہے۔ کیا یہ اہم بات نہیں کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے اور اس پاکستان کے خلاف جنگ کی' جو بہر نوع آپ کے بنیادی حق' حق خودارادیت کا مظہر ہے' اب اچانک آپ کے جائز حقوق کے محافظ بن گئے ہیں اور اس نکتہ پر آپ کو خود آپ کی اپنی حکومت کی خلاف ورزی پر اکسا رہے ہیں۔ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ آپ ان غداروں سے خبردار رہیں۔ لیجئے میں پاکستان کی سرکاری زبان کے مسئلہ پر اپنے خیالات کا دوبارہ اظہار کرتا ہوں۔ اس صوبے میں سرکاری استعمال کے لئے صوبے کے لوگ جو زبان چاہیں پسند کریں' اس کا فیصلہ صرف اس صوبے کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق ان کے منتخب نمائندے اپنی رائے سے پورے غور و خوض کے بعد کریں گے' البتہ قومی زبان صرف ایک ہو سکتی ہے جو مملکت کے مختلف صوبوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہو وہ زبان اردو ہونی چاہیے' اور کوئی زبان نہیں ہو سکتی' لہٰذا سرکاری زبان واضح طور پر اردو ہونی چاہیے' وہ زبان جس کی آبیاری اس برصغیر کے دس کروڑ مسلمانوں نے کی' وہ زبان جو پاکستان کے طول و عرض میں سمجھی جاتی ہے اور اس سے بڑی بات یہ کہ یہ وہ زبان ہے جس میں کسی اور صوبائی زبان کے مقابلے میں اسلامی ثقافت اور مسلم روایات کے بہترین مظاہر موجود ہیں اور ان زبانوں کے قریب ترین ہے جو دیگر اسلامی ممالک میں

بولی جاتی ہیں- یہ بات بھی اہمیت سے خالی نہیں کہ اردو کو ہندوستانی مملکت سے دیس نکالا دیا گیا اور اردو رسم الخط کے سرکاری استعمال کی ممانعت کر دی گئی- ان حقائق کا ان لوگوں کو بخوبی علم ہے جو ہنگامہ آرائی کی خاطر لسانی تنازعہ سے ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہیں- ایجی ٹیشن کا کوئی جواز ہی نہیں تھا- لیکن اس امر کا اعتراف ان کے مقصد سے میل نہیں کھاتا- اس تنازعہ کو ہوا دینے کا صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا تھا- اس صوبے کے مسلمانوں میں افتراق پھیلانا اور فی الحقیقت انہوں نے غیر بنگالی مسلمانوں کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے میں اپنی کوششوں کو راز میں بھی نہیں رکھا- تاہم اس امر کا احساس کرتے ہوئے کہ کراچی سے واپسی پر آپ کے وزیراعظم نے لسانی تنازعہ کے بارے میں جو بیان دیا اس کے بعد ایجی ٹیشن کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی- اس صوبے کے لوگوں کا یہ حق تسلیم کر لیا گیا تھا کہ وہ پسند کریں تو اس صوبے کی سرکاری زبان بنگالی ہو سکتی ہے' ان لوگوں نے اپنے حربے تبدیل کر دیئے- انہوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ پاکستان کے مرکز کی زبان بنگالی ہونی چاہیے' اور چونکہ وہ اردو زبان کے اس واضح استحقاق کو نظرانداز نہیں کر سکے کہ اسے ایک مسلم مملکت کی سرکاری زبان ہونا چاہیے' تو انہوں نے یہ مطالبہ شروع کیا کہ بنگالی اور اردو دونوں زبانوں کو پاکستان کی سرکاری زبان ہونا چاہیے- اس ضمن میں غلطی نہ کیجئے اگر اس مملکت کے تمام حصوں کو قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھنا ہے تو پھر ایک ہی سرکاری زبان ہو سکتی ہے اور میرے خیال میں وہ اردو ہے- میں نے اس موضوع پر خاصی تفصیل سے بات کی ہے تاکہ آپ کو اس سلسلہ میں خبردار کر سکوں کہ دشمنان پاکستان اور بعض موقع پرست سیاست دان اس مملکت کو توڑنے یا حکومت کو رسوا کرنے کے لئے کس کس طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں- آپ میں سے جو لوگ عملی زندگی میں داخل ہونے والے ہیں' ان لوگوں سے خبردار رہیں- آپ میں سے جن کا سلسلہ تعلیم ابھی کچھ عرصہ جاری رہے گا خود کو کسی سیاسی جماعت یا مفاد پرست سیاست دان کا آلہ کار نہ بننے دیں اور جیسا کہ میں نے اس سے پہلے کہا ہے آپ کا اصل کام یہ ہے کہ آپ اپنی توجہ اپنے مطالعہ کے لئے وقف کر دیں- یہ آپ کا اپنے ساتھ انصاف ہو گا' اپنے والدین کے ساتھ انصاف ہو گا اور اپنی مملکت کے ساتھ انصاف ہو گا' صرف اس طرح آپ خود کو کشمکش حیات کے لئے تیار کر سکیں گے جو آپ کی منتظر ہے' صرف معاشرتی اور معاشی مسائل حل کرنے میں اس کی امداد کر سکیں گے جو آج اسے درپیش ہیں اور اسے دنیا کی سب سے زیادہ ترقی پسند اور مستحکم ترین اقوام کی صف میں شامل ہونے کی اس منزل پر پہنچنے میں مدد دے سکیں گے جو اس کا مقدر ہے-

میرے نوجوان دوستو! میں چند نکات آپ کے سامنے پیش کروں گا جن کے بارے میں آپ چوکنے اور خبردار رہیں :

اوّل : آپ ان غدّاروں سے خبردار رہیں جو ہماری صفوں میں موجود ہیں۔

دوم : ان خود غرضوں سے ہوشیار رہیں اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھنکیں جو آپ کو آلہ کار بنانا چاہتے ہیں تاکہ خود ساحل مراد پر پہنچ جائیں۔ سوم : اس کی شناخت سیکھیں کہ کون لوگ واقعی سچے اور حقیقت میں دیانتدار اور بے غرض خادم ملک ہیں جو دل و جان سے قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں پھر ان کی حمایت کیجئے۔ چہارم : مسلم لیگ کو مستحکم بنائیے۔ یہی جماعت پاکستان کی خدمت کرے گی اور اسے حقیقی طور پر عظیم اور جلیل القدر بنائے گی۔ پنجم : مسلم لیگ نے پاکستان حاصل کیا اور قائم کیا اور یہ مسلم لیگ ہی ہے جس کا اب یہ فرض ہے کہ مقدس امانت کی امین کی حیثیت سے پاکستان کی تعمیر کرے۔ ششم : بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے ہماری جدوجہد کے دوران ہماری مدد کے لئے انگلی بھی نہیں ہلائی ہو گی بلکہ الٹی ہماری مخالفت کی اور ہماری عظیم مساعی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں اور ان میں بہت سوں نے تو ہمارے خلاف ہمارے دشمن کی کمیں گاہ میں کام کیا جو اب آپ کے سامنے آئیں گے اور دلفریب نعرے لگائیں گے اور اپنے نظریات اور منشور پیش کریں گے۔ لیکن ابھی وہ نت نئی جماعتوں کی داغ بیل ڈالنے کی بجائے مسلم لیگ میں شامل ہو کر اس کی حمایت کریں گے اور اس جماعت کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کر کے اپنی صدق دلی اور خلوص کا ثبوت پیش کرنا ہو گا یا اس امر کا کہ ان کے اذہان و قلوب میں جو تبدیلی رونما ہوئی ہے وہ دیانتداری پر مبنی ہے۔ اس بے حد سنگین مرحلہ پر جیسا کہ آپ کو علم ہے ہمیں بیرونی خطرات کا سامنا ہے اور ایسے اندرونی پیچیدہ مسائل کو حل کرنا ہے' جن سے سات کروڑ انسانوں کے مستقبل پر دُور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ تمام امور کامل اتفاق' اتحاد اور تنظیم کا تقاضا کرتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ منتشر ہوئے تو آپ گر جائیں گے۔ متحد ہوئے تو آپ قائم و دائم رہیں گے۔

ایک اور معاملہ ہے جسے میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ میرے نوجوان دوستو! اب تک آپ گھسی پٹی روش پر چلتے رہے ہیں۔ آپ ڈگریاں حاصل کرتے ہیں اور جب آپ ہزاروں کی تعداد میں اس یونیورسٹی سے باہر نکلتے ہیں اور اپنے بارے میں آپ سوچتے ہیں اور جس کی تمنا کرتے ہیں وہ سرکاری ملازمت ہے۔ جیسا کہ آپ کے وائس چانسلر نے بجاطور پر فرمایا کہ پُرانے نظام تعلیم اور اب تک موجود حکومت کے طریقہ کار کا اصل مقصد یہ تھا کہ اچھے تربیت یافتہ اور

اہل کلرک تیار کئے جائیں۔ بلاشبہ ان میں سے بعض نے اعلیٰ مدارج حاصل کئے اور اپنا مقام پایا لیکن پورا تصور یہی تھا کہ عمدہ لیاقت کے کلرک میسّر آجائیں۔ سول سروس میں زیادہ تر انگریز ہوتے تھے۔ ہندوستانی عنصر بعد میں داخل ہوا اور بتدریج اوپر گیا۔ اصل اصول یہ تھا کہ ایسی ذہنیت' ایسی نفسیات اور ایسی ذہنی کیفیت پیدا کر دی جائے کہ ایک اوسط درجہ کا آدمی جب بی۔ اے' ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد سرکاری ملازمت کی تمنا کرے' اور جس کی یہ آرزو بر آئے تو وہ یہ سمجھے کہ اسے معراج حاصل ہو گئی ہے۔ مجھے علم ہے اور آپ سب اس امر سے باخبر ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ ہمارے تجربے نے یہ بتایا کہ ایک ایم۔ اے پاس ایک ٹیکسی ڈرائیور سے کم کماتا ہے اور ان نام نہاد سرکاری ملازمین میں سے بیشتر متمول لوگوں کے ادنیٰ ملازموں سے بھی بدتر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پُرانی لکیر کی فقیری اور اس ذہنیت کو ترک کر دیں بالخصوص اب جبکہ ہم آزاد پاکستان میں رہتے ہیں۔ حکومت ہزاروں لوگوں کو تو نہیں کھپا سکتی ہے۔ ناممکن ہے۔ لیکن سرکاری ملازمت کے حصول کے مقابلے میں آپ میں سے بہت سے لوگوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ حکومت تو صرف معیّنہ تعداد میں ہی لوگوں کو لے سکتی ہے اور باقی لوگ کسی اور چیز سے مطمئن نہیں ہوتے اور چونکہ یہ لوگ خفا ہوتے ہیں اس لئے آسانی کے ساتھ مفاد پرستوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنا ذہن' اپنی توجہ' اپنا منتہائے مقصود اور اپنی آرزوئیں ہٹا کر دوسری اطراف' جہتوں اور راہوں پر مرکوز کر دیں' جو آپ کے سامنے کُھلی ہیں اور مزید کھلتی ہی جائیں گی۔ دست کاری اور مشقت کا کام کرنا کوئی شرم کی بات نہیں' فنی تعلیم میں بے حد مواقع ہیں۔ کیونکہ ہمیں فنی لحاظ سے تربیت یافتہ لوگوں کی بہت سخت ضرورت ہے' آپ بینکاری' تجارت' کاروبار اور قانون کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جن میں اب کس قدر مواقع موجود ہیں' آپ دیکھ رہے ہیں۔ نئی صنعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ نئے بینک' نئی بیمہ کمپنیاں نئے تجارتی ادارے کھل رہے ہیں۔ اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا یہ پروان چڑھتے جائیں گے۔ اب یہ مواقع اور شعبے آپ کے لئے کھلے ہیں۔ ان کے بارے میں سوچئے اور اپنی توجہ اس طرف مبذول کیجئے اور یقین کیجئے کہ آپ کو اس میں زیادہ فائدہ حاصل ہو گا' بجائے اس کے کہ آپ محض سرکاری ملازمت کی جستجو میں رہیں۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ کلرکی کے چکر میں نہ رہیں اور صبح سے شام تک سخت تیرہ و تار اور غیر آرام دہ ماحول میں کام کریں۔ اگر آپ تجارت اور صنعت کو اپنائیں گے تو زیادہ خوش حال ہوں گے اور آپ کے سامنے ترقی کے بہت زیادہ مواقع موجود ہوں گے اور اس طرح نہ صرف آپ اپنی مدد کریں گے بلکہ اپنی

مملکت کی بھی مدد کر سکیں گے۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کر سکتا ہوں' میں ایک ایسے نوجوان کو جانتا ہوں جو سرکاری ملازم تھا۔ چار برس قبل اس نے بینکاری کی ایک کارپوریشن میں ۲ سو روپیہ ماہوار پر ملازمت کر لی۔ چونکہ اس نے بینکاری کا مضمون پڑھا تھا' آج وہ انہیں کے ایک ادارہ کا منیجر ہے اور ۱۵ سو روپیہ ماہانہ کما رہا ہے۔ صرف چار برس میں۔ ان مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان خطوط پر غور کریں۔

آخر میں' مَیں جناب وائس چانسلر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بالخصوص جناب وائس چانسلر' آپ کا' کہ آپ نے میرا اتنا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور میرے بارے میں بہت سی خوش کُن باتیں کیں۔ مجھے امید ہے بلکہ مجھے پورا اعتبار ہے کہ مشرقی بنگال کے نوجوان ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔

۲۳۹۔ مشرقی بنگال کے گزٹیڈ افسروں سے خطاب

چٹاگانگ' ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء

"میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اجتماعی ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ میرے پاس وقت بہت محدود ہے اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں آپ سے فرداً فرداً ملاقات کرتا۔ مجھے گزٹیڈ افسروں سے جو کچھ کہنا تھا میں پہلے ہی ڈھاکہ میں کہہ چکا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میں نے جو کچھ وہاں کہا ہے اس کی تفصیل آپ نے اخبارات میں پڑھ لی ہو گی۔ اگر آپ نے نہیں پڑھا تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ پڑھنے کی زحمت فرمائیں کہ میں نے وہاں کیا کہا تھا' کوئی شخص ہر روز نئی بات تو نہیں کہہ سکتا۔ میں اتنا تقریریں کر رہا ہوں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر شخص اب تک میرے خیالات سے آگاہ ہو گیا ہو گا۔

خواتین و حضرات! میں چاہتا ہوں کہ جو انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے آپ اس کے گہرے مضمرات کا پورا پورا اندازہ کریں۔ آپ کسی بھی فرقے' ذات پات یا عقیدے سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں' اب آپ پاکستان کے خادم ہیں۔ خدمت گار صرف خدمت کے ذریعے ہی اپنے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ وہ دن گئے' جب ملک پر افسر شاہی کا حکم چلتا تھا۔ یہ عوام کی حکومت ہے۔ عوام کے سامنے جمہوری خطوط اور پارلیمانی طرز پر جواب دہ ہے۔ ان بنیادی تبدیلیوں کے تحت' میں دو یا تین نکات آپ کے غور و خوض کے لئے پیش کروں گا:

(۱) آپ کو اپنا فرض منصبی خادموں کی طرح انجام دینا ہے۔ آپ کو اِس سیاسی جماعت سے یا اُس سیاسی جماعت سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ آپ کا کام نہیں' یہ سیاستدانوں کا کام ہے کہ وہ موجودہ آئین کے تحت یا آئندہ آئین' جو بالآخر تشکیل پائے گا' کے تحت اپنے موقف کے لئے لڑیں۔ لہٰذا آپ کا نہ اِس سیاسی جماعت سے کوئی تعلق ہے اور نہ اُس سیاسی جماعت سے۔ آپ سرکاری ملازم ہیں۔ جس جماعت کو اکثریت حاصل ہو گی وہ حکومت بنائے گی اور آپ کا فرض ہے کہ آپ وقتی طور پر اس حکومت کی خدمت ملازمین کی طرح کریں' سیاستدانوں کی طرح نہیں۔ یہ آپ کیسے کریں گے؟ وقتی طور پر اقتدار میں آنے والی حکومت بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرے اور سمجھے کہ آپ کو اِس پارٹی یا اُس پارٹی کی خاطر استعمال نہ کیا جائے۔ مجھے علم ہے کہ ہم پر پُرانے ورثے' پُرانی ذہنیت اور پُرانی نفسیات کا غلبہ ہے اور یہ سائے کی طرح ہمارا تعاقب کرتا ہے۔ لیکن اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ عوام کے سچے خادموں کی طرح کام کریں۔ آپ اپنے فرائض منصبی سچے ملازمین کی طرح سرانجام دیں اور بحیثیت سرکاری ملازم اپنے فرائض کی بجا آوری میں' کسی وزیر یا وزارت کی مداخلت کے باوجود خطرہ بھی مول لے لیں۔ مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔ اگر ایسا ہوا بھی تو میں آپ سے مستعدی سے کام کرنے کی توقع کرتا ہوں۔ یقیناً ہم نظر رکھیں گے کہ آپ محفوظ اور مامون ہوں۔ اگر ہم نے یہ دیکھا کہ کسی طرح بھی آپ کے مفادات کو خطرہ لاحق ہے تو ہم آپ کے تحفظ کے لئے تدابیر اختیار کریں گے۔ یقیناً آپ کو اس حکومت کا جو برسر اقتدار ہو وفادار رہنا چاہیے۔

(۲) دوسرا نکتہ' مختلف محکموں میں عوام الناس کے ساتھ آپ کے رویہ اور برتاؤ کا ہے۔ آپ جہاں بھی ہوں' پرانے تاثر کو ذہن سے نکال دیجئے۔ آپ حاکم نہیں ہیں۔ آپ کا حکمران طبقے سے کوئی تعلق نہیں' آپ کا تعلق خدمت گاروں کی جماعت سے ہے۔ عوام الناس میں یہ احساس پیدا کر دیجئے کہ آپ ان کے خادم اور ان کے دوست ہیں اور وقار' دیانت' عدل اور انصاف کی اعلیٰ ترین روایات قائم رکھیے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو لوگوں کو آپ پر اعتماد اور اعتبار ہو گا اور وہ آپ کو دوست اور بہی خواہ تصور کریں گے۔ میں ماضی کی ہر چیز کی مذمت نہیں کرتا۔ ایسے لوگ بھی تھے' جو ملازمت کے جس شعبہ میں بھی تعینات ہوئے' اپنے فرائض منصبی' اپنی صوابدید کے مطابق سرانجام دیتے رہے۔ منتظم کی حیثیت سے انہوں نے بہت سے معاملات میں انصاف بھی کیا' لیکن عوام نے یہ محسوس نہیں کیا کہ خود ان کے ساتھ تو انصاف کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ بالادستی کا زمانہ تھا اور انہیں ذرا فاصلہ پر رکھا جاتا تھا۔ انہیں جب سرکاری کارندوں سے کوئی کام پڑتا تو وہ

گرم جوشی نہیں پاتے تھے بلکہ انہیں سرد مہری کے ماحول کا احساس ہوتا تھا۔ اب وہ سرد مہری کا ماحول ختم ہو جانا چاہیے۔ اس احساس تکبّر کو ختم ہونا چاہیے۔ وہ تاثر کہ آپ حاکم ہیں زائل ہو جانا چاہیے اور آپ کو پورے اخلاق کے ساتھ اپنی بہترین کوشش کرنا چاہیے اور لوگوں کو سمجھنے کی سعی کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی آپ یہ محسوس کریں کہ یہ ایک صبر آزما اور اشتعال انگیز بات ہے جب ایک شخص بولتا چلا جا رہا ہے اور بار بار ایک ہی بات کی رَٹ لگا رہا ہے۔ لیکن آپ صبر سے کام لیں اور تحمل کا مظاہرہ کریں اور انہیں اس امر کا احساس دلائیں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد جو بات میں آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے ایسی عرض داشتیں اور تحریریں موصول ہوتی رہتی ہیں جن میں مختلف النوع امور کے بارے میں لوگوں کی شکایات درج ہوتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کا کوئی جواز نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی کوئی بنیاد نہ ہو' ہو سکتا ہے کہ ان کا تاثر غلط ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ گمراہ کئے گئے ہوں لیکن ان تمام معاملات میں مَیں نے برسوں سے یہ طرز عمل اختیار کر رکھا ہے کہ خواہ میں کسی سے اتفاق کروں یا نہ کروں' خواہ میں یہ خیال کروں کہ اس کی تمام شکایات خیالی ہیں' خواہ میں یہ سوچوں کہ وہ بات نہیں سمجھتا لیکن میں ہمیشہ تحمل کا اظہار کرتا ہوں۔ اگر آپ بھی کسی فرد یا انجمن یا تنظیم کے ساتھ یہی برتاؤ کریں گے تو آخر کار آپ فائدہ میں رہیں گے۔ آپ کے پاس سے لوگوں کو یہ اثر لے کر نہیں جانا چاہیے کہ آپ نفرت کرنے والے اور جارح ہیں' یا آپ نے ان کی ہتک کی ہے یا آپ ان سے بدمزاجی سے پیش آئے ہیں۔ ان میں سے ایک فیصد اشخاص بھی ایسے نہیں ہونے چاہیں جن سے آپ کا رابطہ ہوا ہو اور وہ اس قسم کا تاثر لے کر جائیں۔ آپ اس سے متفق نہ ہوں۔ اس کو اس احساس کے ساتھ نہیں جانا چاہیے کہ آپ جارح ہیں یا آپ بدمزاج ہیں۔ اگر آپ اس اصول پر چلیں گے تو آپ لوگوں کی نظر میں عزت پائیں گے۔ ان گذارشات کے ساتھ جو مجھے کہنا تھا اس کا اختتام کرتا ہوں' میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں آپ سے یہ چند الفاظ کہہ سکوں اور اگر آپ اس میں کچھ اچھی چیزیں پائیں تو اس پر چلیں اور اگر ان میں کوئی اچھائی نہیں تو اس پر نہ چلیں۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

۲۴۰۔ چاٹگام میں عام استقبالیہ سے خطاب

چٹاگانگ' ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

"اس شہر میں جس کا مقدر پاکستان کے بڑے شہروں کی صف میں شامل ہونا ہے پہلی بار آمد کے موقع پر میرا جس گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا ہے اس کے لئے میں آپ سب کا ممنون ہوں۔ اپنے طور پر مجھے مسرت ہے کہ میں آپ لوگوں کے درمیان موجود ہوں۔ مجھے آپ کو یہ یقین دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ نہ صرف آپ کے مسائل سے باقاعدہ طور پر اور بتدریج نمٹا جا رہا ہے بلکہ ہم نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ مشکلات اور رکاوٹوں کی پرواہ نہ کی جائے۔ آئندہ چند برسوں کے دوران جب چٹاگانگ کا شمار دنیا کی بہترین بندر گاہوں میں ہونے لگے گا تو صدیوں کی محرومی کا ازالہ بھی ہو جائے گا۔

آپ میرے جذبات کی اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی قطعی اساس معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم پر استوار ہونی چاہیے جو مساوات اور انسانی اخوت پر زور دیتا ہے۔ اسی طرح جب آپ سب کے لئے مساوی مواقع کی طلب اور تمنا کرتے ہیں تو آپ میرے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ترقی کے یہ ہدف پاکستان میں متنازعہ نہیں۔ کیونکہ ہم نے اسی لئے تو پاکستان کا مطالبہ کیا' اس کے لئے جدوجہد کی اور اسے حاصل کیا تاکہ مادی طور پر اور روحانی طور پر آزادی کے ساتھ اپنی روایات اور مزاج کے مطابق اپنے معاملات کو چلا سکیں۔ انسانی اخوت' مساوات اور بھائی چارہ ہمارے مذہب' ثقافت اور تہذیب کے بنیادی نکات ہیں اور ہم نے پاکستان کے لئے جدوجہد اس لئے کی کہ اس برصغیر میں ان انسانی حقوق کے استیصال کا خطرہ لاحق تھا۔ ہم نے ان عظیم تصورات کی تمنا اس لئے کی کیونکہ ہم صدیوں سے دوہرے غلبے کے زیر اثر تھے' ایک بیرونی حکمرانوں کا اور دوسرا ذات پات کے اسیر معاشرتی نظام کا' یہ تسلط دو سو برس سے زیادہ جاری رہا تاآنکہ ہم نے یہ محسوس کر لیا کہ اس کا آخر کار مطلب یہ ہو گا کہ مسلمان انفرادی اعتبار سے انسانوں کی حیثیت سے اجتماعی طور پر ایک قوم کی حیثیت سے معدوم ہو جائیں گے' ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو یہ سب سے بڑی مسلم مملکت عالم وجود میں آئی۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک عظیم دن تھا لیکن اس عظیم دن محض ایک حکومت ہی وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کا مطلب تھا ایک عظیم مملکت اور ایک عظیم قوم کا وجود میں آجانا۔ یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم تھے اور ایک دوسرے کی خاطر زندہ۔ ہم میں سے کچھ لوگوں کے ذہن اس تیزی سے کام نہ کر سکے کہ انہیں اس امر کا احساس ہو جاتا کہ ۱۵ اگست سے اس نوع کی

مملکت اور اس نوع کی قوم معرض وجود میں آئے گی۔ میں ان کی مجبوریوں کو سمجھتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ لوگوں کے لئے صرف ایک حکومت کی حد تک سوچنا فطری سی بات ہے لیکن جتنا جلد ہم نئی قوتوں اور اپنے درمیان توازن پیدا کریں گے اتنا ہی جلد ہماری چشم تصور افق کے اس پار اپنی مملکت اور ملّت کے بیحد و حساب امکانات کو دیکھ سکے گی اور اتنا ہی پاکستان کے لئے بہتر ہو گا۔ اس وقت اور صرف اسی وقت ہم میں سے ہر فرد کی انسانی ترقی کے عظیم تصوّرات تک رسائی ہو سکے گی، جو ایک طرف تو قیام پاکستان کے بنیادی اسباب میں شامل ہیں، دوسری طرف ہماری مملکت میں مثالی معاشرتی نظام کی تشکیل کے لامحدود امکانات کا مظہر۔ میں پُرزور طریقے سے اس امر کا اعادہ کرتا ہوں کہ پاکستان کا قیام اس لئے ممکن ہوا کہ ذات پات کی اساس پر استوار معاشرے میں روح انسانی کے یکسر معدوم ہو جانے کا خطرہ موجود تھا۔ اب جبکہ وہ روح زندہ رہنے اور تمنا کرنے کے لئے آزاد ہے اسے نہ صرف مملکت بلکہ ملّت کے استحکام کا بھی تقاضا کرنا چاہیے۔

اس نوع کے ذہنی اور روحانی تغیّرات چشم زدن میں برپا نہیں کئے جا سکتے ہیں اور نہ انہیں کسی فرد کی طرف سے انسانی تعلقات کے نظام کو درہم برہم کئے بغیر مسلّط کیا جا سکتا ہے۔

آج آپ کی مملکت کی عمر بمشکل آٹھ ماہ ہو گی لیکن اگر ہم پیچھے پلٹ کر دیکھیں اور اپنی مختصر سی قومی زندگی کا جائزہ لیں تو ہمیں واضح طور پر عظیم معاشرتی نظریات کا بتدریج ارتقا اور انسانوں کے مابین متوازن تعلقات نظر آئیں گے۔ ایک غیر جانبدار مبصّر اس امر کا اعتراف پہلے ہی کر چکا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ کسی اور جگہ کے مقابلے میں بہتر سلوک کیا جا رہا ہے۔ ہمارے درمیان یہ لوگ امن و امان سے ہیں بلکہ اظہار کی مکمّل آزادی سے بھی بہرہ ور ہیں۔ یہ تو ہمارے لوگوں کا شعور آڑے آ گیا ورنہ ان میں سے بعض نے تو ایسی نازک بحثیں چھیڑ دی تھیں جن کی اس نہایت سنگین ہنگامی زمانے میں پاکستان کی جڑ بنیاد پر زد پڑتی ہے۔

ہماری اس واحد اور عظیم ترین کامیابی سے اس سمت کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے جس کی طرف ہم گامزن ہیں۔ اس بات کی اس سے بہتر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ ہم نے مساوات اور معاشرتی انصاف کے اصولوں پر استوار مملکت کی تشکیل کا عزم کر رکھا ہے اگر ہم دوسروں کے ساتھ جائز اور منصفانہ سلوک کر سکتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اپنے مابین بھی جائز رویہ اور انصاف قائم رکھ سکتے ہیں۔

ابھی ابھی آپ نے جو سپاسنامہ پیش کیا وہ تعمیر و ترقی کے لئے آپ کے بے پناہ جذبے کا

آئینہ دار ہے۔ یہ دیکھ کر واقعی مسرت ہوتی ہے کہ پاکستان کے لوگوں کو اپنی مملکت کے عظیم امکانات کا ادراک ہے' تاہم مجھے آپ کو خبردار کر دینا چاہیے کہ بے صبری بھی اتنی ہی خطرناک ہوسکتی ہے جتنی جذبے کی عدم موجودگی۔ چٹاگانگ کی عظمت اس کا مقدر ہے اور اس کے شہریوں کی حیثیت سے اس کی عظمت اور خوشحالی میں آپ کی شراکت لازم ہے۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں سرتوڑ کوشش کر رہی ہیں کہ برسوں کی لاتعلقی اور بے توجہی کا ازالہ کر دیا جائے۔ آپ کی مرکزی حکومت نے مغربی پاکستان میں نہایت سنگین اور فوری درپیش مسائل اور ہندوستان سے لُٹ پٹ کر آنے والے آپ کے لاکھوں بھائیوں کو بسانے اور ان کی بحالی اور آباد کاری کی ذمہ داری جیسی بدیہی مصروفیات کے بیچ میں چٹاگانگ کو ترقی دینے کے خاکے تیار کرائے۔ مستقبل کی اس عظیم بندرگاہ کو پاکستان کے اس نوع کے دیگر علاقوں کی طرح نظرانداز کیا گیا' اور سبھی کو علم ہے کہ یہ بے توجہی اور بے تعلقی ہی ہمارے مطالبہ پاکستان کا واحد بڑا جواز بن گئی۔ چنانچہ اب جبکہ ہم اپنے مستقبل کی تشکیل کے لئے آزاد ہیں ہم اس کے ساتھ بے توجہی نہیں برتیں گے۔ ہمیں بے توجہی کے ماضی پر نگاہ تاسف بھی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں جس چیز کی ازبس ضرورت ہے' وہ ہے حوصلہ اور اپنے مستقبل پر یقین' اور مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ گذشتہ آٹھ ماہ کے دوران اس یقین میں کبھی کمی نہیں پائی گئی۔

مجھے آپ کو یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ اہل پاکستان کے عزم اور آپ کی حکومت کی مساعی کی بدولت ایک بندرگاہ کی حیثیت سے چٹاگانگ پہلے ہی سے اپنا مقام حاصل کر رہا ہے۔ گذشتہ چند ماہ میں مختلف ممالک کے جہاز آپ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے جن کے رنگ برنگ کے نشانات آج آپ اپنی شاہراہوں پر بھی لہراتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ان جہازوں میں سے کچھ تاریخ میں پہلی بار یہاں وارد ہوئے ہیں تاکہ آپ کے خام مال کو مصنوعات تیار کرنے کے لئے اپنے ملکوں میں لے جائیں۔ آغاز ہی سے آپ کی برآمدی اور درآمدی تجارت کافی حد تک چٹاگانگ سے ہو رہی ہے۔ یہ محض اس لئے ممکن ہو سکا کہ ہم سب نے دوسروں پر اپنا انحصار کم کرنے کے لئے کوششیں کیں۔

اتنی سی قلیل مدت میں اس کامیابی سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ انسانی ارادہ کیا کیا کچھ کر سکتا ہے۔ بلاشبہ ترقی کے لئے سرمایہ لازمی چیز ہے لیکن قومی نشوونما اور اس کے احیاء کا صرف سرمایہ پر ہی انحصار نہیں ہوتا۔ محنت اور مشقت کی بدولت ہی کوئی قوم خوشحالی سے ہم کنار ہوتی ہے اور مجھے اس باب میں مطلق شبہ نہیں کہ پاکستان میں ایک ایسی قوم بستی ہے کہ جس کے افراد جفاکش

اور پُرعزم ہیں اور جن کے ماضی کی روایات نے انہیں انسانی کارناموں کے میدان میں ممتاز مقام عطا کیا ہے۔

میں نے صاف اور واضح طور پر اپنے آپ کو آپ کی ان امنگوں سے وابستہ کیا ہے جو اس شہر کی ترقی کے لئے دلوں میں کروٹیں لے رہی ہیں۔ ترقی کے لئے آپ کی تڑپ اور آپ کی حکومت کی منزل تک رسائی کے لئے کوششیں جلد ہی بڑے بڑے منصوبوں کا روپ دھار لیں گی جن پر' مجھے اطمینان ہے کہ' بڑی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ سب سے اہم منصوبہ جس کا آپ سے گہرا تعلق ہے اور جس پر آج کل غور ہو رہا ہے وہ ہے دریائے کرنافلی کو اس طرح کام میں لانا کہ سیلابوں اور دریاؤں کی تہہ میں مٹی جمع ہونے کے مسائل پر قابو پایا جا سکے' کھیتوں کی آبیاری ہو سکے اور سستی پن بجلی کو ترقی دی جا سکے۔ ضروری ابتدائی کام جلدی جلدی مکمل کیا جا رہا ہے' یہ منصوبہ ہماری اعلیٰ ترجیحی فہرست میں موجود ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ جن وجوہات نے مجھے اس مرحلہ پر جبکہ مغربی پاکستان نہایت بُحرانی دور سے گزر رہا ہے مشرقی پاکستان کا دورہ کرنے پر آمادہ کیا' ان میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بنفس نفیس مشاہدہ کر سکوں کہ آپ کے شہر کو' جو اب عظیم بحری اہمیت کے مستقبل کی توقع کر سکتا ہے' ترقی دینے کا کام کتنا آگے بڑھا ہے۔

چٹاگانگ میں اپنے قیام کے دوران میں مَیں نے اپنا بیشتر وقت بندرگاہ کو ترقی دینے کے امکانات کے مطالعہ پر صرف کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ برسوں میں چٹاگانگ نہ صرف مشرقی پاکستان کے حجاج کی آمدورفت کے لئے ایک بندرگاہ' بلکہ برآمدی و درآمدی تجارت کا مرکز بھی بن جائے گا جہاں سے ہم اپنی فاضل اشیاء دنیا کو بھیج سکیں گے اور اپنی ضرورت کی چیزیں غیر ممالک سے منگوا سکیں گے۔ مشرق کی ملکہ پُر جلال اور باب پاکستان کا رُتبہ حاصل کرنا مینائے چاٹگام کا مقدّر بن چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا ترقی کرنے کا ارادہ' محنت اور کام اور حکومت کی طرف سے ترقی کے اہداف کے لئے مساعی کی بدولت یہ منزل حاصل ہو جائے گی۔

قدرت نے آپ کو نہایت فیاضی کے ساتھ نوازا ہے۔ آپ کی سرزمین حسین اور شاداب خطّہ ہے جس کے ساتھ سمندر ہے' دریا اور پہاڑیاں ہیں اور چہار طرف خوبصورت مناظر! اب چٹاگانگ میں یہ انسان کا کام ہے کہ وہ اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرے اور چٹاگانگ کو ترقی کی ان بلندیوں تک پہنچا دے جو اس کا مقدّر ہیں۔

پس میں آپ کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

پاکستان زندہ باد

۲۴۱- ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے نشری تقریر

ڈھاکہ، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء

"آپ کے صوبے میں گذشتہ نو دن کے دورے کے دوران مَیں آپ کے مقامی حالات اور مشرقی بنگال کو درپیش کچھ مسائل کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ آج رات اپنی روانگی سے قبل، مَیں اپنے کچھ تاثرات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں آپ کا خلوص دل کے ساتھ شکریہ ادا کر دوں کہ اپنے اس دورے میں مَیں جہاں کہیں بھی آپ کے پاس پہنچا آپ نے بڑی گرمجوشی اور محبت کے ساتھ میرا خیرمقدم کیا۔

انتظامی نقطہ نظر سے تقسیم کے نتیجے میں مشرقی بنگال کو پاکستان کے دیگر صوبوں کے مقابلے میں غالباً بہت زیادہ دشوار مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۵ اگست سے قبل اس کا درجہ کلکتہ کے دریا پار کے علاقہ کا تھا جس کی خوشحالی کے لئے تو اس نے بھرپور کردار ادا کیا لیکن اس میں اس کا اپنے لئے حصہ نہ تھا، وہ سہولتیں اور آسائشیں موجود نہ تھیں جو ایک جدید حکومت کے دارالحکومت کے لئے ناگزیر ہوتی ہیں۔ مزید برآں، تقسیم کی وجہ سے، صوبے کے نقل و حمل کا نظام مکمل طور پر درہم برہم ہو گیا تھا اور انتظامیہ ایسے وقت میں بدنظمی کا شکار ہو گئی تھی جب ملک کو خوراک کی شدید قلت کا سامنا تھا۔ مشرقی بنگال کا نیا صوبہ ایسے ناموافق حالات میں وجود میں آیا جو کم ہمت اور غیر محکم لوگوں کے لئے آسانی سے ہلاکت کے باعث بن جاتے ہیں۔ اور یہ کہ انتظامیہ نہ صرف اپنا وجود قائم رکھ سکی ہے بلکہ چٹاگانگ کے طوفان جیسے دھچکوں کے مقابلے سے زیادہ طاقتور بن کر ابھری ہے۔ یہ عوام کے مضبوط کردار اور صوبائی حکومت کے ناقابل فراموش جذبے دونوں کے لئے ایک واضح خراج تحسین ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ابتدائی دشواریوں پر کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ ہرچند کہ اطمینان اور دلجمعی کی تو کوئی گنجائش نہیں لیکن کم سے کم ایسے اسباب موجود ہیں جن کی بنا پر مستقبل کے بارے میں ایک مکمل اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ اس وقت مشرقی بنگال غیر ترقی یافتہ ہے لیکن خام مال اور پن بجلی کی پیداوار کی بے پناہ صلاحیتوں کا حامل ہے۔ چٹاگانگ میں آپ کو ایک اعلیٰ درجے کی بندرگاہ حاصل ہو جانے کی گنجائش موجود ہے جس کا آگے چل کر دنیا کی بہترین بندرگاہوں میں شمار ہو گا۔ حالات پُرسکون رہے اور لوگوں کے تمام طبقوں کی طرف سے بھرپور تعاون حاصل رہا تو ہم اس صوبے کو پاکستان بھر میں آسودہ ترین بنا دیں گے۔

باوجودیکہ تقسیم کے فوراً بعد کے مہینوں میں ہندوستان کی ریاست میں مسلمانوں کا قتل عام

ہوا اور گرفتاریاں ہوئیں لیکن یہ بات قابل مبارک باد ہے کہ اس صوبے کے طول و عرض میں حالات پُرامن رہے اور میں نے اقلیتی فرقے کے افراد کو مکمّل احساس تحفّظ کے ساتھ اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف دیکھا ہے۔ بدقسمتی سے بعض ہندو ترک وطن کر کے ہندوستانی ریاست میں چلے گئے، اگرچہ ان کی تعداد کے بارے میں ہندوستانی اخبارات کے پیش کردہ اعداد و شمار سراسر مضحکہ خیز ہیں۔ بہرنوع میں اس لحاظ سے مطمئن ہوں کہ جو کچھ نقل مکانی ہوئی وہ یہاں ان کے ساتھ کیے گئے سلوک کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کے ساتھ روا رکھا گیا سلوک موجودہ حالات میں مثالی تھا۔ البتہ اس کی وجوہ کچھ تو نفسیاتی تھیں اور کچھ خارجی دباؤ تھا۔ ہندوستانی رہنماؤں اور ہندوستانی اخبارات کے ایک حصہ نے کھُلم کھلا پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑنے کی باتیں کیں۔ ہندو مہاسبھا جیسی جماعتوں نے آبادی کے تبادلہ کے حق میں مسلسل زہریلا پراپیگنڈا کیا۔ پھر ہندوستان کی ریاست میں رونما ہونے والے ہنگاموں میں جس طرح مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھایا گیا اس سے اقلیتوں کے دلوں میں ان خدشات کا پیدا ہونا کوئی غیر فطری بات نہیں تھی کہ کہیں ان کا ناخوشگوار ردعمل مشرقی بنگال میں پیدا نہ ہو۔ اگرچہ ان خدشات کی بھی کوئی بنیاد نہیں تھی کیونکہ اصل حقائق سے روگردانی کی گئی تھی۔ ان حقائق سے بڑھ کر ہندوستانی ریاست کا حال ہی میں پاکستان کو کسٹم اور دیگر امور کے لحاظ سے ایک غیر ملک قرار دینے کے اعلان سے بھی تاجر پیشہ ہندو آبادی سنگین مشکلات سے دوچار ہو گئی اور بہت سے ہندو تاجروں پر یہ دباؤ پڑا کہ وہ اپنا کاروبار ہندوستان منتقل کر دیں۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ صوبائی حکومت نے انہیں بار بار یقین دہانیاں کرائیں اور اقلیتی فرقے کے تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے وقتاً فوقتاً ہر ممکنہ اقدام کرتی رہی اور انہیں مشرقی بنگال میں اپنے آبائی گھربار چھوڑ کر ہندوستانی یونین میں ایک انجانے مستقبل کی طرف کوُچ کرنے سے باز رکھنے کے لئے انتہائی کوششیں کرتی رہی۔

اب میں اس صوبے کے عوام سے "نصیحتاً" ایک بات کرنا چاہوں گا۔ میں لوگوں کے ایک طبقہ میں یہ قابل تاسّف رجحان پاتا ہوں جس کی بنا پر اپنی تازہ تازہ حاصل شدہ آزادی کو وہ سہولت سمجھیں کہ جس سے محض آزادی کے عظیم مواقع کے در ہی نہیں کھُل جاتے بلکہ ساتھ ہی عظیم ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ غیر ملکی غلبہ سے نجات کے بعد عوام خود اپنی تقدیر کے مالک بن گئے ہیں۔ انہیں اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ آئینی ذرائع سے اپنی پسند کی حکومت قائم کریں۔ بہرکیف اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ کوئی گروہ اب یہ کوشش کرے کہ وہ غیر قانونی ہتھکنڈوں سے عوام کی منتخب کردہ حکومت وقت پر اپنی مرضی مسلّط کر دے۔

حکومت اور اس کی حکمت عملی کو صوبائی اسمبلی کے منتخب نمائندوں کے ووٹوں کے ذریعے ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ کوئی حکومت جو واقعی حکومت کہلانے کی مستحق ہو لحہ بھر کے لئے بھی بے لگام اور غیر ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اس طرح کی غنڈہ گردی اور ہنگامہ آرائی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ بلکہ اپنے تمام ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے اسے اپنی پوری قوت سے اس طرح کی کارروائیوں سے نمٹنا چاہیے۔ میں خاص طور پر لسانی اختلاف کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس کی وجہ سے صوبے کے بعض حلقوں میں غیر ضروری جوش و خروش اور انتشار پیدا ہوا۔ اگر اسے نہ روکا گیا تو اس کے خطرناک نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں۔ اس صوبے کی سرکاری زبان کون سی ہونی چاہیے اس کا فیصلہ کرنا آپ کے نمائندوں کا کام ہے۔

لیکن یہ لسانی تنازعہ تو درحقیقت ایک زیادہ بڑے مسئلے یعنی صوبہ پرستی کا ایک پہلو ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس امر کا احساس ہونا چاہیے کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت میں جو دو علیحدہ علیحدہ حصوں پر مشتمل ہے اس کے تمام تر باشندوں کے درمیان ان کے علاقائی پس منظر سے قطع نظر، مکمل اتحاد اور یک جہتی ہونی چاہیے۔ یہ نہ صرف اس کی ترقی کے لئے ناگزیر ہے بلکہ اس کی بقا کے لئے بھی۔ پاکستان مسلمان قوم کے اتحاد کا مظہر ہے اور اسے ایسا ہی رہنا چاہیے۔ سچے مسلمانوں کی طرح ہمیں اس اتحاد کی غیر معمولی طور پر حفاظت کرنی چاہیے اور اسے برقرار رکھنا چاہیے۔ اگر ہم خود کو بنگالی' پنجابی' سندھی وغیرہ پہلے سمجھیں گے اور مسلمان اور پاکستانی محض اتفاقاً' تو پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ یہ نہ سمجھئے کہ یہ کوئی دوراز کار بات ہے کہ ہمارے دشمن ان امکانات کے لئے مستعد ہیں بلکہ میں آپ کو خبردار کر دوں کہ وہ پہلے ہی سے اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے میں مصروف ہیں۔ میں آپ سے صاف طور سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ محض مکاری نہیں کہ وہ سیاسی ادارے اور ہندوستانی اخبارات جنہوں نے قیام پاکستان کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا اب اچانک مسلمانان مشرقی بنگال کے بقول ان کے "جائز مطالبات" کے لئے ہمدردی جتانے لگیں۔ کیا یہ بات بالکل واضح نہیں ہے کہ مسلمانوں کو حصول پاکستان سے باز رکھنے میں ناکام ہو جانے کے بعد یہ ادارے اب گمراہ کن پروپیگنڈا کے ذریعہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان بھائی کے خلاف بھڑکا کر پاکستان کو اندر سے توڑنے کی کوشش میں مصروف ہیں؟ اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ صوبائیت کے اس زہر سے خبردار رہیں جو ہمارے دشمن ہماری ریاست میں داخل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ابھی بہت سے کارہائے نمایاں سر انجام دینے ہیں اور بہت سے خطرات پر قابو پانا ہے۔ قابو تو ہم یقیناً پالیں گے لیکن اگر ہماری یکجہتی سلامت رہے

اور اگر یک جان اور متحدہ قوم کی حیثیت سے آگے بڑھنے کا عزم غیر متزلزل ہو تو ہم نسبتاً بہت جلد خطرات پر قابو پالیں گے۔ یہ وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم پاکستان کو تیزی سے اور یقینی طور پر اقوام عالم کی صف میں اس کے صحیح مقام تک لے جاسکیں گے۔

یہاں میں ایک بات مشرقی پاکستان کی خواتین کو مخاطب کر کے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ نوجوانوں کے کردار کے عظیم معمار کی حیثیت سے جو قوم کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں قومی تعمیر اور یکجہتی برقرار رکھنے کے عظیم کام میں خواتین بیش قیمت کردار ادا کر سکتی ہیں' نہ صرف اپنے گھروں میں بلکہ گھروں سے باہر بھی اس عظیم کام میں اپنی کم خوش نصیب بہنوں کی مدد کر کے۔ مجھے علم ہے کہ حصول پاکستان کی طویل جدوجہد میں مسلم خواتین اپنے مردوں کے پیچھے مضبوطی کے ساتھ ڈٹی رہیں۔ اب ہمیں تعمیرپاکستان میں اس سے زیادہ بڑی جدوجہد کا سامنا ہے۔ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیجئے کہ پاکستان کی خواتین کسی سے پیچھے رہ گئیں یا اپنے فرض کی ادائیگی میں ناکام ہو گئیں۔

آخر میں مَیں ایک خاص بات ہر دو مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے ملازموں سے کہنا چاہتا ہوں' یعنی کام کا آغاز کرنے والے عظیم ادارے سے۔ بہت سے لوگ اس صوبے میں مشکل حالات میں کام کر رہے ہیں۔ آپ کی بڑی ذمہ داری ہے۔ آپ کو اس امر کا یقین دلانا ہو گا کہ اس صوبے کو نہ صرف معمولی نوعیت کی خدمات ملیں جو آپ کو لازمی طور انجام دینی ہیں بلکہ وہ کچھ جو آپ اپنی بے لوث مساعی کے ذریعے اپنی مملکت کو زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہیں۔ اس مملکت کی تعمیر کے لئے آپ کو ایک شاندار موقع میسّر ہے۔ آپ مستقبل کا سامنا اور اپنے فریضے کی ادائیگی اسی جرأت' اعتماد اور عزم کے ساتھ کرتے رہیں جس کا آپ نے اب تک مظاہرہ کیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ خود کو شرارت انگیز پروپیگنڈا کرنے والوں اور مفاد پرست ہنگامہ آرا لوگوں کا آلہ کار نہ بننے دیں جو آپ سے اور نوزائیدہ مملکت کو بدیہی طور پر درپیش مشکلات سے ناجائز فائدہ اٹھانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ حکومت پاکستان اور صوبائی حکومت نہایت بے چینی سے ایسے طریقے تلاش کر رہی ہے جن کے ذریعے آپ کی مشکلات اور دیگر دشواریوں پر جو اس تیز رفتاری سے وقوع پذیر عبوری دَور میں ناگزیر تھیں قابو پا لیا جائے۔ مجھے بھروسہ ہے کہ یہ دشواریاں جلد ہی دُور ہو جائیں گی۔ اس عظیم مملکت کی طرف سے جس سے آپ متعلق ہیں اور ان لوگوں کی طرف سے جن کی آپ خدمت کر رہے ہیں بلکہ خود آپ کی اپنی طرف سے آپ پر یہ لازم آتا ہے کہ آپ کسی دشواری کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ پوری دلجمعی' مسلسل کوشش اور لگن کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں۔ پاکستان ایک عظیم مستقبل کا حامل ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ

قدرت نے جو کچھ ہمیں اس قدر کثرت سے عطا فرمایا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں اور ایک عظیم الشان اور جلیل القدر مملکت تعمیر کر ڈالیں۔"

پاکستان زندہ باد

۲۴۲۔ پاکستان کے نئے سکّے اور کرنسی نوٹ کی تقریب پیشکش میں تقریر

کراچی، یکم اپریل ۱۹۴۸ء

"جناب وزیر خزانہ! آج آپ نے پاکستان کے سب سے پہلے سکّے اور نوٹ مجھے پیش کر کے جو عزّت بخشی اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اور آپ کی وزارت نے ہماری نوزائیدہ مملکت کے مالیاتی امور کو جس طریقہ سے چلایا ہے اور انہیں جس انتھک انہماک کے ساتھ آپ نے محکم بنیاد پر استوار کیا ہے اس کے لئے مَیں اس موقع پر پاکستان کی حکومت اور اس کے عوام کی جانب سے کھُلے دل سے تعریف کرتا ہوں۔ جب ہم نے پہلی بار خود مختار اور آزاد مملکت پاکستان کا مطالبہ کیا تو ایسے جھوٹے پیغمبروں کی کوئی کمی نہ تھی جنہوں نے یہ کہہ کر کہ پاکستان اقتصادی اعتبار سے قابل عمل نہیں ہو گا، ہمیں اپنی منزل مقصود سے برگشتہ کر دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے ہماری مملکت کے مستقبل اور اس کے مالیاتی اور اقتصادی استحکام کی انتہائی تاریک تصویر کھینچی۔ آپ کے پیش کردہ پہلے میزانیے سے ان جھوٹے پیغمبروں کو ضرور صدمہ پہنچا ہو گا۔ اس سے پہلے ہی پاکستان کے مالیاتی استحکام اور حکومت کی طرف سے اسے مستحکم اور مضبوط بنانے کے عزم کا اظہار ہو گیا ہے۔ اگرچہ اس کے نتیجے میں ہمیں کسی حد تک مزید بوجھ بھی اٹھانا پڑا تاہم مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے عوام اپنی مملکت کو مستقبل قریب میں حقیقی معنوں میں ایک مضبوط اور مستحکم مملکت بنانے کے لئے قربانیوں سے دریغ نہیں کریں گے تاکہ ہم اپنے پروگرام بالخصوص عوام کی فلاح و بہبود کے کام کو زیادہ موثر بنا سکیں اور سہولت سے چلا سکیں۔ مجھے اس امر میں کوئی شک نہیں کہ جب ہم اپنی افرادی قوت اور خام مال کے وسیع ذرائع کو بھرپور طریقے سے بروئے کار لائیں گے تو ایک درخشندہ مستقبل پاکستان کا منتظر ہو گا۔ وہ راہ جس پر ہمیں قدم رکھنا ہے ممکن ہے فی الوقت کچھ کٹھن محسوس ہو لیکن حوصلے اور عزم صمیم کے ساتھ ہم اپنا مقصد حاصل کر کے رہیں گے، وہ مقصد جو مستحکم اور خوشحال پاکستان کی تعمیر کا ضامن ہے۔

۲۴۳- پہلے فرانسیسی سفیر کے خطاب کے جواب میں تقریر

کراچی، ۹ اپریل ۱۹۴۸ء

"فضیلت مآب! آج آپ کو پاکستان میں جمہوریہ فرانس کے پہلے سفیر کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہوئے مجھے بے حد مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے اور بھروسہ بھی کہ ہماری دونوں مملکتوں کے درمیان جو پُرتپاک اور دوستانہ مراسم پہلے سے موجود ہیں آپ کی تقرری سے زیادہ قریبی اور گہرے تعلقات کی شکل اختیار کر لیں گے۔

آپ کے عظیم ملک کی درخشندہ تاریخ اور اس کے کارناموں سے کُل عالم آشنا ہے۔ دیگر اقوام کے ساتھ ہم نے بھی پاکستان میں جمہوریت کے ان اعلیٰ وارفع اصولوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے جو آپ کی عظیم مملکت کی اساس ہیں جیسا کہ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ آپ کے عظیم انقلاب کے دوران حُریّت، اخوّت اور مساوات کا جو نعرہ بلند کیا گیا اور جو آپ کی عظیم جمہوریہ نے سرکاری طور پر اپنا لیا ہے، اس کے اثرات ساری دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ تصوّرات اور یہ اصول آج بھی دنیا کی مجبور و مقہور قوموں کی امیدوں کا سہارا ہیں۔ جیسا کہ فضیلت مآب نے خود فرمایا ہے کہ دنیا کے مسلمان ملکوں میں سب سے کم سن ملک پاکستان کی روایات (بلکہ میں اس کے ساتھ لفظ ثقافت کا اضافہ کرنے کی بھی اجازت چاہوں گا) اسے ایک طویل ماضی سے ورثہ میں ملی ہیں۔ وہ ماضی جس سے، فرانس کے اسلامی دنیا سے صدیوں پر محیط نوع بہ نوع تعلقات کے باعث، فرانس کی حکومت اور عوام پوری طرح آگاہ اور آشنا ہیں۔ درحقیقت فرانس کے عالم اسلام کے ساتھ اس طویل رابطے کے پیش نظر فرانس اور پاکستان کے عوام ایک دوسرے کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔ مجھے امید ہے اور اعتماد بھی کہ ہماری دونوں قوموں کے مابین گہرے روابط کے پس منظر میں اور فضیلت مآب کی ہمارے برادر مسلم ممالک کے بارے میں واقفیت اور معلومات کے سبب آپ کی تقرری سے فرانس اور پاکستان کے مابین زیادہ گہری دوستی کے سفر کا آغاز ہو جائے گا۔ میں فضیلت مآب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے دونوں ملکوں کے مابین خیر سگالی اور دوستی بڑھانے کے ضمن میں آپ کو جس اعانت اور تعاون کی ضرورت ہو گی وہ ہم آپ کو پاکستان میں بہم پہنچائیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں مجھے یقین ہے کہ فرانس اور پاکستان آج کی مضطرب دنیا میں امن اور خوشحالی کے از سر نو قیام کے لئے متحدہ طور پر اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔

فضیلت مآب! ایک بار پھر میں آپ کو پاکستان میں پُرتپاک اور دوستانہ خیر مقدم کا یقین دلاتا ہوں۔"

۲۴۴۔ اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ کے سپاسنامے کے جواب میں تقریر

پشاور' ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

جناب صدر' خواتین و حضرات! مجھے فی الحقیقت بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ میں آج یہاں موجود ہوں اور اس عظیم دارالعلوم کے طلبا سے خطاب کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں جو پاکستان کے مستقبل کے معمار ہیں۔

اس موقع پر جو چیز فطری طور پر میرے ذہن میں سمائی ہوئی ہے وہ طلبا بالخصوص اس صوبے کے طلبا کی وہ حمایت اور اعانت ہے جو تحریک حصول پاکستان کو حاصل ہوئی۔ میں محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس صوبے کے لوگوں نے پاکستان میں شمولیت کے بارے میں جو دوٹوک اور درست فیصلہ کیا اور جس کا اظہار گذشتہ سال کے استصواب رائے عامہ کے ذریعے کیا گیا' اس فیصلے کے حصول میں طلبا نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ مجھے اس بات پر خاص طور پر فخر ہے کہ اس صوبے کے لوگ جدوجہد آزادی اور حصول پاکستان کی تحریک میں کبھی بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

اب جبکہ ہم نے اپنی قومی منزل پا لی ہے آپ مجھ سے اس مشورے کی توقع رکھیں گے کہ ہم کس طریقے سے اپنی نوزائیدہ مملکت کو اپنی خواہش کے عین مطابق دنیا کی ایک عظیم ترین مملکت میں بدلنے کے بے حد مشکل اور اہم کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ کے کرنے کا پہلا کام اس شعور کا حصول ہے کہ آج جو مسائل درپیش ہیں انہیں حل کرنے اور اپنی آزادی کی جدوجہد کے دوران جن مسائل کا ہمیں سامنا تھا ان سے نمٹنے کے انداز میں کیا فرق ہونا چاہیے۔ حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران ہم حکومت پر تنقید کیا کرتے تھے۔ وہ غیر ملکی حکومت تھی جس کی جگہ ہم اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ یہ سب کچھ کرنے کے لئے ہمیں بہت سی چیزوں کی قربانی دینا پڑی جن میں ہماری نوجوان نسل کی تعلیم بھی شامل ہے۔ اب مجھے یہ کہنے دیجئے کہ آپ نے اپنا کردار شاندار طریقے سے ادا کر دیا ہے' اب آپ نے اپنی منزل حاصل کر لی ہے۔ اب آپ کی اپنی حکومت ہے اور آپ کا اپنا ملک ہے جس میں آپ آزاد انسانوں کی طرح رہ سکتے ہیں۔ اب آپ کی ذمہ داریوں اور سیاسی' معاشرتی اور معاشی مسائل سے نمٹنے کا اسلوب بھی بدل جانا چاہیے۔ اب آپ کے فرائض کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو نظم و ضبط کا پختہ شعور' کردار' آگے

بڑھنے کا جذبہ اور ٹھوس تعلیمی بنیاد مہیا ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو لگن اور پوری دلجمعی کے ساتھ خود کو مطالعے کے لئے وقف کر دینا چاہیے کیونکہ یہ آپ کی اولین ذمہ داری ہے اور آپ کی اپنی ذات' آپ کے والدین اور آپ کی مملکت اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی آپ سے توقع رکھتے ہیں۔ آپ اطاعت شعاری سیکھئے' کیونکہ اس صورت میں آپ حکم دینا سیکھ سکتے ہیں۔ حکومت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے آپ کو تعمیری انداز اختیار کرنا چاہیے۔ حکومت تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرتی ہے۔ آپ اس وقت جب لوگ ذاتی اور خود غرضانہ مفاد میں انتشار اور اختلاف کے راستے اختیار کریں' یگانگت اور اتحاد پیدا کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیے! آپ کی حکومت آپ کے گلشن کی مانند ہے۔ جس طریقے سے آپ اس کی نگہداشت کریں گے اور جتنی کوشش آپ اس کی نشوونما پر صرف کریں گے اتنا ہی آپ کا گلشن پھلے پھولے گا۔ بالکل اسی طرح حکومت کی بہتری کے لئے آپ کی حب الوطنی' دیانتدارانہ اور تعمیری مساعی ہی کی بدولت آپ کی حکومت پھل پھول سکتی ہے۔

میں خصوصیت سے آپ کے حوالے سے بات نہیں کر رہا ہوں لیکن اب جبکہ مجھے آپ سے خطاب کا مواقع میسر ہے میں آپ کو بھی خبردار کرتا چلوں کہ آپ کے عمل اور سرگرمیوں کی اساس غیر مصدقہ اطلاعات اور نعرہ بازی پر استوار نہیں ہونی چاہیے۔ ایسی چیزوں کو اپنے دلوں میں مت پالئے اور طوطے کی طرح ان کی رٹ نہ لگائیے۔ اس وقت کا فائدہ اٹھائیے کہ جب یہ ادارہ آپ کو تربیت اور آئندہ نسل کی قیادت سنبھالنے کے لئے تیار کر رہا ہے۔ طلباء میں عام طور سے ایک خامی ہوتی ہے جس کے بارے میں آپ کو متنبہ کر دینا چاہتا ہوں۔ طلباء اس زعم میں رہتے ہیں کہ کوئی بھی شخص انہیں ایسی بات نہیں بتا سکتا جس کا انہیں پہلے سے علم نہیں ہوتا۔ یہ ذہنیت نقصان دہ ہے اور بسااوقات بہت بڑے فتنے کا سبب بنتی ہے۔ اگر آپ اپنے بزرگوں کے تجربے سے استفادہ کرنے کی بجائے اپنے تجربوں ہی سے سیکھنا چاہیں گے تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جیسے جیسے آپ بڑے ہوتے جائیں گے آپ اپنے مہنگے تجربوں کے باعث زیادہ پچھتاوا محسوس کریں گے۔ اور عرصہ حیات میں آپ کو جو ٹھوکریں لگ چکی ہوں گی وہ آپ کے لئے تلافی کی گنجائش کم ہی چھوڑیں گی۔

میں قدرتی طور پر آپ کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ آپ صوبائیت پر یقین نہیں رکھتے۔ آپ اپنے صوبے سے محبت اور مجموعی طور پر اپنی مملکت کے ساتھ محبت اور تعلق خاطر کے تقاضوں کے مابین تمیز کرنا سیکھیں۔ مملکت کی جانب سے عائد شدہ ہمارا فرض ہمیں صوبائیت

سے ایک منزل آگے لے جاتا ہے۔ یہ وسیع نظر اور عظیم تر جذبہ حب الوطنی کا تقاضا کرتا ہے۔ مملکت کی جانب سے عائد کردہ فرائض ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے ذاتی اور صوبائی مفادات کو مشترکہ فلاح کی خاطر مشترک مقصد میں ضم کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ ریاستی ذمہ داریوں کو اولیت حاصل ہے۔ اس کے بعد صوبے' اپنے ضلع' اپنے قصبے' اپنے گاؤں اور اپنی ذات کے تقاضوں کی باری آتی ہے۔ یاد رکھئے! ہم ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جو پورے عالم اسلام کی تقدیر سازی میں بھرپور کردار ادا کرے گی۔ اس لئے ہمیں زیادہ وسیع الذھن ہونے کی ضرورت ہے۔ ایسی نظر پیدا کرنے کی جو صوبوں' محدود قوم پرستی اور نسل پرستی کی سرحدوں کو عبور کر جائے۔ ہمیں حب الوطنی کا ایسا شعور پیدا کرنا ہو گا جو ہمیں ایک ناقابل تسخیر قوم بنا دے۔ یہ وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنی منزل حاصل کر سکتے ہیں۔ ہماری جدوجہد کی منزل' وہ منزل مراد جس کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔

آپ نے خیبر یونیورسٹی کے قیام کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ میرے لئے پشاور جیسے مقام پر ایک عظیم مرکز ثقافت اور درس و تدریس کے قیام سے عزیز تر کوئی اور شے نہیں ہو سکتی۔ ایسا مرکز جہاں سے علم و ثقافت کی شعاعیں پھوٹیں اور سارے مشرق وسطیٰ اور وسط ایشیا میں پھیل سکیں۔ اس لئے مجھے اس بارے میں آپ کی امنگوں سے پوری ہمدردی ہے' بشرطیکہ اس سلسلے میں آپ درست طریق کار اختیار کریں تو شاید آپ کو یونیورسٹی آپ کے اندازے سے بھی پہلے مل جائے۔

آخر میں' میں آپ کو یہ مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ عامۃ الناس کے بے لوث اور سچے سپاہی اور پاکستان کے ساتھ بھرپور وفاداری' متانت اور پوری انکساری کے ساتھ فکر اور عمل کی راہ پر گامزن ہو جائیں۔

یاد رکھیے! آپ کو صبر سے کام لینا چاہیے۔ روم ایک دن میں تعمیر نہیں ہو گیا تھا۔ لہٰذا وقت کا عنصر لازمی بات ہے۔ آپ کو اپنی حکومت پر اعتماد ہونا چاہیے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے لوگوں کی ضرورتوں کا پورا ادراک ہے۔ بالخصوص عوام کی' جو خصوصی توجہ کے محتاج ہیں۔ ان کو پورا موقع مہیا کیجئے۔ ہماری کامیابیوں اور کامرانیوں کا تمام تر انحصار اتحاد' نظم و ضبط اور ایمان پر ہے' نہ صرف خود اپنی ذات پر بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر جو افراد اور اقوام کا تقدیر ساز ہے۔

میں ایک بار پھر اس اعزاز کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے آج آپ نے مجھے

نوازا ہے- میں آپ کے لئے مسرت اور کامیابی کا خواہاں ہوں- پاکستان زندہ باد-

ایک اور بات ہے جس کا مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی لکھی ہوئی تقریر میں تذکرہ نہ کر سکا- میرے نوجوان دوستو! آپ کو اس اہم اور بنیادی تبدیلی کا پورا پورا احساس ہو جانا چاہیے جو رونما ہو چکی ہے- اب آپ کو سرکاری ملازمت اختیار کرنے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے جس کی آپ میں سے اکثر تمنا کیا کرتے تھے- اب آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ آپ کے لئے نئے شعبے' ذرائع اور مواقع کے دروازے کھل رہے ہیں- اب آپ کو اپنی توجہ سائنس' تجارت و بنکاری' بیمہ' صنعت اور فنی تعلیم پر مرکوز کر دینی چاہیے-

آپ یقیناً اخبارات میں پڑھ رہے ہوں گے کہ پاکستان میں کس تیز رفتاری کے ساتھ مختلف النوع قسم کے ایسے ادارے قائم کئے جا رہے ہیں جن کا میں نے تذکرہ کیا ہے- آپ میں سے اکثر کو اس کا علم نہیں ہو گا کہ یہ سب کچھ کس تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے' لیکن یہ واقعی برق رفتاری سے ہو رہا ہے اور جیسے جیسے ہم آگے بڑھیں گے ان میں معتد بہ اضافہ ہوتا جائے گا- ایسے بے شمار مواقع ہیں جن کے باعث آپ کا بھی بھلا ہو گا اور آپ کلرکی کے بجائے قوم کی بہتر خدمت کر سکیں گے- میں یہ بات ان لوگوں کے ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں جو ہمارے نوجوانوں کی تعلیم کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اور توانائیاں اس جہت پر مرکوز کر دیں-

آپ کو پتہ نہیں کہ کیا کچھ آپ کا منتظر ہے- میں اس کی وضاحت کرنے کے لئے ایک مثال دیتا ہوں- میں ایک نوجوان کو جانتا ہوں جس نے اپنی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حسب معمول سرکاری ملازمت اختیار کر لی- وہ بی- کام تھا اور تجارت کے شعبے میں تھوڑی سی تربیت حاصل کر چکا تھا- وہ ایک سرکاری محکمے میں ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ کی نوکری پا کر بہت خوش تھا کیونکہ ایک بی- اے پاس کو اتنا بھی نہیں ملتا جتنا ایک تانگے والا اور ایک ٹیکسی والا کما لیتا ہے- وہ بہت خوش تھا- اسے ۲۵ برس کی ملازمت کے بعد چند سو روپے سے زیادہ نہ ملتے- لیکن اچانک کسی کی نظر انتخاب اس پر پڑی اور اسے اپنے بینک میں ۵ سو روپیہ ماہوار پر ملازمت دے دی- آج یعنی چار سال بعد میں آپ کو بتاؤں کہ وہ پندرہ سو روپیہ مہینہ کما رہا ہے- پندرہ سو روپیہ ماہانہ اسے مرتے دم تک کبھی نہ ملتے- اس لئے میں ایک بار پھر یہ بات آپ کے ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے ذہنوں کو ان ذرائع کی طرف لگائیں-

ایک اور بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ اس طرح کا تاثر پایا جاتا ہے کہ عوام الناس کو مجھ سے دور رکھا جاتا ہے- اسے آپ حکومت کی انتظامی ضرورت کہہ سکتے ہیں یا میرے

سرکاری دورے کے تقاضے۔ میں اس تاثر کو زائل کر دینا چاہتا ہوں اور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عوام کو پوری آزادی ہے کہ وہ جو چاہیں سو کریں بشرطیکہ وہ نظم و ضبط برقرار رکھیں۔ جب عوام میری محبت میں اس درجہ جوش میں آجاتے ہیں کہ وہ ہر قاعدے اور انتظام کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں تو اس سے کسی کا بھلا نہیں ہوتا اور یہ بڑے خطرہ کی بات بھی ہے۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ ہر شخص اور بالخصوص اپنے نوجوان دوستوں کو یہ بات ذہن نشین کرا دوں کہ مجھے ملنے لیکن صحیح طریقے سے قطاریں بنا لیجئے' نظم و ضبط قائم رکھیے تاکہ میں آرام سے گزر سکوں کیونکہ مقصد تو یہ ہے میں آپ کو دیکھوں اور آپ مجھے دیکھیں۔

جناب صدر' خواتین اور حضرات! میں دوبارہ اس اعزاز کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آج آپ نے مجھے بخشا۔

۲۴۵۔ پہلی پاکستانی اولمپک گیمز کے لئے پیغام

پشاور' ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

"صحت مند ذہنوں کے لئے ہمیں تندرست جسموں کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں قومیں تن سازی اور جسمانی ورزش کو اس درجہ اہمیت دیتی ہیں۔ پہلے پاکستان میں کھیلوں سے اہل پاکستان کو یہ ترغیب ملنی چاہیے کہ وہ اولمپک نصب العین "سائی ٹیس' آل ٹیس' فور ٹیس" یعنی "تیز تر' بلند تر اور مضبوط تر" کو اپنا لیں۔ میں ان کھیلوں کے منتظمین اور مقابلہ میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ پاکستان کو بلند تر' مضبوط تر اور مستحکم تر بنائیے۔

۲۴۶۔ "مضبوط فضائیہ' جارحیت کے خلاف ڈھال" پاک فضائیہ سے خطاب

رسالپور' ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

"رائل پاکستان ائیر فورس کے ایک یونٹ کے پہلے دورے سے مجھے بے پناہ مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مضبوط فضائی فوج کے بغیر کوئی بھی ملک جارح کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ پاکستان کو جس قدر جلد ممکن ہو اپنی فضائی فوج کو تیار کر لینا چاہیے۔ جسے ایک ایسی مستعد فضائی فوج ہونا چاہیے جو کسی سے کم تر نہ ہو اور پاکستان' دفاع کی خاطر بری اور بحری افواج کی صف میں اپنے موزوں مقام پر ہو۔

دیگر ممالک میں جو فضائی ترقیاں ہوئی ہیں میں ان سے پوری طرح باخبر ہوں اور میری حکومت نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ رائل پاکستان ایئر فورس کسی سے پیچھے نہیں رہے گی۔

رائل پاکستان ایئر فورس جس کے پاس سوائے وفاداری اور کامیابی حاصل کرنے کے بہت ہی کم اثاثے تھے۔ لیکن رائل پاکستان ایئرفورس نے فضائی فوج کی حیثیت اختیار کرنی شروع کر دی ہے۔ یہ اسکول جو صرف سات ماہ قبل قائم ہوا' اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔

مجھے علم ہے کہ آپ کو عملے کی قلت کا سامنا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بھرتی کا کام نہایت تیزی کے ساتھ ہو رہا ہے اور اچھے لوگ آگے آ رہے ہیں۔

مجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ آپ کو ہوائی جہازوں اور ساز و سامان کی کمی کا سامنا ہے لیکن ضروری ساز وسامان کے حصول کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں اور جدید جہازوں کے حصول کے لئے فرمائشیں بھی بھیجی جا چکی ہیں۔

لیکن ہوائی جہازوں اور عملے کے افراد کی تعداد خواہ کتنی بھی ہو' بے سود ہوتی ہے جب تک کہ ہوائی فوج میں باہم مل جل کر کام کرنے کا جذبہ اور نظم و ضبط کا شدید احساس نہ ہو۔ میں آپ کو یہ یاد رکھنے کی تاکید کرتا ہوں کہ نظم و ضبط اور خود اعتمادی' جذبے سے سرشار رائل پاکستان ایئرفورس ہی پاکستان کے شایان شان ہو سکتی ہے۔

اس اسکول کی ترقی کے بارے میں جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور ایئر کمانڈر اور آپ کی خواہش کے مطابق میں آج سے اسے "دی پاکستان ایئر فورس کالج" کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے اسکول' اور آپ سب کی جملہ کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔

۲۴۷۔ تیسرے آرمرڈ بریگیڈ کے افسروں اور جوانوں سے خطاب

رسالپور' ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

"آج مجھے آپ کے صدر مقام پر آ کر خوشی ہوئی۔ جیسا کہ اس کا نام "رسالپور" ظاہر کرتا ہے یہ طویل عرصہ سے گھڑسوار رسالہ کا مسکن رہا ہے۔ صدیوں تک گھڑسوار دستے کو ہر قوم میں منتخب سپاہ کا رتبہ حاصل رہا ہے۔ اگرچہ اب آپ نے اپنے مرکب کو ان دہشت ناک مشینوں یعنی ٹینکوں سے تبدیل کر دیا ہے تاہم آپ کی مستقل مزاجی' صبروتحمل اور بردباری جس کا ایک گھڑسوار کو مظاہرہ کرنا ہوتا ہے اب بھی آپ کے لئے مشعل راہ ہونی چاہیے۔

آپ کا بریگیڈ پاکستانی سپاہ میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد ہے۔ یہ طرہ امتیاز جو آپ کے پاس ہے سب سے بڑی مسلم مملکت کے لئے مناسب اور لائق ستائش ہے۔

دوسری عالم گیر جنگ میں آپ کی فتوحات اور کامیابیاں اظہر من الشمس ہیں اور مجھے انہیں دہرانے کی حاجت نہیں۔ ۱۴ ویں فوج کے منی پور سے رنگون تک پیش قدمی کے دوران آپ کے بریگیڈ نے ہمیشہ ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور مشہور ۱۴ ویں فوج کا نشان جس کو بدستور سجانے کی رعایت آپ کو ابھی تک حاصل ہے' وہ آپ کے کارہائے نمایاں کے لئے زیبا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد سے اس بریگیڈ کی کم و بیش ہر یونٹ کی دوبارہ تشکیل ہوئی ہے اور اس آٹھ ماہ کی قلیل مدت میں آپ نے ایک مستحکم ٹیم کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب آپ کو مسلسل طور پر مشرقی پنجاب اور دیگر ریاستوں کے لاکھوں بھٹکتے ہوئے مسلمانوں کی بازیابی اور اپنی سرحدوں کے اندر امن و امان برقرار رکھنے کے لئے گوناں گوں فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کہا جاتا رہا۔ بذات خود یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے' اس کو عالی حوصلگی' دیانت' ادائیگی فرض سے بے لوث لگن اور وفاداری ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مجھے کوئی شک نہیں' کہ آپ ہر اس مشکل ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار ملیں گے کہ جس کے لئے آپ کو طلب کیا جائے گا۔

اخیر میں مَیں اس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس جدید اور تازہ ترین ساز و سامان اور تربیت سے مزین دستے کو دیکھ کر کس قدر مسرت ہوئی ہے۔ اس سے آپ کی قوم کا دنیا کی بڑی قوموں کی صف میں مساوی مقام حاصل کرنے کی صلاحیت کا اظہار ہوتا ہے۔

۲۴۸۔ آرمرڈ کورز مرکز کے افسروں اور جوانوں سے خطاب

نوشہرہ' ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

"افسرو اور جوانو! جیسا کہ آپ کو علم ہے تقسیم کے وقت آرمرڈ کور کے تربیتی ادارے ہندوستان میں تھے۔ ہمارے پاس آرمرڈ کور کی تربیت کا کوئی ادارہ نہ تھا۔ واقعتاً ہمیں پاکستان میں بالکل ابتدا ہی سے آغاز کار کرنا پڑا۔ اور یہ بات بے حد ضروری تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے پاکستان میں تربیتی ادارے قائم کرنے کے لئے کارروائی کی جائے تاکہ رنگروٹوں کی بھرتی کا کام رکنے نہ پائے اور فوجیوں کے لئے تربیتی درس و تدریس کا عمل کم سے کم ممکنہ تعطل کے بعد اجراء

ہو سکے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستانی عناصر کو ہندوستان سے لانے کے کام کی وجہ سے اکتوبر تک کافی تاخیر ہو گئی اور مجھے یہ کہتے ہوئے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ آپ سب کی انتھک کوششوں کی بدولت اتنے سے قلیل عرصے میں اب سنٹر کے جملہ شعبوں میں پورے طور پر کام ہو رہا ہے۔

رسالہ ہمیشہ سے فوج کا پیش رو دستہ رہا ہے۔ یہ آج کے مشینی دور میں بھی اتنا ہی درست ہے جتنا کہ گھوڑوں کے زمانہ میں درست تھا۔ اپنا کردار ادا کرنے کے لئے رسالے میں بہترین افسر اور جوان ہونے چاہئیں تاکہ وہ یہ مقام حاصل کر سکیں' اس کا بڑی حد تک آپ پر انحصار ہوتا ہے۔ آپ کو رنگروٹ ملتا ہے اور آپ اسے تربیت یافتہ فوجی بنا دیتے ہیں۔ آپ افسروں اور جوانوں کو اپنے شعبے کی جملہ اور تازہ ترین ترقیوں کے بارے میں تربیت سے آراستہ کرتے ہیں۔ اسی تربیت اور تدریس پر مجموعی طور پر آرمرڈ کور کی صلاحیت کا دارومدار ہوتا ہے۔

آپ میں سے جو لوگ سنٹر کے تدریسی عملے میں شامل ہیں وہ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اصلاح کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اور بہت کچھ آپ کی مساعی پر منحصر ہوتا ہے۔

آپ میں سے جو لوگ زیر تربیت ہیں وہ یہاں موجود مواقع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے اپنی بہترین کارکردگی دکھانے کا عزم کر لیں۔

آپ میں سے بہت سے ایسے لوگ بھی اس پریڈ میں موجود ہیں جو پنشن پر جانے یا سبکدوش ہونے سے قبل یہاں آئے ہیں۔ آپ کی فوجی ملازمت کی میعاد مکمل ہو گئی ہے اور آپ نے اپنی زندگی کے بہترین سال اپنے ملک کی خدمت میں صرف کر دیئے۔ آپ کا ملک آپ کا ممنون ہے۔ آپ میں سے اکثر کی یہ خواہش ہو گی کہ وہ فوج کو خیرباد نہ کہیں' لیکن یہ ناگزیر بات ہے۔ تمام عظیم جنگوں کے بعد فوج کو زمانہ امن کی سطح پر لانے کے لئے تخفیف ضروری ہوتی ہے اور سب کے سب تو فوج میں نہیں رہ سکتے۔

یاد رکھئے آپ نے دنیا کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے اور فوج میں ایک اچھے شہری کی ذمہ داریوں کے بارے میں آپ اپنے علم کو پھیلا کر اور اپنے رہن سہن کو دنیا کے لئے مثال بنا کر اپنے ملک کی خدمت جاری رکھ سکتے ہیں۔

آپ میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو بھارت سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں اور اپنے اور اپنے خاندانوں کے بارے میں تذبذب کا شکار ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس مسئلہ پر بھرپور اور مخلصانہ توجہ دے رہی ہے اور آپ لوگوں کی آبادکاری کے انتظام کے سلسلے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا۔ مجھے یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ اس سنٹر نے

"قائداعظم ریلیف فنڈ" میں ۴۵۱۶ روپے کا عطیہ دیا جو اس کام میں کافی مدد دے رہا ہے۔

اپنے دستہ کے جذبے' اپنی رجمنٹ پر افتخار' اپنی کور پر ناز اور مجموعی طور پر اپنے ملک یعنی پاکستان پر فخر اور اس کے ساتھ لگن کو فراموش نہ کیجئے۔ پاکستان آپ پر انحصار کرتا ہے اور اپنے ملک کا دفاع کرنے والوں کی حیثیت سے آپ پر یقین رکھتا ہے۔ آپ خود کو اس کا اہل ثابت کریں' اور ان کے لائق فرزند بن کر دکھائیں گے۔ اس فوج کا وقار آپ کے آباواجداد کی وجہ سے بنا۔ آپ اپنے ذہنوں کو ان کی باخلف اولاد ہونے کے لئے تیار کیجئے۔

آپ کا آغاز خوب ہوا ہے اور آپ نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔ اپنا کام آغاز کار کی طرح جاری رکھئے اور پھر پاکستان آرمڈ کورز کا بھلا ہی بھلا ہو گا۔

۲۴۹۔ سول افسروں سے غیر رسمی بات چیت

پشاور' ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

"میری آپ سے ملاقات کا سبب یہ ہے کہ میں آپ سے' جو اس صوبے میں پاکستان کی انتظامیہ کے اہم عہدوں پر فائز ہیں' دو چار باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ کو کسی سیاسی جماعت یا کسی سیاستدان کے سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر آپ پاکستان کے وقار اور عظمت کو بڑھانا چاہتے ہیں تو آپ کو کسی دباؤ کا شکار نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنا فرض منصبی عوام اور ملک کے خادم بن کر بے خوفی اور دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینا چاہیے۔ عمال حکومت' ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں۔ حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی ہیں' وزرائے اعظم اور وزراء آتے جاتے رہتے ہیں لیکن آپ حسب معمول برقرار رہتے ہیں اور اس لئے آپ پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ سیاسی جماعت یا وہ سیاسی جماعت' یہ سیاسی رہنما' یا وہ سیاسی رہنما اس سے آپ کو کچھ سروکار نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ آپ کا کام ہے ہی نہیں۔ آئین کے تحت جو بھی حکومت بنتی ہے اور جو کوئی بھی معینہ آئینی راستوں سے وزیراعظم یا وزیر بن کر آتا ہے' آپ کا فرض نہ صرف یہ ہے کہ آپ حکومت کی فرمانبرداری اور وفاداری کے ساتھ خدمت کرتے رہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی اعلیٰ شہرت اپنے وقار' اپنی عزت اور اپنی ملازمت کی نیک نامی کو بھی برقرار رکھیں۔ اگر آپ اس عزم کے ساتھ آغاز کار کریں گے تو آپ ہمارے تخیل اور ہمارے خوابوں کے مطابق پاکستان کی تعمیر میں بہت بڑا کردار ادا کر سکیں گے' یعنی ایک پُرشکوہ مملکت کی اور دنیا کی عظیم ترین قوموں

میں سے ایک قوم کی تعمیر!

جہاں یہ بات میں آپ کے گوش گزار کر رہا ہوں وہیں میں آپ کی جانب سے ملکی زعما اور سیاستدانوں کو بھی زور دے کر یہ بات سنانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کبھی آپ کے سرکاری کام میں دخل دینے کی کوشش کریں گے اور آپ لوگوں پر سیاسی دباؤ ڈالیں گے تو اس کا نتیجہ بدعنوانی' رشوت ستانی اور اقربانوازی کی شکل میں برآمد ہو گا جو کہ نہایت ہولناک مرض ہے اور جس کی وجہ سے نہ صرف آپ کا صوبہ بلکہ دوسرے بھی نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اگر وہ اس طرح کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے کام میں مداخلت کرتے ہیں تو میں کہوں گا کہ وہ پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہیں۔

میں توقع کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک اپنے فرض منصبی کے دائرہ عمل اور ذمہ داری کو سمجھے گا اور دوسروں کے ساتھ ہم آہنگی اور مکمل تعاون کے ساتھ کام کرے گا۔ یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے کہ ہر شخص کو اپنی حدود کار میں رہ کر اپنا فرض سرانجام دینا ہے۔ اگر آپ اپنی طرف سے اس عزم اور جذبے کے ساتھ کام شروع کریں گے تو مجھے امید ہے کہ دوسرے فریق خود ہی اس امر کا احساس کرلیں گے کہ وہ اِس محکمے یا اُس محکمے' اِس افسر یا اُس افسر پر اثر انداز ہو کر کتنا بڑا فتنہ اٹھا رہے ہیں اور اس سے سرکاری ملازموں کے حوصلے کس درجہ پست ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے عزم پر مضبوطی کے ساتھ ڈٹے رہیں گے تو یوں گویا آپ اپنی قوم کی عظیم خدمت سرانجام دے رہے ہوں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری افسروں کو اپنے دباؤ یا اثر میں لانے کی کوشش کرنا سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں کے کارپردازوں میں پائی جانے والی ایک عام علت ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ آپ اب' بلکہ آج ہی سے میرے اس حقیر مشورے پر جو میں آپ کو دے رہا ہوں کاربند رہنے کا پختہ عزم کرلیں گے۔

ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے کچھ لوگوں کو صرف اس وجہ سے عتاب کا شکار ہونا پڑے کہ آپ وزراء کی مرضی کے مطابق کام نہ کر سکے۔ میری خواہش ہے کہ ایسا نہ ہو' تاہم اس بات کا امکان ہے کہ آپ کو محض اس وجہ سے مصیبت میں پھنسا دیا جائے کہ آپ ٹھیک کام کر رہے تھے' نہ اس لئے کہ آپ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی تھی۔ خود کو داؤ پر تو لگانا ہو گا اور میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ضرورت پڑے تو آگے بڑھیں اور قربانی پیش کر دیں اور اس صورت حال کو بھگتیں۔ مثلاً آپ کو ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑ جائے یا کسی اور مصیبت یا پریشانی میں گرفتار کر دیا جائے تو باور کیجئے آپ میں سے کچھ لوگوں کی قربانیاں یہ موقع فراہم کر دیں گی کہ ہم بہت جلد

اس بیماری کا علاج تلاش کر لیں گے۔ یقین رکھئے کہ اگر آپ مملکت کی جانب سے عائد کردہ فرائض اور ذمہ داریاں دیانتداری' خلوص اور وفاداری کے ساتھ سرانجام دیں گے تو آپ برطرفی کی فہرست پر نہیں رہیں گے' آپ ہی لوگ ہیں جو ہمیں یہ موقع فراہم کر سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسا مضبوط ادارہ تخلیق کر دیں جو آپ کے مکمل احساس تحفظ کی ضمانت بن جائے۔

ہر شخص کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ پوری حکومت اور آئین میں جس کے تحت ہم کام کر رہے ہیں بنیادی اور اہم تغیر آ چکا ہے۔ اب آپ کو ایک ماحول بنانے کی کوشش کرنا چاہیے اور ایسے جذبہ سے کام کرنا چاہیے کہ ہر شخص کے ساتھ عادلانہ سلوک روا رکھا جائے' ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اور نہ صرف یہ کہ انصاف کی کارروائی ہی ہو بلکہ عوام یہ محسوس کریں کہ ان کے ساتھ انصاف کیا گیا ہے۔ بعض لوگ اپنی اغراض کے غلام ہو سکتے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کا طبقہ بھی ایسے افراد سے پاک نہیں جو فوری فوائد کی فکر میں رہتے ہیں اور اپنے لئے بہتر مواقع اور ترقیوں کے حصول کے لئے کام کرتے ہیں' اسی میں مگن رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا وقتی طور پر ایسے لوگ دشواریاں پیدا کر سکتے ہیں۔ کبھی ایسے لوگ خود کو صوبے کی محبت سے سرشار ظاہر کرتے ہیں اور کبھی "اغیار" کا نعرہ لگاتے ہیں جیسے پنجابی' سندھی اور پٹھان۔ یہ تمام باتیں عوام کی اتحاد اور یکجہتی کے لئے شیرازہ بندی اور ایک عظیم قوم کی تشکیل میں سدراہ بن جاتی ہیں۔ یہ بات نہیں کہ ہم اس صوبے کے فرزندوں کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ یہ آپ کا صوبہ ہے۔ اگر آپ کے پاس ایسے افراد موجود ہیں جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے اہل ہیں تو وہ ہماری نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتے۔ آپ ہمیں توجہ دلائیں اور ہمیں بتائیں کہ یہ ایک فرد موجود ہے تو نہ صرف یہ کہ ہم اس بات پر بہت خوش ہوں گے کہ وہ اس صوبے میں پھلے پھولے اور ترقی کرے بلکہ ہم تو اس بات کا بھی اہتمام کریں گے کہ اسے پاکستان میں اس کے مرتبے کے مطابق مقام دیا جائے۔ ہمیں ایسے افراد کی ضرورت ہے جو اعلیٰ عہدوں کے لئے موزوں ہوں اور بعض اوقات مجھے صحیح عہدے کے لئے صحیح آدمی کی تلاش میں کافی دقت پیش آتی ہے۔ یہ بہت دشوار بات ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں کہ صحیح عہدوں کے لئے صحیح افراد مل جائیں۔ اگر آپ مجھے تھوڑی سی مہلت دیں اور اپنی حمایت اور اپنے تعاون کا ہاتھ بڑھائیں تو باور کیجئے کہ جہاں تک آپ لوگوں کا تعلق ہے آپ کا دائرہ ملازمت صرف آپ کے صوبے تک ہی محدود نہ رہے گا بلکہ سارے پاکستان پر محیط ہو جائے گا۔ یقیناً اس میں کچھ وقت تو صرف ہو گا۔ یہ کام آناً فاناً نہیں ہو سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی اور عامتہ الناس کی اعانت'

تعاون اور حمایت سے ہم نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر سکیں گے۔

آخری بات یہ کہ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اب تک آپ نے اچھا کام کیا۔ ان پُر خطر حالات سے گزر چکے ہیں جن میں ہم نے برطانوی حکومت سے اقتدار حاصل کیا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا کام تھا اور ہماری راہ میں مشکلات بھی پیدا کی گئیں تھیں۔ مجھے ان کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن آپ کو علم ہے کہ کس طرح ہم نے پاکستان کو کچلنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی منظم سازش کا سامنا کیا۔ اس دوران صوبوں اور خود آپ کے صوبہ میں سرکاری اہل کاروں نے خوب کام کیا۔ ہم نے تمام سازشوں کا مقابلہ کیا اور ان کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ اس معاملے میں آپ کا صوبہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ لہٰذا میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ یہاں کا نظم و نسق چلایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسی جذبے کے ساتھ کام کرتے رہیں گے۔ اگرچہ اصلاح کی بڑی گنجائش موجود ہے اور ہمیں ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے اور ہمیں خود کو نئی صورتحال اور درپیش نئے مسائل سے نمٹنے کے لئے تیار کرنا ہے' تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ اس میں اپنا کردار بطریق احسن ادا کر پائیں گے۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ کی سعی و جهد کی کامیابی کا آرزومند ہوں۔

۲۵۰۔ ۲/۱۵ پنجاب مشین گن رجمنٹ سے خطاب

پشاور' ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء

"مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ کی رجمنٹ کو پرچم پیش کرنے کی تقریب کے اس موقع پر میں بے حد فخر محسوس کر رہا ہوں۔ آپ کی رجمنٹ جیسے ادارے کی تشکیل کے لئے نظم و ضبط کا بے پناہ شعور' فرمانبرداری' بے لوث لگن اور جسمانی برداشت جیسے اعلیٰ اوصاف درکار ہوتے ہیں۔ تاہم کوئی شخص بھی ہمہ وقت ان اعلیٰ اوصاف کی فکر کو خود پر طاری کئے بغیر رہ نہیں سکتا اور فی الحقیقت ایسا فرد ایک عام سی سطح کا آدمی ہی ہو گا جو اوصاف کے تجزیہ میں گم ہو جائے۔ لیکن میں اس بات کا اظہار مختصراً اور ایک سادہ اور چھوٹے سے جملے میں کر سکتا ہوں۔ یعنی "اپنی رجمنٹ کے ساتھ وفاداری۔" آپ کا پرچم اس بات کی علامت اور یاددہانی ہے کہ آپ کی رجمنٹ کی ذمہ داریاں بالکل اسی طرح ہیں جس طرح آپ کی اپنی قوم کے سامنے ذمہ داریاں ہیں۔ آپ نے جو جنگیں لڑی ہیں ان میں مجھے آپ کی کارکردگی کی ستائش کرنے کی ضرورت

نہیں- یہ ایک تاریخی اور سچی بات ہے- تاہم میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میں نے آپ کے مجاہدانہ کارناموں کی حکایت بہت دلچسپی اور فخر کے ساتھ پڑھی ہے- البتہ ایک رجمنٹ کو میدان جنگ میں گولیوں کی باڑ کے آگے کھڑے رہنے کے علاوہ بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے جبکہ آئندہ کے لئے میری توقع ہے کہ جنگ کی نسبت امن کے ایام زیادہ ہوں گے-

آپ ہمیشہ ان عظیم عزائم سے سرشار رہیے جن کا آپ نے ابھی ازسرنو عہد کیا ہے' یعنی پاکستان کی خدمت' کمزوروں کی حفاظت میں آپ کردار ادا کیجئے اور اپنے رفقاء کی شاندار یادوں کے جلو میں اپنا کردار ادا کیجئے اور یوں اسلام کی شان کو مزید بلند کیجئے-

الفاظ سے زیادہ عمل کی اہمیت ہوتی ہے اور مجھے اعتبار ہے کہ جب آپ کو اپنے ملک کے دفاع اور اپنی قوم کی سلامتی اور بقا کے لئے پکارا جائے گا تو آپ اپنی روایات کو قائم رکھیں گے- مجھے یقین ہے کہ آپ پاکستان کے پرچم کو سربلند اور ایک عظیم قوم کی حیثیت سے اس کی عزت اور وقار کو برقرار رکھیں گے-

میں آپ کو بتاتا چلوں کو آپ کے نئے سفر میں میری بہترین خواہشات آپ کے ساتھ ہوں گی-

۲۵۱- قبائلی جرگے سے خطاب

پشاور' ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء

"میں ایک عرصہ سے آپ سے ملاقات کا متمنّی تھا- آپ شمال مغربی سرحدی قبائل کے نمائندے ہیں- آج میں آپ سے ملاقات کر کے درحقیقت بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں' مجھے افسوس ہے کہ مُیں آپ کے اپنے علاقوں میں آپ سے ملاقات کے لئے نہ آسکا لیکن مجھے امید ہے کہ میں آئندہ کسی وقت ایسا کر پاؤں گا-

آپ نے جو میرا خیر مقدم کیا اور میری ذات کے بارے میں جو باتیں کہیں میں ان کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں- میں نے جو کچھ کیا' اسلام کے ایک خادم کی حیثیت سے محض اپنا فرض ادا کرنے کی خاطر کیا- اور حتیٰ الامکان اپنی قوم کی مدد کرنے کی کوشش کی- میں اس بات کے لئے کوشاں رہا ہوں کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر دیا جائے اور مجھے توقع ہے کہ آپ پاکستان کو عظیم اور عالی شان مملکت بنانے کے اس اہم مرحلے کا احساس رکھتے ہوں گے- آج مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہے جتنی کہ حصول پاکستان کے مرحلے میں ہمیں ضرورت

تھی' جسے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں- مجھے یقین ہے کہ اس کام میں مجھے آپ کی پوری پوری حمایت حاصل ہو گی- میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان فرد مسلمانوں میں باہم مکمل اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دے اور میری مدد اور حمایت کرے- مجھے اعتماد ہے کہ آپ اس کام میں کسی فرد یا پاکستان کے کسی بھی علاقے سے پیچھے نہیں رہیں گے- ہم مسلمان ایک خدا' ایک کتاب یعنی قرآن حکیم اور ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہیں- پس ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے بھی متحد ہو کے رہنا چاہیے- آپ کو اس پرانی کہاوت کا علم ہو گا کہ اتحاد میں قوت ہے' اتحاد بقاء کا ضامن ہے اور انتشار تباہی کا سبب ہے-

مجھے اس بات سے مسرت ہوئی کہ آپ نے پاکستان کے ساتھ اپنی وفاداری کا عہد کیا ہے اور یہ کہ آپ اپنے تمام وسائل اور اہلیت کے ساتھ پاکستان کی مدد کریں گے- آپ نے جس عہد کا اعلان کیا ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں- قیام پاکستان کے سلسلے میں آپ نے پہلے ہی جو کردار ادا کیا ہے مجھے اس کا پورا علم ہے اور میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں میرے ساتھ تعاون کیا ہے اور میری حمایت کی ہے' جیسا کہ آپ کو علم ہے آپ کی وفاداری' اعانت' یقین دہانی اور اعلانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک پائیدار اور حتمی علامت کے طور پر ہم نے وزیرستان سے فوجیں واپس بلانے کا حکم جاری کر دیا ہے- کیونکہ ہم آپ پر سرحد کے دوسری طرف رہنے والے مسلمان بھائیوں کی حیثیت سے پورا اعتماد اور اعتبار کرتے ہیں- مجھے اس امر پر بھی بہت خوشی ہے کہ آپ کو معروضی حالات میں تبدیلی رونما ہونے کا پورا شعور ہے- اب یہ کوئی غیر ملکی حکومت نہیں ہے' جیسے کہ پہلے تھی بلکہ اب ایک مسلم حکومت ہے اور مسلم حکمرانی ہے جس نے اس عظیم' آزاد اور خودمختار مملکت پاکستان کی زمام اقتدار تھام رکھی ہے- اب یہ ہر مسلمان کا فرض ہے' آپ کا بھی اور میرا بھی اور ہر پاکستانی کا' کہ ہم نے جو مملکت قائم کی ہے اسے زندگی کے ہر شعبے میں تقویت بخشی جائے اور اسے سب لوگوں بالخصوص غریبوں اور حاجت مندوں کے لئے خوشحال اور شادماں بنا دیا جائے-

پاکستان کی ایسی کوئی خواہش نہیں کہ وہ آپ کی داخلی آزادی میں بے جا مداخلت کرے- پاکستان میں صلاحیت ہے کہ وہ خود انحصاری اور خود کفالت کے حصول میں حتی الامکان آپ کی مدد کرے گا اور آپ کی تعلیمی' معاشرتی اور اقتصادی ترقی میں آپ کی اعانت کرے گا اور جیسا کہ اب تک طریقہ رہا ہے' آپ کو سالانہ وظائف کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے جس کا مطلب ہے کہ جب سال ختم ہو تو آپ کا حال ان فقیروں سے بہتر نہ ہو جو گدائی کے لئے ہاتھ پھیلائے رکھتے

ہیں- اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ممکنہ حد تک ان مراعات میں کچھ اضافہ کرا لیں- ہم چاہتے ہیں کہ آپ باعزت شہریوں کی حیثیت سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں اور آپ کو پوری ترقی کے مواقع حاصل ہوں تاکہ آپ اپنی اور اپنے خطے کی بہترین صلاحیت کے مطابق پیداوار حاصل کر سکیں- آپ کو معلوم ہے کہ صوبہ سرحد خسارے کا صوبہ ہے لیکن اس کی ہمیں زیادہ پریشانی نہیں- سرحد کے پار اپنے قبائلی بھائیوں کی اقتصادی اور معاشرتی زندگی کی تعمیر کے لئے پاکستان کو مالی یا کسی قسم کی امداد دینے میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو گی-

میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ تعلیم از بس ضروری ہے اور مجھے مسرت ہے کہ آپ اس کی اہمیت کی قدر کرتے ہیں- یہ میرے لئے اور فی الحقیقت میری حکومت کے لئے بھی مستقل اطمینان کی بات ہو گی کہ آپ کے بچوں کی تعلیم میں آپ کی مدد کرنے کی کوشش کی جائے اور آپ کے تعاون اور آپ کی امداد سے ہم بہت جلد اس سمت میں پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں-

پاکستان کی فوجی اور غیر فوجی ملازمتوں میں آپ کی شمولیت کی خواہش پر میں اور میری حکومت پوری طرح غور کریں گے- مجھے امید ہے کہ اس معاملے میں بھی بلا غیر ضروری تاخیر کے کچھ نہ کچھ پیش رفت ہو سکے گی-

آپ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا ہے کہ ماضی میں آپ کو جو فوائد مثلاً وظائف اور وثیقہ داری حاصل تھی اور حاصل ہیں اسی طرح برقرار رہیں- میری یا میری حکومت کی ایسی کوئی خواہش نہیں کہ جب تک آپ پاکستان کے فرمانبردار اور وفادار رہیں موجودہ انتظامات میں آپ سے صلاح مشورے کے بغیر کوئی رد و بدل کیا جائے-

مجھے علم ہے کہ غلے، کپڑے اور شکر کی قلت ہے- آپ کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ ساری دنیا مشکل وقت سے گزر رہی ہے اور پاکستان اس سے مستثنیٰ نہیں- درحقیقت دنیا بھر کو مشکلات کا سامنا ہے- لیکن یہ نہیں کہ ہمیں اس مسئلہ کا احساس نہیں- ہم اپنی بھرپور صلاحیت کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں، ہمیں بلوچستان اور صوبہ سرحد کا خاص خیال ہے- اس ضمن میں آپ کو نظرانداز نہیں کیا جائے گا- ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کہ ضروری اشیاء آپ کو بروقت اور معقول حد تک کافی مقدار میں مل جائیں گی- میں امید کرتا ہوں اور اس بھلے وقت کا منتظر ہوں کہ جب حالات زیادہ معمول پر آجائیں گے تاکہ جہاں تک خوراک، کپڑے، مکانات اور دیگر اشیائے صرف کا تعلق ہے ہم زیادہ آرام اور آسائش سے رہ سکیں-

آخر میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے پاکستان کی امداد کے لئے پوری دلجمعی کے ساتھ یقین دہانی کرائی اور اپنی وفاداری کا واشگاف اعلان کیا تاکہ مملکت پاکستان اسلام کی سطوت و شکوہ کی بلندیوں کو پا سکے' اور ایک عظیم اور جلیل القدر قوم کی حیثیت سے دیگر اقوام عالم کی صف میں اپنا مقام حاصل کرے۔ پاکستان زندہ باد

۲۵۲۔ ایڈورڈز کالج کے طلبہ کے سپاسنامے کے جواب میں تقریر

پشاور' ۱۸ اپریل ۱۹۴۸ء

جناب پرنسپل' ارکان عملہ اور میرے طالب علم دوستو! میں اس درسگاہ کے لئے اجنبی نہیں ہوں۔ جیسا کہ آپ کے سپاسنامے میں بجاطور پر مذکور ہے کہ میں ۱۹۳۶ء میں یہاں آیا تھا۔ شاید آپ میں سے اکثر کو اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ اس وقت کیا واقعہ ہوا تھا۔ تاہم جناب پرنسپل! اس وقت آپ کے ادارہ نے مجھ سے جس ہمدردی اور مہربانی کا سلوک کیا تھا میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ ایک جملے میں بیان کروں تو کہوں گا کہ ۱۹۳۷ء میں مجھے اس صوبے سے فی الواقعہ مسترد کر دیا گیا۔ لیکن میں اس سے دل شکستہ نہیں ہوا۔ ایک بار پھر میں گذشتہ انتخابات کے موقع پر' میں سمجھتا ہوں ۱۹۴۵ء یا ۱۹۴۶ء میں آیا۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ بہت بڑی تبدیلی آ چکی ہے لیکن بد قسمتی سے اس وقت بھی ہمیں شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ میں آپ کو ناخوشگوار باتیں یاد نہیں دلانا چاہتا۔ میرے نوجوان دوستو! خواتین و حضرات! میں صرف ایک بات کہوں گا اور وہ یہ کہ آپ کے صوبے کو بہت سی تکالیف اور پریشانیوں سے گزرنا پڑا لیکن آخر کار خدا کے فضل و کرم سے یہ بچ گیا۔ آج میں یہاں بہتر حالات دیکھ کر خوش ہوں۔ کسی کو اس سے زیادہ اور کیا توقع ہو سکتی ہے کہ یہ جلیل القدر خطہ ارض ایک ایسی فرمانروائی کے تحت آ گیا ہے جو اسلامی ہے۔ بحیثیت ایک خودمختار آزاد مملکت کے مسلمانوں کی حکمرانی۔ اب ہمیں زیادہ دشوار کام درپیش ہے یعنی تعمیر نو کیسے کی جائے؟ اسے کس طرح ترقی دی جائے؟ کس طرح انقلابی تبدیلی لائی جائے؟ کس طرح ماضی کی ان روایات پر نظرثانی کی جائے جن میں ہم مبتلا ہیں؟ یعنی وہ ذہنیت' وہ اخلاق وہ غلط رسوم جن میں ہم ایک غلام قوم کی حیثیت سے کم و بیش ایک صدی سے شکار ہیں۔

جناب پرنسپل! ہر بار جب میں آیا آپ کے ادارے نے مجھ پر مہربانی کی اور آج آپ نے ازراہ عنایت مجھے بہترین خراج تحسین پیش کیا ہے۔ میں آپ کا' آپ کے عملے کا اور اپنے نوجوان دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ آپ کے سپاسنامے سے آپ کی درسگاہ کی ترقی کا حال جان کر مجھے بہت

خوشی ہوئی- آپ کے کالج کی تاریخ ایسی ہے جس پر ہر طالب علم فخر کر سکتا ہے- تعلیم کے شعبے میں آپ کی بہت سی سرگرمیوں اور اس صوبہ کے لوگوں میں فروغ تعلیم و تدریس کا حال باعث مسرت ہے- جناب پرنسپل' آپ نے اپنے سپاسنامے میں ایسے امور کا تذکرہ کیا جو خود میری گہری توجہ کا مرکز ہیں- مجھے مسرت ہے کہ آپ نظام تعلیم کو نئے سرے سے مرتب کر رہے ہیں- میں آپ سے پوری طرح متفق ہوں کہ محض کلرک یا سرکاری اہلکار تیار کرنے کی بجائے اب آپ کا کالج طلباء کو ایسے موزوں مضامین اختیار کرنے کی پیش کش کر رہا ہے جو انہیں تجارت' کاروبار' صنعت' بینکاری اور بیمہ کے کاروبار میں عہدے سنبھالنے کے لائق بنا دے گا- ہمارے کالجوں کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ زراعت' حیاتیات' انجینئرنگ' طب اور دیگر خصوصی مضامین میں اعلیٰ درجے کے ماہرین تیار کریں- صرف اسی صورت میں ہم معیار زندگی' بالخصوص عام آدمی کا معیار زندگی بلند کرنے کے ضمن میں درپیش مسائل پر قابو پا سکیں گے- قدرتی طور پر صوبہ سرحد کے مفادات سے مجھے دلی لگاؤ ہے- اس کے معاملات کا زیادہ براہ راست تعلق اس عہدے سے ہے جس پر فائز ہونے کا اعزاز مجھے حاصل ہے- لہٰذا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس امر پر بہت دلچسپی سے گہری نظر رکھوں گا کہ یہ درسگاہ فروغ علم کے لئے اس صوبے کے لوگوں کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے- مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی صوبائی حکومت اور آپ کے وزیراعظم آپ کی درسگاہ کی اس خوبی کے ساتھ نگہداشت کر رہے ہیں اور آپ کی اعانت اور رہنمائی بھی کرتے رہتے ہیں- جناب پرنسپل' یہ بات نہایت خوش آئند ہے جو میں نے آپ کے سپاسنامے میں دیکھی اور جو عام طور سے عنقا ہے- وہ یہ کہ "ہم اپنی حاجات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اس موقع سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے کیونکہ عزت مآب وزیراعظم اور خان عبدالقیوم خان نہایت عمدگی کے ساتھ ہماری خبرگیری کر رہے ہیں اور وہ ہمارے لئے رہنمائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں" یہ بات جیسا کہ میں نے کہا بہت ہی عنقا ہے- عالم طور پر ہر جماعت' ہر طبقہ' ہر انجمن اور ہر فرد ایک نظام اور طریقہ کار کا عادی ہوتا ہے- یا تو یہ تعریف و تحسین اور خوشامد سے پُر ہوتا ہے جو حوصلہ شکن بات ہے' یا شکایات اور شکووں سے بھرا ہوتا ہے- زیادہ تر سپاسنامے فریاد اور التجاء کے سوا کچھ نہیں ہوتے- خواتین و حضرات! میں آپ کو الزام نہیں دیتا یہ تو اس نظام کی خامی ہے جس کے تحت ہم کام کر رہے ہیں اور جس نے ہماری قوم کے حوصلے پست کر دیئے ہیں- وہ نہ یہ بات دیکھتے ہیں اور نہ یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ کس قدر انقلابی اور بنیادی تبدیلی رونما ہو چکی ہے- اب آپ کو فریادیں اور التجائیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں- یہ

حکومت آپ کی حکومت ہے۔ لیکن ہر حکومت اپنی حکمت عملی اور اپنے پروگرام کے ضمن میں ست رو ہوتی ہے۔ انتظامیہ بھی ایک انداز سے کام کرتی ہے اور اس کا اطلاق ہر خودمختار اور آزاد حکومت پر ہوتا ہے۔ بلاشبہ' میں اس کا دعویٰ بھی نہیں کرتا کہ ہماری انتظامیہ ایک مثالی انتظامیہ ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں یہ بات بھی نہیں کہتا کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران میں جب سے ہم برسراقتدار ہیں ہماری انتظامیہ ہمیشہ ہی درست رہی۔ لیکن اس سے بھی آگے۔ ہماری انتظامیہ میں ہمارے ارباب حل و عقد میں جو حکومت کے نگران ہیں' صوبوں میں اور مرکز میں وزراء مجھ سمیت سب میں اصلاح کی بہت گنجائش ہے۔ ہم ہر روز کچھ نہ کچھ سیکھتے ہیں لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک آزاد اور خودمختار مملکت کے عوام کی حیثیت سے اپنا سر بلند رکھیں۔ اپنی حکومت کی تعریف کیجئے' جب وہ اس کی مستحق ہو۔ اپنی حکومت پر بے خوفی سے تنقید کیجئے جب وہ اس کی مستحق ہو' لیکن ہر وقت حملہ ہی نہ کرتے رہیے' خود کو تخریبی تنقید میں ہی مصروف نہ رکھئے اور وزارت یا سرکاری اہلکاروں کی مذمت کرنے میں ہی لطف نہ اٹھایئے۔ اب وہ نوکر شاہی نہیں ہے۔ اب یہ کوئی غیر ملکی حکومت بھی نہیں کہ آپ مبالغہ آرائی اور تخریبی تنقید سے لطف اندوز ہوں۔ یہ آپ کی حکومت ہے۔ یہ اپنے پیشرو سے بالکل مختلف ہے۔ لہٰذا جب کوئی اچھا کام ہو تو اسے سراہیئے' جب کوئی غلط کام کیا جائے تو یقیناً بے خوفی سے اس پر تنقید کیجئے۔ میں تنقید کو خوش آمدید کہتا ہوں' لیکن یہ دیانتدارانہ اور تعمیری ہونی چاہیے۔ خیال رہے کہ اس طریقے سے آپ اپنی قوم کے فائدے کے لئے زیادہ تیزی کے ساتھ اصلاح احوال کر سکیں گے۔

جناب پرنسپل' خواتین و حضرات! آپ نے مجھے جو اعزاز بخشا ہے' میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں اور یہ تیسرا موقع ہے کہ آپ نے میرا اس قدر پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے آپ کی درسگاہ میں آنے کا اعزاز اور موقع میسر آئے گا۔

۲۵۳۔ پشاور میں جلسہ عام سے خطاب

۲۰ اپریل ۱۹۴۸ء

قائداعظم محمد علی جناح نے پشاور میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے بڑی دلسوزی کے ساتھ صوبہ سرحد کے عوام سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کے پرچم تلے اسی انداز سے متحد ہو جائیں جس انداز سے وہ حصول پاکستان کی جدوجہد کے وقت ہوئے تھے۔

قائداعظم نے لوگوں کو خبردار کیا کہ اس وقت قوم داخلی اور خارجی دونوں اعتبار سے سنگین

ہنگامی صورت حال سے دو چار ہے اور زور دیا کہ ان حالات کے تحت ان کی ایک ہی سیاسی جماعت ہونی چاہیے۔

انہوں نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ سابقہ پاکستان دشمن عناصر کی منظم کردہ برساتی سیاسی جماعتوں کا اعتبار نہ کریں اور خاندانی تنازعات' چھوٹے موٹے لڑائی جھگڑوں اور صوبائی عصبیت سے اجتناب کریں۔

ماضی کی "ضرر رساں باقیات" کا حوالہ دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ ان کا قلع قمع صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ ایک قوم کی طرح متحد ہو جائیں اور حکومت کی پوری پوری حمایت کریں۔

قائداعظم نے فرمایا کہ تعمیر پاکستان کے سلسلے میں ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے لیکن مجھے مطلق شبہ نہیں کہ اللہ کے فضل و کرم سے اگر ہم نے درست طریقے اختیار کئے اور صحیح راستہ اپنایا تو ہم اسے دنیا کی عظیم ترین مملکتوں میں سے ایک مملکت بنانے کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔"

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"گمراہ نہ ہوں۔ آپ نے دیکھا' آپ نے محسوس کیا کہ یہ مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ ہی تھی جس نے صوبہ سرحد کو ہندو راج کے چنگل میں پھنسنے سے بچا لیا۔ اس جماعت نے قربانیاں دی ہیں اور ہزاروں لوگوں نے حصول پاکستان کی راہ میں اپنی زندگیاں قربان کی ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگ آپ کی صحیح رہنمائی کر سکتی ہے یا وہ جو ہمارے مخالف ہیں اور جو دشمن کی صف میں تھے' کیا وہ پاکستان کی خبر گیری کا استحقاق رکھتے ہیں یا ہم؟"

رشوت اور کُنبہ پروری

"بلاشبہ ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود غرض ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ہمارے پاس ایسے لوگ ہیں جن سے دلالی' رشوت ستانی اور کنبہ پروری کے جرم سرزد ہوئے' میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت بے عیب ہے لیکن اب عنان حکومت ہمارے ہاتھ میں آئی ہے' یقین کیجئے کہ ہم پوری طرح چوکنا ہیں۔ ہم آپ کی حکومت کو' آپ کے صوبے کو' آپ کی وزارت اور آپ کی سول سروسز کو بغور دیکھ رہے ہیں' اور اس کو بھی جو کچھ اس صوبے میں عام طور سے ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم بہت جلد اس کے عکس ریز تیار کر لیں گے اور پھر اپنے جسد سیاست سے اس زہر کو نکال پھینکیں گے لیکن آپ لوگ ذرا تحمل

سے کام لیں اور ہمیں موقع دیں اور موزوں وقت کا انتظار کریں۔"

۲۵۴- پاکستان اولمپک کھیلوں کی افتتاحی تقریب سے خطاب

کراچی' ۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء

پیرالٰہی بخش' جناب احمد جعفر' انتظامی اور دوسری کمیٹیوں کے ممبران اور خواتین و حضرات!

"آج مجھے پہلی پاکستان اولمپک کھیلوں کا افتتاح کرنے کی غرض سے یہاں آنے پر بڑی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ میں نے پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کا سرپرست اعلیٰ بننا صرف اس خیال کے پیش نظر منظور کیا کہ زندگی کے جملہ میدانوں میں ہماری قوم کی کامیابی کا انحصار "صحت مند دماغ" پر ہے "جو صحت مند جسموں" کا قدرتی لازمہ ہیں۔ میں کھلاڑیوں اور نوجوانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ جسمانی طاقت کی نشوونما کیجئے جو جارحیت اور جنگ جوئی کے لئے نہیں بلکہ تمام زندگی اور خصوصاً اپنی زندگی کے ہر شعبے میں مقابلے کی غرض سے چاق و چوبند رہنے کے لئے ضروری ہے۔ آپ جہاں کہیں بھی ہوں امن' بین الاقوامی دوستی اور خیرسگالی کی سپاہ بن جایئے۔ ان کھیلوں کے بعد آپ ومبلے سٹیڈیم میں منعقد ہونے والے عالمی اولمپک میں شرکت کے لئے لندن جائیں گے۔ وہاں آپ ہمارے جذبہ خیرسگالی کے سفیروں کی حیثیت سے ہماری نیابت کریں گے اور میری بہترین نیک تمنائیں آپ کے ہمراہ ہوں گی۔ یاد رکھئے کہ جیتنا کوئی بات نہیں' اصل اہمیت تو کوشش کی ہے اور اس جذبہ کی جو اس کوشش کے پیچھے کار فرما ہو۔

"اولمپک کھیلوں کے منتظمین کو شاباش دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنی قلیل سی مدت میں کامیابی کے ساتھ ان مقابلوں کے لئے تیاریاں مکمل کر لیں۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو ایک اسٹیڈیم کی ضرورت ہے کیونکہ آپ ۱۹۵۰ء میں پان اسلامک اولمپک مقابلوں کے انعقاد کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی یہ تمنا بر آئے گی۔ یہ سب کچھ آپ پر منحصر ہے۔ آپ کا یہ مطالبہ کہ فزیکل کلچر اور تعلیم کا ایک سرکاری محکمہ ہونا چاہیے' حکومت پاکستان کی توجہ کا طلب گار ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ہمیں درپیش بہت سے تعلیمی مسائل سے نمٹتے وقت معاملہ کے اس پہلو کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

"آخر میں مَیں اس پُرتپاک خیرمقدم کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔"

پاکستان زندہ باد

۲۵۵- ایوان تجارت کے سپاسنامے کے جواب میں تقریر

کراچی، ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

"جناب چیئرمین! اراکین ایوان تجارت، کراچی! اور خواتین و حضرات!

جناب چیئرمین! آج صبح آپ کے ۸۸ ویں سالانہ عمومی اجلاس میں آپ سب کے ساتھ اپنی موجودگی پر بڑی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ میں اسے محض ایک اتفاق سمجھتا ہوں کہ یہ اجلاس کراچی کاٹن ایسوسی ایشن کی عمارت میں منعقد ہو رہا ہے۔ ویسے یہ خاصی مشکل بات ہے کہ کوئی شخص کراچی کو تجارت سے اور اس علاقے کی تجارت کو کپاس سے الگ کر سکے۔

جناب چیئرمین!

آپ کا سپاسنامہ پاکستان کی خودمختار اور آزاد مملکت کے قیام سے لے کر اس طویل و عریض ملک کے دور دراز گوشوں میں چھوٹے اہلکاروں کے معمولی اختیارات غصب کرنے تک، کپاس کی تجارت کی باریکیوں سے لے کر تاخیر کی عام باتوں تک، پھیلا ہوا ہے۔ تاہم آپ مجھ سے تو اس امر کی بمشکل ہی توقع کر سکیں گے کہ میں اپنے جواب میں اسی تفصیل کے ساتھ آپ کا اتباع کر سکوں۔ تاہم آپ نے جو موقع آج مجھے مہیا کیا میں اسے آپ کے سپاسنامے میں اٹھائے گئے چند اہم نکات کی طرف توجہ مبذول نہ کرا کے رائیگاں بھی نہ جانے دوں گا۔

جناب چیئرمین!

اس سے پہلے آپ نے میری حکومت اور میری قوم کو قیام پاکستان کے جلو میں ہونے والے افسوس ناک واقعات کا اس انداز سے سامنا کرنے پر جو خراج تحسین پیش کیا ہے میں اسے قبول کرتا ہوں۔ یہ ایک ناگزیر بات تھی کہ بہت سے لوگ جو ویسے خاصے ذی شعور ہیں، قیام پاکستان کا خیر مقدم ایک ناپسندیدہ اور ناقابل برداشت بچے کی طرح کرتے جس نے ان کی ناپسندیدگی کے باعث جلد ہی دم توڑ دینا تھا۔ لیکن آپ نے درست کہا کہ یہ لوگ کس قدر غلطی پر تھے محض اس بنا پر کہ تصور پاکستان ان کے لئے نیا اور نامانوس تھا۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ پاکستان کا وجود صرف چند روز کی بات ہو گی۔ جناب چیئرمین! آپ کے بقول اب اس بات میں کسے شبہ ہو سکتا ہے کہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو اقوام عالم کی صف میں ایک نئی قوت کا ظہور ہوا۔ جن دشواریوں اور مشکلات سے پاکستان گزرا ہے انہوں نے نوزائیدہ مملکت کو تقویت بخشی اور اسے فولادی عزم دیا جو اب صحیح معنوں میں مستقبل کے سمندروں کی ان دیکھی راہوں پر رواں دواں ہونے کے لئے بالکل تیار ہے۔ وہ لوگ جنہیں اپنی مساعی کے باعث تسخر و بے یقینی کی فضا میں اور بے پناہ سیاسی مخالفتوں

کے باوجود علیحدہ آزادی حاصل ہوئی اب اپنی آزادی کے استحکام کی خاطر اضافی سعی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور مجھے اس بات کی وضاحت کرنے دیجئے کہ جو لوگ ابھی تک کسی خام خیالی یا مغالطے میں مبتلا ہیں وہ اپنے اس زعم کو کہ پاکستان ہندوستان کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا یا "مرکزی حکومت" سے الحاق کی درخواست کرے گا' جس قدر جلد ترک کر دیں اتنا ہی یہ دونوں مملکتوں کے امن اور خوش حالی کے لئے بہتر ہو گا اور خیر سگالی اور ہمسائگی کے نیک احساسات پیدا کرنے میں اتنا ہی زیادہ ممد و معاون ثابت ہو گا۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تقسیم کے لازمی نتیجہ کے طور پر آپ ہندوستان کے ایسوسی ایٹڈ چیمبرز آف کامرس سے اپنا تعلق منقطع کر کے ایوان ہائے تجارت کی انجمن تشکیل دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین!

آپ نے کاروبار اور امور تجارت کے تذکرہ میں کپاس کو بجا طور پر مقام افتخار پر رکھا ہے۔ مجھے آپ کے اس اعتراف پر خوشی ہوئی کہ کپاس کے بارے میں حکومت پاکستان کی حکمت عملی نہ اس سے زیادہ فیاضانہ ہو سکتی ہے اور نہ اس سے کم محدود' تا آنکہ ہندوستان کا کپڑے پر سے کنٹرول ہٹا لینے اور کپاس کے تبادلے کے کسی اور طریقے سے کپڑے کی برآمد کے فیصلے نے ہمیں متاثر کیا اور مناسب اقدام پر مجبور کر دیا۔ اس پر بھی پاکستان میں مقیم تاجروں نے قطع نظر اس سے کہ وہ ملکی تھے یا غیر ملکی جو معاہدے ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء تک کر لئے تھے انہیں پورا کیا۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ کپاس کی تجارت نے بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ ہو جانے کی اس قدر قابل تعریف صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ جس انداز سے تاجروں نے کپاس کو بندرگاہ تک اور بندرگاہ سے عالمی منڈیوں تک پہنچایا اس پر میں بھی حکومت پاکستان کی ستائش کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

آپ نے حکومت پاکستان کی درآمدی حکمت عملی اور اندرون ملک نافذ کنٹرول پر بھی تفصیل کے ساتھ اظہار رائے کیا ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ کاروبار پر جس قدر کم پابندیاں عائد ہوں گی اتنا ہی بہتر ہو گا۔ قواعد و ضوابط اور پابندیاں جس کے جلو میں انتظامی برائیاں بھی آتی ہیں صرف اس وقت عائد کی جاتی ہیں جب حالات مجبور کر دیتے ہیں۔ آپ اس ضمن میں وقتاً فوقتاً جو اظہار رائے کریں گے اس پر میری وزارت ہمیشہ احتیاط سے غور و خوض کرے گی۔ میں آپ کو حکومت پاکستان کی جانب سے یقین دلا سکتا ہوں کہ ان کا عندیہ اور اس کی حکمت عملی یہ ہے کہ آزاد تجارت کو جتنا ممکن ہو آزادی کے ساتھ چلنے دیا جائے۔ جہاں تک اشیائے ضرورت پر داخلی

پابندیوں کا تعلق ہے میری حکومت پہلے سے یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ صوبوں کے ساتھ ایک کانفرنس میں اس امر پر غور کرے گی کہ اب جس قدر حالات اجازت دیں ان پابندیوں کو نرم کر دیا جائے یا ہٹا دیا جائے۔ جہاں تک بحری تجارت کا تعلق ہے دولت مشترکہ کے پونڈ سے وابستہ ممالک سے در آمد ہونے والی متعدد اشیاء پر سے در آمدی لائسنس حاصل کرنے کی شرط ہٹا دی گئی ہے اور انہیں کھُلے اجازت نامہ عمومی کی فہرست میں شامل کر دیا گیا ہے۔ یہ فہرست اضافے کے خیال سے مستقل زیرِ غور رہے گی۔ نرم کرنسی والے ممالک سے در آمدات کو اس فہرست میں شامل کرنے کا معاملہ آج کل وزارت تجارت کے زیرِ غور ہے۔ ڈالر اور دیگر سخت کرنسی کے بدلے در آمد کا معاملہ یقیناً بہت مشکل ہے۔ اس میں ادائیگیوں کے توازن کے تحفّظ کی خاطر لائسنسوں کا اجرا جاری رہنا چاہیے۔ اس شعبے میں بھی آپ ڈالر اور سخت کرنسی کے علاقوں کی جانب اپنی بر آمدات بڑھا کر ہماری اعانت کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مَیں آپ کی مسلسل حمایت کا منتظر رہوں گا۔ ان علاقوں کو بر آمدات بڑھانے پر عائد ممکنہ پابندیاں نرم کر کے حکومت جو کچھ کر سکتی ہے کرے گی۔ حضرات! مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اس جہت میں آپ کی مساعی ثمر آور ثابت ہوں گی کیونکہ ہم کپاس، پٹ سن، کھالیں اور اُون جیسی اشیاء سے، جس کی دنیا کو بے حد ضرورت ہے، مالا مال ہیں۔ آپ نے یہ بھی درخواست کی ہے کہ تجارت کے مفاد میں حکومت کو اپنی در آمدی حکمت عملی کا بروقت اعلان کر دینا چاہیے۔ حکومت پاکستان اس خیال کو پوری طرح سراہتی ہے اور جتنی جلد حالات اجازت دیں گے حکومت در آمدی حکمت عملی کا اعلان کر دے گی۔ حکومت کو اُمید ہے کہ وہ غیر یقینی حالات جن کے باعث ان کی حکمت عملی کے اعلان میں تاخیر ہوئی مستقبل میں دوبارہ واقع نہیں ہوں گے۔

مغربی پنجاب میں بینکاری اور اقتصادی ڈھانچے کا بالکل ٹوٹ پھوٹ جانا ایسا معاملہ ہے جس کا ازالہ صرف سرکاری اقدام کے ذریعہ ممکن نہیں۔ ہم حالات کو ممکنہ حد تک سازگار بنا سکتے ہیں لیکن اس نظام کو درست کرنا بینکاروں ہی کا کام ہے۔ یہ ہمارا غیر متزلزل عزم ہے کہ ہم امن و امان برقرار رکھیں گے، انتظامی معاملات میں عوام کا اعتماد حاصل کریں گے اور اسے بحال اور برقرار رکھیں گے۔ اس بارے میں آپ کی خوشنودی ہمیں میسّر رہی تو ہمارے کاروبار اور تجارت کی تشکیل اور بحالی کا کام بسرعت تکمیل کو پہنچے گا۔ حضرات! آج مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ مستقل مزاجی کے ساتھ اور سعی مسلسل کے ذریعہ اپنی مدد کرنے کی خاطر ہماری مدد کیجئے۔

جناب چیئرمین!

ایک معاملہ جس کا آپ نے نہایت سرسری سا ذکر کیا ہے وہ بیان ہے جو میری حکومت نے پاکستان کی صنعتی حکمت عملی کے ضمن میں جاری کیا۔ یہ بیان اس درجہ دُور رس نوعیت کا ہے کہ کاروباری طبقے کی حیثیت سے آپ سے کہوں گا کہ آپ اس پر اسی احتیاط کے ساتھ غور کریں جس کے موضوع کی اہمیت اور آپ کی فلاح و بہبود پر اس کے اثرانداز ہونے کی صلاحیت تقاضا کرتی ہے۔ میری حکومت نے اس معاملہ پر جو ملک کے مستقبل کو بہت اہم طریقہ سے متاثر کرے گا اپنی حکمت عملی مرتب کرنے سے پیشتر غور و خوض میں وقت صرف کیا۔ اس سے مایوسی کا احساس پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس وقت مجھے اُس مرد دانش فرانسس بیکن کا قول یاد آ رہا ہے کہ " یہ اچھا ہو گا کہ تمام عظیم منصوبوں کا آغاز سو آنکھوں والے آرگس Argos پر چھوڑ دیا جائے اور اختتام سو ہاتھوں والے برائرکس Briarcus کے حوالے کر دیا جائے' پہلے بغور دیکھنے کے لئے اور پھر بسرعت تکمیل کے لئے۔" اگرچہ مَیں یہاں اس بیان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا تاہم مَیں آپ کی خصوصی توجہ حکومت پاکستان کی اس گہری خواہش کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ صنعت کاری کے ہر مرحلے میں انفرادی کوششوں اور نجی شعبے کو شامل کیا جائے۔ حکومت نے جن صنعتوں کو اپنے زیر انتظام رکھنے کا فیصلہ کیا ہے وہ جنگ میں کام آنے والے اسلحہ اور گولہ بارود' پن بجلی کی پیداوار' ریل کے ڈبے' ٹیلی فون اور تار اور تار برقی آلات وغیرہ کی صنعتوں پر مشتمل ہیں۔ دیگر' صنعتی سرگرمی کے معاملے میں نجی شعبے کو کُھلی آزادی ہو گی اور حکومت صنعت کے قیام اور ترقی کے لئے جو بھی سہولت دے سکتی ہے وہ مہیا کر دی جائے گی۔ پاکستان کے وسیع معدنی ذخائر کا جائزہ لے کر ملک کے آبی و برقی وسائل کو ترقی دینے کی اسکیمیں تیار کر کے' ذرائع نقل و حمل کی بہتری اور بندر گاہوں اور انڈسٹریل فنانس کارپوریشن کے قیام کے منصوبے مرتب کر کے حکومت ایسے حالات پیدا کر دے گی جس میں صنعت اور تجارت ترقی اور فروغ پا سکیں۔ جس طرح پاکستان براعظم ایشیا میں زرعی اعتبار سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے' جس کا آپ نے بھی ذکر کیا' مجھے بھروسہ ہے کہ اگر یہ اپنی صنعتوں کی تعمیر میں اپنے وسیع تر زرعی سرمائے کا بھرپور اور بہترین استعمال کرے' ہنرمندی اور کاریگری کی روایات جن میں اس کے باشندوں کو اس قدر شہرت حاصل ہے اور ان کی نئی ٹیکنیک کو اپنانے کی صلاحیت کا استعمال کرے تو یہ بہت جلد صنعت کے میدان میں بھی بہتر نقوش چھوڑ دے گا۔ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ وزیر خزانہ نے نئے صنعتی اداروں کو انکم ٹیکس کی چھوٹ اور ٹوٹ پھوٹ کی منہائی کی شکل میں جن مراعات کا اعلان کیا ہے ان سے آپ موافق طور پر متاثر ہوئے ہیں اور یہ کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اس بیان سے نئی صنعتوں

کی زیادہ حوصلہ افزائی ہوئی بمقابلہ حکومت ہندوستان کے اس نوع کے پالیسی بیان کے۔ آپ کو اس حکمت عملی کے کسی پہلو کی وضاحت درکار ہو تو میری حکومت بخوشی یہ وضاحت پیش کر دے گی۔

خوش قسمتی سے کراچی کی بندرگاہ پر نہ صرف مغربی پاکستان کے تجارتی تقاضوں کو پورا کرنے کی سہولتیں موجود ہیں بلکہ بوقت ضرورت افغانستان اور مملکت ہندوستان کے متعلق علاقوں کی تجارت کی بھی۔ کچھ وجوہات کی بنا پر جن کا میں اس وقت تفصیلاً ذکر نہیں کرنا چاہتا تقسیم کے وقت سے اس کاروبار کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اگر آپ اس پہلو سے کراچی کی کارکردگی کو بحال کرنے کی تگ و دو کریں گے تو اس سے سب کا بھلا ہو گا۔ مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ کراچی کی بندرگاہ کا مستقبل نہایت درخشاں ہو گا۔ یہ واحد بندرگاہ ہے جس سے پاکستان کے اس حصے کا کام نکلتا ہے' پھر یہاں پاکستان بحریہ کا صدر مقام بن جانے سے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ اس کی بسرعت ترقی کا انتظار کروں گا۔ مشرقی گودی کی تعمیر نو اور فوجی اور تجارتی خشک گودیوں کی اسکیم نہایت سرگرمی کے ساتھ ہمارے زیر غور ہے۔ جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو کراچی کا شمار جدید ترین بندرگاہوں میں ہوا کرے گا۔ میں کاروباری طبقے کو یقین دلا سکتا ہوں کہ میں اس بندرگاہ کے حال اور مستقبل کے مفادات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہوں۔

معاملات کو جامد رکھنے کی مدت کے اختتام اور نتیجتاً" پاکستان اور ہندوستان کے معمول کے مطابق بین الاقوامی تعلقات استوار ہونے پر تجارت میں فروغ اور اس کی حرکت میں ضابطہ پیدا ہو جائے گا۔ اس مقصد کے لئے حکومت کراچی کی بندرگاہ پر تحویل میں مال رکھنے کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔ برعظیم کی دوسری جانب حکومت ہندوستان بھی کلکتہ کی بندرگاہ پر تحویل میں مال رکھنے کی سہولت فراہم کرنے پر رضامند ہو گئی ہے۔ اس طرح آئندہ سے چٹاگانگ کی بندرگاہ پر پٹ سن کو دساور بھیجنے کی سہولتوں میں کلکتہ کی بندرگاہ پر راہداری کی سہولت مل جانے سے مزید اضافہ ہو جائے گا۔

شہری ہوا بازی کے شعبے میں پاکستان خوش قسمت ہے کہ اسے کراچی میں مشرق کا بہترین ساز و سامان سے لیس ہوائی اڈا میسّر آ گیا۔ اس کا محل وقوع اور آب وہوا اس کے لئے ساز گار ہے اور اب کہ کراچی پاکستان کا دارالحکومت بن گیا ہے اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ اس ہوائی اڈے کی اہمیت کبھی بھی کم ہو سکے۔ اس کی اہمیت کو برقرار رکھا جائے گا۔ کیونکہ ہمیں بین الاقوامی

معیار کے مطابق اس کی مسلسل ترقی اور قومی اور بین الاقوامی نقل و حمل کی ضرورتیں پوری کرنے کا احساس ہے۔ کراچی بین الاقوامی فضائی آمدورفت کے اہم مراکز میں شامل رہے گا کیونکہ دنیا کے بہت سے ترقی کے خواہاں ممالک نے ہم سے دو طرفہ معاہدے کرنے کی درخواست کی ہے۔ امریکہ' فرانس اور عراق کے ساتھ تو معاہدے کر بھی چکے ہیں اور حال ہی میں ہندوستان اور سیلون کے ساتھ معاہدے کئے ہیں۔ برطانیہ اور دیگر ممالک کے وفود کی کراچی میں عنقریب آمد متوقع ہے۔ ان سب وجوہ کی بنا پر کراچی آمدورفت کے ضمن میں ہوائی اڈے کا کام دیتا رہے گا۔ تقسیم سے قبل امریکہ اور ہندوستان کے مابین فضائی نقل و حمل کے معاہدے کی رو سے بمبئی کو ٹرانس ورلڈ ایرلائنز کے داخلہ کا ہوائی اڈا قرار دیا گیا تھا اور بعد میں آمدورفت کے انتظامات کو کراچی سے بمبئی منتقل کرنے کے رجحان کا پتہ نہیں چلتا۔ اس سروس نے ابتدا میں کراچی کے ہوائی اڈے کو سانتا کروز پر طبی سہولتوں کے انتظام ہونے تک کے عرصے کے لئے عارضی طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ آپ نے پاکستان میں ہوائی جہازوں کے زیر استعمال پیٹرول کی قیمت میں حالیہ اضافے کے باعث فضائی کمپنی کے اخراجات بڑھ جانے کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ ایسا سوال ہے جس پر' بلاشبہ میری حکومت آپ کی معروضات کی روشنی میں غور کرے گی۔

مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ آپ کو ان دشواریوں کا احساس ہے جو اورینٹ ایرویز کو اندرون پاکستان' مشرقی اور مغربی' کراچی اور دہلی اور کراچی اور بمبئی کے درمیان ایک قلیل سے عرصے میں فضائی مواصلات کا سلسلہ قائم کرنے کے ضمن میں پیش آئیں۔ یہ انتظامات عارضی بنیادوں پر کرنے پڑے جب کہ طویل المدت فضائی مواصلات کی حکمت عملی زیر ترتیب ہے۔ حکومت نے ۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو اپنی حکمت عملی کا اعلان کیا جس کے مطابق فضائی مواصلاتی انتظام دو تجارتی ہوائی کمپنیوں تک محدود کر دیا گیا' جن کا انتخاب بعد میں کیا جائے گا تاکہ وہ ان تمام متعینہ پروازوں کا بندوبست کر سکیں جن کا لائسنس حکومت جاری کرے گی۔ ان کمپنیوں کے ناموں اور ہوائی راستوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا جن پر یہ کمپنیاں جہاز چلائیں گی۔ لیکن یہ اس معاہدے کے قطعی طور پر مکمل ہو جانے کے بعد ہو گا جس کے بارے میں حکومت ہندوستان کے ساتھ حال ہی میں گفت و شنید ہوئی ہے۔ یہ بھی تجویز کیا جا رہا ہے کہ ان کمپنیوں کی ضرورت کے لئے اور زیادہ تر رائل پاکستان ایئر فورس کے جہازوں کی مرمت اور اوورہال اور مستریوں اور دیکھ بھال کرنے والے انجینئروں کی تربیت اور اسی طرح کی خدمات فراہم کرنے کے لئے جن کی حکومت اور ہوائی کمپنیوں کو ضرورت ہو' کراچی میں ایک کمپنی قائم کر دی جائے۔ اس کام میں حکومت بھی مالی

طور پر شراکت کرے گی۔ اس کمپنی کے قیام کے منصوبے پر اس وقت حکومت سرگرمی کے ساتھ غور کر رہی ہے۔

آپ نے ان مشکلات کا ذکر بھی کیا ہے جو آپ کے ارکان کو بکنگ کی پابندیوں کی غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے پیش آئیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بکنگ پر پابندیاں کوئلے کی قلت کی وجہ سے ناگزیر ہو گئیں جو ہندوستان کی طرف سے کوئلے کی غیر مسلسل اور ناکافی مقدار میں وصولی کی وجہ سے ہوئی۔ شمال مغربی ریلوے نے اپنے دستیاب وسائل سے زیادہ سے زیادہ ترسیل کا انتظام کرنے کی کوشش کی ہے۔ مہاجرین کی نقل و حمل سے ریلوے کی صلاحیت کار پر اس وقت بے پناہ دباؤ پڑا جب کوئلے کی وصولی سب سے نچلی سطح پر پہنچ گئی تھی۔ ان دشواریوں کے باوصف ضروری اشیاء مثلاً خوراک کی ترسیل کا کام جاری رہا۔ چنانچہ ان اشیاء کے نقل و حمل پر پابندی لگانی پڑی جن کی ترجیحی اہمیت کم تر تھی۔ تاہم جب بھی کوئلہ موصول ہوا ریلوے نے پابندیاں نرم کر دیں اور جب کوئلے کی صورت حال بگڑی تو پابندی دوبارہ لگا دی گئی۔ ہندوستان سے کوئلے کی ناکافی فراہمی کی وجہ سے پیدا ہونے والی مشکلات' مہاجرین کے نقل و حمل اور تقسیم کے نتیجے میں ہونے والی عملے کی متعدد دشواریوں کے باوجود ریلوے کی انتظامیہ نے جب بھی حالات بہتر ہوئے ان سہولتوں کو بحال کر دیا جو وقتاً" فوقتاً" کم کی جاتی رہی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ ایوان' ریلوے کی ان مساعی کو سراہے گا جو انہوں نے گاڑیوں کو جاری و ساری رکھنے میں کیں۔ شمال مغربی ریلوے کے لئے فروری اور مارچ میں کوئلے کی فراہمی کی صورت حال بہتر ہوئی تو جیسا کہ آپ کو علم ہے انہوں نے ۴ مارچ سے مقامی بکنگ اور ۱۲ اپریل سے بیرونی بکنگ بغیر کسی پابندی کے شروع کر دی۔ بدقسمتی سے اپریل میں بھی ہندوستان سے کوئلے کی ناکافی مقدار موصول ہوئی اور ہر چند کہ امریکہ سے جو کوئلہ منگوایا گیا تھا وہ بھی پہنچ گیا' تاہم کوئلے کے ذخائر گھٹ رہے ہیں۔ ہندوستان کو عرضداشت بھیجی گئی ہے اور امید ہے کہ ماضی میں بدقسمتی سے جو پابندیاں عائد کی گئیں ان کے اعادے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی' ماسوا ان پابندیوں کے جو انتظامی وجوہ کی بنا پر عائد کرنا پڑیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بعض اسٹیشنوں پر ریلوے کے عملے کو پابندیوں کا علم ہی نہیں ہوتا' مجھے بتایا گیا ہے کہ جونہی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں ریلوے اسٹیشنوں کو فوراً ہی اس بارے میں اطلاع بھیج دی جاتی ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ تقسیم کے ابتدائی ایام میں عملے کے وسیع پیمانے پر تبادلوں کے باعث کچھ بدنظمی پیدا ہوئی ہو اور تاجروں کو غلط اطلاعات مہیا کی گئی ہوں۔ تاہم شمال مغربی ریلوے نے اس بات کا مناسب بندوبست کر لیا ہے کہ پابندیوں کے بارے میں

تاجروں کو درست معلومات مہیا کر دی جائیں۔

جہاں تک دعاوی کی تیاری کا تعلق ہے مجھے امید ہے کہ آپ کو قانون آزادی (حقوق' املاک اور واجبات مجریہ ۱۹۴۷ء) کے مندرجات کا علم ہو گا جس کے تحت گورنر جنرل بشمول کونسل پر عائد ہونے والی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے فوراً قبل کی ذمہ داریاں اور مالی واجبات مملکت ہندوستان کے ذمے آئی ہیں۔ حکومت ہند نے اس ضمن میں اپنے موقف کی ۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء کو جاری کئے جانے والے پریس نوٹ میں پورے طور پر وضاحت کر دی تھی۔ اس وقت حکومت ہندوستان کے ساتھ اس موضوع پر مراسلت ہو رہی ہے اور توقع ہے کہ بہت جلد اس پرانے متنازعہ قضیے کے بارے میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا۔

آپ نے ان مشکلات اور پریشانیوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو شہری رہائش اور دفتر کے لئے عمارتوں کی قلت کے باعث قدرتی طور پر پیدا ہوتی ہیں۔ حکومت پاکستان نے مجلس دستور ساز پاکستان کی متوقع منظوری کے بھروسہ پر کراچی میں پاکستان کا مستقل دارالحکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تفصیلی منصوبے تیار کرنے میں تو کچھ وقت لگے گا لیکن اس کے باعث رہائشی عمارتوں کی تعمیر میں تو تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اب دیگر بہت سے شعبوں کی طرح اس شعبے مین بھی آپ کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے۔ وسیع و عریض اراضی موجود ہیں جہاں ایسی عمارتیں تعمیر کی جا سکتی ہیں جو سودمند ثابت ہو سکتی ہیں۔ تعمیراتی سامان مثلاً سیمنٹ اور پتھر وافر مقدار میں دستیاب ہے اگرچہ لوہا اور لکڑی کی قلت ہے۔ بہر کیف میری حکومت منتظر رہے گی کہ کاروباری طبقہ وسیع پیمانے پر کراچی میں تعمیراتی کام کرے۔

جناب چیئرمین!

تجارت اور کاروبار ایک قوم کا خون زندگی ہوتا ہے۔ اگر میں کسانوں اور سرکاری ملازمین کے بغیر پاکستان کا تصور نہیں کر سکتا تو تاجروں کے بغیر بھی تصور نہیں کر سکتا۔ مجھے اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان میں تاجروں کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جائے گا اور وہ بھی اپنے لئے دولت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر کس و ناکس' چھوٹے اور بڑے کے ساتھ منصفانہ سلوک روا رکھیں گے۔ حکومت کو کچھ دنوں سے پاکستان میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں روز افزوں اضافہ کے چکر پر تشویش ہو رہی ہے۔ وہ آج کل اس بات کا جائزہ لے رہی ہے کہ اضافے کے اس چکر کو توڑنے اور قیمتیں نیچے لانے کا بہترین طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ میری حکومت حصول مقصد کے لئے جو جو اقدامات کرے گی ان میں اسے آپ کی حمایت حاصل

رہے گی۔

حضرات!

تجارت، ثقافت سے بڑھ کر بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے اور یہ آپ کے لئے مناسب ہو گا کہ آپ کا رویہ ایسا ہو کہ آپ کے ہر کام سے پاکستان کی قوت اور وقار کو مزید تقویت پہنچے۔ مجھے مطلق شبہ نہیں کہ کاروباری دیانت اور معاملہ کرنے کا ارفع معیار قائم کرنے کے لئے پاکستان کی تجارت ایک موثر ہتھیار ثابت ہو گی۔ اگر پاکستانی اشیاء کو اپنی شہرت قائم کرنی ہے تو اس کا آغاز ابھی سے ہو جانا چاہیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے میری حکومت سے جو بھی بن پڑے گا کرے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ عالمی منڈیوں میں پاکستان کا نام معیار اور عمدگی کے ہم معنی ہو جائے۔

جناب چیئرمین!

میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس موقع پر اپنے ایوان کا مہمان بننے کی دعوت دے کر اعزاز بخشا۔ میں آنے والے کثیر برسوں میں آپ کی اور آپ کے ایوان کی فلاح کا متمنی ہوں کہ آپ سچے پاکستانیوں کی حیثیت سے تعمیر نو میں اعانت کریں اور پاکستان کی اس انداز سے تعمیر کریں کہ وہ اقوام عالم کی صف میں ایک جلیل القدر اور شاندار مرتبہ پر فائز ہو جائے۔ آیئے ہم دعا کریں کہ پاکستان کے امن، مسرتوں اور خوش حالی کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

پاکستان پائندہ باد

۲۵۶۔ پہلے افغان سفیر کی تقریر کے جواب میں خطاب

کراچی ۸ مئی ۱۹۴۸ء

"عزت مآب! آج مجھے آپ کا، افغانستان کے پہلے سفیر کی حیثیت سے، خیرمقدم کرتے ہوئے بڑی مسرّت ہو رہی ہے۔ حکومت اور اہالیان پاکستان فضیلت مآب شاہ افغانستان کے اس اقدام کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے افغانستان کے شاہی خاندان کے ایک فرد کو سفیر کی حیثیت سے ہمارے یہاں بھیجا۔ ہم توقع اور بھروسہ کرتے ہیں کہ عزت مآب جیسے ممتاز اور کہنہ مشق نمائندے کی وجہ سے ہماری دونوں قومیں جن قدیمی رشتوں میں منسلک ہیں انہیں مزید تقویت پہنچے گی اور اس طرح دونوں ملکوں کے درخشاں اور پُرمسرت مستقبل کے لئے راہ ہموار ہو جائے گی۔

عزت مآب نے بجاطور پر دوستی اور لگاؤ کے اس فطری بندھن کا ذکر کیا جن میں دونوں ملکوں کے عوام بندھے ہوئے ہیں۔ ہمارا باہمی تعلق اس کے متضاد ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ بندھن ایمان' ثقافت کے رشتوں اور مشترکہ تصوّرات پر مبنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پُشت پر اس قدر قومی رشتوں کی پہلے ہی سے موجودگی کے باعث ہم اپنے دونوں ملکوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب تر لانے میں ناکام نہیں ہو سکتے اور اس سے بھی زیادہ قریب جتنے وہ قیام پاکستان سے قبل تھے۔

ایک نوزائیدہ مملکت کی حیثیت سے پاکستان کی اس سے عزیز تر اور کوئی خواہش نہیں کہ اسے دنیا کی حمایت حاصل ہو جائے۔ اس کے باشندے اپنی نئی نئی آزادی کے استحکام کے لئے دل و جان سے کام کرنے کا تہیّہ کئے ہوئے ہیں۔ اس عظیم کام میں اپنی مصروفیت کے ساتھ انہیں اس اعانت و تعاون کا گہرا احساس ہو گا جو دیگر اقوام عالم بالخصوص اس مرحلے پر ان کی طرف بڑھائیں گی۔ فی الحقیقت ہم بہت مسرور ہیں کہ آج ہمارے درمیان ہمارے نزدیک ترین ہمسائے کا ممتاز نمائندہ موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ پاکستان نیک تمناؤں کے اس پیغام کو بے حد سراہتا ہے جو عزت مآب ہمارے لئے لائے ہیں۔

عزت مآب اس بات کا یقین رکھیں کہ میری حکومت ہماری دونوں قوموں کے مابین پہلے سے موجود رشتہ مؤدت کو مضبوط تر کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ آپ کو ہر ممکن امداد اور تعاون پیش کرے گی۔ ایک عظیم مُسلم قوم کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کی موجودگی ہمارے لئے بہت مسّرت کا باعث رہے گی۔ ہمیں اُمید اور اعتماد ہے کہ آپ اپنے فرائض منصبی پاکستان کے ساتھ اپنی نیک تمناؤں اور جذبات کی روشنی میں کامیابی سے سرانجام دے سکیں گے۔

مجھے امید ہے کہ عزت مآب کا کراچی میں قیام بہت پُرمسّرت اور آرام دہ ہو گا۔

۲۵۷۔ پارسی فرقے کا سپاسنامہ' بلوچستان کی آئینی حیثیت پر تقریر

کوئٹہ' ۱۴ جون ۱۹۴۸ء

حضرات! درحقیقت مجھے آپ سب سے ملاقات کر کے اور بلوچستان کے بارے میں آپ کی فکر انگیز آراء سُن کر بڑی مسرت ہوئی۔ مجھے پاکستان سے آپ کی وفاداری اور اخلاص کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔ فی الحقیقت آپ کی برادری بہت عمدگی سے منظم ہے اور مجھے خوشی ہے۔ اور میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ یہ برعظیم کے کسی بھی فرقے سے جس کا مجھے علم ہے' بہتر طور پر لیس

ہے- ہر چند کہ آپ کی تعداد کم ہے لیکن آپ لوگ پاکستان کی فلاح اور ترقی بالخصوص بلوچستان کے لئے بہت عظیم کردار ادا کر سکتے ہیں-

جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے مجھے علم ہے کہ ابھی تک لوگوں کو اس بات کا پورا احساس نہیں ہوا کہ موجودہ آئین کیا ہے- یہ بات نہایت باخبر اور اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگوں پر بھی صادق آتی ہے- پاکستان کا قیام ایک انقلابی تغیّر تھا جو یوں اچانک طور پر رُونما ہوا کہ لوگ ابھی تک یہ بات نہ سمجھ سکے کہ آخر یہ ہوا کیا- مَیں نے اپنی سبی کی تقریر میں تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے- اگر آپ کو اس کی نقل مل جائے تو براہ کرم اسے پڑھ لیجئے- مَیں اس کی جُملہ تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا- لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شہریوں کی حیثیت سے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اصل صورت حال کیا ہے- موجودہ آئین کے تحت بلوچستان کے ضمن میں حکومت کے نظم و نسق اور قانون سازی سے متعلق جملہ اختیارات گورنر جنرل کو حاصل ہیں- لہٰذا مَیں ان حکومتی' انتظامی اور قانون سازی کے امور کے بارے میں ضروری کارروائی کا براہ راست ذمہ دار ہوں- صحیح یا غلط یہ بوجھ میرے کاندھوں پر ڈال ہی دیا گیا ہے- آپ نے یہ بھی محسوس کر لیا ہو گا کہ ان برسوں کے دوران اس برعظیم میں سب سے زیادہ بلوچستان کو نظر انداز کیا گیا ہے- جن لوگوں پر بلوچستان کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری تھی بعض صورتوں میں تو وہ مجرمانہ تغافل کے مُرتکب ہوئے- یہاں کوئی ایک صدی بھر پُرانا ایسا نظام حکومت رائج ہے جس کی جڑیں بھی خاصی گہری ہیں- یہاں کی انتظامیہ بھی ایک جمود کا شکار ہو چکی ہے- بلوچستان انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے یہ وہ مسئلہ ہے جس کا مجھے سامنا ہے- اب آپ ان چیزوں کو راتوں رات تو تبدیل نہیں کر سکتے لیکن اگر ہم خادمان بلوچستان کی حیثیت سے مل جل کر خلوص' دیانت اور بے لوثی کے ساتھ کام کریں تو ہم حیرت انگیز ترقی اور پیش قدمی کر سکتے ہیں-

اس وقت موجودہ صورت حال میں پاکستان کا آئین مرتب ہونے میں ڈیڑھ سے دو سال تک کا عرصہ درکار ہو گا- لیکن ہم اس کام کے پایہ تکمیل کو پہنچنے کا انتظار نہیں کر سکتے- اور مَیں نے چھوٹی سی ابتدا کر دی ہے جو بہر حال اہمیت کی حامل ہے- میں نے بلوچستان کے مختلف حلقوں کے صلاح مشورے کے بعد گورنر جنرل کی مجلس مشاورت قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے- میں اس پر کام کر رہا ہوں- شاید بہت جلد اس مجلس کی ہیت ترکیبی' قواعد و ضوابط اور طریق کار کا اعلان کر دیا جائے گا- جیسا کہ میں نے کہا ہے واقعتاً یہ چھوٹی سی ابتدا ہو گی لیکن بہت ہی اہم' جیسا کہ لوگ کہتے ہیں چھوٹی چھوٹی چیزوں سے بڑی بڑی چیزوں تک رسائی ہو جاتی ہے- اگر آپ اسے درست

طریقے سے چلائیں گے تو مجھے یقین ہے کہ اس کا نتیجہ بلوچستان کی عظیم نشوونما اور ترقی کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے اس کا تمام تر انحصار اس بات پر ہو گا کہ باشندگان بلوچستان گورنر جنرل کی مجلس مشاورت کو کس طریقے سے چلاتے ہیں۔ اس مجلس کے ذریعے' مشاورتی حیثیت میں ہی سہی' لوگوں کا انتظامیہ اور قانون سازی کے شعبوں سے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے گا۔ یہ پہلا اقدام تھا جو مَیں نے کیا ہے کیونکہ مَیں پاکستان کے حتمی آئین کے مرتب ہو جانے کا انتظار نہیں کر سکتا۔

جہاں تک آپ کی طرف سے اٹھائے گئے آب رسانی اور مواصلات کی دقت کے بارے میں نکات کا تعلق ہے ان پر غور ہو رہا ہے اور اپنے عوام کی اعانت' تعاون اور مشورے سے ان دونوں امور کے ضمن میں پیش رفت ہو سکے گی۔

جہاں تک بلوچستان کی ترقی کی صلاحیت کا تعلق ہے آپ نے جو کچھ کہا وہ درست ہے۔ میرے پاس اس سلسلے میں بہت سی اطلاعات موجود ہیں اور ہم لوگ اس معاملہ کا بھی جائزہ لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی معدنی دولت' اس کی زراعت' آب رسانی اور مواصلات کے وسائل کی ترقی کے زبردست امکانات ہیں۔

آخر میں حضرات' ہر چند کہ بلوچستان اور مجموعی طور پر پاکستان' میں آپ کی تعداد بہت کم ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ سچے اور بے لوث پاکستانیوں کی حیثیت سے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ اگرچہ آپ نے ایک برادری کی حیثیت سے اپنی احتیاج اور ضروریات کا تذکرہ نہیں کیا لیکن میری حکومت کی اور میری یہ حکمت عملی ہے کہ ہر برادری کے ہر فرد کی جان و مال اور عزت و آبرو کی بلا لحاظ ذات پات' رنگ' عقیدہ یا نسل حفاظت کی جائے اور یہ کہ پاکستان میں ہر قیمت پر امن و امان برقرار رکھا جائے۔ میں اس امر کا اعادہ کر دینا چاہتا ہوں کہ دیگر اقلیتوں کی طرح آپ کے ساتھ برابر کے شہریوں کا سلوک روا رکھا جائے گا اور جب تک آپ پاکستان کے وفادار رہیں گے' آپ کو جملہ حقوق و فرائض حاصل رہیں گے۔ مجھے مسرت ہے اور یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ آپ نے ان دقیانوسی اور ان گھسے پٹے جملوں کا سہارا نہیں لیا جن کی گونج مختلف حلقوں میں اقلیتوں کی شکایات اور درخواستوں کے ضمن میں سنائی دیتی رہتی ہے۔ لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو یقین دہانیاں کرائی گئی ہیں انہیں عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ اقلیتوں کو بھی صرف زبانی کلامی ہی نہیں بلکہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ وہ صحیح معنوں میں وفادار ہیں اور اکثریتی فرقے کو اس بات کا احساس دلا دینا چاہیے کہ وہ پاکستان

کے سچے شہری ہیں- اس طرح آپ میری مدد کر سکیں گے اور جو حکمت عملی ہم نے مرتب کی ہے اسے بروئے کار لانے میں مجھے سہولت بہم پہنچا سکیں گے- آپ جانتے ہیں کہ آپ کو شکوک و شبہات اور بداعتمادی کو دُور کرنا چاہیے- اب یہ اقلیتوں پر منحصر ہے کہ وہ اپنے افعال اور اعمال سے یہ ظاہر کر دیں کہ وہ سچے پاکستانی ہیں اور اس شبہ اور بداعتمادی کو زائل کر دیں جو لائق مذمت اور اہانت آمیز واقعات نے پیدا کر دی ہیں-

آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں- آپ سب لوگوں کی ملاقات سے مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے- آیئے ہم سب سر جوڑ کر بیٹھیں اور مل جل کر کام کریں اور پاکستان کو وہ کچھ بنا دیں جس کا وہ واقعتاً اور بجا طور پر مستحق ہے-

۲۵۸- سٹاف کالج کوئٹہ کے افسروں سے خطاب

کوئٹہ' ۱۴ جون ۱۹۴۸ء

حضرات! مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اور مس فاطمہ جناح کو آپ سب سے ملاقات کی دعوت دی اور ہم دونوں کو اعزاز بخشا- آپ مع دیگر افواج پاکستان' اہالیان پاکستان کی جان و مال اور عزت آبرو کے پاسبان ہیں- پاکستان کی جملہ ملازمتوں میں دفاعی افواج سب سے زیادہ اہم ہیں اور اس کے مطابق ایک بہت بھاری ذمہ داری اور بار آپ کے کاندھوں پر آن پڑتا ہے-

جو کچھ میں نے دیکھا ہے اور سنا ہے مجھے اس معاملے میں مطلق شبہ نہیں کہ فوج کا جذبہ شاندار ہے اور بہت بلند ہے اور جو بات ہمت افزا ہے وہ یہ کہ ہر افسر اور جوان قطع نظر اس سے کہ وہ کس نسل اور برادری کا فرد ہے سچے پاکستانی کی طرح سے کام کر رہا ہے-

اگر آپ سب لوگ اس جذبے کو جاری و ساری رکھیں اور ہم قدم رفقاء کی طرح' سچے پاکستانیوں کی حیثیت سے بے لوثی سے کام کریں تو پاکستان کو کوئی خوف نہیں ہو گا-

ایک بات اور ہے- مجھے یہ بات کہنے کی تحریک اس لئے ہوئی ہے کہ ایک دو نہایت اعلیٰ افسروں کے ساتھ گفتگو کے دوران مجھے یہ معلوم ہوا کہ افواج پاکستان نے جو حلف اٹھایا ہے انہیں اس کے مضمرات کا علم نہیں ہے- بلاشبہ حلف تو ایک ظاہری شکل و صورت کی بات ہوتی ہے جو چیز زیادہ اہم ہوتی ہے' وہ ہے صحیح جذبہ اور اس کی روح-

لیکن اس معاملے میں شکل و صورت بھی بہت اہمیت رکھتی ہے- میں اس موقع پر آپ کے

حافظے کو تازہ کرنے کے لئے مقررہ حلف کے الفاظ پڑھتا ہوں:

"مَیں خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ مَیں آئین اور مملکت پاکستان کا وفادار رہوں گا۔ (آئین اور مملکت پاکستان کے الفاظ پر توجہ فرمایئے اور یہ) کہ مَیں مملکت پاکستان کی افواج میں دیانتداری اور وفاداری کے ساتھ خدمات سر انجام دینے کا پابند رہوں گا' اور اپنی بھرتی کی شرائط کے مطابق جہاں کہیں بھی ہوائی' بری اور بحری ذریعہ سے جانے کا حکم ملے گا' جاؤں گا۔ اور مَیں ان تمام احکام کو بجا لاؤں گا جو میرے اوپر تعینات شدہ افسر جاری کرے گا۔"

جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے اصل بات تو جذبہ ہے۔ مَیں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ مَیں مملکت کے آئین کا وفادار رہوں گا تو آپ اس آئین کا مطالعہ کریں' جو فی الوقت پاکستان میں نافذ العمل ہے اور اس کے حقیقی اور قانونی مضمرات کو سمجھیں۔

مَیں چاہتا ہوں کہ آپ یہ یاد رکھیں اور اگر آپ کو فرصت میسّر ہو تو آپ کو قانون حکومت ہند کا' جیسا کہ ہم نے اسے پاکستان کے حالات سے مطابقت پیدا کر کے اپنایا ہے' مطالعہ کریں۔ ہمارا موجودہ آئین یہ کہتا ہے کہ انتظامی اختیار کا منبع حکومت پاکستان کا سربراہ ہے جو کہ گورنر جنرل پاکستان ہے۔ پس آپ تک جو احکام و ہدایات پہنچتی ہیں وہ سربراہ انتظامیہ کی منظوری کے بغیر نہیں آسکتی ہیں یعنی قانونی صورت بس یہی ہے۔

حضرات!

سچی بات یہ ہے کہ مجھے یہاں آنے کی دعوت دے کر آپ نے مجھے جو اعزاز بخشا ہے مجھے اس کا شکریہ ادا کرنے کی اجازت دیجئے۔ جیسا کہ آپ کے جنرل آفیسر کمانڈنگ نے اپنی تقریر میں کہا ہے مجھے افسروں سے غیر رسمی طور پر ملاقات کر کے مسّرت ہو گی۔ ایسی ملاقات کا تعیّن دونوں کی سہولت کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ مَیں دفاعی افواج کے افسروں اور جوانوں کے ساتھ نزدیکی رابطہ رکھوں اور مجھے امید ہے کہ جونہی مجھے ان مسائل سے ذرا بھی فرصت ملی جو آج کل پاکستان کو درپیش ہیں جنہوں نے اس وقت قومی ہنگامی حالات کی شکل اختیار کر رکھی ہے اور جب حالات ذرا سنبھل جائیں گے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ بہت جلد ہو جائے گا تب مجھے افواج پاکستان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم کرنے کا زیادہ وقت مل جائے گا۔

۲۵۹- بلدیہ کوئٹہ کے شہری سپاسنامے کے جواب میں تقریر

کوئٹہ' ۱۵ جون ۱۹۴۸ء

"میں آپ کے استقبالیہ سپاسنامہ' محبت بھرے الفاظ اور ان نیک تمناؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کا آپ نے میرے اور مس فاطمہ جناح کے بارے میں اظہار کیا اور میں امدادی فنڈ اور اس مقدّس مقصد کے لئے جس کا وہ ترجمان ہے آپ کے گرانقدر اور فیاضانہ عطیّہ کو بھی بہت تحسین کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اگرچہ خوش قسمتی سے بلوچستان اس المیّہ سے بچ گیا جس سے پنجاب کو قیام پاکستان کے وقت دوچار ہونا پڑا۔ اپنے محل وقوع کی وجہ سے بلوچستان کو مہاجرین کے مسئلہ کا اس طرح کا سامنا نہیں جس طرح کا سامنا پاکستان کے دیگر علاقوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔ تاہم مہاجرین اور ان تمام لوگوں کی فلاح و بہبود ہم سب لوگوں کی ذمہ داری ہے جنہیں صرف حصول پاکستان کی وجہ سے نقصانات اٹھانے پڑے۔ ان مظلوم لوگوں کی امداد اور بحالی' پاکستان کے لئے بہت اہم اور فوری توجہ طلب بات ہے کیونکہ جب تک یہ لوگ معاشرے کے مفید افراد نہیں بن جاتے پاکستان تیز رفتاری کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس جہت میں جو کوشش ہو گی اس کا انتہائی خیر مقدم کیا جائے گا کیونکہ یہ پاکستان کی ترقی اور فلاح کے مقصد کو آگے بڑھائے گی۔

برسوں سے کوئٹہ ایک اہم شہر اور چھاؤنی ہے۔ قیام پاکستان سے اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور اس میں مزید اضافہ ہو گا۔ اس کا محل وقوع اور اس کی صحت افزا آب و ہوا خصوصی توجہ کی متقاضی ہے اور مَیں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ ۱۹۳۵ء کی تباہ کاریوں اور بعدازاں جنگ کی پیدا کردہ ناتوانائیوں اور آبادی کی حالیہ نقل و حمل کے باعث خلل کے باوجود یہ ایک باقاعدہ اور مصروف شہر نظر آتا ہے۔ اس کا تمام تر سہرا کوئٹے کی بلدیہ اور یہاں کے بابائے شہر کے سر ہے۔ ظاہر طور پر اس کا منصوبہ عمدگی سے تیار کیا گیا ہے اور جو بھی پختہ مستقل عمارتیں تعمیر کی گئیں ہیں وہ صاف ستھری اور پُرشکوہ نظر آتی ہیں۔ مَیں آپ کی ان تمناؤں میں شریک ہوں کہ بہتر وقت آنے والا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دُور نہیں جب شہر کی بیشتر عارضی عمارتوں کی جگہ زلزلوں سے محفوظ پختہ اور مستقل عمارتیں لے لیں گی۔ بلدیہ کو تو اپنا کردار ادا کرنا ہی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ نجی سرمایہ کاری بھی لازمی ہے تاکہ کوئٹہ ایک چھاؤنی کے ساتھ ساتھ ایک عظیم شہر بھی بن سکے۔ آپ اس کی جتنی تعمیر و تزئین کریں گے یہ اتنا ہی دلکش بن جائے گا۔ مغربی پاکستان کے ایک بڑے علاقے کے لیے یہ موسم گرما کا قدرتی صحت افزا مقام بن جائے گا اور یہاں زیادہ سے

زیادہ لوگوں کی آمد اضافی آمدنی کا باعث ہو گی۔ بلکہ مغربی پاکستان کے دیگر علاقوں سے روابط بھی قائم ہوں گے۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے۔ فراہمی آب کی دشواری اور دیگر مسائل کو جرأت اور ذہانت کے ساتھ حل کرنا چاہیے اور مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ضرورت پڑے گی حکومت بطیب خاطر آپ کی امداد کرے گی۔

اگرچہ ایک شخص کو اپنے شہر سے محبت کرنی چاہیے اور اس کی فلاح کے لئے کام کرنا چاہیے' لیکن اسی وجہ سے ایک فرد کو اپنے ملک سے اور زیادہ محبت کرنی چاہیے اور اس کے لئے زیادہ بے لوثی کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ مقامی جذباتی لگاؤ کی بھی اپنی قدر و قیمت ہوتی ہے' لیکن ایک "جزو" کی کیا قدر و قیمت اگر وہ "کُل" سے پیوست نہ ہو۔ تاہم یہ ایسی صداقت ہے جسے لوگ بآسانی فراموش کر دیتے ہیں اور مقامی علاقائی یا صوبائی مفادات کو قومی مفادات سے بڑھ کر عزیز سمجھنے لگتے ہیں۔

بلوچستان' بہادر اور حریت پسند لوگوں کی سرزمین ہے۔ لہٰذا آپ کے لئے تو قومی آزادی' وقار اور استحکام کے خصوصی معنی ہونے چاہئیں۔ ملکی اور غیر ملکی کی یہ سرگوشیاں نہ تو اس سرزمین کے لئے سودمند ہوں گی اور نہ اس کے شایان شان' اب ہم سب پاکستانی ہیں۔ نہ بلوچ ہیں نہ پٹھان۔ نہ سندھی نہ بنگالی اور نہ پنجابی۔ اور پاکستانیوں کی حیثیت سے ہی ہماری فکر' ہمارا رویّہ اور عمل ہونا چاہیے اور ہمیں پاکستانیوں کی حیثیت سے متعارف ہونے پر ہی فخر ہونا چاہیے' اور کسی حیثیت سے نہیں۔ میں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ آپ کوئی قدم اٹھانے سے پیشتر لحہ بھر کے لئے رک جائیں اور یہ سوچیں کہ یہ اقدام آپ کی ذاتی یا مقامی پسند ناپسند کے تحت ہے یا مملکت کی بہبود کے تابع۔ اگر ہر فرد اس طرح اپنا جائزہ لے گا اور خود پر جبر کرے گا' ابتدا میں تو قدرے جبر کی ضرورت ہو گی اور بغیر کسی خوف و تحریص کے دیانتداری کا اصول اپنائے گا' دوسروں کے ساتھ بھی اور اپنے ساتھ بھی' تو اس صورت میں مجھے بہت درخشاں مستقبل سامنے نظر آتا ہے۔ اگر افراد' اہلکار اور غیر اہلکار دونوں' اس طرح اپنا کردار ادا کریں گے اور اس جذبے کے ساتھ کام کریں گے تو حکومت' قوم اور مملکت پر ان کی چھاپ لگ جائے گی اور پاکستان کامیابی سے دنیا کی عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔

جیسا کہ آپ سب لوگوں کو علم ہے کہ مجھے بلوچستان کے ساتھ خصوصی دلچسپی ہے کیونکہ یہ میری خصوصی ذمہ داری میں آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کے معاملات میں کسی دوسرے صوبے کی طرح اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ لیکن طویل عرصے تک نظرانداز رہنے کے نشانات کو

مٹانے میں کچھ وقت لگے گا۔ اس کا انتظام کرتے کے لئے کہ یہ عرصہ ضرورت سے ایک لمحہ بھی زیادہ نہ ہو' مَیں آپ سے مخلصانہ استدعا کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ تعاون کیجئے' مجھے اپنی بے لوث حمایت دیجئے اور میرے کام کو دشوار نہ بنایئے۔ نمائندہ حکومتیں اور نمائندہ ادارے بلاشبہ اچھے بھی ہوتے ہیں اور دل پسند بھی' لیکن اگر لوگ انہیں ذاتی مفادات کے حصول کا ذریعہ بنالیں تو یہ نہ صرف بے قدر ہو جاتے ہیں بلکہ بدنام بھی۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہ صرف اس صورت میں ممکن ہو گا اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ ہم "مستقلا" اپنا احتساب کرتے رہیں اور اپنے اعمال کو خصوصی مفادات کے بجائے مملکت کی فلاح کی کسوٹی پر پرکھیں۔

مَیں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے گرانقدر عطیہ دیا' شفقت کا اظہار کیا' سپاسنامہ پیش کر کے مجھے اعزاز سے نوازا اور یہ چند الفاظ کہنے کا موقع دیا۔

۲۶۰۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب میں تقریر

کراچی' یکم جولائی ۱۹۴۸ء

"جناب گورنر' ڈائریکٹر صاحبان بینک دولت پاکستان' خواتین و حضرات!

بینک دولت پاکستان کا قیام اقتصادی شعبے میں ہماری مملکت کی خود مختاری کی علامت ہے۔ مجھے بہت مسرت ہے کہ مَیں اس کے افتتاح کی رسم ادا کرنے کے لئے آج یہاں موجود ہوں۔ گذشتہ سال اگست میں قیام پاکستان کے ساتھ ایک بینک قائم کرنا ممکن تصور نہ کیا گیا۔ نوٹوں کے اجراء اور بنکاری جیسے تیکنیکی اور نازک کام کے ذمہ دار ادارے کے افتتاح سے پہلے کافی تیاری ضروری تھی۔ یہ تیاری کرنے کے لئے اس امر کا اہتمام کیا گیا کہ پاکستان کے نظام زر اور ریزرو بینک کے قانون مجریہ ۱۹۴۷ء کے تحت ریزرو بینک آف انڈیا ہی کو ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک پاکستان میں کرنسی اور بینک کاری کی ذمہ داریاں نبھانی دی جائیں۔ بعد ازاں یہ محسوس کیا گیا کہ ریزرو بینک آف انڈیا کو پاکستان میں اس کی ذمہ داریوں سے جتنا جلد ممکن ہو سبکدوش کر دینا پاکستان کے بہترین مفاد میں ہو گا۔ چنانچہ حکومت ہندوستان اور ریزرو بینک آف انڈیا سے صلاح مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ ذمہ داریاں پاکستانی ادارے کو سونپنے کی مدت تین ماہ مقدم کر دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اپنی کرنسی اور بینک کاری کا کام کسی اور ادارے کے سپرد کرنے پر پاکستان کے مرکزی بینک کے قیام کو ترجیح دی جائے۔ اس فیصلے سے پاکستان میں اس شعبے میں تربیت یافتہ چھوٹے سے گروہ کو ابتدائی تیاریاں کرنے کے لئے بہت کم

وقت ملا لیکن ان لوگوں نے اپنی انتھک کوشش اور محنت سے اپنا کام معیّنہ تاریخ تک تکمّل کر لیا جو ان کے لئے بہت قابل تعریف بات ہے اور میری خواہش ہے کہ مَیں ان کی محنت کی تعریف کروں۔

جناب گورنر!

جیسا کہ آپ نے کہا ہے غیر منقسم ہند میں بینکاری پر غیر مسلموں کا اجارہ قائم کر دیا گیا تھا اور مغربی پاکستان سے ان کے انخلا سے ہماری نوزائیدہ مملکت میں اقتصادی زندگی کافی حد تک درہم برہم ہو کر رہ گئی تھی۔ تجارت اور صنعت کا پہیّہ رواں رکھنے کے لئے از بس ضروری تھا کہ غیر مسلموں کے چلے جانے سے جو خلا ہو گیا تھا اسے بلا تاخیر پُر کر دیا جائے۔ مجھے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ پاکستانی باشندوں کی بینکاری میں تربیت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ مَیں نہایت دلچسپی کے ساتھ ان کی ترقی کے مدارج پہ نظر رکھوں گا اور مجھے اعتماد ہے کہ بینک دولت پاکستان کو تمام متعلقہ اصحاب بشمول بینکوں اور جامعات کا تعاون ان لوگوں کو آگے بڑھانے میں حاصل ہو گا۔ بنکاری ایک نئی اور وسیع جولانگاہ عطا کرے گی جس میں ہمارے نوجوانوں کو اپنی ذہانت کو بھرپور انداز میں بروئے کار لانے کا موقع ملے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بڑی تعداد میں آگے بڑھیں گے اور مجوزہ تربیتی سہولتوں سے استفادہ کریں گے۔ اس طرح وہ نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں گے بلکہ اپنی مملکت کی فلاح و بہبود کے لئے بھی اپنا کردار ادا کریں گے۔

ہمارے ملک کی معاشی زندگی کو منضبط کرنے کے سلسلہ میں بینک دولت پاکستان کو جو کردار ادا کرنا ہو گا اس کی تفصیل میں جانے کی مجھے چنداں ضرورت نہیں' بینک کی مالی حکمت عملی براہ راست تجارت اور کاروبار پر اثر انداز ہو گی خواہ وہ اندروں ملک ہو یا بیرونی دنیا کے ساتھ۔ چنانچہ خواہش محض یہی ہو گی کہ آپ کی حکمت عملی سے زیادہ سے زیادہ پیداوار اور آزادانہ تجارت کی حوصلہ افزائی ہو۔ ایّامِ جنگ کے دوران جو مالیاتی حکمت عملی بروئے کار لائی گئی اس نے ہمارے موجودہ اقتصادی مسائل کو جنم دینے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ اخراجات میں غیر معمولی اضافہ سے معاشرے کا غریب طبقہ متاثر ہوا اور متعیّن آمدنی والے طبقے پر تو اس کا زیادہ ہی بُرا اثر پڑا۔ اس وقت ملک میں جو بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے اس کی زیادہ تر ذمہ داری بھی اسی پر ہی عائد ہوتی ہے۔ حکومت پاکستان کی حکمت عملی یہ ہے کہ قیمتوں کو ایسی سطح پر مستحکم کر دے جو تیار کنندہ اور صارف دونوں کے لئے منصفانہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ اس اہم مسئلہ کو کامیابی کے ساتھ حل کرنے کے لئے آپ کی مساعی بھی اس جہت کا لحاظ رکھیں گی۔

آپ کا تحقیقی شعبہ، بنکاری کے طور طریقوں کو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصوّرات سے ہم آہنگ کرنے کے سلسلے میں جو کام کرے گا مَیں ان کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کروں گا۔ اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابلِ حل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور ہم میں سے اکثر کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید کوئی معجزہ ہی دنیا کو اس بربادی سے بچا سکے جس کا اسے اس وقت سامنا ہے۔ یہ افراد کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی سطح سے ناچاقی کو دُور کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ برعکس اس کے گذشتہ نصف صدی میں دو عالمی جنگوں کی زیادہ تر ذمہ داری بھی اس کے سر ہے۔ مغربی دنیا اس وقت اپنی میکانکی اور صنعتی اہلیت کے باوصف جس بدترین ابتری کی شکار ہے وہ اس سے پہلے تاریخ میں کبھی نہ ہوئی ہو گی۔ مغربی اقدار، نظریئے اور طریقے خوش و خرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدّر کو سنوارنے کے لئے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہو گا اور دنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا ہو گا جس کی اساس انسانی مساوات اور معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو۔ اس طرح سے ہم مسلمان کی حیثیت سے اپنا مقصد پورا کر سکیں گے اور بنی نوع انسان تک پیغام امن پہنچا سکیں گے کہ صرف یہی اسے بچا سکتا ہے اور انسانیت کو فلاح و بہبود، مسرّت و شادمانی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

جناب گورنر!

آخر میں، مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے، آپ کے رفقائے کار اور معزز مہمانوں نے اپنی نیک تمناؤں کے اظہار کے لئے اس تقریب کو رونق بخشی اور میرا اس قدر پُرتپاک خیر مقدم کیا اور مجھے بینک دولت پاکستان کے تاریخی افتتاح کی رسم ادا کرنے کی دعوت دے کر اعزاز بخشا۔ مَیں محسوس کرتا ہوں کہ بینک دولت پاکستان ہمارے عظیم ترین قومی اداروں کی صف میں جگہ پائے گا اور عالمی سطح پر اپنا بھرپور کردار ادا کرے گا۔

۲۶۱۔ عیدالفطر کے موقع پر قوم کو پیغام تہنیت

کراچی، ۶ اگست ۱۹۴۸ء

"اس مسرّت و انبساط کے دن میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ انہیں خوشیوں سے بھرپور عید نصیب ہو۔

ہمارے لئے گذشتہ عیدالفطر جو قیام پاکستان کے جلو میں آئی، مشرقی پنجاب کے المناک

واقعات کی بنا پر مکدر ہو گئی۔ گذشتہ برس خون کی جس قدر ارزانی اور نتیجتاً" لاکھوں انسانوں کی کارواں در کارواں ہجرت نے ایک ایسا زبردست مسئلہ پیدا کر دیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس رواں دواں انسانیت کو نیا گھر بار فراہم کرنے کے کام نے ہماری توانائیوں اور وسائل پر ٹوٹ جانے کی حد تک دباؤ ڈالا۔ یہ کام اس قدر بے پناہ تھا کہ ہم اس سے مفلوج ہوتے ہوتے رہ گئے اور بمشکل تمام اپنا سر سطح آب سے بلند رکھ سکے۔ بارہ ماہ کا مختصر سا عرصہ جملہ مہاجرین کو پاکستان میں سود مند مواقع بہم پہنچانے کے لئے کافی نہیں' ان کو دوبارہ بسانے کے کام میں کافی پیش رفت ہوئی ہے' لیکن بہت سے لوگوں کی آبادکاری کا کام ہنوز باقی ہے۔ ہم اس وقت تک خوشیاں نہیں منا سکتے جب تک کہ ان میں سے ہر ایک کو دوبارہ اس کے پاؤں پر کھڑا نہ کر دیا جائے۔ مجھے پوری توقع ہے کہ اگلی عید تک یہ کٹھن اور بے قابو مسئلہ حل ہو چکا ہو گا اور اس طرح تمام مہاجر معاشرے کے مفید ارکان کی حیثیت سے پاکستان کی معیشت میں جذب ہو جائیں گے۔

گذشتہ بارہ ماہ کی تاریخ دشواریوں اور مشکلات کے خلاف جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ ان مصائب بھرے ایّام میں ہمیں جس چیز نے زندہ رکھا وہ ہمارا اتحاد' مقصد اور یہ پُختہ عزم تھا کہ ہم اپنی نوزائیدہ مملکت کو اپنے دشمنوں کے تابڑ توڑ حملوں سے مغلوب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم بلاخیز طوفانوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور پُرسکون ساحل ہرچند کہ ایک فاصلے پر ہے مگر دکھائی دے رہا ہے۔ ہم پورے اعتماد سے مستقبل کا انتظار کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ تن آسانی میں مبتلا نہ ہو جائیں اور اندرونی مخالفتوں میں اپنی توانائیاں ضائع نہ کریں۔ اس سے پہلے کبھی اس سے زیادہ ہمیں اپنی صفوں میں نظم و ضبط اور اتحاد کی ضرورت نہ تھی۔ صرف متحدہ مساعی اور اپنی تقدیر پر یقین ہی سے ہم اپنے خوابوں کے پاکستان کو حقیقت کا روپ دے سکیں گے۔ آپ ماہ صیام کے بعد آج عید منا رہے ہیں۔ مسلمانوں پر روزہ کیوں فرض کیا جاتا' اگر اس کا مقصد مسلمانوں کو نظم و ضبط اور باقاعدگی کا درس دینا نہ ہوتا۔ تو یہ وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو آپ کو خود میں پیدا کرنے چاہئیں اسی میں آپ کی نجات مضمر ہے اور اسی میں قوم کی بقاء کا راز ہے۔

برادر مسلم ملکوں کے لئے میرا پیام عید' دوستی اور اخلاص کا پیغام ہے۔ ہم سب قیامت خیز خطرناک دَور سے گزر رہے ہیں۔ سیاسی اقتدار کا جو ڈرامہ فلسطین' انڈونیشیا اور کشمیر میں کھیلا جا رہا ہے اس سے ہماری آنکھیں کُھل جانی چاہئیں۔ دنیا کے ایوانوں میں ہماری آواز صرف اسی وقت سُنی جائے گی جب ہم ایک متحدہ محاذ قائم کر لیں گے۔

لہٰذا میں آپ سے یہ اپیل کرنے کی اجازت چاہتا ہوں' آپ اسے الفاظ اور زبان کا کوئی سا

جامہ پہنا دیں' میرے مشورے کا لُبِ لباب یہی نکلے گا کہ ہر مسلمان کو دیانتداری' خلوص اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرنی چاہیے۔

۲۶۲۔ پاکستان کی پہلی سالگرہ' قوم کے نام الوداعی پیغام!

کراچی' ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء

اہالیان پاکستان! ''آج ہم اپنی آزادی کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں۔ ایک سال قبل مکمل اقتدار پاکستان کے عوام کو منتقل کیا گیا اور حکومت پاکستان نے تصرّف شدہ موجودہ آئین کے تحت کاروبار مملکت سنبھال لئے۔ یہ سال ہم نے حوصلے' عزم اور ذہانت کے ساتھ گزارا ہے۔ دشمنوں کے حملوں کو پسپا کرنے کے ضمن میں جن کا پہلے بھی کتنی بار تذکرہ کیا جا چکا ہے' بالخصوص نسل کُشی کی پہلے سے سوچی سمجھی سازش کُچلنے کے سلسلے میں ہماری کامیابیوں کا ریکارڈ حیرت انگیز رہا اور ہم اندرون ملک حقیقی تعمیری کام میں مصروف رہے۔ ہمارے تعمیری اور فلاحی کام کا نتیجہ ہمارے بہترین دوستوں کی توقعات سے بہت بڑھ کر ظاہر ہوا۔ مَیں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں یعنی وزیراعظم کی زیر قیادت' اپنے وزراء کو' اراکین مجلس دستور ساز و مجالس قانون ساز کے مختلف انتظامی محکموں میں کام کرنے والے اہلکاروں' اور دفاعی افواج کو۔ آپ نے اس قلیل سی مدت میں جو کچھ بھی حاصل کیا اس پر میں اہالیان پاکستان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم نے پہلے سال کے پروگرام کو رُو بہ عمل لانے کے لئے جو بھی کوشش کی ہمیں ان کی طرف سے تحمل اور تائید حقیقی حاصل ہوئی۔

لیکن یہ سب کچھ کافی نہیں۔ یاد رکھئے کہ قیام پاکستان ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تاریخ عالم میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ تاریخ عالم کی عظیم ترین مسلم مملکتوں میں اس کا شمار ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کو اپنا شاندار کردار ادا کرنا ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ ہم دیانتداری' خلوص اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرتے رہیں۔

مجھے اپنی قوم پر اعتماد ہے کہ وہ ہر موقع پر خود کو اپنے ماضی کی اسلامی تاریخ' عظمت اور روایات کا امین ثابت کرے گی۔

''آپ سب کو ان لاکھوں مہاجرین کی داستان کا بخوبی علم ہے جنہیں سرحد کے اس پار سے اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور پاکستان میں پناہ لینی پڑی۔ ابھی ہماری مملکت سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ یہ المیّہ رونما ہو گیا۔ درحقیقت ان میں ایک بہت بڑی تعداد اُن سرکاری اہلکاروں کی شامل تھی جنہیں حکومت کا ڈھانچہ قائم کرنا تھا۔ مجھے علم ہے کہ ہمارے لئے اپنے ان بے خانماں اور ستم

رسیدہ بھائیوں کے لئے وہ سب کچھ کرنا ممکن نہ ہو سکا جس کی ہمیں خواہش تھی۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو بھی بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن درحقیقت بہت سے مہاجرین کو پہلے ہی نئی اور مسرور تر زندگی کی نوید کے ساتھ ان کے نئے گھروں میں آباد کر دیا گیا اور یہ کچھ کم اہم کامیابی نہیں۔ اہالیان پاکستان نے جس جذبہ اُخوّت کا اظہار کیا اور عامتہ الناس اور حکومتوں نے جس پامردی کے ساتھ ان زبردست دشواریوں کا سامنا کیا جو اس سانحہ کی پیدا کردہ تھیں اور جن کی تاریخ عالم میں کوئی مثال نہیں ملتی ان کے بغیر مملکت کا تمام ڈھانچہ تہہ و بالا ہو جاتا۔

نئی مملکت کا عین اس کے قیام کے وقت دیگر کئی طریقوں سے گلا گھونٹنے کی کوششوں سے مایوس ہو جانے کے بعد ہمارے دشمن یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ معاشی حربوں سے اپنا دلی مقصد حاصل کر لیں گے۔ تعصّب اور بدنیّتی کی بنیاد پر گھڑے گئے طول و طویل دلائل سے لیس ہو کر وہ یہ پیش گوئی کر بیٹھے تھے کہ پاکستان دیوالیہ ہو جائے گا اور جو کچھ دشمن آتش و آہن سے نہ چھین سکا وہ مملکت کی تباہ حال معیشت سے اسے حاصل ہو جائے گا۔ لیکن بدی کے یہ دیوتا رُسوا ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارا پہلا میزانیہ فاضل تھا۔ تجارت میں ادائیگیوں کا توازن ہمارے موافق رہا اور معیشت کے شعبے میں بتدریج ہمہ جہت ترقی ظاہر ہوئی۔

کسی ملک کی تاریخ میں اس کی ترقی کا حتمی اندازہ لگانے اور اس کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنے کے لئے ایک برس' ایک قلیل سی مدت ہے۔ لیکن جس طرح بے پناہ مشکلات پر قابو پایا گیا ہے اور گذشتہ بارہ مہینوں میں ٹھوس ترقی دیکھنے میں آئی یہ ایک مُثبت سوچ رکھنے کے لئے پُختہ اساس مہیا کرتی ہے۔ انتظامیہ کے شعبے میں ہمیں مرکز میں بالکل نئے سرے سے کام کرنا پڑا اور مغربی پنجاب میں اپنی مملکت کے قیام کے ساتھ ہی ہمیں انتظامی مشینری کی تقریباً مکمل بربادی کا سامنا کرنا پڑا لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے مسّرت ہوتی ہے کہ ہم اپنی پوری سالمیّت پر لاحق تمام تر خطرات اور وقت کے بعض بڑے مسئلوں سے کامیابی کے ساتھ نمٹے۔ حکومت پاکستان نے وقتاً" فوقتاً" پیش آنے والے عالمی مسائل کو مؤثر طریقے سے نمٹنے کے معاملے میں نہ صرف اپنے عزم کا اظہار کیا بلکہ اپنی اہلیت کا بھی ثبوت دیا۔

قدرت نے آپ کو ہر چیز عطا کی ہے۔ آپ کے پاس غیر محدود وسائل موجود ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اب اس کی تعمیر آپ کا کام ہے۔ پس تعمیر کیجئے جس قدر جلد اور جتنی عمدگی سے آپ کر سکیں' آگے بڑھئے مَیں آپ کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں۔"

پاکستان زندہ باد

☆☆☆☆☆

بحیثیت گورنر جنرل ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم کی تقریر

کراچی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء' یوم آزادی کے موقع پر سرکاری عشائیے میں خطاب

قائداعظم لیاقت علی خان سے کسی مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے۔

پاکستان بحریہ "دلاور" کے افسروں اور جوانوں سے خطاب (کراچی ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

قائداعظم سبی (بلوچستان) کے شاہی دربار (۱۴ فروری ۱۹۴۸ء) میں خطاب کر رہے ہیں

قائداعظم اور محترمہ فاطمہؒ جناح سٹاف کالج کوئٹہ کے فوجی افسروں کے ہمراہ

رسالپور میں پی-اے-ایف کے افسروں سے باتیں کرتے ہوئے (۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)
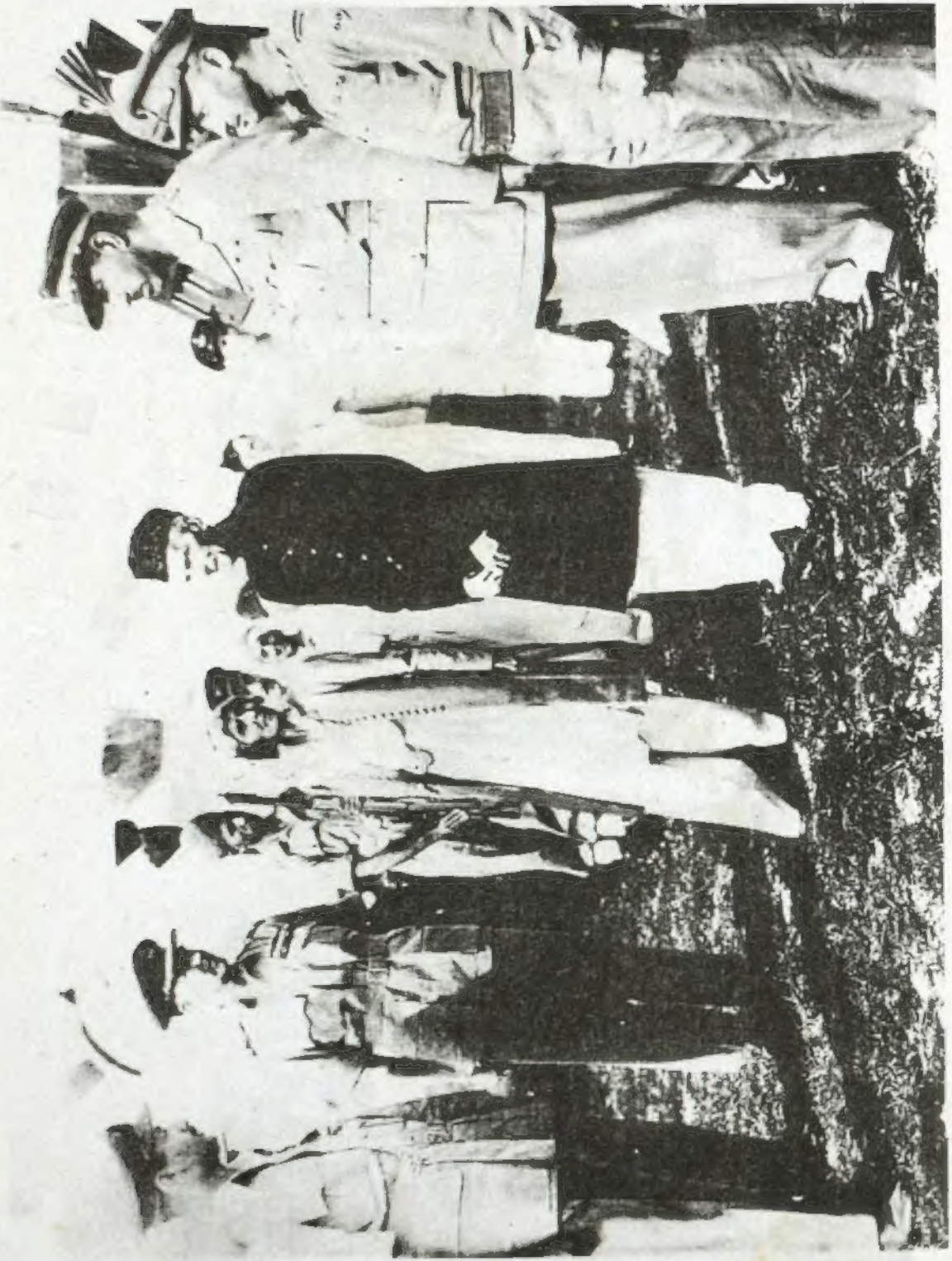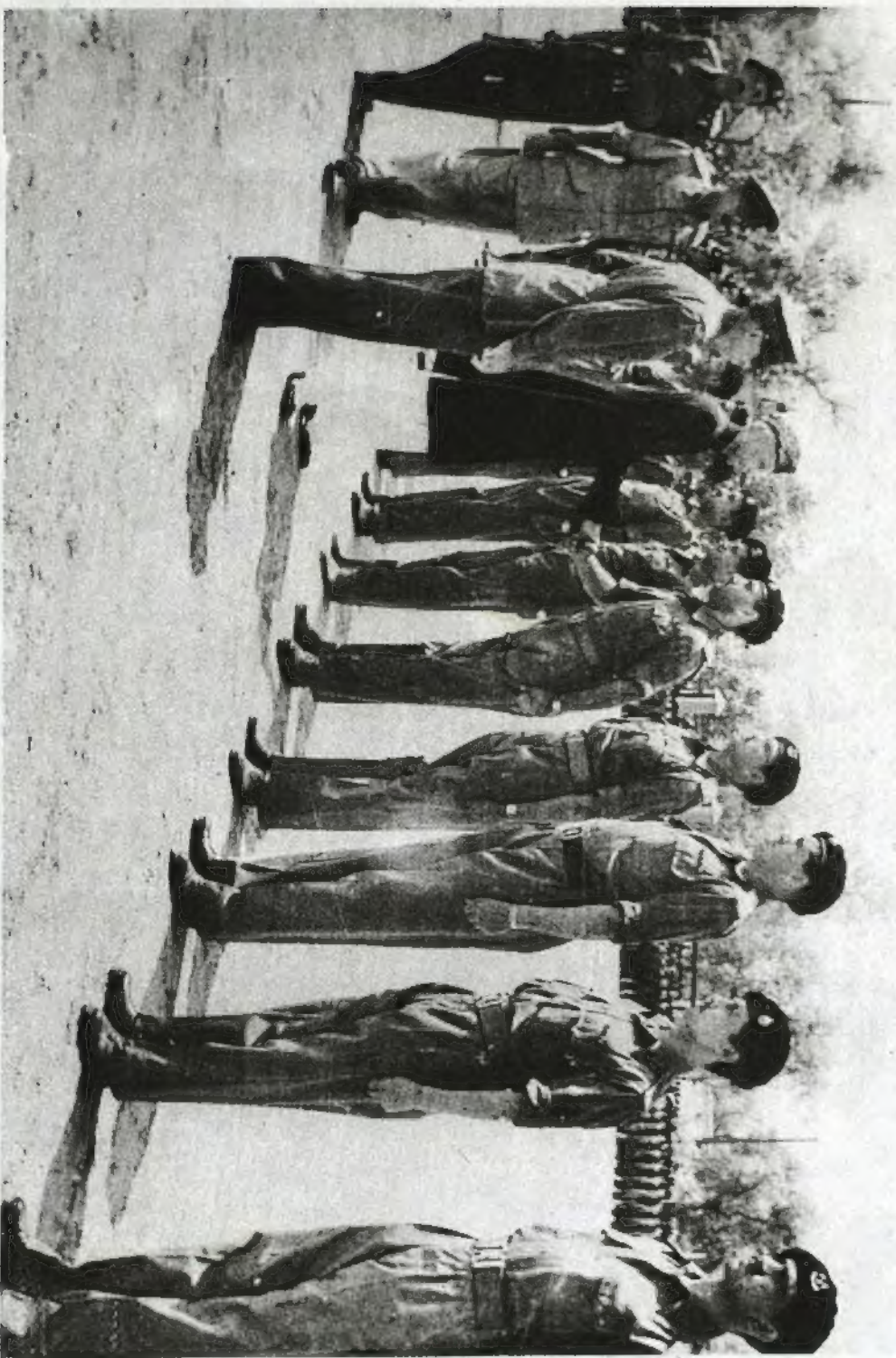
قائداعظم بکتر بند دستوں کے افسروں سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ (نوشہرہ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)